الخصائص الکبریٰ
فی معجزات خیر الوریٰ
امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم حضرت مفتی سید غلام معین الدین نعیمی
مکتبہ اعلیٰ حضرت

لکڑی کے ٹکڑے پر کندہ کعبۃ اللہ شریف کی تقریباً ایک ہزار سال پرانی تصویر کا عکس

Kábatullah's almost 1000 years Old Picture,
Engraved on Wooden Piece.

الخصائص الکبریٰ

فی معجزات خیر الوریٰ

المسمّٰی بہ

النعمۃ العظمیٰ

فی ترجمۃ الخصائص الکبریٰ

جلد دوم

مصنف

عبدالرحمن بن ابی بکر المعروف امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

حضرت مفتی سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور

042-7247301-0300-8842540

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موضوع کتاب	سیرتِ رسول ﷺ وبیان معجزات
نام کتاب	الخصائص الکبریٰ فی معجزاتِ خیر الوریٰ
نام اردو ترجمہ	النعمۃ العظمیٰ فی ترجمۃ الخصائص الکبریٰ
نام مصنف	عبدالرحمٰن بن ابی بکر المعروف امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ
نام مترجم	حضرت الحاج مفتی سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
مقدمہ	حضرت علامہ شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
نظر ثانی (جلد دوم)	مولانا اطہر نعیمی دامت برکاتہم العالیہ
پروف ریڈنگ اردو	حافظ احمد رضا عطاری دامت برکاتہم العالیہ
تصحیح عربی عبارات	حافظ شاہد اقبال دامت برکاتہم العالیہ
کمپوزنگ جدید	سبحان گرافکس اینڈ کمپوزنگ سنٹر لاہور
سن اشاعت	(بارِ سوم) جمادی الثانی 1426 ہجری بمطابق 2006ء
صفحات	624
ہدیہ مکمل سیٹ	1200 روپے
ناشر	مکتبہ اعلیٰ حضرت

مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور۔

042-7247301-0300-8842540

E-MAIL: maktabaalahazrat@hotmail.com

Our books are also available at:

MAKTABA ALA HAZRAT

Darbar Market, Lahore

PATH TO KNOWLEDGE

706-Alam Rock Road, Birmingham

UK B8 3ND

Phone: 01213273563

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی حَبِیۡبِہِ الۡکَرِیۡم ط

حضور ﷺ کا مکتوبِ گرامی اور قیصرِ روم

بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ (شاہ فارس) قیصر (شاہ روم) نجاشی (شاہ حبشہ) اور تمام دنیاوی سربراہوں کے نام مکتوبات شریف روانہ کئے اور اللہ عزوجل کی طرف سے دعوت دی۔ یہ نجاشی شاہ حبشہ وہ نہیں ہے جس کی حضور ﷺ نے (غائبانہ) نماز جنازہ پڑھی تھی۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے "المصنف" میں فرمایا ہے کہ ہم سے حاتم بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے یعقوب رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے جعفر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے چار افراد کو چار بادشاہوں کی طرف روانہ کیا۔ ایک شخص کو کسریٰ کی طرف' ایک شخص کو قیصر کی طرف' ایک شخص کو مقوقش کی طرف اور عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو نجاشی کی طرف بھیجا تو ان میں سے ہر شخص نے اسی زبان میں گفتگو کی جس زبان والوں کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بریدہ' زہری' یزید بن رومان اور شعبی رحمہم اللہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے چند افراد کو چند بادشاہوں کی طرف بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اللہ عزوجل کی عبادت کی انہیں دعوت دیں تو ان قاصدوں میں سے ہر شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اسی زبان میں گفتگو کرتا تھا جس زبان والوں کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔ جب اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بندگان خدا کے بارے میں جو اللہ عزوجل کا حق ان کے ذمہ واجب تھا۔ یہ امر اس سے اعظم ہے۔

قیصرِ روم اور مکتوبِ گرامی

وہ نشانیاں جو قیصر روم کی جانب مکتوب گرامی بھیجنے کے ضمن میں واقع ہوئیں۔ شیخین رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ جس زمانے میں رسول اللہ ﷺ نے (صلح حدیبیہ کے بعد) قریش کو مہلت دی تھی اور قریش کا ایک قافلہ بغرض تجارت شام گیا تھا۔ اسی زمانے میں حضور ﷺ کا مکتوب گرامی ہرقل کے نام پہنچا جس پر ہرقل نے قریش

کے قافلے والوں کو بلوایا۔ ان میں ابوسفیان ؓ بھی تھے جب قریش کے قافلے کے لوگ ہرقل کے پاس ایلیا میں پہنچے اور ان کو ہرقل نے اپنی مجلس میں بٹھایا۔ قیصر کے چاروں طرف روم کے بڑے بڑے سردار بیٹھے تھے۔ اس کے بعد ترجمان کے ذریعہ ان کو مخاطب کر کے پوچھا کہ تم میں سے کون شخص نسب کے اعتبار سے اس شخص کے زیادہ قریب ہے جس نے نبوت کا اظہار کیا ہے۔ ابوسفیان ؓ نے بتایا کہ میں نے جواب دیا کہ میں از روئے نسب ان سے زیادہ قریب ہوں۔

اس پر ہرقل نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ ابوسفیان ؓ کو میرے قریب کر دو اور اس کے پیچھے اس کے ساتھیوں کو کر دو اور اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے کہو کہ ہم نبی مکرم ﷺ کے حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ابوسفیان ؓ کوئی جھوٹی بات کہے تو تم فوراً جھٹلا دینا۔ ابوسفیان ؓ نے بیان کیا کہ اگر مجھے اس بات کا خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے جھوٹا سمجھیں گے تو میں یقیناً حضور ﷺ کے بارے میں جھوٹ کہتا مجھے برملا جھوٹا کہنے سے شرم وحیا آئی۔

ابوسفیان ؓ نے بیان کیا کہ ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جو بات سب سے پہلے مجھ سے پوچھی تھی، یہ تھی کہ ان کا نسب تمہارے درمیان کیا ہے؟

میں نے جواب دیا وہ ہم میں صاحب حسب ونسب ہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا کبھی تم میں کسی نے ان سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔

پوچھا کیا ان کے آباؤ اجداد میں بادشاہت رہی ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں؟

کیا بڑے بڑے لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں یا کمزور ضعیف لوگ؟ میں نے کہا نہیں بلکہ کمزور ضعیف لوگ اتباع کرتے ہیں۔

اس نے پوچھا کہ کیا ان کی تعداد روز بڑھتی جاتی ہے یا کم ہوتی جاتی ہے؟ میں نے کہا نہیں بلکہ روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

اس نے پوچھا کہ ان میں سے کوئی شخص ان کے دین سے ناراض ہو کر ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد برگشتہ اور مرتد ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔

اس نے پوچھا کیا ان کے اظہار نبوت سے پہلے تم لوگ ان کو جھوٹا جانتے تھے؟ میں نے کہا کہ نہیں؟ اس نے پوچھا۔ کیا اس نے کبھی عہد شکنی اور بیوفائی کی ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں؟

البتہ اب ہم ایک عرصے سے نہیں جانتے کہ وہ اس زمانہ میں کیا کرتے ہیں۔ ابوسفیان ؓ کہتے ہیں کہ سارے مکالمے میں اس قدر اضافہ کے کہیں کچھ بڑھانے کا موقعہ نہ مل سکا۔

پھر ہرقل نے پوچھا کیا تم نے ان سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا

ان سے تمہاری جنگ میں کیا حالت رہی؟ میں نے کہا ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کی صورت پانی کے ڈول کی مانند رہی' کبھی ہم ڈول سے پانی بھر لیتے اور کبھی وہ۔

(مطلب یہ کہ کبھی ہم غالب ہو جاتے اور کبھی وہ غالب آ جاتے تھے)

اس نے پوچھا وہ تمہیں کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور جو کچھ تمہارے ماں باپ کہتے رہے ہیں اسے چھوڑ دو اور ہمیں نماز پڑھنے' زکوٰۃ دینے' سچ بولنے' پاکباز رہنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

یہ سن کر اس نے ترجمان سے کہا کہ انہیں بتاؤ کہ میں نے جو ان کے نسب کے بارے میں تم سے پوچھا اور تم نے کہا کہ وہ صاحب حسب ونسب ہیں تو انبیاء و مرسلین علیہم السلام اپنی قوم میں صاحب نسب ہی ہوا کرتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کسی نے ان سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو تم نے جواب دیا کہ نہیں۔ اگر ایسی بات ہوتی کہ کسی نے ان سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اپنے سے پہلے کی پیروی کرتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا ان کے آباؤ واجداد میں کوئی بادشاہ ہوا ہے' تم نے جواب دیا کہ نہیں۔ اگر ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اپنے باپ کا ملک چاہتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم اسے اس سے پہلے جھوٹا جانتے تھے؟ تم نے کہا کہ نہیں۔ تو میں نے جان لیا کہ جو شخص لوگوں سے جھوٹی بات کہنے سے ڈرتا ہے۔ وہ اللہ ﷻ پر جھوٹ کی نسبت کیسے کر سکتا ہے؟ اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ بڑے بڑے لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں یا کمزور ضعیف لوگ؟ تو تم نے جواب دیا کہ کمزور لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں تو انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے متبعین کمزور لوگ ہی ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ متبعین کی تعداد بڑھتی جاتی ہے یا کم ہوتی جاتی ہے۔ تم نے جواب دیا کہ بڑھتی جاتی ہے تو ایمان کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مکمل ہو جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کوئی ان کے دین سے ناراض ہو کر منحرف اور مرتد ہوا ہے جب کہ اس نے ان کے دین کو قبول کر لیا ہو۔ تو تم نے جواب دیا کہ نہیں تو ایمان کا یہی حال ہے جس وقت ایمان دل کی گہرائیوں میں سما جاتا ہے تو پھر ایمان کو وہ نہیں چھوڑتا اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا وہ عہد شکنی کرتے اور بیوفائی کرتے ہیں اور تم نے جواب دیا کہ نہیں تو انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ عہد شکنی اور بے وفائی نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ وہ تمہیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو تم نے جواب دیا کہ وہ حکم دیتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو

شریک نہ ٹھہراؤ اور بتوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور نماز پڑھنے' سچ بولنے' پاکباز رہنے کا حکم دیتے ہیں۔

اب اگر تمہارا کہنا یہ صحیح ہے تو بہت جلد وہ میرے تخت پر قبضہ کر کے ملک کے مالک بن جائیں گے اور میں جانتا تھا کہ اس نبی کا ظہور ہونے والا ہے لیکن ہمیں یہ گمان نہ تھا کہ وہ نبی تم لوگوں میں سے ہوگا۔ کاش کہ میرے راستے میں یہ لوگ حائل نہ ہوتے تو میں ان کے قدموں کو دھوتا۔ اس کے بعد ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کے اس مکتوب گرامی کو پڑھوا کر سنا۔ جسے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ عظیم بصری کی خدمت میں جو کہ مدینہ طیبہ اور دمشق کے درمیان ایک شہر کا نام ہے' لائے تھے۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے وہ مکتوب گرامی ہرقل کو دیا اور اس نے اسے پڑھا اس میں لکھا تھا کہ:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم- محمد ﷺ اللہ عزوجل کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے ہرقل شاہ روم کے نام۔ سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ امابعد میں تمہیں دین اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام قبول کرلو گے تو سلامت رہو گے اور اللہ عزوجل تمہیں دونا اجر دے گا اور اگر تم نے منہ پھیرا تو تمام منہ پھیرنے والوں کا وبال تم پر ہے اور اے اہل کتاب اس کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔ وہ یہ کہ اللہ عزوجل کے سوا ہم کسی کو نہ پوجیں اور نہ اس کا کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ اللہ عزوجل کے سوا کسی کو فریادرس بنائیں۔ اب اگر تم اعراض کرو تو سن لو کہ ہم تمہیں گواہ بناتے ہیں کہ ہم سب مسلمان ہیں۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس تمام گفتگو اور حضور ﷺ کے مکتوب گرامی کے پڑھنے کے بعد اس کی مجلس میں شور برپا ہوگیا اور آوازیں بلند ہونے لگیں اور ہم لوگوں کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ اس وقت میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ''ابن ابی کبشہ'' کا معاملہ یقیناً بہت بڑھ گیا ہے اور بنی اصفر (یعنی روم) کا بادشاہ بھی ان سے ڈرتا ہے۔ اس کے بعد ہم یقینی طور سے جاننے لگے کہ وہ (حضور ﷺ) ضرور غالب ہو کر رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مجھے اسلام میں داخل کر دیا۔

ایلیا کا حکم

ابن ناطور' ایلیا کا حاکم تھا اور ہرقل شام کے نصاری کا اسقف[1] تھا۔ ابن ناطور کا بیان ہے کہ ہرقل جب ایلیا میں آیا تو اس نے بڑی ناگواری کی حالت میں صبح کی یہ دیکھ کر چند بطریقوں[2]

ا۔ اسقف پادری کو کہتے ہیں۔ ۲۔ بطریق بھی عیسائیوں کا پیشوا ہوتا ہے۔

نے پوچھا کہ کس بات نے تمہارا دل ناخوش کر دیا ہے؟ ابن ناطور نے کہا کہ چونکہ ہرقل ستاروں کی رفتار دیکھا کرتا تھا۔ جب لوگوں نے اس سے ناخوشی کی بابت پوچھا۔

تو اس نے کہا کہ آج رات میں نے ستاروں کے درمیان ''ملک الختان'' کو دیکھا ہے کہ اس کا طلوع ہو گیا ہے تو اس زمانے میں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہود کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا ہے اور یہودیوں سے تمہیں ڈرنا نہیں چاہئے بلکہ اپنے علاقہ کے تمام شہروں کے حاکموں کو لکھ دینا چاہئے کہ ان کے شہروں میں جتنے یہودی ہوں سب کو قتل کر دیں۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ غسان بادشاہ کا بھیجا ہوا ایک شخص ہرقل کے پاس لایا گیا جسے ملک غسان نے رسول اللہ ﷺ کے ظہور کی خبر پہنچانے کے لئے ہرقل کے پاس بھیجا تھا۔ جب اس نے ہرقل کو حضور ﷺ کی بابت خبر پہنچا دی تو ہرقل نے کہا اس شخص کو لے جا کر دیکھو کہ یہ ختنہ کیا ہوا ہے یا نہیں؟ جب لوگوں نے اس شخص کو لے جا کر دیکھا تو آ کر کہا کہ یہ ختنہ کئے ہوئے ہے اور اس سے عرب کے بارے میں پوچھا تو اس شخص نے بتایا کہ تمام اہل عرب ختنہ کراتے ہیں۔ اس پر ہرقل نے کہا کہ عرب میں ظاہر ہونے والا نبی اس امت کا بادشاہ ہے۔ اس کے بعد ہرقل نے رومیہ کے حاکم کے نام خط لکھا (جو کہ علم میں ہرقل کے ہم پلہ تھا) اور حمص کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابھی وہ حمص پہنچا نہ تھا کہ رومیہ کے حاکم کا جواب اسے مل گیا۔ جس میں اس نے نبی کریم ﷺ کے ظہور کے بارے میں ہرقل کی رائے سے موافقت کی تھی۔

اس نے جواب میں لکھا کہ وہ یقیناً نبی ہیں' اس کے بعد ہرقل نے حمص کے محل میں روم کے بڑے بڑے لوگوں کو طلب کیا جب وہ جمع ہو گئے تو دربانوں کو حکم دیا کہ محل کے دراوازوں کو بند کر دیں (تا کہ کوئی جا آ نہ سکے) اس کے بعد وہ فوراً ان کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ

اے سرداران روم! کیا میں تمہیں رشد وفلاح کی بات نہ بتاؤں اور وہ بات جس سے تمہارا ملک محفوظ رہے نہ بتاؤں؟ وہ بات یہ ہے کہ تم سب اس نبی مکرم ﷺ کا اتباع کر لو۔ یہ سن کر وہ تمام لوگ جنگلی گدھوں کی طرح دولتیاں مارتے ہوئے چلے جانے کے لئے دروازوں کی طرف بھاگے مگر انہوں نے دروازوں کو بند پایا۔ ہرقل نے جب ان کی نفرت و بیزاری کا عالم دیکھا تو وہ ان کے قبول ایمان سے مایوس ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم سب میرے پاس آؤ اور اس نے ان سے کہا کہ میں نے یہ بات تم سے اس لئے کہی تھی کہ یہ معلوم کر سکوں کہ تمہارا دین پر اعتقاد کتنا پختہ ہے۔ مجھ کو معلوم ہو گیا اور یہ بات میں نے دیکھ لی۔ یہ سن کر وہ سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور اس سے راضی ہو گئے۔ ہرقل کی یہ حالت اس کے آخر وقت تک رہی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ابوسفیان ؓ تجارت کی غرض سے شام گئے تو ان کے پاس قیصر کا قاصد آیا اور بلا کر لے گیا۔ قیصر نے کہا تم مجھے اس شخص کا حال بتاؤ جس نے تمہاری قوم میں ظہور فرمایا ہے کیا وہ تم پر ہمیشہ غالب آتے ہیں؟ ابوسفیان ؓ نے جواب دیا وہ ہم پر اس وقت غالب آ جاتے تھے جب میں ان میں موجود نہ ہوتا تھا۔ قیصر نے پوچھا تم انہیں کاذب جانتے ہو یا صادق۔ ابوسفیان ؓ نے کہا کہ ہم انہیں کاذب جانتے ہیں۔ قیصر نے کہا کہ ایسا نہ کہو اس لئے کہ کذب کے ساتھ کوئی شخص غالب نہیں آ سکتا۔ اگر وہ تم میں نبی ہیں تو تم انہیں قتل نہ کرنا کیونکہ نبیوں کا قتل کرنا یہود ہی کا شیوہ ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن شداد ؓ سے روایت کی کہ ابوسفیان ؓ نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کا جس دن سب سے پہلے مجھ پر رعب طاری ہوا وہ ایک عظیم دن تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ قیصر نے اپنی مملکت وسلطنت کے باوجود مجھ سے اپنی مجلس میں اس انداز سے گفتگو کی کہ نبی ﷺ کے مکتوب گرامی جو اس کے پاس آیا تھا۔ اس کی ہیبت سے قیصر کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ میں نے جب اسے اس حال میں دیکھا تو میں نبی کریم ﷺ کی وجاہت سے مرعوب ہو گیا یہاں تک کہ میں اسلام لے آیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ مجھ سے زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے اس نصرانی پادری نے بیان کیا کہ جو کہ اس وقت وہاں موجود تھا جب کہ حضرت دحیہ کلبی ؓ ہرقل کے پاس رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر آئے تھے۔ اس مکتوب میں تحریر تھا کہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ یہ خط محمد الرسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہرقل عظیم روم کے نام۔ سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اما بعد تم اسلام لے آؤ۔ سلامت رہو گے اور اللہ ﷻ تمہیں دونا اجر عطا فرمائے گا اور اگر تم نے انکار کیا تو انکار کرنے والوں کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔"

جب ہرقل نے مکتوب گرامی پڑھ لیا تو اس نے خط کو اپنے سامنے رانوں میں رکھ لیا۔ اس کے بعد رومیہ کے ایک شخص کے نام خط لکھا (جو عبرانی کے سوا کچھ پڑھا لکھا نہ تھا) اور حضور اکرم ﷺ کے مکتوب گرامی کے بارے میں مشورہ کیا اور اس نے جواب میں لکھا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے تھے۔ ان کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے لہٰذا تم ان کی پیروی کرو۔ پھر اس نے روم کے سرداروں کو جمع کرنے کا حکم دیا جب وہ سب اس کے محل میں جمع ہو گئے تو اس نے دربانوں کو دروازہ بند کرنے کا حکم دیا اور وہ ان کے پاس بالاخانے پر ڈرتے ڈرتے آیا اور اس نے کہا کہ

اسے سرداران روم! میرے پاس احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا مکتوب گرامی آیا ہے۔ خدا کی قسم یہ وہی نبی ہیں جن کا ہم انتظار کرتے تھے اور اپنی کتابوں میں ان کا ذکر پاتے ہیں اور ہم ان کو علامتوں سے جانتے ہیں کہ یہی زمانہ ان کے ظہور کا ہے۔ اب اگر تم اسلام قبول کر کے ان کی پیروی اختیار کرلو گے تو تمہاری آخرت اور تمہاری دنیا دونوں سلامت رہیں گی۔ یہ تقریر سن کر ان لوگوں نے غضب ونفرت کا اظہار کیا اور محل سرا کے دراز وں کی طرف چلے مگر انہیں بند پایا۔ یہ صورتحال دیکھ کر ہرقل ڈرا اور کہا کہ انہیں میرے پاس واپس لاؤ۔ جب وہ آئے تو اس نے ان سے کہا کہ

اے رومیو! میں نے تم سے جو بات کہی ہے وہ تمہیں آزمانے کے لئے تھی کہ دیکھوں تم میں اپنے دین کی پختگی کیسی ہے۔ میں نے تمہاری یہ کیفیت دیکھ کر خوشی محسوس کی ہے۔ یہ سن کر سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے۔ اس کے بعد دروازہ کھولا گیا اور وہ محل سراء سے نکل کر چلے گئے۔

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے نامہ بر تھے

بزار وابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے روم کے بادشاہ قیصر کی طرف مکتوب گرامی کے ساتھ بھیجا۔ میں نے وہاں پہنچ کر مکتوب گرامی پیش کرنے کیلئے دربار میں جانے کی اجازت مانگی تو حاجب نے قیصر سے جا کر کہا کہ دروازہ پر ایک شخص کھڑا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں اللہ عزوجل کے رسول ﷺ کا قاصد ہوں۔ یہ سن کر درباری گھبرا اٹھے۔ قیصر نے کہا کہ اس قاصد کو لے کر آؤ تو میں اس کے پاس پہنچا۔ اس کے پاس بکثرت بطریق (پادری) بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے قیصر کو حضور ﷺ کا مکتوب گرامی دیا اور وہ اس کے سامنے پڑھا گیا۔ اس میں لکھا تھا کہ

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' محمد الرسول اللہ ﷺ کی جانب سے قیصر صاحب روم کے نام۔ یہ سن کر قیصر کا بھتیجا جو سرخ رنگ، نیلی وچشم اور دراز بالوں والا شخص تھا۔ بولا فی الحال اس خط کو نہ پڑھا جائے چونکہ اس خط کی ابتدا اپنے آپ سے کی گئی اور صاحب روم لکھا ہے (مطلب یہ کہ حضور ﷺ نے اپنے نام سے خط کو شروع کیا ہے۔ دوسرا قیصر کو صاحب روم لکھا ہے۔ قیصر بادشاہ روم وغیرہ نہیں لکھا ہے) حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکتوب گرامی پڑھا گیا یہاں تک کہ پورا خط اس نے سنا۔ اس کے بعد قیصر نے دربار برخاست کرنے کا حکم دیا اور سب لوگ اس کے پاس سے چلے گئے۔ اس کے بعد اس نے میرے پاس کسی کو بھیجا اور میں اس کے پاس پہنچا اور اس نے مجھ سے پوچھا اور میں نے حضور ﷺ کا سارا حال بیان کیا پھر اس نے کسی کو اسقف (پادری) کو بلانے بھیجا اور وہ اس کے پاس آیا۔ یہ

اسقف ملک شام کا تھا۔ اس کی بات اور اس کی رائے سے لوگ منہ نہ پھیرا کرتے تھے۔ جب اس نے مکتوب گرامی کو پڑھا تو بے ساختہ کہا۔

خدا کی قسم یہ وہی نبی ہیں جس کی بشارت حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہ السلام نے ہمیں دی ہے۔ واللہ یہ وہی نبی ہیں جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام نے دی اور ہم تو اس کا انتظار کر رہے تھے۔ قیصر نے پوچھا اب میرے لئے تمہارا کیا حکم ہے؟

اسقف نے کہا جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کی پیروی اختیار کرتا ہوں۔ یہ سن کر قیصر نے کہا کہ بلاشبہ میں بھی ایسا ہی جانتا ہوں لیکن میں ایسا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اگر میں نے اتباع قبول کی تو میری حکومت جاتی رہے گی اور اہل روم مجھے قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد قیصر نے کسی کو بھیجا کہ اہل عرب موجود ہوں تو تلاش کر کے لائیں۔ اس زمانہ میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے شام گئے ہوئے تھے۔ وہ ایلچی انہیں لایا اور قیصر کے روبرو پیش کیا اور قیصر نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں ان سے سوالات کئے۔

چنانچہ اس نے پوچھا مجھے اس شخص کے بارے میں حالات بتاؤ جو تمہاری سرزمین میں ظاہر ہوا ہے' وہ کون ہیں؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ جوان ہیں؟

قیصر نے پوچھا ان کا حسب و نسب کیا ہے؟ کہا کہ وہ ہم میں صاحب حسب و نسب ہیں۔ اس بارے میں ان پر کسی کو فوقیت نہیں دی جا سکتی۔

قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی نشانی ہے۔ پوچھا کون لوگ ان کا اتباع کرتے ہیں؟ کہا جوان اور کم عقل لوگ!

قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی شان ہے۔ کیا تم نے دیکھا ہے کہ کوئی تم سے جدا ہو کر ان کے دین میں داخل ہوا اور وہ پھر تمہاری طرف لوٹ کر آیا ہو؟ کہا نہیں۔

قیصر نے کہا کہ نبوت کی پھر یہی پہچان ہے۔ پوچھا کیا تم نے دیکھا ہے کہ ان کے اصحاب میں سے کوئی تمہاری طرف آتا ہے پھر وہ انہیں کی طرف واپس چلا جاتا ہے؟

کہا ہاں۔ قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی علامت ہے۔ پوچھا جب وہ اور ان کے اصحاب جنگ کرتے ہیں تو کیا کبھی انہیں پشت پھیرنے کا بھی اتفاق ہوا ہے؟ کہا کہ ہاں قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی شان ہے۔

اس کے بعد دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیصر نے مجھے بلایا اور کہا کہ مجھے تمہارے آقا کے بارے میں معلوم ہوا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ وہ نبی ہیں لیکن میں اپنی حکومت کو نہیں چھوڑ

سکتا۔ اس کے بعد اس نے مکتوب گرامی کو لیا اور اپنے سر پر رکھا اور اسے بوسہ دیا اور دیبا و حریر کے کپڑے میں لپیٹ کر صندوقچہ میں محفوظ کر دیا۔

لیکن اس اسقف کا حال یہ ہوا کہ ہر اتوار کے دن نصاریٰ اس کے پاس جمع ہوتے تھے۔ وہ آتا اور انہیں وعظ و نصیحت کرتا پھر وہ عبادت خانے میں چلا جاتا اور دوسرے اتوار تک وہیں رہتا۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے پاس پہنچا اور وہ مجھ سے دین اسلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتا رہتا تھا۔ اس کے بعد جب بھی اتوار کا دن آتا لوگ جمع ہو کر اس کے برآمد ہونے کا انتظار کرتے مگر وہ نہ نکلتا اور عذر کر دیتا کہ میں بیمار ہوں۔ ایسا اس نے کئی مرتبہ کیا۔ بالآخر ایک مرتبہ جب وہ لوگ آئے اور انہوں نے کسی کے ذریعہ کہلوایا کہ تمہیں ضرور ہمارے روبرو آنا چاہیئے ورنہ ہم سب تمہارے پاس پہنچ جائیں گے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ جب سے عربی شخص (حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ) آیا ہے تم نے نکلنے سے انکار کر دیا ہے۔

حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اسقف نے مجھے بلا کر کہا کہ تم اپنے آقا کے دربار میں جاؤ اور ان سے میرا اسلام عرض کر کے بتانا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس کے بعد وہ نصرانیوں کے روبرو گیا اور نصرانیوں نے اسے شہید کر دیا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہرقل نے اپنے بطریقوں اور سرداروں کو جمع کیا اور ایسی بلند جگہ پر بیٹھا جہاں ان میں سے کوئی اس کے پاس نہ پہنچ سکتا تھا۔ پھر محل کے دربانوں کو حکم دیا کہ تمام دروازے بند کر دیئے جائیں۔ اس کے بعد ان کو مخاطب کیا اور کہا کہ یہ وہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تم کو دی تھی تو تم ان کا اتباع کرو اور ان پر ایمان لاؤ۔ یہ سن کر وہ سب کے سب یک زبان ہو کر انکار کرنے لگے اور دروازے کی طرف بھاگے مگر ان کو بند پایا اور ان کے ہاتھ قیصر تک نہ پہنچ سکتے تھے۔ جب ہرقل نے یہ کیفیت دیکھی تو کہنے لگا۔

بیٹھ جاؤ میں تمہارا امتحان لیتا تھا۔ چونکہ میں ڈرتا تھا کہ کہیں تم اپنے دین میں فریب نہ دو۔ اب جو کچھ میں نے تمہارا حال دیکھا ہے۔ میں اس سے بہت خوش ہوا ہوں۔ یہ سن کر ہرقل کے ایک قاضی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس پر ان نصرانیوں نے اسے پکڑ لیا اور خوب زدوکوب کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اسے شہید کر دیا۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے

کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صاحب روم (ہرقل) کے نام اس طرح خط لکھا کہ

"من محمدالرسول الله الی هرقل صاحب الروم" جب ہرقل نے اس مکتوب گرامی کو پڑھا تو اس کا بھائی کھڑا ہوگیا اور اس نے کہا کہ اس خط کو نہ پڑھو کیونکہ خط بھیجنے والے نے تم سے پہلے اپنے نام سے خط کو شروع کیا اور تم کو بادشاہ نہیں لکھا ہے بلکہ صاحب روم لکھا ہے۔ یہ سن کر ہرقل نے کہا کہ اگر انہوں نے اپنے نام سے خط شروع کیا تو کیا مضائقہ ہے۔

لکھنے والا تو وہی ہے جس نے میری طرف خط بھیجا ہے اور اگر مجھے صاحب روم لکھا ہے تو بھی کیا حرج ہے۔ یقیناً میں ہی صاحب روم ہوں اور رومیوں کے لئے میرے سوا کوئی صاحب نہیں ہے۔ پھر اس نے پورے خط کو پڑھا اور وہ پسینہ پسینہ ہوگیا۔ لرزنے اور کانپنے لگا۔ اس نے پوچھا اس علاقہ میں کوئی اس شخص کو جاننے والا ہے؟ پھر اس نے ابوسفیان ؓ کے پاس کسی کو بھیجا اور ان سے پوچھا کیا تم ان کو جانتے ہو؟ ابوسفیان ؓ نے کہا کہ ہاں؟

قیصر نے پوچھا تم میں ان کا نسب کیسا ہے؟ کہا کہ ہم میں ان کا نسب عالی اور بلند ہے۔

اس نے پوچھا تمہاری بستی میں ان کا گھر کس جگہ ہے؟ کہا کہ ہماری بستی کے درمیان میں ہے۔ ہرقل نے کہا کہ یہی ان کی نشانی ہے۔ اس کے بعد وہ پوری حدیث بیان کی جو پہلے گزری جس میں اسقف کے شہید ہونے کا تذکرہ ہے۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن المسیب ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب قیصر نے رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھا تو کہنے لگا کہ یہ خط ایسا ہے کہ میں نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے بعد کوئی خط ایسا نہیں پڑھا۔ پھر اس نے ابوسفیان اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کو بلایا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی شان مبارک کے سلسلے میں کچھ سوالات کئے اور ان دونوں نے اسے بتایا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا۔ وہ ضرور میری مملکت پر قبضہ کرلیں گے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "المعرفہ" میں حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو میرے خط کو "طاغیۂ روم" کے پاس لے جائے اور اس کے لئے جنت ہو۔ یہ سن کر انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اس کا نام عبیداللہ بن عبدالخالق ؓ تھا۔ اس نے عرض کیا۔ میں حاضر ہوں تو وہ نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ طاغی میں پہنچا اور کہا کہ میں رب العالمین کے رسول کا قاصد ہوں تو انہیں طاغی روم کے پاس پہنچنے کی اجازت ملی اور وہ اس کے روبرو گئے اور طاغیہ روم نے جان لیا کہ وہ امر حق کو نبی مرسل کے دربار سے لایا ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی اسے دیا۔

پھراس نے اپنے پاس اہل روم کو جمع کیا اوران کو یہ خط پیش کیا تو ان سب نے اس لائے ہوئے خط کو بُرا جانا لیکن ان میں سے ایک شخص حضور ﷺ پر ایمان لایا اسے ان لوگوں نے ایمان لاتے ہی قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ قاصد نبی کریم ﷺ کے پاس پلٹ آیا اور قاصد نے طاغی کا حال اوراس ایمان لانے والے شخص کے قتل کیے جانے کا حال سب بیان کیا۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اس شخص کو اللہ ﷻ اس قتل کیے جانے کی بنا پر امت واحدہ کر کے اٹھائے گا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت دحیہ کلبی ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے شاہ روم کی طرف اپنا مکتوب گرامی دے کر روانہ کیا اور وہ اس وقت دمشق میں تھا تو میں نے پہنچ کر اسے حضور ﷺ کا مکتوب گرامی دیا اور اس نے اس کی مہر کو توڑا اور اسے مسند پر رکھا جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔ پھراس نے منادی کرائی اور تمام بطریق (پادری) اوراشراف قوم جمع ہوئے اور اس کے لئے تکیہ پر تکیہ رکھا گیا کیونکہ فارس و روم میں یہ طریقہ رائج تھا۔ اس وقت تک منبر نہیں بنائے گئے تھے۔ اس کے بعد اس نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا کہ

یہ خط اس نبی کا ﷺ ہے جس کی بشارت حضرت مسیح علیہ السلام نے ہمیں دی تھی کہ وہ حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا تو ان سب نے سرکشی اور انکار کا اظہار کیا۔ قیصر نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے سکون وقرار پکڑنے کا حکم دیا اور کہا کہ میں تمہیں آزمانا چاہتا تھا کہ تم نصرانیت کے کیسے مددگار ہو۔

حضرت دحیہ ؓ نے بیان کیا کہ ہرقل نے دوسرے دن پوشیدہ طور پر مجھے بلایا اور وہ مجھے بڑے کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے میں تین سو تیرہ تصویریں تھیں۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ انبیاء و مرسلین کی شبیہیں تھیں۔ ہرقل نے کہا کہ دیکھو ان میں تمہارا آقا کون ہے؟ تو میں نے ایک شبیہہ دیکھی گویا کہ نبی کریم ﷺ گفتگو فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ یہ ہیں۔ ہرقل نے کہا تم نے ٹھیک کہا پھر اس نے کہا کہ ان کی داہنی جانب کس کی شبیہہ ہے؟ میں نے کہا کہ یہ شخص آپ ہی کی قوم کا ہے اور ان کا نام ابوبکر صدیق ؓ ہے۔ اس نے پوچھا اور آپ کی بائیں جانب کس کی شبیہہ ہے؟ میں نے کہا کہ یہ بھی آپ ہی کی قوم کا ایک شخص ہے اور ان کا نام عمر بن الخطاب ؓ ہے۔

ہرقل نے کہا کہ ہم اپنی کتابوں میں ان دونوں کے بارے میں لکھا پاتے ہیں کہ ان دونوں صحابیوں کے ذریعہ اللہ ﷻ اپنے دین کو قوت دے گا۔ جب میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس آیا تو میں نے حضور ﷺ سے سارا حال عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سچ کہا کہ اللہ ﷻ میرے بعد اس دین کو ان دونوں کے ذریعہ قوت دے گا اور فتح دے گا۔

جبلہ بن ایہم غسانی کو دعوتِ اسلام

بیہقی و ابونعیم رحمہا اللہ نے حضرت ابوامامہ باہلی ﷺ سے انہوں نے ہشام بن العاص ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اور ایک قریشی شخص حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے زمانے میں ہرقل شاہ روم کی طرف گئے تاکہ ہم اسے اسلام کی دعوت دیں تو ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم دمشق جبلہ بن ایہم غسانی کے پاس گئے۔ جب ہم اس کے روبرو ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے ہماری طرف ایک قاصد بھیجا کہ وہ ہم سے گفتگو کرے۔ ہم نے کہا کہ ہم کسی قاصد سے بات نہ کریں گے۔ ہمیں بادشاہ کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اگر وہ اجازت دے تو ہم اسی سے بات کریں گے ورنہ ہم کسی قاصد سے بات نہ کریں گے۔ تو وہ قاصد اس کی طرف گیا اور اسے جا کے خبر دی پھر اس نے ہمیں اجازت دی اور ہشام ﷺ نے اس سے گفتگو کی اور اسے اسلام کی طرف بلایا۔ اس وقت اس کے جسم پر کالے کپڑے تھے۔

یہ دیکھ کر ہشام ﷺ نے اس سے پوچھا تیرے جسم پر یہ سیاہ کپڑے کیسے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں نے ان کپڑوں کو پہنتے وقت قسم کھائی ہے کہ میں ان کو نہ اتاروں گا جب تک کہ میں تم کو شام کے علاقے سے باہر نہ نکال دوں۔ ہم نے کہا کہ خدا کی قسم ہم تیرے اس بیٹھنے کی جگہ کو انشاء اللہ ﷻ تجھ سے ضرور لے لیں گے اور انشاء اللہ ﷻ ہم اس عظیم مملکت پر بھی ضرور قبضہ کر لیں گے کیونکہ ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں اس کی خبر دی ہے۔ جبلہ نے کہا کہ تم لوگ وہ نہیں ہو جو اس مملکت عظیم کو لے سکیں گے بلکہ وہ لوگ ایسے ہوں گے جو دن میں روزہ رکھیں گے اور رات میں افطار کریں گے۔ تم روزہ کہاں رکھتے ہو۔ جب ہم نے اس کو بتایا کہ وہ روزہ دار ہم ہی ہیں تو یہ سن کر اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور اس نے کہا کہ جاؤ اور ہمارے ساتھ ایک قاصد کو شاہ ہرقل کے پاس بھیجا اور ہم سواریوں پر سوار گردنوں میں تلوار آویزاں کئے بادشاہ کے محل تک پہنچ گئے۔ جب ہم نے محل کے نیچے اپنی سواریوں کو باندھا تو ہرقل ہمیں دیکھ رہا تھا۔ پھر ہم نے "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" کا نعرہ لگایا تو وہ غرفہ شق ہو گیا اور وہ ایسا ہو گیا کہ گویا انگور یا کھجور کی خالی شاخیں ہیں جسے ہوا ہلا رہی ہے۔ اس کے بعد ہم اس کے پاس پہنچ گئے۔

تو ہرقل نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ جس طرح تم آپس میں تحیت کرتے ہو مجھے تحیت کیوں نہ کی؟

اس پر ہم نے "السلام علیک" اس نے کہا کہ تم اپنے بادشاہ کی کس طرح تحیت کرتے ہو؟

ہم نے کہا کہ اسی کلمہ سے تحیت کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا وہ تمہیں کس طرح جواب دیتے ہیں ہم

نے کہا کہ اسی کلمہ سے یعنی وعلیکم السلام‘‘

اس نے پوچھا تمہارا اعظم کلام کیا ہے؟

ہم نے کہا ’’لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر‘‘ جب ہم نے اس کلمہ کو پڑھا تو وہ غرفہ شق ہو گیا یہاں تک کہ بادشاہ نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور اس نے کہا کہ اس کلمہ کو جب تم نے کہا تو یہ غرفہ شق ہو گیا۔ جب تم اس کلمہ کو اپنے گھروں میں کہتے ہو تو کیا تمہارے گھر بھی اسی طرح شق ہو جاتے ہیں۔

ہم نے کہا کہ نہیں۔ ہم نے اس کا اثر ایسا کبھی نہیں دیکھا جیسا کہ تمہارے روبرو دیکھا ہے۔

اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب تم اس کلمہ کو پڑھو تو ہر شئے تم پر پھٹ کر گر پڑے اور میری آدھی مملکت میرے قبضے سے نکل جائے۔

ہم نے پوچھا یہ کس لئے تم چاہتے ہو؟

اس نے کہا کہ اس لئے کہ یہ اس کلمہ کی شان سے زیادہ آسان ہے اور یہ کہ یہ کلمہ امر نبوت میں نہ ہو اور یہ بات انسانی حیلہ سے ہو۔

اس کے بعد اس نے ہم سے جو چاہا دریافت کیا اور ہم نے اسے جواب دیئے۔

پھر کہا کہ تمہاری نماز اور روزہ کس طرح کی عبادت ہے؟

ہم نے اس کا جواب دیا۔

پھر کہا جاؤ تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے اور اس نے عمدہ جگہ رہنے اور خوب مہمان نوازی کرنے کا حکم دیا اور ہم تین روز وہاں رہے پھر اس نے رات کے وقت ہمیں بلایا اور ہم اس کے پاس پہنچے تو اس نے ہماری باتوں کو دوبارہ سننا چاہتا تو ہم نے ان کا اعادہ کیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بڑا صندوقچہ منگایا جس پر طلائی کام کیا گیا تھا اور جس میں چھوٹے چھوٹے بہت سے خانے اور دروازے تھے تو اس نے انہیں ہمارے سامنے کھولا اور اس کے قفل کو کھولا۔ پھر اس نے سیاہ ریشمی کپڑا نکال کے پھیلایا۔

جب ہم نے اسے دیکھا تو اس پر سرخ رنگ کی شبیہہ تھی جس کی آنکھیں بڑی بڑی اور کان بڑے بڑے تھے اور اس کی گردن اتنی لمبی تھی کہ میں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور ابھی اس کی داڑھی نمودار ہوئی تھی اور ہم نے دو خوبصورت لٹیں دیکھیں کہ اللہ عزوجل نے اس سے زیادہ خوبصورت شاید کسی کو نہ پیدا کیا ہو۔ اس نے پوچھا کیا تم انہیں جانتے ہو؟

ہم نے کہا کہ نہیں۔

اس نے کہا کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی شبیہہ ہے۔ ہم نے دیکھا کہ دیگر انسانوں کی بہ نسبت ان کے بال زیادہ تھے۔

اس کے بعد اس نے دوسرا خانہ کھولا اور اس سے سیاہ رنگ کا ریشمی کپڑا نکالا ہم نے دیکھا کہ اس پر سفید رنگ کی شبیہہ ہے اور دیکھا کہ اس کے بال گھنگریالے ہیں اور آنکھیں سرخ ہیں۔ سر بڑا ہے اور داڑھی بہت خوبصورت ہے۔ اس نے پوچھا تم انہیں جانتے ہو؟

ہم نے کہا نہیں۔ بتایا کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی شبیہہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس سے سیاہ ریشمی کپڑا نکال کے پھیلایا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک نہایت گورے رنگ کے آدمی کی شبیہہ ہے۔ آنکھیں بڑی حسین ہیں۔ دونوں بھنویں ملی ہوئی ہیں۔ رخسار طویل ہیں اور داڑھی سفید ہے۔ گویا کہ وہ تبسم کر رہے تھے۔ اس نے پوچھا کیا تم ان کو جانتے ہو؟

ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی شبیہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس نے سیاہ ریشمی کپڑا کھول کے پھیلایا ہم نے دیکھا کہ اس پر خوبرو شبیہہ ہے اور وہ شبیہہ رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ اس نے پوچھا کیا تم انہیں جانتے ہو ہم نے کہا کہ ہاں! یہ محمد الرسول اللہ ﷺ کی شبیہہ ہے پھر وہ تعظیماً کھڑا ہوا اور بیٹھ گیا اور کہنے لگا خدا کی قسم کیا یہ یقیناً وہی ہیں؟ ہم نے کہا کہ ہاں یقیناً یہ وہی ہیں۔ پھر وہ کچھ دیر خاموش رہا۔ پھر بولا یہ خانہ آخری تھا۔ چونکہ میں نے عجلت کی کہ میں دیکھوں کہ تم جس کے قاصد بن کر آئے ہو اور جس کے دین کا پیغام لائے ہو کیا یہ دین اسی نبی مکرم ﷺ کا ہے۔ اب مزید خانے دکھاتا ہوں پھر اس نے ایک خانہ کھولا اور اس کے سیاہ ریشمی کپڑا کو نکال کے پھیلایا دیکھا کہ اس میں گندمی رنگ کی سیاہی مائل شبیہہ ہے اور بال پیچیدہ گھنگریالے ہیں۔ آنکھیں بیٹھی ہوئی تیز نظر ہیں۔ منہ بنائے ہوئے دانت ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ہونٹ سکڑے ہوئے ہیں۔ گویا کہ وہ غضب ناک ہیں۔

اس نے پوچھا انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شبیہہ ہے اور اس شبیہہ کے پہلو میں ایک اور تصویر تھی جو اس کے مشابہ تھی مگر فرق یہ تھا کہ اس کے سر پر چکنا پن تھا اور پیشانی چوڑی تھی اور آنکھوں میں میلان تھا۔

اس نے کہا کیا انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں کہا یہ حضرت لوط علیہ السلام کی شبیہہ ہے

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکال کے پھیلایا تو اس میں گندمی رنگ کی ایک شبیہہ تھی جس کے بال لٹکے ہوئے تھے اور میانہ قد تھا۔ گویا وہ غضب ناک تھا اس نے کہا کہ تم جانتے ہو یہ کون ہے

ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ اسماعیل علیہ السلام کی شبیہہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس سے سفید ریشمی جامہ نکالا تو اس میں سرخی مائل گورے رنگ' اونچی ناک کی شبیہہ دیکھی جس کے دونوں رخساروں پر گوشت کم تھا اور وہ خوبصورت تھی۔ اس نے پوچھا جانتے ہو یہ کس کی شبیہہ ہے۔

ہم نے کہا کہ نہیں۔ کہا یہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی شبیہہ ہے۔

پھر ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکالا دیکھا کہ اس میں حضرت اسحاق علیہ السلام کے مشابہ ایک شبیہہ تھی لیکن فرق یہ تھا کہ اس کے ہونٹ پر ایک تل تھا۔ اس نے کہا کہ اسے پہچانتے ہو۔

ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی شبیہہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سیاہ رنگ کا ریشمی جامہ نکالا تو اس میں ایک حسین وجمیل گورے رنگ' اونچی ناک' حسین قامت شخص کی شبیہہ تھی۔ اس کے چہرے سے نور چمک رہا تھا اور اس کے چہرے میں خشوع وخضوع کے آثار نمایاں تھے۔ وہ سرخی کی جھلک لئے ہوئے تھا اس نے پوچھا اس کو جانتے ہو

ہم نے کہا کہ نہیں اس نے کہا کہ یہ تمارے نبی ﷺ کے جد اعلیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شبیہہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے مشابہ ہے۔ گویا کہ ان کا چہرہ آفتاب ہے۔ اس نے پوچھا جانتے ہو۔ یہ کون ہے؟

ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی شبیہہ ہے

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامعہ نکالا تو اس میں سرخی مائل پتلی پتلی پنڈلیوں والی' چھوٹی چھوٹی آنکھیں' بڑا پیٹ' میانہ قد اور تلوار لٹکائے شبیہہ نظر آئی۔ اس نے پوچھا جانتے ہو یہ کس کی شبیہہ ہے۔

ہم نے کہا نہیں۔ کہا یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی شبیہہ ہے۔

اس کے بعد اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکالا۔ اس میں بڑے بڑے سرین لمبے لمبے پاؤں' گھوڑے پر سوار شخص کی شبیہہ نظر آئی۔ اس نے پوچھا اسے جانتے ہو کون ہے؟

ہم نے کہا کہ نہیں کہا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی شبیہہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سیاہ ریشمی جامہ نکالا۔ اس میں گورے رنگ' جوان' خوب سیاہ داڑھی' بکثرت بال اور خوبصورت شخص کی شبیہہ نظر آئی۔ اس نے پوچھا جانتے ہو یہ کس کی شبیہہ ہے۔

ہم نے کہا کہ نہیں۔ کہا یہ حضرت ابن مریم علیہ السلام کی شبیہہ ہے۔

ہم نے پوچھا یہ تمام شبیہیں تمہیں کہاں سے ملیں؟ اس لئے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ صورتیں

اسی حالت پر ہیں جس حالت پر انبیاء علیہ السلام کی صورتیں تھیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہم نے نبی ﷺ کی شبیہہ ویسی ہی دیکھی ہے جیسی کہ آپ کی صورت مبارکہ تھی۔ اس نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ انہیں اپنی اولاد کی ان صورتوں کو دکھا دے جو نبی ہو کر دنیا میں پیدا ہوں گے تو اللہ عزوجل نے ان پر ان کی شبیہوں کو اتارا اور وہ مغرب شمس (سورج کے ڈوبنے کی جگہ) کے پاس حضرت آدم علیہ السلام کے خزانہ میں تھیں۔ جسے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے مغرب شمس سے نکالا اور حضرت دانیال علیہ السلام کو دیں۔

پھر کہا سنو! میری خواہش تو یہ ہے کہ خدا کی قسم! میں اپنے ملک سے نکل جاؤں اور میں تمہارے طاقتور بادشاہ کی خدمت گزاری میں ہمیشہ رہوں یہاں تک کہ میں مر جاؤں۔ اس کے بعد اس نے ہمیں تحائف دیئے جو نہایت عمدہ اور قیمتی تھے اور ہمیں رخصت کیا اور ہم واپس آ گئے۔ جب ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر ہوئے تو آپ سے سارا حال بیان کیا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا آپ سے عرض کیا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ اور فرمایا لاچار ہے۔ اگر اللہ عزوجل اس کے خیر کا ارادہ فرمائے گا تو وہ ایسا کرے گا۔

اس کے بعد فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ نصاریٰ اور یہود حضور ﷺ کی صفتیں اپنے پاس موجود پاتے ہیں۔

اس روایت کو ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ بھی روایت کیا۔ پھر انہوں نے ''لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر'' کے پڑھنے سے غرفہ کے شق ہونے کے قصہ میں کہا کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انبیاء علیہ السلام کے معجزات ان کی وفات کے بعد بھی پائے جاتے ہیں جس طرح کہ اس قسم کے معجزات ان کی بعثت سے پہلے پائے جاتے ہیں جو کہ ان کی بعثت کے قریب ہونے پر خبردار کرنے اور ڈرانے کے لئے ہوتے ہیں۔

ہرقل کا قاصد تنوخی بارگاہِ رسالت ﷺ میں

ابویعلی اور عبداللہ بن امام احمد رحمہما اللہ نے ''زوائد المسند'' میں اور ابونعیم و ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن ابوراشد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ہرقل کے قاصد تنوخی سے جسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا' ملاقات کی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تم مجھے ہرقل کی سفارت کے بارے میں کچھ نہ بتاؤ گے۔

تنوخی نے کہا کہ ضرور بتاؤں گا۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تبوک میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو ہرقل کی طرف بھیجا۔ جب رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی اس کے

پاس پہنچا تو اس نے روم کے پادریوں اور بطریقوں کو بلایا اس نے اپنے اوپر اور ان کے اوپر دروازوں کو بند کرلیا۔ اس کے بعد ہرقل نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس مقدس ہستی نے میرے پاس قاصد بھیجا ہے اور مجھے اسلام کی دعوت دی ہے۔ خدا کی قسم تم جو کتابیں پڑھتے ہو تم نے اس میں پڑھا ہے کہ وہ ملک جو میرے قبضہ میں ہے اسے وہ ضرور حاصل کرلیں گے۔ لہٰذا آؤ ہم سب ان کا اتباع کریں۔ یہ سن کر ان تمام لوگوں نے نفرت وغصہ کا اظہار کیا۔

پھر جب اس نے جان لیا کہ اگر یہ لوگ اس کے پاس سے چلے گئے تو اس کے خلاف رومیوں کو فساد پر ابھاریں گے تو اس نے کہا کہ میں نے یہ بات تمہارے دین پر پختگی کو آزمانے کیلئے کہی تھی۔ اس کے بعد اس نے مجھے بلایا اور کہا کہ تم میرا خط لے کر نبی عربی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو اور ان کی کسی بات کو ضائع نہ کرنا اور میری تین باتوں کو یاد رکھنا۔ ایک یہ کہ دیکھنا کہ وہ اس خط کا کیا ذکر کرتے ہیں جو باتیں انہوں نے مجھے لکھ کر بھیجی ہیں۔ دوسری یہ کہ دیکھنا جب وہ میرے خط کو پڑھیں تو وہ رات کے بارے میں کیا ذکر کرتے ہیں اور تیسری بات یہ کہ ان کی پشت مبارک کو دیکھنا کہ کوئی چیز تم کو نظر آتی ہے۔

پھر میں اس کا خط لے کر روانہ ہوا اور مقام تبوک میں پہنچ کر حضور ﷺ کی خدمت میں اپنا خط پیش کیا۔ آپ نے فرمایا اے بھائی تنوخ! میں نے اپنا خط کسریٰ کے نام بھیجا مگر اس نے اسے پھاڑ ڈالا۔ اب یقیناً اللہ ﷻ اسے اور اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا اور میں نے نجاشی کے نام خط لکھا اس نے اسے چاک کردیا۔ اللہ ﷻ اسے اور اس کی مملکت کو ضرور ٹکڑے کردے گا اور میں نے اپنا ایک دعوتی خط تمہارے صاحب (بادشاہ) کے نام لکھا اور اس نے اسے محفوظ کرلیا۔ ہمیشہ لوگ اس سے ڈرتے رہیں گے۔ جب تک وہ زندہ ہیں۔ میں نے دل میں کہی یہ بات ان تین میں سے ایک ہے جن کی اس نے مجھے تاکید کی تھی۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے وہ خط اس شخص کو دیا جو آپ کی بائیں جانب تھا اور اس نے اس خط کو پڑھا اس میں لکھا تھا کہ آپ نے مجھے ایسی جنت کی دعوت دی ہے جس کی وسعت آسمان وزمین کے برابر ہے تو جہنم کہاں ہے؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ ﷻ! جب دن آتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے؟

پھر فرمایا اے برادر تنوخ! آؤ پھر حضور ﷺ نے اپنی پشت مبارک سے چادر شریف اٹھائی اور فرمایا دیکھ جس کے دیکھنے کی تمہیں تاکید کی گئی ہے تو میں آپ کے پشت مبارک کی طرف آیا تو میں نے حضور کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی۔ وہ کچھ ایسی تھی جیسے کہ پچھوں کی دل دار جگہ۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ کے نام اپنا مکتوب گرامی بھیجا۔ جب اس نے پڑھا تو اسے چاک کر دیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اس کے اوپر بددعا فرمائی کہ مجوسیوں پر اس کا ملک پورے طور پر ٹکڑے ہو جائے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ روایت کی کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا مکتوب گرامی جب کسریٰ کے نام بھیجا تو کسریٰ نے اسے چاک کر دیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسریٰ نے اپنے ملک کو پارہ پارہ کر دیا۔

بزار بیہقی اور ابونعیم رحمہا اللہ نے حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کسریٰ کے نام جب نبی کریم ﷺ نے خط بھیجا تو کسریٰ نے اپنے گورنر کے نام صنعاء خط بھیجا اور اس پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے لکھا کہ تو ایسے شخص سے مجھے نہیں بچا سکتا جو تیرے علاقہ میں ظاہر ہوا ہے اور وہ مجھے اپنے دین کی دعوت دیتا ہے۔ تجھے لازم ہے کہ تو اس پر قابو پالے ورنہ میں تیرے ساتھ بری طرح پیش آؤں گا۔ اس پر صنعاء کے گورنر نے نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ آدمی روانہ کئے جب نبی کریم ﷺ نے ان کے حاکم کا خط پڑھا تو ان لوگوں سے پندرہ دن تک کچھ تعرض نہ فرمایا۔

اس کے بعد ان کو بلا کر فرمایا تم اپنے حاکم کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ میرے رب نے آج رات تیرے رب کو قتل کر دیا ہے۔ پھر وہ چلے گئے اور اسے جا کر اس کی خبر دی۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد خبر آئی کہ اسی رات کو کسریٰ قتل کیا گیا تھا۔

کسریٰ کو ایک معزز فرشتہ نے دعوت اسلام دی تھی

ابن اسحاق و بیہقی اور ابونعیم و خرائطی رحمہم اللہ نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہیں معلوم ہوا کہ کسریٰ اپنی مملکت میں اپنے محل کے اندر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آنے والا آیا اور اس پر اس نے امر حق پیش کیا اور کسریٰ کے پاس وہ آنے والا شخص ایک آدمی تھا۔ جو چل کر اس کے پاس پہنچا۔ اس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اور اس نے کہا کہ

اے کسریٰ! کیا تجھے اسلام لانا ہے یا اس سے قبل منظور ہے کہ میں اس لاٹھی کو توڑوں؟ کسریٰ نے کہا کہ منظور ہے مگر اس لاٹھی کو نہ توڑو۔ اس لاٹھی کو نہ توڑو۔ اس کے بعد وہ شخص پلٹ کر چلا گیا۔ جب وہ چلا گیا تو کسریٰ نے اپنے درباریوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ جو شخص میرے پاس آیا تھا اسے آنے کی کس نے اجازت دی تھی۔ درباریوں نے کہا کہ تمہارے پاس تو کوئی آدمی بھی نہیں آیا۔ کسریٰ نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اور ان پر غصہ کیا اور ان پر سختی کی پھر انہیں چھوڑ دیا۔

جب سال کا ابتدائی زمانہ آیا تو وہی شخص پھر اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ لاٹھی

تھی۔ اس نے کہا کہ اے کسریٰ! کیا تجھے اسلام لانا منظور ہے قبل اس کے کہ میں اس لاٹھی کو توڑوں۔ کسریٰ نے کہا کہ مجھے منظور ہے لاٹھی کو نہ توڑو لاٹھی کو نہ توڑو پھر جب وہ پلٹ کر چلا گیا تو اس نے اپنے دربانوں کو بلایا اور پوچھا کس نے اسے آنے کی اجازت دی ہے؟

ان سب نے انکار کیا اور کہا کہ تمہارے پاس کوئی بھی اندر نہیں آیا ہے تو اس نے پہلے کی مانند ان کے ساتھ سختی و شدت کی یہاں تک کہ جب دوسرا سال آیا تو وہی شخص پھر اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ لاٹھی تھی۔ اس نے کہا کہ اے کسریٰ کیا تجھے اسلام لانا منظور ہے قبل اس کے کہ میں اس لاٹھی کو توڑوں۔ کسریٰ نے کہا کہ لاٹھی نہ توڑو! لاٹھی نہ توڑو۔ مگر اس شخص نے لاٹھی توڑ دی اور اللہ ﷻ نے کسریٰ کو اسی وقت ہلاک کر دیا۔ یہ روایت مرسل ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

اسے ابوسلمہ سے زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اور عمر بن عبدالقوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور زہری رحمۃ اللہ علیہ سے عقیل رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن ابی بکر اور صالح بن کیسان (رحمہم اللہ) وغیرہم نے روایت کی اور اسے واقدی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے متصلا بروایت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثال عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اسی بنا پر کسریٰ کے بیٹے نے باذان کو خط لکھا اور اسے منع کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کو حرکت میں نہ لائے اور جو کچھ اس نے دیکھا اس سے وہ خوفزدہ ہو گیا۔

ابونعیم' ابن نجار رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کسریٰ پر اللہ ﷻ کی حجت آپ کے بارے میں کیا ہے؟

فرمایا اللہ ﷻ نے اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا ہے اور اس نے اپنا ہاتھ اس مکان کی دیوار سے جس میں وہ رہتا ہے' نکالا اور اس ہاتھ سے نور چمک رہا تھا جب اس نے یہ ہاتھ دیکھا تو وہ خوفزدہ ہو گیا۔ اس فرشتہ نے کہا کہ اے کسریٰ خوف نہ کھا۔ اللہ ﷻ نے ایک رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے اور اس پر اپنی کتاب نازل کی ہے۔ اب تو ان کا اتباع کرتا کہ تو اپنی دنیا اور اپنی آخرت میں سلامت رہے۔ اس نے کہا کہ میں اس پر غور کروں گا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابن عوف رضی اللہ عنہ' عمیر بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ اور قیصر کے نام خط لکھا لیکن قیصر نے تو خط کو محفوظ رکھا اور کسریٰ نے چاک کر دیا۔ جب اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو ہوئی تو فرمایا مجوسیوں کی سلطنت پارہ پارہ ہو جائے گی اور نصرانیوں کی سلطنت ان میں باقی رہے گی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ کسریٰ کے

سامنے دو سبز چادروں میں ملبوس آدمی کی صورت میں فرشتہ آیا۔ اس کے پاس سبز لکڑی تھی اور وہ شخص بہت بوڑھی شکل میں تھا۔ اس نے کہا کہ اے کسریٰ اسلام قبول کر لے ورنہ تیرے ملک کو ٹکڑے کر دوں گا جیسے اس لکڑی کو ٹکڑے کرتا ہوں۔ کسریٰ نے کہا کہ لکڑی کو نہ توڑ پھر وہ پلٹ کر چلا گیا۔

کسریٰ کا عجیب وغریب خواب

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مدائن کا ایک بوڑھا بیان کرتا ہے کہ کسریٰ نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیڑھی زمین سے آسمان تک کھڑی کی گئی اور اس کے گرد لوگ جمع ہیں اتنے میں ایک شخص نمودار ہوتا ہے جس کے سر پر عمامہ ہے اور جسم پر تہبند اور چادر ہے اور وہ سیڑھی پر چڑھتا ہے جب وہ سیڑھی پر چڑھا تو ندا کی گئی کہ فارس کہاں ہے اور اس کے مرد عورت اور باندیاں اور اس کے خزانے کہاں ہیں تو لوگوں نے بڑھ کر ان سب کی گٹھڑیاں باندھیں پھر ان کو اس شخص کے حوالے کر دیں جو سیڑھی پر چڑھا ہے۔

یہ خواب دیکھ کر بڑی پریشانی کے عالم میں کسریٰ نے صبح کی اور اس خواب کا ذکر اس نے اپنے ندیموں (ساتھیوں) سے کیا وہ لوگ اس پر اسے آسان بتانے لگے مگر وہ برابر غمزدہ اور فکر بند رہا۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی اس کے پاس آیا۔

اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کسریٰ نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیڑھی رکھی گئی ہے اور مذکورہ روایت کے موافق بیان کیا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ کسریٰ نے یمن کے گورنر باذان کے نام خط لکھا کہ وہ کسی کو اس نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجے اور ان سے کہے کہ اپنی قوم کے دین کی طرف پلٹ جائے ورنہ ایک دن تمہیں ڈرایا جائے گا اور تم کو مقابلہ کرنا پڑے گا اور اس میں قتل کئے جاؤ گے۔ باذان نے رسول اللہ ﷺ کے پاس دو شخصوں کو بھیجا۔ حضور ﷺ نے ان دونوں کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور وہ دونوں کچھ دن ٹھہرے رہے۔

پھر ایک دن صبح کو ان دونوں کو بلایا اور فرمایا تم باذان کے پاس جاؤ اور اسے بتا دو کہ میرے رب نے آج رات کسریٰ کو قتل کرا دیا ہے۔ پھر وہ دونوں چلے گئے اور اسے جا کر بتایا۔ اس کے بعد خبر آئی کہ ایسا ہی واقع ہوا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق واقدی رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور مسعود بن رقاعہ رضی اللہ عنہ اور علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ان راویوں کی حدیثیں ایک دوسرے میں مختلط ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب کسریٰ کے نام خط لکھا تو کسریٰ نے یمن کے عامل باذان کو لکھا کہ

اپنے پاس سے دو بہادر شخصوں کو اس مقدس ہستی کے پاس بھیجو جو سرزمین حجاز میں جلوہ افروز ہوئی ہے تاکہ وہ انہیں میرے پاس لائے۔ اس پر باذان نے دو شخصوں کو اپنے خط کے ساتھ بھیجا۔ جب ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں خط پیش کیا تو حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان دونوں کا حال یہ تھا کہ وہ کانپ رہے تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا تم دونوں آج ٹھہرو اور کل میرے پاس آنا۔ تب میں تمہیں بتاؤں گا کہ میں کیا ارادہ رکھتا ہوں تو وہ دوسرے دن آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم دونوں اپنے حاکم کو خبر پہنچا دو کہ میرے رب نے کسریٰ کو آج کی رات اب سے سات گھنٹے پہلے قتل کرا دیا ہے اور اللہ عزوجل نے اس پر اس کے بیٹے شیرویہ کو غالب کر دیا ہے اور اس نے اسے قتل کر دیا ہے پھر وہ دونوں باذان کے پاس پہنچے اور اسے بتایا۔ اس پر باذان اور وہ لوگ جو یمن میں تھے ایمان لے آئے۔

کسریٰ کا قاصد بارگاہِ رسالت ﷺ میں

ابونعیم اور ابن سعد رحمہما اللہ نے ''شرف المصطفیٰ'' میں بطریق ابن اسحاق زہری رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی کسریٰ کو ملا تو کسریٰ نے یمن میں اپنے عامل کو لکھا کہ اس شخص کے پاس جو حجاز میں ظاہر ہوا ہے' اپنے پاس سے دو بہادر آدمیوں کو روانہ کرو تاکہ وہ دونوں ان کو میرے پاس لے کے آئیں تو باذان نے قہرمانہ اور ایک اور شخص کو بھیجا اور ان کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کے نام ایک خط بھیجا اور اس میں لکھا کہ ان دونوں کے ساتھ آپ کسریٰ کے پاس تشریف لے جائیں اور باذان نے قہرمانہ سے کہا کہ اس شخص کی طرف غور سے دیکھنا کہ وہ کس شان کا ہے اور ان سے گفتگو کرنا اور ان کی خبر مجھے لا کر دینا چنانچہ وہ دونوں نبی ﷺ کے دربار میں آئے اور حضور ﷺ کو انہوں نے پیغام پہنچایا۔

حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ کل صبح آنا۔ پھر جب وہ دوسرے دن آئے تو رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ اللہ عزوجل نے کسریٰ کو قتل کرا دیا ہے اور اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر غالب کر دیا ہے اور فلاں مہینے کی فلاں رات کو اس نے اسے قتل کر دیا ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ ہم یہ بات بادشاہ سے جا کر کہہ دیں گے فرمایا ضرور تم جا کر میری طرف سے کہہ دینا اور تم دونوں یہ بھی کہنا کہ میرا دین اور میری سلطنت بہت جلد وہاں تک پہنچ جائے گی۔ جہاں تک کسریٰ کی حکومت ہے۔ یہی نہیں بلکہ جہاں تک گھوڑ سوار اور پیدل پہنچ سکتے ہیں' وہاں تک میرا دین اور میری سلطنت پہنچے گی اور تم دونوں اس سے کہنا کہ اگر تو اسلام لے آیا تو تیری مملکت تیرے ہاتھ میں رہے گی۔

پھر وہ دونوں باذان کے پاس پہنچے اور اس سے سارا حال بیان کیا۔ یہ سن کر باذان نے کہا

کہ خدا کی قسم یہ بات کسی بادشاہ کا کلام نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے فرمایا ہم ضرور اسے دیکھیں گے۔ اور وہ ہو کے رہے گا۔ اس کے بعد زیادہ وقت نہ گزرا کہ شیرویہ کا خط اس کے پاس آیا اس نے لکھا تھا کہ میں نے فارس کے غضب کی خاطر کسریٰ کو قتل کر دیا ہے جبکہ اس نے فارس کے سرداروں کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا۔ اب میرے لئے ان لوگوں سے جو تمہارے پاس ہیں فرماں برداری کا عہد لو اور اس شخص کو برانگیختہ نہ کرو جس کے لئے کسریٰ نے تمہیں خط لکھا تھا۔ جب باذان نے یہ خط پڑھا تو وہ کہنے لگا۔ بیشک یہ شخص نبی مرسل ہے اور وہ اسلام لے آیا اور آل فارس کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ پھر باذان نے قہرمانہ سے پوچھا تم نے ان کو کس شان میں دیکھا ہے اس نے کہا کہ مجھ سے کسی نے ایسی ہیبت کے ساتھ گفتگو نہیں کی جتنی ہیبت مجھ پر ان سے گفتگو کرنے میں طاری تھی۔ باذان نے پوچھا کیا ان کے پاس نگہبان (باڈی گارڈ) ہیں اس نے کہا کہ نہیں

اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد و بزار اور طبرانی و ابو نعیم رحمہم اللہ نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی کسریٰ کو پہنچا تو کسریٰ نے یمن میں اپنے عامل کو خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیری سرزمین میں ایک شخص کا ظہور ہوا ہے جو یقین رکھتا ہے کہ وہ نبی ہے لہٰذا تو ان سے کہہ دے کہ وہ اپنے اس دعویٰ سے باز آ جائیں ورنہ میں ان کی طرف ایک لشکر کو بھیجوں گا جو انہیں اور ان کی قوم قتل کر ڈالے گا۔ اس حکم کی تعمیل میں باذان نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں قاصد کو رانہ کیا اور اس قاصد نے حضور ﷺ سے ایسا ہی کہہ دیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر دعویٰ نبوت کا اظہار میری اپنی طرف سے ہوتا تو ضرور میں اس سے باز آ جاتا لیکن مجھے تو اللہ عزوجل نے مبعوث فرمایا ہے پھر حضور ﷺ نے یمنی قاصد کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اس سے ارشاد فرمایا۔ میرے رب نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا تو اب کسریٰ آج کے بعد نہیں ہے اور میرے رب نے قیصر کو قتل کرا دیا تو اب آج کے بعد قیصر بھی نہیں ہے۔

قاصد نے آپ کی بات اور وہ وقت' وہ مہینہ اور وہ دن لکھ لیا۔ جس وقت آپ نے یہ بات فرمائی اس کے بعد وہ باذان کے پاس واپس چلا گیا اور اس نے بالکل ایسا ہی پایا کہ کسریٰ بھی مر گیا تھا اور قیصر بھی مر گیا تھا۔

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عظیم فارس کے ان دونوں قاصدوں سے جس کو انہوں نے حضور ﷺ کی طرف بھیجا تھا۔ فرمایا میرے رب نے آج کی رات تمہارے رب کو ہلاک کر دیا ہے اور اسے اس کے بیٹے نے

قتل کیا ہے اور اسے اللہ نے اس پر غلبہ دیا ہے۔ اب تم دونوں جا کر اپنے صاحب سے کہنا کہ اگر تم اسلام قبول کرلو تو جتنا ملک تمہارے قبضہ میں ہے میں تمہیں دے دوں گا اور اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو اللہ عزوجل تمہارے خلاف اعانت فرمائے گا۔

حضور ﷺ کا مکتوب مبارک

بادشاہ منذر بن حارث غسانی کے نام

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق واقدی رحمۃ اللہ علیہ ان کے راویوں سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے شجاع بن وھب اسدی رضی اللہ عنہ کو حارث بن ابوشمر غسانی کے پاس اپنا مکتوب گرامی دے کر روانہ کیا۔ شجاع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس ملک میں پہنچا۔ بادشاہ دمشق کے مقام غوطہ میں تھا اور میں اس کے دربان کے پاس پہنچا اس سے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ اس نے کہا کہ تم اس کے پاس نہیں پہنچ سکتے۔ وہ فلاں اور فلاں دن برآمد ہوتا ہے۔ اس وقت مل سکتے ہو۔

میں نے اس کے حاجب سے راہ رسم رکھی' وہ رومی تھا اور اس کا نام مری تھا۔ وہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کی بابت پوچھتا رہا اور میں اس کو آپ کے اوصاف بتاتا رہا اور میں اسے اسلام کی دعوت بھی دیتا رہا اور اس کا دل اس قدر نرم اور متاثر ہوا کہ وہ رونے لگا۔ اس نے کہا کہ میں نے انجیل مقدس پڑھی ہے اور میں نے بعینہ یہی صفت آپ کی اس میں پڑھی ہے۔ اب میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں مگر مجھے ابن حارث غسانی کا ڈر ہے کہیں وہ مجھے قتل نہ کردے۔

پھر ابن حارث برآمد ہوا اور وہ بیٹھا اور اپنے سر پر تاج پہنا جب میں نے اسے مکتوب گرامی دیا تو اس نے اسے پڑھ کر پھینک دیا اور کہنے لگا مجھ سے میرا ملک کون چھین سکتا ہے؟ میں اس کے پاس پہنچتا ہوں۔ اگر وہ یمن میں ہوتا تو لوگ اسے میرے پاس لے آتے۔ وہ یہی بکواس کرتا رہا یہاں تک کہ کھڑا ہوگیا اور گھوڑوں کی نعل بندی کا حکم دیا۔ پھر کہا تم اپنے آقا سے جا کر وہی کہہ دو جو تم دیکھ رہے ہو۔

اس نے ایک خط قیصر کے نام لکھا اور اس میں آپ کی خبر لکھی۔ قیصر نے جواب میں اسے لکھا کہ تو ان کی طرف نہ جا اور اپنے ارادہ سے باز آجا۔ جب منذر بن حارث کے پاس قیصر کا جواب آیا تو اس نے مجھے بلایا اور پوچھا تم کب واپس جا رہے ہو؟ میں نے کہا کہ میں کل جاؤں گا تو اس نے مجھے سو مثقال سونا دینے کا حکم دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میرا اسلام عرض کرنا۔ میں

نے جب آ کر رسول اللہ ﷺ کو حالات بتائے تو حضور ﷺ نے فرمایا اس کی حکومت ختم ہوگئی اور ابن حارث (غسانی) فتح مکہ کے سال مر گیا۔

حضور رسالت مآب ﷺ

کا مکتوب گرامی شاہِ مصر مقوقس کے نام

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف بھیجا۔ حاطب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر اس کے پاس پہنچا۔ اس نے مجھے اپنے محل میں ٹھہرایا اور میں اس کے پاس رہا۔ پھر اس نے مجھے بلایا چونکہ اس نے اپنے سرداروں کو جمع کیا تھا۔ اس نے کہا کہ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ بات تم مجھ سے سمجھ لو۔

میں نے کہا کہئے کیا بات ہے؟

اس نے کہا کہ مجھے تم اپنے آقا کے بارے میں بتاؤ۔ کیا وہ واقعی نبی ہیں؟ میں نے کہا کہ یقیناً وہ نبی ہیں اور اللہ عزوجل کے رسول ﷺ ہیں۔

اس نے کہا کہ ان کو اس وقت کیا ہوا تھا جب کہ ان کو ان کی قوم نے ان کے شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالا اور انہوں نے اپنی قوم کی ہلاکت کیلئے بددعا نہ کی۔

میں نے جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کیا وہ نہیں ہیں جس کی تم شہادت دیتے ہوئے کہ وہ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔ ان کو اس وقت کیا ہوا تھا جب کہ ان کی قوم نے ان کو پکڑ کر انہیں سولی دینا چاہا۔ انہوں نے ان پر بددعا کیوں نہ کی کہ اے اللہ عزوجل! انہیں ہلاک کر دے یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ان کو آسمانوں کی دنیا میں اپنے پاس بلایا یہ سن کر اس نے کہا کہ تم عقلمند کے پاس سے آئے ہو۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مقوقس نے کہا

واقدی و ابونعیم رحمہما اللہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب وہ بنی مالک کے ساتھ مقوقس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ تم میرے پاس اپنے رفقاء سے جدا ہو کر کیسے پہنچے۔ کیونکہ محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے اصحاب میرے اور تمہارے درمیان حائل تھے۔

انہوں نے کہا کہ ہم دریا سے ملحق ہو گئے اور ہم نے محمد ﷺ سے خوف کیا۔ ہم میں سے کسی

ایک شخص نے بھی ان کی دعوت کو قبول نہ کیا۔

اس نے پوچھا کیوں تم نے دعوت اسلام کو قبول نہ کیا؟

انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے پاس ایسا دین لے کر آئے جس کو نہ ہمارے ماں باپ جانتے تھے اور نہ بادشاہ ہی اس پر چلتے تھے لہٰذا ہم اسی دین پر قائم رہے جس پر ہمارے باپ دادا تھے۔

اس نے پوچھا ان کی قوم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

انہوں نے کہا کہ نوعمروں نے تو ان کی اتباع قبول کر لی اور دیگر لوگوں نے جن میں ان کی قوم کے بھی افراد تھے اور عرب کے دیگر باشندے بھی تھے۔ بکثرت مقامات پر ان کی مخالفت کی اور ان کے ساتھ جنگ کی کبھی ان کو ہزیمت اٹھانی پڑی اور کبھی مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا۔

مقوقس نے پوچھا۔ مجھے بتاؤ وہ کیا دعوت دیتے ہیں؟

ہم نے کہا کہ وہ اس کی دعوت دیتے ہیں کہ اللہ ﷻ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے رہے ہیں ہم ان کو چھوڑ دیں اور وہ نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی دعوت دیتے ہیں۔

مقوقس نے پوچھا کیا نماز کا کوئی وقت ہے؟ جس وقت پڑھی جائے اور مال کی کوئی مقدار ہے جس کی زکوٰۃ دی جاتی ہے۔

کہا کہ دن رات میں پانچ نمازیں ہیں اور ہر ایک کے اوقات مقرر ہیں اور جو مال بیس مثقال کو پہنچ جائے اس کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری زکوٰۃ کی ہے۔ پھر انہوں نے تمام اموال کی زکوٰۃ کی ادائیگی کی تفصیل بتائی۔

اس نے پوچھا کیا تم نے دیکھا ہے کہ جب وہ صدقات وصول کرتے ہیں تو ان کو کہاں استعمال کرتے ہیں؟ کہا کہ وہ اپنے فقراء پر تقسیم کر دیتے ہیں اور صلہ رحمی اور ایفائے عہد کا حکم دیتے ہیں۔ زنا، سود اور شراب کو حرام قرار دیتے ہیں اور غیر خدا کے کسی ذبیحہ کو وہ نہیں کھاتے ہیں۔

مقوقس نے کہا کہ یقیناً وہ تمام انسانوں کی طرف نبی و رسول ہیں۔ اگر وہ قبط و روم[1] میں ہوتے تو سب ان کی اتباع کرتے۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے بھی یہی احکامات دیئے ہیں اور جیسے کچھ تم ان کے اوصاف بیان کرتے ہو انہیں صفات پر پہلے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا انجام بخیر[2] ہوگا۔ یہاں تک کہ کوئی ان سے جھگڑنے والا نہ ہوگا۔ اور جہاں تک پیدل و سوار جا سکتا ہے اور جہاں تک سمندروں اور دریاؤں کی انتہا ہے ان کا دین غالب ہوگا۔

۱۔ قدیم مصری قوم۔ ۲۔ یعنی حضور ﷺ

ہم نے کہا کہ اگر تمام لوگ ان کے دین میں داخل ہو جائیں ہم جب بھی ان کا دین قبول نہ کریں گے۔

اس پر مقوقس نے اپنا سر ہلایا اور کہا کہ تم کھیل کود میں پڑے ہوئے ہو۔ اس کے بعد اس نے پوچھا۔ اپنی قوم میں ان کا نسب کیسا ہے؟ کہا وہ قوم میں ذی نسب ہیں۔ اس نے کہا کہ انبیاء ایسے ہی ہوتے ہیں۔ وہ اپنی قوم میں شریف النسب ہی ہوتے ہیں۔

اس نے پوچھا ان کی باتیں کہاں تک سچی ہوتی ہیں؟

کہا ہم انہیں ان کی سچائی کی بنا پر صادق کہا کرتے ہیں۔

مقوقس نے کہا کہ تم اپنے معاملات میں غور کرو۔ کیا تمہارا خیال ہے جبکہ وہ اپنے اور تمہارے درمیان سچائی کو ملحوظ رکھتے ہیں تو کیا وہ اللہ عزوجل پر جھوٹ بولیں گے۔ پھر پوچھا کون لوگ ان کی اتباع کرتے ہیں؟ کہا کہ نوعمر لوگ۔ اس نے کہا کہ پہلے انبیاء کے متبعین کا یہی حال رہا ہے۔

اس نے پوچھا مدینہ کے یہود نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ کیونکہ وہ توریت والے ہیں۔

کہا کہ انہوں نے ان کی مخالفت کی اور ان کے ساتھ جنگ ہوئی اور حضور ﷺ نے ان کو قتل کیا اور قیدی بنایا اور وہ چاروں طرف متفرق ہو کر چلے گئے۔

مقوقس نے کہا کہ یہود حاسد قوم ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ حسد کیا مگر وہ ان کی نبوت کو خوب جانتے اور پہچانتے ہیں۔ جس طرح کہ ہم جانتے ہیں۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر ہم اس کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم نے اس سے ایسی باتیں سنیں جس سے ہمارے دل محمد ﷺ کی طرف مائل ہو گئے اور ہم نے نگوں ساری محسوس کی اور ہم نے کہا کہ جبکہ عجم کے بادشاہ ان کی تصدیق کرتے ہیں اور قرابت داری میں ان سے دور ہونے کے باوجود ان سے خوف کرتے ہیں تو ہم تو ان کے اقربا اور ہمسایہ ہیں۔ ہم ان کے دین میں داخل کیوں نہیں ہوتے۔ باوجودیکہ وہ داعی ہمارے گھروں میں دعوت دینے تشریف لایا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جب تک اسکندریہ میں رہا' برابر ہر کنیسہ میں جاتا رہا اور ان کے قبطی و رومی اسقفوں سے پوچھتا رہا۔ وہ سب کے سب محمد مصطفیٰ ﷺ کی صفت سے واقف تھے۔ ایک قبطی اسقف تھا۔ میں نے اس سے زیادہ ریاضت و مجاہدہ کرنے والا کسی کو نہ دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ مجھے بتاؤ کہ کیا نبیوں میں سے کسی کا آنا باقی ہے؟

اس نے کہا ہاں! وہ آخری نبی ہے۔ اس کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی درمیان میں نہیں ہے۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی درمیان میں نہیں ہے۔ بلاشبہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان نبی کے اتباع کا حکم دیا ہے اور وہ نبی امی عربی ہے' ان کا نام احمد ہوگا۔ وہ دراز قامت ہوں گے نہ پسند قد۔ ان کی آنکھوں میں سرخی ہے۔ نہ وہ گورے ہیں نہ سیاہ۔ وہ اپنے سر کے بالوں کو چھوڑیں گے اور موٹا لباس پہنیں گے اور جیسا کھانا پائیں گے وہ اس پر قناعت کریں گے۔ ان کی تلوار ان کی گردن میں حمائل ہوگی اور جوان سے جنگ کرے گا' وہ ان کی پروانہ کریں گے۔ اور ان کے اصحاب اپنی جان کو ان پر قربان کریں گے اور ان کے اپنے باپ دادا اور اپنے بیوی بچوں سے زیادہ ان سے محبت کریں گے۔ وہ نبی ایک حرم میں ظہور فرمائیں گے پھر وہ دوسرے حرم کی طرف ایسی سرزمین میں ہجرت کریں گے۔ جو سنگلاخ اور نخلستان ہوگی۔ دین ابراہیم پر ان کا دین ہوگا۔

میں نے کہا کہ مزید ان کی صفتیں بیان کیجئے؟

اس نے کہا کہ وہ نصف کمر پر تہبند باندھیں گے اور وہ ہاتھ پاؤں اور منہ کو دھوئیں گے اور وہ ان خصوصیات کے ساتھ مختص ہوں گے جن پر پچھلے انبیاء مخصوص نہ ہوئے۔ ہر نبی اپنی ہی قوم کی طرف مبعوث ہوتا رہا ہے مگر وہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوں گے اور ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی ان کے لئے ہوگی اور جس جگہ بھی نماز کا وقت ہوگا' نماز پڑھائیں گے۔ تیمم کر کے نماز پڑھ لیں گے حالانکہ اس نبی سے پہلے لوگوں پر یہ سختی تھی کہ وہ کینسہ اور صومعہ کے سوا نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ تمام باتیں ذہن میں محفوظ کر لیں جو اس نے کہا کہ اسے بھی اور اس کے سوا دوسرے پادریوں نے بتایا۔ انہیں بھی اور میں واپس آ کر مسلمان ہو گیا۔

مقوقس نے حضور ﷺ کی خدمت میں تحائف ارسال کئے

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق واقدی رحمۃ اللہ علیہ ان کے راویوں سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب مقوقس عظیم قبط کے پاس مکتوبِ گرامی بھیجا تو مقوقس نے آپ کو خط لکھا کہ میں جانتا تھا کہ ایک نبی کا تشریف لانا باقی ہے مگر میرا گمان یہ تھا کہ وہ نبی شام میں ظہور فرمائے گا۔ اب میں نے آپ کے قاصد کا اکرام کیا ہے اور آپ کی خدمت میں تحائف پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

حضور ﷺ کا نامۂ نامی قبیلہ حمیر کے سردار کے نام

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ حمیر کے حارث' مسروح اور نعیم بن عبد کلال کے نام مکتوب گرامی لکھا اور عیاش بن ابی

ربیعہ مخزومی ﷜ کے ہاتھ مکتوب گرامی بھیجا اور روانگی کے وقت ہدایت فرمائی کہ جب تم ان کی سرزمین پر پہنچو تو رات کے وقت داخل نہ ہونا جب تک کہ صبح نہ ہو جائے۔ پھر تم طہارت کر کے خوب اچھی طرح پاک وصاف ہونا اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ ﷻ سے حاجت روائی اور قبول کی دعا مانگنا اور اللہ ﷻ سے پناہ چاہنا اور اپنے داہنے ہاتھ میں مکتوب گرامی لے کر ان سرداروں کے بھی داہنے ہاتھ میں دینا کیونکہ داہنا ہاتھ قبولیت کا ہے اور ان کے اوپر

"لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ" (پ البینۃ ۵۱)

پڑھنا اور جب تم اسے پڑھ چکو تو

"اٰمَنْتُ بِمُحَمَّدٍ وَّاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ" کہنا۔ تمہارے سامنے جو بھی حجت آئے گی وہ باطل ہو جائے گی اور نہ ایسی کتاب آئے گی جو بظاہر مزین وخوبصورت ہو مگر یہ کہ اس کا نور جاتا رہے گا اور وہ لوگ تم پر کچھ پڑھیں گے۔ جب وہ تم پر کچھ پڑھیں تو تم کہنا کہ اس کا ترجمہ کرو اور پڑھنا

"حَسْبِيَ اللّٰهُ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ وَّ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ"

"میرے لیے اللہ ہی کافی ہے میں ایمان لایا اس پر جو نازل کیا گیا اور مجھے تمہارے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور اللہ ﷻ ہمارا اور تمہارا رب ہے۔ ہمارے لیے ہمارے اور تمہارے لیے تمہارے عمل ہیں۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں اور اللہ ہمیں جمع فرمانے والا ہے اور اس کی طرف ہمیں پلٹنا ہے۔"

اور جب وہ اسلام لے آئیں تو ان سے ان کی تین شاخوں کی بابت دریافت کرنا کہ جب انہیں لایا جاتا ہے تو وہ اسے سجدہ کرتے ہیں اور وہ شاخیں درخت اثل کی ہیں۔ ایک شاخ سفیدی اور زردی سے رنگی ہوئی ہے اور ایک شاخ ایسی ہے جس میں گرہیں ہیں گویا وہ خیزران ہے اور تیسری شاخ بہت سیاہ ہے گویا وہ آبنوس کی شاخ ہے۔ پھر ان شاخوں کو برآمد کرا کے انہیں ان کے بازار میں جلا ڈالنا۔

عیاش ﷜ نے کہا کہ میں گیا اور جیسا رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا ویسا ہی عمل کیا جب میں ان کے پاس پہنچا اور میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں اور جو مجھے حکم دیا گیا تھا میں نے ویسا ہی کیا اور انہوں نے ویسا ہی قبول کیا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی۔

حضور ﷺ کا مکتوب گرامی عمان کے بادشاہ جلندی کے نام

وثیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے "الردۃ" میں ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو عمان کے بادشاہ جلندی کے پاس بھیجا اور انہوں نے اسلام کی دعوت دی۔ یہ سن کر جلندی نے کہا مجھے اس نبی امی کی بابت رہنمائی کرو کیونکہ وہ خیر ہی کا حکم دیتے ہیں اور اس خیر پر پہلے خود عمل کرتے ہیں اور جس بات کو وہ منع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے وہ خود اس سے باز رہتے ہیں۔ وہ غالب ہو کر نہیں اتراتے۔ لوگ ان پر غالب ہوتے ہیں تو ان کے صحابہ ان کو نہیں چھوڑتے۔ وہ ایفائے عہد کی تاکید کرتے ہیں اور وعدہ کو پورا کرتے ہیں لہٰذا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ یقیناً نبی ہیں۔

بنی حارثہ نے حضور ﷺ کا مکتوب دھوڈالا

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق واقدی رحمۃ اللہ علیہ ان کے راویوں سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی حارثہ بن عمرو بن قرط کی جانب مکتوب گرامی بھیجا اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ ان لوگوں نے مکتوب گرامی کو لے کر اسے دھوڈالا اور اس سے اپنے ڈول میں پیوند لگایا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان لوگوں کا عجیب حال ہے کہ اللہ عزوجل نے ان کی عقلوں کو چھین لیا ہے۔ فرمایا وہ لوگ خوفزدہ، عجلت پسند، مختلط الکلام اور بیوقوف ہیں۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے ان کے چند لوگوں کو دیکھا ہے جو کلام کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے اور اپنا مافی الضمیر خوبی کے ساتھ بیان نہیں کر سکتے تھے۔

ایک مشرک سردار کی ہلاکت

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو مشرک سرداروں میں سے ایک کے پاس بھیجا کہ وہ اسے اسلام کی دعوت دیں۔ ایک مشرک سردار نے کہا کہ وہ معبود جس کی تم دعوت دیتے ہو وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا تانبے کا۔

یہ سن کر وہ قاصد صحابی واپس ہو گئے اور اللہ عزوجل نے آسمان سے ایک بجلی اس مشرک پر بھیجی جس نے اسے جلا ڈالا۔ ابھی وہ قاصد راستہ ہی میں تھے۔ ان کو اس واقعہ کا کوئی علم نہ تھا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل نے اس سردار کو ہلاک کر دیا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ (پ۱۳ الرعد ۱۳) اور کڑک بھیجتا ہے (ترجمہ کنزالایمان)۔

وہ معجزات جو وفد بنی ثقیف کی آمد پر رونما ہوئے

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے بطریق موسیٰ بن عقبہ' رحمۃ اللہ علیہ زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اور بطریق عروہ ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ عمرو بن مسعود ثقفی ﷜ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور اسلام قبول کیا پھر انہوں نے اپنی قوم کی طرف واپس جانے کی اجازت چاہی تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ تمہیں قتل کر دیں گے۔

عروہ ﷜ کی روایت میں یہ ہے کہ وہ لوگ تم سے قتال نہ کریں۔

عروہ ﷜ نے عرض کیا کہ اگر وہ لوگ مجھے سوتا ہوا پائیں تو میری ہیبت سے وہ مجھے بیدار نہ کریں گے۔ چنانچہ وہ واپس چلے گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے ان کی نافرمانی کی اور انہیں تکلیف دہ باتیں سنائیں۔ جب سحر کا وقت ہوا اور فجر طلوع ہوئی تو وہ اپنے دریچہ میں کھڑے ہوئے اور نماز کے لئے اذان دی اور کلمہ شہادت پڑھا تو بنی ثقیف کے ایک آدمی نے ان پر تیر مارا اور وہ اس سے شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں جب اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا۔

عروہ ﷜ کے قتل کی مثال' صاحب یٰسین کی مانند ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ ﷻ کی طرف دعوت دی اور لوگوں نے انہیں قتل کر دیا پھر ان کے قتل کے بعد بنی ثقیف کا وفد انیس افراد پر مشتمل بارگاہ نبوت میں آیا۔ اس وفد میں کنانہ بن عبد یالیل اور عثمان بن ابی العاص ﷜ تھے اور وہ مسلمان ہو گئے۔ اسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عروہ ﷜ نے روایت کی اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل بطریق واقدی عبداللہ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے بکثرت اہل علم سے روایت کی۔ اس میں ہے کہ وہ لوگ تم سے اس وقت قتال کریں گے اور اس روایت میں ہے۔ ان کے جب تیر لگا تو انہوں نے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا اور کہا کہ بلاشبہ مجھے اس کی خبر دے دی گئی تھی کہ تم لوگ مجھے قتل کر دو گے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ طائف سے واپس ہوئے تو عروہ بن مسعود ﷜ نے غیلان بن مسلمہ سے کہا کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ اس شخص کا معاملہ اللہ ﷻ نے کتنا قریب کر دیا ہے۔ بکثرت ان کے تابع بن چکے ہیں۔ بقیہ تمام لوگ یا تو رغبت رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں اور ہم لوگوں کے نزدیک عرب کے سمجھدار لوگ ہیں۔ جس شئے کی طرف محمد ﷺ بلاتے ہیں۔ ہماری مانند لوگ اس سے جاہل نہیں ہیں۔ بلاشبہ وہ نبی ہیں۔

میں اب تجھ سے ایک بات بیان کرتا ہوں جس کا میں نے اب تک کسی سے ذکر نہیں کیا

تھا۔ وہ بات یہ ہے کہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے مکہ مکرمہ میں ظہور سے قبل تجارت کی غرض سے نجران گیا تھا۔ وہاں میرا ایک دوست اسقف (پادری) تھا۔ اس نے مجھ سے کہا اے ابایعفور! تمہارے حرم میں عنقریب ایک نبی کا ظہور ہوگا اور وہ آخری نبی ہے اور وہ اپنی قوم کو قتل عاد کی مانند قتل کرے گا۔ لہٰذا جب وہ ظاہر ہو جائے اور اللہ ﷻ کی طرف بلائے تو تم اس کی اتباع کرنا۔ میں نے اس بات میں سے ایک حرف کا کسی سے اب تک ذکر نہیں کیا اب میں ان کا اتباع کرتا ہوں پھر عروہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے اور اسلام لائے۔

وفد بنی ثقیف کی بیعت

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے وہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وفد ثقیف کی بابت پوچھا جبکہ ان لوگوں نے بیعت کی تو اس کی نوعیت کیا تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے شرط کی کہ نہ تو صدقہ دیں گے اور نہ جہاد کریں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا جب وہ مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری نماز اور میری قرأت کے درمیان شیطان حائل ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ وہ شیطان ہے جس کا نام خنزب ہے جب تمہیں شیطان کا احساس ہو تو اعوذ باللہ پڑھو اور اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھوک دو۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا کیا تو اللہ ﷻ نے اسے مجھ سے دور کر دیا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے جب مجھے طائف کی طرف بھیجا تو مجھے اپنی نماز میں ایسا عارضہ پیش آنے لگا کہ میں جانتا ہی نہ تھا کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے حضور ﷺ سے یہ عرض کیا آپ نے فرمایا۔

یہ نسیان شیطان کی وجہ سے ہے۔ میرے قریب ہو۔ میں حضور ﷺ کے قریب ہوا۔ فرمایا اپنا منہ کھولو۔ پھر حضور ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور میرے منہ میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور فرمایا اے اللہ ﷻ کے دشمن! دور ہو جا اور ایسا ہی تین مرتبہ کیا۔ اس کے بعد فرمایا اب تم عمل خیر کیے جاؤ۔ پھر اس کے بعد مجھے کوئی عارضہ لاحق نہیں ہوا۔

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے حفظ قرآن میں کمی کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ شیطان ہے۔ اس کا نام خنزب ہے۔ اے عثمان ؓ میرے قریب ہو' اس کے بعد اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے شانوں کے درمیان پائی اور فرمایا۔ اے شیطان! عثمان ؓ کے سینے سے نکل جا۔ اس کے بعد میں نے جو سنا وہ مجھے حفظ ہو گیا۔

بیہقی وطبرانی رحمہما اللہ نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عثمان ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! قرآن کریم مجھے یاد نہیں رہتا ہے پھر آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا اے شیطان عثمان ؓ کے سینہ سے نکل جا۔ پھر میں اس کے بعد کبھی نہ بھولا جسے میں نے یاد کرنا چاہا۔

بیہقی وابونعیم رحمہما اللہ نے ''المعرفہ'' میں حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں اس حال میں آیا کہ مجھے اتنا شدید درد تھا کہ جس کی وجہ سے میں مرا جا رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اپنا داہنا ہاتھ سات مرتبہ پھیرو اور ''بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ'' کو سات مرتبہ پڑھو۔ تو میں نے ایسا ہی کیا اور اللہ عزوجل نے اس درد کو ایسا دور کیا جیسا کہ تھا ہی نہیں۔ اس کے بعد میں اپنے بال بچوں کو برابر اس دعا کی تلقین کرتا رہا۔

بارگاہِ رسالت ﷺ میں مسیلمہ کذاب کی حاضری

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ مسیلمہ کذاب اپنی قوم کے بہت سے افراد کے ساتھ مدینہ منورہ آیا اور وہ کہتا تھا کہ محمد ﷺ اگر اپنے بعد نبوت کو میرے لئے مقرر کر دیں تو میں آپ کا اتباع کر لوں گا۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس ؓ تھے اور حضور ﷺ کے دست مبارک میں کھجور کی ہری شاخ تھی۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے مسیلمہ کے روبرو کھڑے ہو کر فرمایا۔

اگر تو مجھ سے اس شاخ کو بھی مانگنا چاہے گا تو میں ہرگز نہ دوں گا۔ اور اللہ عزوجل اپنے امر کو تجھ تک ہرگز تجاوز نہ کرے گا اور اگر تو نے پشت پھیری تو اللہ عزوجل تیری کونچیں ضرور قطع کر دے گا اور میں تجھے ویسا ہی دیکھ رہا ہوں۔ جس حال میں تو ہے اور جیسا کہ مجھے دکھایا گیا ہے۔'' اور یہ ثابت بن قیس ؓ ہیں۔ تجھے میری طرف سے جواب دیں گے۔ اس کے بعد حضور ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ارشاد کے بارے میں

تجھے ایسا ہی دیکھ رہا ہوں جس حال میں کہ تو ہے اور جیسا کہ مجھے دکھایا گیا ہے۔

اس کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابوہریرہ ﷛ نے مجھے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ایک رات میں سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن ہیں۔ مجھے ان کنگنوں کی موجودگی نے غمگین کر دیا تو اللہ ﷻ نے خواب میں وحی فرمائی کہ ان پر پھونک مارو تو میں نے ان پر پھونک ماری اور وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے ان سے تعبیر کی کہ میرے بعد دو کذاب خروج ادعا کریں گے۔

(چنانچہ ان میں سے ایک تو صنعاء کا سردار عنسی ہوا اور وہ دوسرا یمامہ کا سردار مسیلمہ کذاب ہوا۔)

شیخین رحمہما اللہ نے ابوہریرہ ﷛ سے روایت کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ میرے روبرو زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں دو سونے کے کنگن پہنائے گئے۔ یہ کنگن مجھے اتنے شاق گزرے کہ میں ان کی وجہ سے غمگین ہو گیا اس وقت اللہ ﷻ نے وحی فرمائی کہ میں ان دونوں پر پھونک ماروں تو میں نے ان پر پھونک ماری۔ میں نے ان کنگنوں کی تعبیر یہ لی کہ دو کذاب خروج کریں گے اور میں ان دونوں کے درمیان ہوں۔ ایک کذاب صنعاء والا ہے اور دوسرا کذاب یمامہ والا ہے۔

حضور ﷺ کی قمیص مبارک کا غسالہ

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق محمد بن جابر ﷛ روایت کی کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے اور وہ میرے دادا اسنان بن طارق یمامی ﷛ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ اس وفد کے پہلے شخص ہیں جو وفد بنی حنیفہ کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو سر مبارک دھوتا ہوا پایا۔ آپ نے فرمایا۔ اے یمامی بھائی بیٹھ جاؤ اور اپنا سر دھو لو۔ تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے بچے ہوئے پانی سے اپنا سر دھویا۔ اس کے بعد اسلام قبول کیا۔ حضور ﷺ نے میرے لئے ایک نامہ مبارکہ لکھا۔ اس وقت میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اپنی قمیص مبارک کا ایک ٹکڑا مرحمت فرمایئے تا کہ میں اس سے منفعت حاصل کروں تو حضور ﷺ نے مجھے عنایت فرمایا۔ محمد بن جابر ﷛ نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ قمیص مبارکہ کا ٹکڑا ان کے پاس رہا اور وہ مریض کو اسے دھو کر پلاتے تو وہ شفایاب ہو جاتا۔

بارگاہ نبوت میں وفد عبدالقیس

ابویعلی اور بیہقی رحمہما اللہ نے مزیدہ عصری ﷛ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول

اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور اپنے اصحاب سے گفتگو فرما رہے تھے کہ دفعتاً آپ نے صحابہ سے فرمایا ''عنقریب اس طرف سے کچھ سوار تمہارے پاس آئیں گے جو مشرق والوں میں بہتر ہیں۔ یہ ارشاد سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور اس جانب روانہ ہو گئے۔ انہیں تیرہ سوار آتے ہوئے ملے۔ انہوں نے پوچھا تم کس قوم سے ہو۔ انہوں نے کہا ہم بنی عبدالقیس سے ہیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے اس رات کی صبح کے وقت افق کی طرف نظر فرمائی جس کی صبح بنی عبدالقیس کا وفد آیا تھا۔ آپ نے فرمایا مشرق سے ایسے لوگ آ رہے ہیں جو اسلام کو ناپسند نہیں کریں گے۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ راہ کی مشقت نے جانوروں کو دبلا کر دیا ہے اور خود ان کے پاس توشہ نابود تھا اور ان کے سردار کی یہ ایک نشانی ہے اور دعا فرمائی کہ اے خدا بنی القیس کو بخش دے وہ میرے پاس آ رہے ہیں اور وہ مجھ سے مال نہیں مانگیں گے۔ وہ مشرق والوں میں بہتر لوگ ہیں چنانچہ بیس سوار آئے اور ان کے سردار عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ مسجد ہی میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے حاضر ہو کر حضور ﷺ کو سلام عرض کیا اور حضور ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان سے دریافت کیا تم میں عبداللہ بن عوف اشج رضی اللہ عنہ کون ہے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلک! میں حاضر ہوں۔ وہ بظاہر ایک مرد بدصورت تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نظر فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا لوگ انسانوں کی کھال میں پانی نہیں بھرتے ہیں بلکہ انسان کی ضرورت دو چھوٹی چیزوں کی وجہ سے پڑتی ہے۔ ایک اس کی زبان دوسرا اس کا دل۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں دو خوبیاں ایسی ہیں جن کو اللہ عزوجل محبوب رکھتا ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ دو خوبیاں کیا ہیں؟ فرمایا حلم اور وقار۔ عرض کیا کیا کوئی چیز ایسی ہے جو سیکھ کر نئی پیدا ہوئی ہے یا میرے اندر پیدائشی ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ تمہارے اندر پیدائشی ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اہل ہجر سے عبدالقیس کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ وہ لوگ حضور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضور ﷺ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تمہارے یہاں کھجور کی کئی قسمیں ہیں اور تم فلاں رنگ کی کھجور کو اس نام سے پکارتے ہو اور حضور ﷺ نے ان قسموں کے رنگ اور نام بیان فرما دیئے۔ یہ سن کر ان میں سے ایک شخص کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اگر آپ مقام ہجر میں تولد فرماتے تو اس سے زیادہ آپ علم نہ رکھتے۔ میں گواہی دیتا ہوں

کہ یقیناً آپ اللہ عزوجل کے رسول ﷺ ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا جب تم میرے پاس بیٹھے تو تمہاری سرزمین اٹھا کر میرے سامنے کر دی گئی اور میں نے اسے ادنیٰ سے اعلیٰ تک دیکھا اور تمہاری کھجوروں میں سب سے بہتر کھجور ''البرنی'' ہے جو بیماری کو زائل کرتی ہے اور اس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔

امام احمد وطبرانی رحمہا اللہ نے وازع رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اشج رضی اللہ عنہ ہمارے قافلے میں تھے اور ہمارے ساتھ آسیب زدہ ایک شخص تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ساتھ میرا ماموں آسیب زدہ ہے۔ اس کے لئے آپ اللہ عزوجل سے دعا فرمایئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس لاؤ تو میں اسے حضور ﷺ کے پاس لے گیا۔ اور حضور ﷺ نے اپنی چادر مبارک کا گوشہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ میں نے آپ کے بغل شریف کی سفیدی دیکھ لی پھر حضور ﷺ نے اس چادر کے گوشے کو اس کی کمر پر مار کر فرمایا۔ ''او اللہ عزوجل کے دشمن نکل جا۔'' اور وہ صحیح نظر سے دیکھتا ہوا آگے آیا۔ اب اس کی نظر پہلی جیسی نہیں تھی۔ پھر حضور ﷺ نے اسے اپنے سامنے بٹھایا اور اس کے لئے دعا فرمائی اور اس کے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔ رسول اللہ ﷺ کی دعا کے بعد اس وفد میں کوئی دوسرا شخص نہ تھا جسے اس پر فضیلت دی جاتی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے شہاب بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے عبدالقیس کے وفد کے ایک آدمی سے سنا کہ اشج رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہماری سرزمین کی آب و ہوا ثقیل ہے اور ہم شراب پیتے ہیں۔ اگر ہم ایک گھونٹ شراب کا نہ پئیں تو ہمارے رنگ بدل جاتے ہیں اور ہمارے پیٹ بڑھ جاتے ہیں لہٰذا ہمیں اتنی مقدار پینے کی رخصت عطا فرمایئے اور اپنی ہتھیلی کا اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا

اے اشج رضی اللہ عنہ اگر میں تمہارے لئے ہتھیلی بھر کی اجازت دے دوں گا تو تم اتنا پی لو گے اور حضور ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو کھول دیا اور پھیلا دیا۔ مطلب یہ کہ ہتھیلی بھر سے کہیں زیادہ پیو گے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کوئی شراب کے نشے میں اٹھے گا تو اپنے چچا کے بیٹے کی طرف اس کی پنڈلی پر تلوار کا زخم لگائے گا' اس وفد میں ایک شخص تھا جس کا نام حارث تھا۔ شراب نوشی میں اس کی پنڈلی پر زخم لگا تھا کیونکہ اس نے ایک شعر میں کسی کو کسی عورت پر تشبیہہ دی تھی۔ راوی کا بیان ہے جب حارث رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو وہ اپنی چادر سے اپنی پنڈلی چھپانے لگا اور اپنی پنڈلی کے زخم کو ڈھانپنے لگا اور اس کی یہ بات اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ پر ظاہر فرما دی تھی۔

وفد بنی عامر بارگاہِ ختم المرسلین ﷺ میں

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں بنی عامر کا ایک وفد آیا۔ اس میں عامر بن طفیل' اربد بن قیس اور خالد بن جعفر تھے۔ یہ لوگ قوم کے سردار اور ان کے شیاطین تھے۔ عامر بن طفیل رسول اللہ ﷺ کے روبرو آیا اور وہ حضور ﷺ سے غداری کرنا چاہتا تھا اور اس نے اربد سے کہہ رکھا تھا کہ جب ہم ان سے ملیں گے تو میں ان کے چہرے کو تمہاری طرف سے ہٹا کر اپنی طرف مشغول رکھوں گا۔ جب میں ایسا کرلوں تو ان پر تلوار کا وار کردینا چنانچہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو عامر نے کہا کہ اے محمد ﷺ مجھ پر دین کی تبلیغ ترک کردیجئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ میں ہرگز ترک نہ کروں گا جب تک کہ اللہ وحدہٗ پر ایمان نہ لائے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات کا انکار کردیا تو اس نے کہا کہ سنئے! خدا کی قسم! میں سرخ گھوڑوں اور آدمیوں سے آپ کے خلاف زمین کو بھردوں گا۔

جب وہ واپس ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اے خدا عامر بن طفیل کے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔ پھر جب وہ باہر نکلے تو عامر نے اربد سے کہا کہ اے اربد تیرا برا ہو تجھے کیا ہوا۔ میں نے جو تجھ سے کہا تھا اس پر تو نے عمل نہیں کیا۔ اربد نے کہا کہ خدا کی قسم! جب بھی میں نے تیرے مشورے پر عمل کرنا چاہا تو میرے اور ان کے درمیان تو حائل ہوجاتا تھا۔ اس کے بعد وہ پلٹ کر اپنے علاقے کی طرف چل دیئے ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ اللہ عزوجل نے عامر کو طاعون میں مبتلا کردیا اور اس کی گردن میں طاعون کی گلٹی نکل آئی اور اللہ عزوجل نے اس بنی سلول کی عورت کے گھر میں ہلاک کردیا۔ اس کے بعد اس کے ساتھی بنی عامر کی سرزمین میں پہنچے تو قبائل کے لوگوں نے پوچھا۔ اے اربد کیا بات ہوئی؟

اس نے کہا کہ ہمیں ایسی ذات کی پرستش کی طرف بلایا گیا اگر میرے اختیار میں ہوتا تو جس قدر میرے پاس یہ تیر ہیں' اس پر اتنے تیر مارتا کہ میں اسے قتل کردیتا۔ اس کے دوسرے یا تیسرے دن کے بعد وہ اپنے اونٹ کو فروخت کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اللہ عزوجل نے اس پر بجلی بھیجی جس نے اسے اور اس کے اونٹ دونوں کو جلا ڈالا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔

عامر بن طفیل کیلئے حضور ﷺ کی بد دعا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ تیس دن صبح کے وقت عامر بن طفیل پر بد دعا کرتے رہے کہ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ عَامِرَ بْنَ الطُّفَيْلِ بِمَا شِئْتَ وَابْعَثْ عَلَيْهِ دَاءً يَقْتُلُهٗ" تو اللہ عزوجل نے طاعون کو بھیجا اور اس نے اسے ہلاک کر دیا۔

بیہقی نے مؤمل بن جمیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ عامر بن طفیل، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو حضور ﷺ نے اس سے فرمایا اسلام قبول کر لے۔ اس نے کہا کہ میں اس شرط پر اسلام قبول کرتا ہوں کہ تمام صحرا میرے لئے ہو اور شہر آپ کے لئے۔ حضور ﷺ نے انکار فرما دیا۔ پھر وہ چلا گیا اور یہ کہتا ہوا گیا کہ خدا کی قسم! میں اس سرزمین کو اصیل گھوڑوں اور جری مردوں سے بھر دوں گا اور ہر کھجور کے درخت سے ایک ایک گھوڑا باندھ دوں گا۔ اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی۔

"اے خدا عامر کے شر سے مجھے محفوظ رکھ اور اس کی قوم کو ہدایت دے۔" تو وہ نکلا یہاں تک کہ ابھی وہ سلولیہ کے گھر میں مدینہ کے وسط میں ہی تھا کہ اس کے حلق میں گلٹی نکلی اور وہ اپنے گھوڑے پر کودا اور نیزہ لے کر گھوڑا دوڑاتا بھاگا اور وہ کہتا جاتا تھا۔ یہ گلٹی، اونٹ کی گلٹی کے مشابہ ہے اور میری موت سلولیہ کے گھر ہی میں ہے اور وہ اس حال میں رہا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھوڑے سے گر کر مر گیا اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند حدیث روایت کی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو عامر نے کہا کہ اگر میں اسلام لے آؤں تو کیا امر نبوت کو اپنے بعد میرے لئے قرار دے دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ منصب نبوت نہ تیرے لئے ہے اور نہ تیری قوم کے لئے۔ اس نے کہا کہ خدا کی قسم! میں آپ کے خلاف اس سرزمین کو گھوڑوں اور آدمیوں سے بھر دوں گا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ عزوجل ہم کو تجھ سے محفوظ رکھے گا۔ جب یہ دونوں نکلے تو عامر نے اربد سے کہا کہ میں محمد ﷺ کو باتوں میں مشغول رکھ کے تجھے موقع دوں گا۔ اس وقت تو ان پر تلوار سے وار کر دینا۔ اربد نے کہا کہ میں یہ کروں گا۔ پھر دونوں واپس آئے۔ عامر نے کہا

کہ اے محمد ﷺ میرے ساتھ چلئے میں آپ سے کچھ بات کروں گا تو نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور اربد نے تلوار کھینچنے کا ارادہ کیا۔ جب اس نے اپنا ہاتھ اپنی تلوار پر رکھا تو اس کا ہاتھ تلوار کے قبضے پر چپکا رہ گیا اور وہ عامر کے پاس نہیں آیا اور تلوار مارنے میں دیر کی۔ اس کے بعد وہ دونوں چلے گئے۔ جب یہ دونوں رقم نامی مدینہ کے چشمہ پر پہنچے تو اللہ عزوجل نے اربد پر بجلی گرائی

اور بجلی نے اسے ہلاک کر دیا اور عامر گلٹی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گیا اور اللہ ﷻ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ "اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی شَدِیْدُ الْمِحَالِ" (پ۱۳ الرعد ۸ تا آخر آیت) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "معقبات" اللہ ﷻ کا حکم ہے جس سے اس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو بچایا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اسلام سے کنارہ کش تھا اور اس سے مجھے عداوت تھی۔ میں بدر میں مشرکوں کے ساتھ حاضر ہوا پھر میں آزاد ہو کر جنگ احد میں شریک ہوا۔ وہاں سے فارغ ہو کر غزوۂ خندق میں لڑا مگر میں وہاں بھی زندہ رہا۔ اس وقت میں نے دل میں کہا کہ میں کہاں کہاں رسوا ہوتا رہوں گا۔ خدا کی قسم محمد ﷺ ضرور قریش پر غالب رہیں گے۔ پھر جب میں حدیبیہ میں شریک ہوا اور رسول اللہ ﷺ صلح کی حالت میں واپس ہوئے اور قریش مکہ کی طرف لوٹ گئے تو میں دل میں کہنے لگا۔ آئندہ سال محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ میں داخل ہو جائیں گے۔ اب نہ مکہ مکرمہ رہنے کی جگہ رہی ہے اور نہ طائف۔ اور نکل بھاگنے سے بہتر کوئی چیز ہے ہی نہیں اور میں اسلام سے اس وقت تک دور ہی تھا۔

میں خیال کرتا تھا کہ اگر تمام قریش اسلام لے آئے تو میں تب بھی اسلام نہ لاؤں گا۔ غرض کہ میں مکہ مکرمہ آیا اور میں نے اپنی قوم کے بہت سے لوگوں کو جمع کیا چونکہ وہ لوگ میری رائے کو وقعت کی نظر سے دیکھتے اور میری بات مانا کرتے تھے۔ اور دشوار معاملات میں میری رائے مقدم رکھا کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تم لوگوں میں کیسا ہوں؟

انہوں نے کہا کہ تم ہم میں صائب الرائے ہو۔

میں نے کہا کہ تم مجھے جانتے ہی ہو۔ خدا کی قسم! محمد ﷺ کا معاملہ ایسا عظیم ہے کہ باوجود ناگوار ہونے کے ان کا معاملہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اب میں ایک رائے رکھتا ہوں۔

انہوں نے پوچھا وہ کیا؟

کہا کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائیں اور ہم اس کے ساتھ رہیں۔ پھر اگر محمد ﷺ کا غلبہ ہوا تو ہم نجاشی کے پاس رہیں گے اور نجاشی کے ہاتھ کے نیچے رہنا ہمارے نزدیک محمد ﷺ کے ہاتھ کے نیچے رہنے سے زیادہ محبوب ہے۔ اور اگر قریش غالب آ گئے تو ہمیں تو وہ سب خوب جانتے ہی ہیں۔ یہ سن کر ان سب نے کہا کہ یہ رائے ٹھیک اور مناسب ہے۔ اس وقت میں نے کہا کہ تم جو نجاشی کو ہدیہ دینا چاہو اسے جمع کر لو۔ چونکہ ہم لوگ اپنی سرزمین سے اس کی طرف جو تحائف زیادہ

تر بھیجا کرتے تھے وہ چمڑا ہوتا تھا تو ہم نے بہت کثرت سے چمڑا جمع کیا۔ اس کے بعد ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم نجاشی کے پاس پہنچ گئے۔ خدا کی قسم ابھی ہم اس کے پاس پہنچے ہی تھے کہ اچانک عمرو بن امیہ ضمری ﷺ نجاشی کے پاس آئے چونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا مکتوب گرامی دے کر نجاشی کے پاس انہیں بھیجا تھا اور اس خط میں حضور ﷺ نے لکھا تھا کہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کے ساتھ عقد کر دیا جائے۔ اس کے بعد میں نجاشی کے پاس سے آیا اور میں نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ یہ عمرو بن امیہ ﷺ تھے۔ اگر میں نجاشی کے پاس گیا تو میں اس سے ان کو مانگ لوں گا اور اگر اس نے مجھے ان کو دے دیا تو میں اس کی گردن مار دوں گا۔ اگر میں نے ایسا کیا تو اس سے قریش خوش ہوں گے۔ جب میں محمد ﷺ کے قاصد کو قتل کر دوں گا تو یہ میرے لئے قریش کی طرف سے بدلہ ہوگا۔

تو میں نجاشی کے پاس گیا اور میں نے اسے سجدہ کیا جیسا کہ میں کیا کرتا تھا۔

اس نے کہا اے میرے دوست مرحبا! کیا تم میرے لئے اپنے علاقہ سے کوئی ہدیہ لائے ہو؟

میں نے کہا کہ ہاں اے بادشاہ! میں تمہارے لئے بہت سا چمڑہ لایا ہوں۔ پھر میں نے ان کو اس کے سامنے کیا اس نے دیکھ کر تعجب کیا اور اس نے اس میں سے کچھ اپنے بطریقوں کے درمیان تقسیم کیا اور بقیہ چمڑوں کے بارے میں حکم دیا کہ اسے خزانے میں داخل کر دیا جائے۔ جب میں نے اسے بہت خوش دیکھا تو میں نے کہا کہ اے بادشاہ! میں نے تمہارے پاس سے ایک شخص کو نکلتے دیکھا ہے اور وہ ہمارے ایسے دشمن کا قاصد ہے جس نے ہمیں اکیلا کر دیا ہے۔ اس نے ہمارے بڑوں کو اور ہمارے اچھے لوگوں کو قتل کیا ہے۔ لہٰذا تم مجھے اسے عنایت کر دو تا کہ میں اسے قتل کر دوں۔

نجاشی میری بات سن کر غضبناک ہو گیا اور اس نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اس زور سے میری ناک پر مارا کہ میں نے گمان کیا کہ شاید میری ناک ٹوٹ گئی ہے اور میرے نتھنوں سے خون بہنے لگا اور میں اس خون کو اپنے کپڑے میں لینے لگا اور مجھے اتنی ذلت پہنچی کہ اگر میرے لئے زمین پھٹ جاتی تو میں اس میں سما جاتا۔ جب خون رک گیا تو میں نے کہا کہ اے بادشاہ! اگر میں جانتا کہ میں نے جو بات کہی ہے تمہیں اتنی بری لگے گی تو میں ہرگز نہ کہتا اور تم سے اسے نہ مانگتا۔

نجاشی نے کہا کہ اے عمرو! تم مجھ سے اس ہستی مقدس کے قاصد کو مانگتے ہو جس کے پاس ناموس اکبر آتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ تا کہ تم اسے قتل کر دو پھر عمرو بن العاص ﷺ نے کہا کہ اس وقت اللہ عزوجل نے میرے دل کی اس حالت کو جس پر میں اب تک تھا بدل ڈالا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس حق کو عرب اور عجم نے پہچان لیا لیکن تو ابھی

تک اس کی مخالف میں کمر بستہ ہے۔ میں نے کہا کہ اے بادشاہ! کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو۔
نجاشی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ ﷻ کی طرف سے نبی ہیں۔ اے عمرو ﷺ! اب میرا کہا مان اور تو ان کی اطاعت قبول کر لے۔ خدا کی قسم وہ یقیناً حق پر ہیں اور جس نے بھی ان کی مخالفت کی ہے ضرور وہ ان سب پر غالب ہوں گے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے لشکر پر غالب ہوئے۔

میں نے پوچھا کیا تم اسلام پر ان کی جانب سے میری بیعت قبول کرتے ہو؟ نجاشی نے کہا کہ میں ضرور قبول کروں گا۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور اسلام پر میری بیعت لے لی اسے ابن اسحاق اور بیہقی رحمہما اللہ ایک اور سند کے ساتھ عمرو بن العاص ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت عمرو بن العاص ﷺ کی حبشہ میں خانہ نشینی

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن دینار ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب عمرو بن العاص ﷺ سرزمین حبشہ پر داخل ہوئے تو وہ خانہ نشین ہو کے بیٹھ گئے اور اپنے دوستوں کی طرف نکلنا بند کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا ان کا کیا حال ہے' وہ باہر کیوں نہیں نکلتے۔ عمرو ﷺ نے کہا کہ حبشیوں کا یہ خیال ہے کہ تمہارے صاحب نبی ہیں۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن دینار ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ آج رات تمہارے پاس ایک شخص ہجرت کر کے آئے گا جو حکیم و دانا ہے چنانچہ عمرو بن العاص ﷺ آئے اور اسلام قبول کیا۔

وہ معجزات جو وفدِ دوس کی حاضری کے وقت ظہور میں آئے

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ (مجھے) واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا مجھ سے ولید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے منیر بن عبید اللہ دوسی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ ام شریک دوسی رضی اللہ عنہا کے شوہر جن کا نام ابوالعکر تھا' مسلمان ہوئے اور وہ حضرت ابوہریرہ ﷺ اور دیگر دوسی لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی جانب جس وقت ہجرت کر گئے تو ام شریک رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے پاس ابوالعکر کے گھر والے آئے اور انہوں نے کہا کہ تم ان کے دین پر ہو؟

میں نے کہا کہ ہاں! خدا کی قسم میں ان کے دین پر ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پھر تو ہم تجھے ضرور شدید عذاب دیں گے۔ پھر وہ مجھے ایسے اونٹ پر سوار کر کے لے چلے جو بہت سست رفتار اور ان کی سواریوں میں سے سب سے زیادہ شریر اور خراب تھا۔ وہ مجھے شہد کے ساتھ روٹی کھانے کو دیتے اور پینے کے لئے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیتے۔ یہاں تک کہ جب دوپہر اور سخت دھوپ کا وقت ہوتا اور ہم پڑاؤ کرتے تو وہ اتر کر اپنے خیمے نصب کرتے اور مجھے دھوپ میں چھوڑ دیتے۔ یہاں تک کہ میری عقل اور سماعت و بصارت جاتی رہی۔ یہ سلوک انہوں نے میرے ساتھ تین دن کیا۔ پھر تیسرے دن انہوں نے مجھ سے کہا کیا تو اپنے اس دین کو جس پر تو ہے چھوڑتی ہے یا نہیں۔

ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں قطعاً کچھ نہ سمجھی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں بجز اس کے کہ ایک کلمہ کے بعد دوسرا کلمہ سنائی دیتا تھا۔ گویا میری سمجھ بالکل جاتی رہی تھی۔ اس وقت میں نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف توحید کا اشارہ کیا۔ وہ کہتی ہیں واللہ میں اسی حالت میں تھی اور مجھے انتہائی شدت و تکلیف پہنچ رہی تھی کہ اچانک ٹھنڈا ڈول اپنے سینے پر پایا میں نے اسے تھام کر ایک گھونٹ پیا پھر وہ ڈول مجھ سے جدا ہو گیا اور میں اسے جاتا دیکھتی رہی۔ میں نے دیکھا کہ وہ آسمان و زمین کے درمیان معلق ہے اور وہ میری گرفت سے دور تھا۔ اس کے بعد دوبارہ ڈول میرے پاس آیا اور میں نے اس سے ایک گھونٹ پیا۔ پھر وہ مجھ سے دور ہو گیا اور مین اسے جاتا دیکھتی رہی۔ میں نے دیکھا کہ وہ آسمان و زمین کے درمیان معلق ہے۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ وہ ڈول میرے قریب آیا اور میں نے خوب سیر ہو کر پیا اور اس پانی کو اپنے سر اپنے چہرے اور کپڑوں پر بہا لیا۔

ام شریک رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اسی وقت وہ لوگ اپنے خیموں سے نکل کے آئے اور انہوں نے مجھے دیکھ کر پوچھا یہ پانی تیرے پاس کہاں سے آیا؟

میں نے کہا کہ اللہ ﷻ کی جانب سے آیا ہے اور اسی نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔ پھر وہ تیزی کے ساتھ اپنے خیموں میں گئے اور اپنی چھاگلوں اور مشکیزوں کو دیکھا' وہ بدستور سربند تھے۔ انہیں کھولا ہی نہ گیا تھا۔ اس پر وہ کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک تیرا رب ہی ہمارا رب ہے اور اس جگہ تجھے جو نصیب ہوا ہے۔ بیشک اسی نے تجھے عنایت فرمایا ہے۔ اب تک جو کچھ تیرے ساتھ ہم نے سلوک کیا' وہ کیا اب ہم اقرار کرتے ہیں کہ اسی نے اسلام کو مشروع کیا ہے پھر وہ سب مسلمان ہو گئے اور وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ہجرت کر کے آ گئے اور وہ لوگ اپنے اوپر میری فضیلت کا اعتراف کرتے تھے چونکہ اللہ ﷻ نے میرے ساتھ جو عنایت فرمائی تھی۔

اور یہ ام شریک رضی اللہ عنہا وہی ہیں جس نے اپنے نفس کو نبی کریم ﷺ کے لئے ہبہ کیا تھا

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ جب کوئی عورت اپنے نفس کو کسی مرد پر ہبہ کر دیتی ہے تو اس میں خیر نہیں ہوتی ہے۔ اس وقت اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

"وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ" (پ۲۲ الاحزاب ۵۰)

"اور ایمان والی عورت اگر اپنی جان نبی کی نذر کرے" (ترجمہ کنز الایمان)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اے ام شریک رضی اللہ عنہا بیشک اللہ ﷻ تمہاری خواہش میں تمہارے لئے ضرور عجلت فرماتا ہے۔

ام شریک رضی اللہ عنہا کی ہجرت

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمیں عارم بن طفیل رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے یحیٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ ام شریک دوسی رضی اللہ عنہا نے جب آخری رات میں ہجرت کی تو انہوں نے اپنے سینے پر ایک ڈول پانی کا اور ایک توشہ دان رکھا ہوا پایا تو انہوں نے اسے پیا اور کھایا۔ اس کے بعد لوگوں نے اندھیرے میں سفر کے لئے انہیں اٹھایا۔ اس وقت ایک یہودی نے کہا کہ یقیناً میں نے کوئی آواز سنی ہے کیونکہ وہ ایک یہودی کے ساتھ سفر کر رہی تھیں۔ پھر انہوں نے روزہ رکھ لیا۔ اس وقت اس یہودی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر ام شریک رضی اللہ عنہا کو پانی پلایا تو میں تیرے ساتھ برا برتاؤ کروں گا اور وہ بے آب و طعام رہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ عورت انہیں پانی پلانا چاہتی تو وہ کہتیں خدا کی قسم میں ہرگز نہ پیوں گی۔

راوی کا بیان ہے کہ ام شریک رضی اللہ عنہا کے پاس گھی کی ایک کپی تھی۔ اسے جو مانگتا وہ مستعار دیتیں۔ ایک شخص نے اسے خریدنا چاہا۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ گھی ایسا ہے کہ اس میں تلچھٹ بھی نہیں ہے۔ پھر انہوں نے اس میں پھونک بھری اور دھوپ میں لٹکا دیا اور وہ گھی سے بھر گئی۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ام شریک رضی اللہ عنہا کی یہ کپی اللہ ﷻ کی نشانیوں میں سے تھی اور اس حدیث کی متصل سندیں بھی ہیں جو زیادتی طعام وغیرہ کے باب میں آئیں گی۔

وہ معجزہ جو وفد بنی سلیم کی باریابی کے وقت ظہور میں آیا

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ ہم سے ہشام بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ کو بنی سلیم کے ایک شخص نے بتایا کہ ہمارے وفد میں ایک شخص جس کا نام قدر بن عمار تھا' وہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور وہ اسلام لایا اور اس نے حضور ﷺ

سے وعدہ کیا کہ میں اپنی قوم کے ایک ہزار گھڑ سواروں کو آپ کی خدمت میں لاؤں گا۔ پھر وہ اپنی قوم میں آیا اور نوسو آدمی اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اور ایک سو آدمیوں کو قبیلہ میں چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک ہزار میں سے بقیہ لوگ کہاں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا چونکہ ہمارے اور بنی کنانہ کے درمیان تنازعات ہیں۔ اس خوف سے ہم سو آدمیوں کو قبیلہ میں چھوڑ آئے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ ان کو بھی بلانے کے لئے کسی کو بھیجو کیونکہ اس سال تمہارے لئے کوئی ایسا اندیشہ نہیں ہے۔ جسے تم ناگوار سمجھتے ہو تو انہوں نے انہیں بلانے کسی کو بھیجا اور وہ مقام ہداہ (جو کہ مکہ و طائف کے درمیان ایک جگہ ہے) میں آ کے مل گئے۔ جب انہوں نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی تو کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ ہم پر چڑھ آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں وہ تمہارے مخالفین نہیں ہیں بلکہ تمہارے خیر خواہ ہیں' وہ سلیم بن منصور رضی اللہ عنہ ہیں جو آ رہے ہیں۔

حضور ﷺ کی دعا اور دست رحمت کا اثر

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ ہمیں ھشام بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے جعفر بن کلاب جعفری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بنی عامر کے شیوخ نے خبر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ زیاد بن عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کے سر پر دست اقدس پھیرا۔ اور دست اقدس کو پھیرتے ہوئے ان کی ناک تک لے آئے۔ بنی ہلال ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ہم زیاد کے چہرے میں برکت کو پہچانا کرتے تھے۔ ایک شاعر نے علی بن زیاد کی مدح میں یہ اشعار کہے ہیں۔

يَا ابْنَ الَّذِىْ مَسَحَ الرَّسُوْلُ بِرَأْسِهٖ وَدَعَالَهٗ بِالْخَيْرِ عِنْدَالْمَسْجِدِ

اَعْنِىْ زِيَادًا لَاأُرِيْدُ سِوَاهُ مِنْ غَائِرٍ اَوْمُتْهِمٍ اَوْ مُنْجِدٍ

مَازَالَ ذَاكَ النُّوْرُ فِىْ عِرْنِيْنِهٖ حَتّٰى تَبَوَّأَ بَيْتَهٗ فِىْ مُلْحَدٍ

یعنی اے اس شخص کے بیٹے جس کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس پھیرا اور جس کے لئے مسجد شریف میں دعائے خیر کی۔ میری مراد زیاد ہے اور کوئی نہیں ہے۔ خواہ وہ غور کا ہے یا تہامہ یا نجد کا رہنے والا ہو۔ حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک کا نور اس کے چہرے میں ہمیشہ رہا یہاں تک کہ وہ زیاد اپنے حقیقی گھر قبر میں جا بسے۔

ابو سبرہ یزید بن مالک رضی اللہ عنہ کی سفارت

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمیں ھشام بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ولید بن عبداللہ

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے مشائخ نے حدیث بیان کی۔ ان شیوخ نے کہا کہ جب ابو سبرۃ یزید بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں سفیر بن کے آئے تو ان کے ساتھ ان کے دونوں بیٹے سبرہ اور عزیز تھے۔ ابو سبرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری پشت پر ہتھیلی کی برابر رسولی ہے جو مجھے اپنی سواری کی لگام کھینچنے میں مانع آتی ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے بغیر پیکان کے تیر طلب فرمایا اور اس تیر کو آپ کی رسولی پر مارتے اور پھیرتے رہے یہاں تک کہ وہ رسولی جاتی رہی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے جریر بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے پوشاک پہنی اور بارگاہ میں حاضر ہوا حضور اکرم ﷺ اس وقت خطبہ فرما رہے تھے تو تمام لوگوں نے نظریں اٹھا کر مجھے دیکھا۔ میں نے اپنے برابر بیٹھے ہوئے شخص سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے میرے بارے میں کچھ ذکر فرمایا تھا؟

اس نے کہا کہ ہاں تمہارا ذکر احسن طریقہ سے کیا تھا۔ حضور ﷺ نے اپنے اس خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا کہ عنقریب اس دروازے سے یا اس راستے سے ایک شخص داخل ہوگا جو یمن والوں میں ایک بہتر شخص ہے اور اس کے چہرے پر جیسے فرشتے نے ہاتھ پھیرا ہو۔ (یعنی بہت حسین و خوبصورت ہوگا) اور چند دعائیہ کلمات فرمائے۔

شیخین رحمہما اللہ نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھے ذی الخلصہ سے راحت نہ دو گے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ میری بات سن کر حضور ﷺ نے میرے سینے پر دست مبارک رکھا اور دعا کی۔ "اے خدا اسے جما دے اور اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے۔" اس کے بعد ذی الخلصہ کی طرف ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ احمس گیا اور ہم نے وہاں پہنچ کر اسے جلا ڈالا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے ایک روز رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور میں نے سینے کے اندر اس کی ٹھنڈک محسوس کی۔ پھر آپ نے فرمایا "اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا وَّمَهْدِيًّا" اس کے بعد میں کبھی اپنے گھوڑے سے نہیں گرا۔

(اس حدیث اور اوپر کی حدیث کی دعا میں کچھ فرق نہیں ہے)

وہ معجزات جو قبیلہ بنی طے کے وفد کی حاضری کے وقت ظہور میں آئے

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ قبیلہ طے کا وفد آیا' ان میں زید الخیل ﷺ بھی تھے اور وہ سب مسلمان ہوئے۔ حضور ﷺ نے زید الخیل ﷺ کا نام زید الخیر ﷺ رکھا۔ اس کے بعد وہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ زید ﷺ ہرگز مدینہ کے بخار سے خلاصی نہ پائیں گے۔ چنانچہ جب وہ نجد کی سرزمین کے ایک چشمے پر پہنچے تو انہیں بخار چڑھا اور وہیں فوت ہو گئے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو عمیر طائی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مانند روایت کی اور ابن درید رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاخبار المشہورہ'' میں ابو مخنف ﷺ سے اس کی مثل روایت کی۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عدی بن حاتم ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے حضور ﷺ سے فاقہ کی شکایت کی۔ اتنے میں ایک اور شخص آیا۔ اس نے رہزنی کی شکایت کی۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا۔

اے عدی بن حاتم ﷺ اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھ لو گے کہ ایک عورت ہودج نشین حیرہ سے چل کر خانہ کعبہ طواف کے لئے آئے گی اور اسے سوائے اللہ رب العزت ﷻ کے کسی کا خوف و ڈر نہ ہو گا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں سوچا کہ قبیلہ طے کے وہ راہزن کہاں جائیں گے جو شہروں کو لوٹتے ہیں۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا۔ اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھ لو گے کہ کسریٰ کے خزانے کھل جائیں گے اور تم انہیں فتح کرو گے۔

میں نے عرض کیا کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟

فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے اور فرمایا اگر تم زندہ رہے تو تم ضرور دیکھ لو گے کہ آدمی دونوں ہاتھوں میں سونا چاندی لئے ہو گا اور وہ تلاش کرے گا کہ کوئی اسے قبول کرلے مگر وہ ایسا شخص نہ پائے گا۔

حضرت عدی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی دیکھا کہ ہودج نشین عورت کوفہ سے روانہ ہوتی ہے اور خانہ کعبہ پہنچ کر اس کا طواف کرتی ہے مگر اسے اللہ ﷻ کے سوا کسی کا ڈر اور خوف

نہیں ہوتا اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانوں کو فتح کیا۔ اب اگر تم لوگ زندہ رہے تو تم تیسری بات کو بھی پورا ہوتا ضرور دیکھ لو گے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ تیسری بات حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں واقع ہوئی پھر انہوں نے عمر بن اسید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اڑھائی سال خلافت کی۔ اور وہ اس وقت تک فوت نہ ہوئے جب تک کہ ہم نے یہ نہ دیکھ لیا کہ ایک شخص بہت زیادہ وافر مال لاتا ہے اور کہتا ہے کہ جہاں فقراء نظر آئیں۔ یہ مال ان میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک آدمی مال لے کر ہر جگہ تلاش کرتا پھرتا ہے مگر اسے کوئی ضرورت مند نہیں ملتا۔ بالآخر وہ مال لے کر واپس آ جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ملتا جو اس مال کو قبول کرے وہ مالک اپنا مال لے کر واپس لوٹ جاتا ہے۔ بلاشبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگ بہت تونگر ہو گئے تھے۔ انہوں نے سب کو مالدار کر دیا تھا۔

سردارِ کونین ﷺ کا ایک اور معجزہ

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے طارق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے اور جب ہم مدینہ منورہ کی چاردیواری کے قریب پہنچے تو ہم نے اتر کر لباس بدلے۔ اچانک ایک شخص دو چادروں میں ملبوس تشریف لایا اور اس نے سلام کیا۔ پوچھا کہاں کا قصد ہے؟

ہم نے کہا کہ ہم مدینہ جانا چاہتے ہیں؟

اس نے پوچھا تمہیں مدینہ میں کیا کام ہے؟

ہم نے کہا کہ ہم مدینہ میں کھجوریں خریدنا چاہتے ہیں تاکہ ہم کھائیں۔ ہمارے ساتھ ایک پردہ نشین عورت تھی اور ایک سرخ دھاری کا اونٹ تھا۔

پھر اس شخص نے پوچھا کیا تم اپنے اس اونٹ کو فروخت کرتے ہو۔

ہم نے کہا کہ اتنی قیمت اور اتنے صاع کھجور کے بدلے فروخت کرتا ہوں جو قیمت ہم نے بتائی تھی اس نے اس میں کوئی کمی نہیں کی اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر وہ شخص روانہ ہو گیا۔ جب وہ شخص ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو ہم نے کہا کہ یہ ہم نے کیا کیا کہ اپنا اونٹ ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جسے ہم جانتے تک نہیں ہیں اور نہ ہم نے اس سے قیمت لی ہے۔

اس پر اس عورت نے جو ہمارے ساتھ تھی کہا تم کوئی رنج و غم نہ کرو۔ خدا کی قسم میں نے

اس شخص کا چہرہ دیکھا ہے وہ ہرگز تمہارے ساتھ بدمعاملگی نہ کرے گا۔ میں نے کسی کی صورت چودھویں رات کے چاند کی مانند اس سے زیادہ مشابہ نہیں دیکھی ہے۔ میں اس کی طرف سے تمہارے اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں۔ اسی لحہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں اور یہ تمہاری کھجوریں ہیں۔ انہیں کھاؤ اور وزن کرو اور قیمت پوری کرلو۔

وفد حضر الموت کی آمد پر ظہور معجزات

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ'' میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے وائل بن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب ہمیں رسول اللہ ﷺ کے ظہور کی خبر پہنچی تو میں حضور ﷺ کے پاس آیا۔ اس وقت مجھے آپ کے صحابہ نے بتایا کہ تمہارے آنے سے تین دن پہلے رسول اللہ ﷺ نے تمہارے آنے کی ہمیں خبر دے دی تھی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے زہری، عکرمہ اور عاصم بن عمرو بن قتادہ رحمہم اللہ وغیرہم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضر موت کا وفد آیا اور وہ مسلمان ہوئے۔ مخرس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری زبان کی لکنت دور کرنے کے لئے اللہ عزوجل سے دعا کیجئے تو حضور ﷺ نے ان کیلئے دعا کی۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمیں ہشام بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ ہم سے بنی ہاشم کے غلام نے ان سے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں سے ہیں۔ حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مخرس بن معد بکرب رضی اللہ عنہ کا وفد آیا اور ان کے ساتھ اور بھی لوگ تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس سفارت میں آئے تھے۔ جب وہ حضور ﷺ کے پاس سے روانہ ہوگئے تو مخرس رضی اللہ عنہ کو لقوہ ہوگیا تو ان میں سے چند اشخاص واپس آئے اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم عرب کے سردار کو لقوے نے مارا ہے تو ہمیں اس کے لئے کوئی دوا بتائیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ سوئی کو لے کر اسے آگ میں سرخ کرو اور اسے آنکھ کے پپوٹے پر پھیرو۔ اس میں اس کی شفا ہے اور اسی کی طرف اس کا لوٹنا ہے اور اللہ عزوجل جانتا ہے کہ تم نے میرے پاس سے جانے کے بعد کیا کہا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور وہ ٹھیک ہوگئے

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمیں ہشام بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ ان سے عمرو بن مہاجر کندی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس حضر الموت سے کلیب بن اسد آئے تو حاضر ہوتے وقت یہ اشعار کہے۔

کلیب بن اسد کی نعت

مِنْ و فر بِرُھُوتِ تَھوِیْ بِیْ غَدَا فَرَّۃٍ　　اِلَیْکَ یَا خَیْرُ مَنْ یَحْفِیْ وَیَنْتَحِلُ
شَھْرَیْنِ اَعْمَلُھَا نَصًّا عَلٰی وَجَلٍ　　اَرْجُوْبِذَاکَ ثَوَابَ اللّٰہِ یَا رَجُلُ
اَنْتَ النَّبِیُّ الَّذِیْ کُنَّا نَخْبِرُہٗ　　وَبَشَّرَتْنَا بِکَ التَّوْرَاۃُ وَالرُّسُلُ

اے وہ نبی ﷺ جو برہنہ رہنے اور جوتے پہننے والوں میں بہتر ہے۔ آپ کی طرف برہوت سے جو حضر موت کا جنگل ہے مجھے لا رہی ہے۔ میں دو مہینوں میں خوفناک راستوں سے گزر کر تیز رفتاری سے اے نبی حاضر ہو رہا ہوں۔ اور میں اس کے ثواب کی اللہ ﷻ سے امید رکھتا ہوں۔ آپ وہ نبی ہیں جن کی خبر ہمیں لوگ دیا کرتے تھے۔ اور آپ کی بشارت توریت اور رسولوں نے ہمیں دی ہے۔

وہ معجزات جو وفد بنو اشعر کی آمد پر ظاہر ہوئے

ابن سعد و بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس ایسے لوگ آ رہے ہیں جو تم سے زیادہ نرم دل ہیں پھر اشعری آئے اور ان میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے معمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ میں ایک دن تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا اے خدا کشتی والوں کو نجات دے۔ پھر کچھ دیر بعد فرمایا اب کشتی گرداب سے نکل گئی ہے پھر جب وہ کشتی والے مدینہ کے قریب پہنچے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ آ رہے ہیں اور ان کو ایک مرد صالح لا رہا ہے۔

راوی نے کہا کہ وہ لوگ جو کشتی میں تھے وہ اشعری تھے اور جو ان کو لا رہا تھا وہ عمرو بن الحمق خزاعی رضی اللہ عنہ تھے۔ جب وہ لوگ حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ زبید سے حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ زبید میں برکت دے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ رمع میں بھی برکت ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ زبید میں برکت دے۔ انہوں نے کہا کہ رمع میں برکت ہو۔ حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ میں فرمایا رمع میں بھی برکت دے۔ اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عیاض اشعری سے آیت کریمہ "فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ" (عنقریب اللہ ﷻ ایسے لوگوں کو لائے گا جنہیں اللہ ﷻ محبوب رکھتا ہے اور وہ اللہ ﷻ کو محبوب رکھتے ہیں۔) کی تفسیر میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ لوگ یہی ہیں یعنی ابو موسیٰ

اشعری رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

عبدالرحمٰن بن ابی عقیل کی آمد پر حضور ﷺ کا معجزہ

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن ابی عقیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف ایک وفد میں شامل ہو کر روانہ ہوا۔ جب ہم پہنچے تو ہم نے دروازے کو دستک دی۔ اس وقت ہماری حالت یہ تھی کہ جس کے پاس ہم آئے تھے۔ ہمارے نزدیک اس سے زیادہ بغض وغصہ کسی شخص پر نہ تھا اور جب ہم وہاں سے نکلے تو ہماری یہ حالت ہوگئی تھی کہ ہمارے نزدیک اس شخص سے زیادہ محبوب لوگوں میں کوئی دوسرا نہ تھا۔

راوی نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ اپنے رب عزوجل سے اس فرشتے کو کیوں نہیں مانگتے جو سلیمان علیہ السلام کا فرشتہ تھا۔ اس پر حضور ﷺ نے تبسم فرمایا۔ پھر فرمایا ممکن ہے کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تمہارا یہ آقا حضرت سلیمان علیہ السلام سے افضل ہو۔ اللہ عزوجل نے ہر نبی کو ایک خاص دعا سے سرفراز فرمایا۔ ان انبیاء میں سے کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے دنیا میں دعا مانگ لی اور انہیں وہ دعا دنیا ہی میں دے دی گئی اور کچھ نبی ایسے ہیں جب ان کی قوم نے ان کی نافرمانی کی تو انہوں نے اس دعا کو ان کی ہلاکت پر صرف کر دیا اور وہ ان کی دعا پر ہلاک کر دیئے گئے۔ بلاشبہ اللہ عزوجل نے مجھے بھی ایک دعا کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے اور میں نے اپنی اس دعاء کو روز قیامت اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی امت کی شفاعت کے لئے اٹھا رکھا ہے۔

ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ رسالت میں حاضری

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے جعد بن عبدالرحمٰن بن ماعز رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ نے ان کے لئے ایک تحریر لکھی کہ "ماعز رضی اللہ عنہ اپنی قوم میں سب سے آخر میں اسلام لائے اور ان پر کوئی گناہ نہ کرے گا مگر ماعز کا اپنا ہاتھ اور اس پر انہوں نے حضور ﷺ بیعت کی۔

مزینہ کے وفد کی آمد پر اعجاز مصطفیٰ ﷺ

امام احمد وطبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے متعدد سندوں کے ساتھ نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں چار سو مزینہ جہینہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر

ہوا۔ آپ نے ہم کو اپنے دین کی دعوت دی۔ پھر فرمایا اے عمرؓ! ان کو زادراہ دو۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ میرے پاس بہت تھوڑی کھجوریں ہیں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جاؤ انہیں زادِراہ دو تو انہوں نے بالاخانے کا کمرہ کھولا۔ میں نے دیکھا کھجوروں کا اتنا ڈھیر تھا جتنا بیٹھا ہوا اونٹ ہوتا ہے پھر انہوں نے ہم چارسو سواروں کو اس میں سے زادِراہ دیا۔ حضرت نعمانؓ فرماتے ہیں سب سے آخر میں لینے والا میں تھا۔ اس وقت جب میں نے اس ڈھیر کی طرف نظر ڈالی تو وہ ڈھیر اتنا کا اتنا ہی تھا۔ گویا اس میں کی ایک کھجور بھی ہم نے کم ہوئی نہ دیکھی۔

امام احمد وطبرانی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دکین بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم چارسو سوار بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور ہم نے راستے میں کھانے کے لئے حضور ﷺ سے استدعا کی۔ آپ نے فرمایا۔ اے عمرؓ جاؤ انہیں راستہ کا توشہ دو اور انہیں کھلاؤ۔ اس پر انہوں نے عرض کیا۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے پاس اس سے زیادہ کھجوریں نہیں ہیں کہ میں اپنے ہی گھر والوں کو کھلا سکوں۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے عمرؓ رسول اللہ ﷺ کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں سمع وطاعت کرتا ہوں پھر حضرت عمرؓ روانہ ہوئے اور گھر کے بالاخانے پر آئے اور لوگوں سے فرمایا۔ آ کے لے لو۔ تو ان میں سے ہر ایک نے جتنا چاہا اس میں سے لے لیا۔ اس کے بعد میں اس طرف چلا اور میں ان لوگوں میں سے لینے والا آخری شخص تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس ڈھیر میں سے گویا ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی۔

وفد بنی سحیم اور اعجاز مصطفوی ﷺ

الرشاطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعبیدہؓ سے روایت کی کہ اقعس بن سلمہ بنی سحیم کے وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ جب وہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس ہونے لگے تو حضور ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو دعوت اسلام دیں اور اپنی قوم کی طرف واپس ہونے لگے تو حضور ﷺ نے لعاب دہن اقدس یا کلی کا پانی ڈالا تھا۔

اور فرمایا اسے بنی سحیم کے پاس لے جاؤ اور مشکیزہ کے پانی کو اپنی مسجد میں چھڑک دو۔

اس وقت اپنے سروں کو اونچا رکھنا چاہئے۔ اس لئے کہ اللہ ﷻ نے انہیں اونچا کیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ان لوگوں میں سے نہ تو کسی نے مسیلمہ کذاب کی پیروی کی اور نہ ان

میں سے کوئی کبھی خارجی بنا۔

بارگاہِ نبوی ﷺ میں وفدِ شیبان کو باریابی

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے قبیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں شیبان کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت حضور ﷺ اپنے دست مبارک سے احتیا[1] کئے تشریف فرما تھے۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو نشست میں خشوع کی حالت میں دیکھا تو میرا جوڑ جوڑ لرزنے اور کانپنے لگا۔ اس وقت کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ مسکینہ عورت کانپ رہی ہے۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور آپ نے مجھے دیکھا نہ تھا چونکہ میں آپ کے پس پشت تھی۔ یَا مِسْكِينَةُ عَلَيْكِ السَّكِينَةُ اے مسکینہ اپنے آپ کو قابو میں رکھ۔ جب حضور ﷺ نے یہ فرمایا تو میری وہ کیفیت فوراً جاتی رہی اور میرے دل سے رعب وخوف نکل گیا۔

زمل عذری رضی اللہ عنہ کی حاضری دربار رسالت ﷺ میں

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ''طبقات'' میں اور ابوسعد رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرف المصطفیٰ'' میں مدلج بن مقداد بن زمل بن عمرو عذری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں زمل بن عمرو عذری رضی اللہ عنہ کا وفد حاضر ہوا اور اس نے اپنے بت سے جو سنا تھا۔ حضور ﷺ سے بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ جن مسلمان تھا۔ یہ بات سن کر زمل مسلمان ہو گیا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بسند متصل زمل بن عمرو عذری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ قبیلہ عذرہ کا ایک بت تھا جس کا نام حمام تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہوا تو ہم نے اس بت سے ایک آواز سنی۔ وہ کہتا تھا۔ ''يَا بَنِيْ هَذَرَ بْنِ حَرَامٍ ظَهَرَ الْحَقُّ وَاَوْدَى الْحَمَّامُ وَدَفَعَ الشِّرْكَ الْاِسْلَامُ'' راوی نے کہا کہ یہ آواز سن کر ہم گھبرا گئے اور ہم پر خوف طاری ہو گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد پھر ہم نے یہ آواز سنی۔ وہ کہتا تھا۔ ''يَاطَارِقُ يَا طَارِقُ بُعِثَ النَّبِيُّ الصَّادِقُ بِوَحْيٍ نَاطِقٍ صَدَعَ صَادِعٌ بِاَرْضِ تِهَامَةَ لِنَاصِرِيْهِ السَّلَامَةُ وَ لِخَاذِلِيْهِ النَّدَامَةُ وَهُوَالْوَدَاعُ مِنِّيْ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اس کے بعد منہ کے بل گر پڑا۔ زمل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں نے اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ سفر کیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اسلام قبول کر کے اس بت سے جو سنا تھا۔ حضور ﷺ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: وہ جن کا کلام تھا۔

---

[1] سیرین پہ بیٹھ کر گھٹنے کھڑے رکھتے ہوئے۔

نجران کے وفد کی آمد پر معجزہ کا ظہور

ابن اسحاق و بیہقی اور طبرانی رحمہم اللہ نے "اوسط" میں کرز بن علقمہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نجران کے نصاریٰ کا وفد سات افراد پر مشتمل رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ ان میں ابوحارثہ بن علقمہ نصاریٰ کا عالم بھی تھا۔ یہ ان کا پیشوا تھا۔ شاہان روم اس کی عزت کرتے' اسے مال کثیر دیتے۔ اس کی خدمت کرتے اور اس کو کئی کنیسے بنا کے دیئے تھے اور جب وہ ان کے پاس جاتا تو وہ اس کا بہت احترام کرتے چونکہ وہ ان کے دین میں خوب ریاضت و اجتہاد کرتا تھا۔ جب نصاریٰ نے اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تو ابوحارثہ اپنے خچر پر سوار ہوا اور اس کا بھائی کرز بن علقمہ اس کے ساتھ سفر میں چلا۔ جب ابوحارثہ کے خچر نے ٹھوکر کھائی تو کرز نے نبی کریم ﷺ کو بددعا دی۔ اس پر ابوحارثہ نے اس سے کہا کہ انہیں بددعا نہ دے بلکہ تو ہلاک ہو۔ کرز نے کہا اے بھائی کس لئے؟

ابوحارثہ نے کہا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی تشریف آوری کا ہم سب انتظار کر رہے تھے۔

کرز ﷛ نے اس سے کہا کہ اگر تم ایسا ہی جانتے ہو تو قبول اسلام میں پھر کیا چیز تمہیں مانع ہے؟

ابوحارثہ نے کہا کہ وہ چیز جو نصاریٰ ہمارے ساتھ کرتے ہیں۔ نصاریٰ ہمارا اعزاز کرتے ہیں اور ہمیں مال کثیر دیتے ہیں اور ہماری تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اب نصاریٰ نے ان کا انکار کیا۔ اور ان کے خلاف روش اختیار کر رکھی ہے۔ اس صورت میں اگر ہم ان کی اطاعت کریں تو جو کچھ انہوں نے ہمیں دیا وہ سب ہم سے چھین لیں گے۔ کرز نے اپنے بھائی کی یہ تمام باتیں دل میں محفوظ کر لیں یہاں تک کہ اس کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا۔

اس روایت کو ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ بلکہ تو ہلاک ہو تو ایسے شخص کو برا کہتا ہے جو رسولوں میں سے ہے اور وہ نبی ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ ؑ نے دی ہے اور وہ نبی ہے جس کی صفت یقیناً توریت میں ہے۔

کرز ﷛ نے کہا کہ پھر تمہیں اس کا دین قبول کر لینے میں کون سی چیز مانع ہے؟

اس نے کہا کہ ہمارے ساتھ ان نصاریٰ کے احسانات و اعزاز و اکرام اور آخر تک روایت بیان کی۔ یہ سن کر اس کے بھائی نے قسم کھائی کہ وہ اپنے سر کے بالوں کو درست نہ کرے گا۔ جب تک کہ مدینہ منورہ پہنچ کر آپ پر ایمان نہ لائے اور اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بطریق سعید بن عمر رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے۔

درمیان میں وہ حدیث طویل ہے اور اسے ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

حضور ﷺ کا عزمِ ملاعنت

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید اور عاقب دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ حضور ﷺ نے ان کے ساتھ ملاعنت (لعنت) کا ارادہ فرمایا۔ اس پر دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ حضور ﷺ کے ساتھ ملاعنت نہ کرو۔ خدا کی قسم اگر حضور نبی ہوئے تو نبی کی ملاعنت ہمیں فلاح نہ دے گی اور اس کے بعد ہماری نسل ہی فنا ہو جائے گی۔ ان لوگوں نے عرض کیا۔ آپ جو چاہیں گے ہم آپ کو دیں گے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نجران کی طرف بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں بتاؤ کہ تم لوگ "یَا اُخْتَ هَارُوْنَ" کیا پڑھتے ہو؟ حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان جتنا فاصلہ گزرا ہے تم جانتے ہی ہو؟ جب میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں واپس آیا تو میں نے ان کی بات عرض کی۔ آپ نے فرمایا تم نے کیوں نہ بتا دیا کہ پہلے لوگ اپنے پہلے انبیاء وصلحاء کے ناموں پر اپنا نام رکھتے ہیں۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نجران کا وفد آیا تو مباہلہ کی آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ اس پر انہوں نے تین دن کی مہلت مانگی اور وہ لوگ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہود کے پاس گئے اور ان سے مشورہ لیا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ ان سے صلح کر لو اور ملاعنت نہ کرو کیونکہ یہ وہی نبی ہیں جن کی صفت ہم توریت وانجیل میں پاتے ہیں تو انہوں نے دو ہزار پوشاک پر صلح کر لی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: نجران پر عذاب نازل ہو چکا تھا اور اگر وہ مباہلہ کرتے تو روئے زمین سے ان کی بیخ کنی ہو جاتی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا نجران کی ہلاکت کی بشارت دینے والا میرے پاس آ چکا تھا یہاں تک کہ درخت کے پرندے اور درخت کی چڑیاں خبر دے رہی تھیں۔ اگر وہ ملاعنت پر اصرار کرتے۔ وہ سب ہلاک ہو جاتے۔

امام احمد وابونعیم رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ابوجہل نے کہا کہ اگر میں نے محمد ﷺ کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو میں ضرور ان کی گردن کچل دوں گا۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر وہ ایسا کرتا تو ظاہر طور پر فرشتے اسے پکڑ لیتے اور اگر یہود موت کی تمنا کرتے تو وہ یقیناً سب مر جاتے اور اگر نصاریٰ رسول اللہ ﷺ سے مباہلہ کرنے نکلتے تو جب وہ لوٹتے تو یقیناً نہ وہ مال پاتے نہ اولاد پاتے۔

خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے "المتفق والمفترق" میں مجہول سند کے ساتھ بطریق قیس بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ شمردل بن قباث کعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی چونکہ وہ نجران کے وفد میں شامل تھا۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں طبابت کا پیشہ کرتا ہوں تو میرے لئے کیا چیز حلال ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ رگوں کی فصد اور ناگزیر حالات میں پر نشتر سے جراحت حلال ہے اور دوا میں شبرم کو استعمال نہ کرنا اور سنائے مطب میں لازم کر لینا اور کسی کا علاج نہ کرنا۔ جب تک کہ اس کے مرض کو نہ پہچان لو۔

اس نے حضور ﷺ کے دونوں گھٹنوں کو بوسہ دے کر عرض کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ طب کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو عبیدہ ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر ؓ نے نبی کریم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں گھوڑے پر سواری کی تو ان کی عبا کے نیچے سے ان کی ران کھل گئی۔ نجران کے ایک شخص نے ان کی ران میں ایک تل دیکھا۔ اسے دیکھ کر اس نصرانی نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جس کی صفت اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ وہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکالے گا۔

وہ معجزہ جو وفدِ جرش کی آمد پر ظاہر ہوا

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسد کے وفد میں صرد بن عبداللہ اسدی ؓ آئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان کی قوم کے مسلمانوں پر امیر مقرر فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ ان مسلمانوں کے ساتھ ان مشرکوں سے جہاد کرو جو تمہارے قرب و جوار میں ہیں تو وہ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جرش میں اترے اور تقریباً ایک ماہ تک ان کا محاصرہ کیا۔ اس کے بعد وہ ان سے منہ پھیر کر چل دیئے۔ یہاں تک کہ جب وہ ان کے پہاڑ کشر تک پہنچے تو اہل جرش نے گمان کیا کہ یہ لوگ شکست کھا کر بھاگ نکلے ہیں تو اہل جرش ان کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ جب صرد اور ان کے ساتھی مسلمانوں نے ان کو پالیا تو وہ ان پر پلٹ پڑے اور خوب شدید جنگ کی اور اہل جرش نے اپنے

دوآدمیوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیج رکھا تھا۔ وہ گھبرائے ہوئے اور خوفزدہ ادھر ادھر دیکھتے آئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ افطار کے بعد رات کا طعام ملاحظہ فرمارہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کس علاقے میں کشر ہے؟

ان دونوں جرشیوں نے کہا کہ ہمارے علاقہ میں کشر نام کا ایک پہاڑ ہے۔

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: وہ پہاڑ کشر نہیں ہے بلکہ شکر ہے۔

ان دونوں نے پوچھا اس کا کیا ہوا؟

حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ ﷻ کی قربانی کے اونٹ اس پہاڑ کے نزدیک اس وقت ذبح کئے جارہے ہیں۔ یہ دونوں جرشی حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عثمان ؓ کے پاس آ کے بیٹھ گئے اور ان دونوں کو فرمایا تمہاری قوم کے مارے جانے کی خبر بتارہے ہیں اور تم سمجھتے ہی نہیں لہٰذا تم اٹھو اور حضور ﷺ سے استدعا کرو کہ وہ اللہ ﷻ سے دعا کریں تا کہ تمہاری قوم سے خدا کا عذاب دور ہوتو وہ دونوں اٹھے اور حضور ﷺ کے قریب آ کر حضور ﷺ سے اس کی استدعا کرنے لگے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔

اے خدا! ان لوگوں سے اپنا عذاب دور کردے۔ اس کے بعد وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے دربار سے اٹھ کر اپنی قوم کی طرف روانہ ہوگئے۔ انہوں نے اپنی قوم کو اس حال میں پایا جو صرد بن عبداللہ کے ہاتھ سے انہیں اس دن پہنچا تھا اور یہ وہی دن تھا جس دن رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں فرمایا تھا اور اسی گھڑی یہ جنگ وقتال واقع ہوا جس گھڑی حضور ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔ اس کے بعد جرش کے لوگ وفد لے کر آئے اور مسلمان ہوئے۔

بعض دیگر وفود کی آمد پر ظہورِ معجزات

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے معاویہ بن حیدہ ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب میں آپ کے حضور پہنچا تو آپ نے فرمایا۔ سنو! میں نے اللہ ﷻ سے دعا کی تھی کہ وہ تم پر ایسی قحط سالی مسلط کر کے میری مدد فرمائے جس سے تم پناہ مانگنے لگو اور تمہارے دلوں میں خدا کا خوف پیدا ہو جائے۔

اس پر معاویہ ؓ نے اپنے دونوں ہاتھوں کا اشارہ کر کے کہا کہ میں نے بھی ایسی ایسی قسم اٹھا رکھی تھی کہ نہ میں آپ پر ایمان لاؤں گا اور نہ آپ کا اتباع کروں گا اور قحط سالی مجھے برابر اذیت پہنچاتی رہی اور میرے دل میں برابر رعب وخوف طاری رہا۔ یہاں تک کہ اب میں آپ

کے حضور آ کے کھڑا ہو گیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے زامل بن عمرو جذامی ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ فروہ بن عمرو جذامی ﷺ سرزمین بلقاء میں عمان پر روم کی جانب سے حاکم مقرر تھا اور اس نے اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اسلام کی خبر خط کے ذریعہ بھیج دی تھی۔ جب شاہ روم کو فروہ کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے اس کو بلا کر کہا کہ تو اپنے دین سے پھر جا ہم تجھے حکومت دے دیں گے۔

اس نے کہا کہ ہم دین محمدی کو ہرگز نہ چھوڑیں گے چونکہ تم خوب جانتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی بشارت دی ہے لیکن تم اپنی حکومت پر گھمنڈ رکھتے ہو اور بخل برتتے ہو۔ اس پر اس نے اس کو قید کر دیا۔ اس کے بعد اسے نکال کر قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا۔

وفد بنی فزارہ اور معجزہ نبی ﷺ

ابن سعد و بیہقی رحمہما اللہ نے ابو جزہ یزید بن عبید السعدی ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ۹ھ ہجری میں غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو بنی فزارہ کے انیس آدمیوں کا وفد آیا۔ ان میں سے ایک نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے شہر قحط میں گھرے ہیں۔ ہمارے مویشی مر رہے ہیں۔ ہمارے باغات خشک ہو گئے اور گھر والے پیاسے ہیں۔ آپ ہمارے لئے اللہ عزوجل سے دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور دعا کی کہ

اے خدا عزوجل اپنے شہروں کو سیراب کر' اپنے جانوروں کو پانی دے۔ اپنی رحمت پھیلا دے۔ مردہ زمینوں کو زندہ کر دے۔ اے خدا سرسبز شاداب' یکے بعد دیگرے واسع و عاجل' غیر آجل نفع دینے والی نقصان سے پاک بارش برسا دے۔ اے خدا عزوجل رحمت کی سیرابی سے سیراب کر۔ عذاب' ویرانی اور غرق و فنا کی بارش نہ ہو۔ اے خدا مدد کے ساتھ بارش برسا ہمیں دشمنوں پر مدد دے۔" اس پر ابولبابہ ابن عبد المنذر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کھجوریں کھلیانوں[1] میں ہیں (انہیں نقصان نہ پہنچے)۔ حضور ﷺ نے دعا کی اے خدا ہمیں سیراب کر' یہاں تک کہ ابولبابہ ﷺ اس حال میں برہنہ کھڑے ہوئے کہ وہ اپنے تہبند کو خرمن کی نالیوں میں ٹھونسنے لگے۔ (تاکہ کھجوریں گیلی نہ ہوں) اور بارش برسنے لگی اور چھ دن تک لوگوں نے آسمان کو نہ دیکھا۔

ابولبابہ ﷺ پھر کھڑے ہوئے وہ اپنے تہبند کو خرمن کی نالیوں میں ٹھونسے ہوئے تھے۔ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! موال ہلاک ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور دعا کی۔ " اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا' اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ

---

[1] یعنی کھجوریں خشک کرنے کی جگہ پر ہیں۔

وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرُ" اے خدا ہمارے شہر کے چاروں طرف برسے ہم پر نہ برسے۔ اے خداوندی نالوں' وادیوں اور درختوں کی جڑوں پر برسے تو مدینہ منورہ سے آسمان اس طرح چھٹ گیا جیسے کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

کعب بن مرہ ﷜ بارگاہ رسالت ﷺ میں

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کعب بن مرہ ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مصر کی قوم پر بددعا کی تو میں آپ کے پاس آیا اور عرض کیا اللہ عزوجل نے آپ کی مدد فرمائی اور آپ کو عطا فرمایا اور آپ کی دعا قبول کی۔ بلاشبہ آپ کی قوم ہلاک ہوگئی۔ اب ان کے لئے اللہ عزوجل سے دعا کیجئے تو آپ نے یہ دعا کی کہ " اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا' مُرِيْعًا' طَبَقًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ" کعب ﷜ بیان کرتے ہیں ہم پر دوسرا جمعہ نہ گزرا کہ ہمارے لئے بارش ہوگئی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷜ سے روایت کی کہ مضر کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے استدعا کی کہ اللہ عزوجل سے بارش کی دعا کیجئے تو حضور ﷺ نے یہ دعا کی۔ "اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا هَنِيْئًا مُرِيْعًا غَدَقًا طَبَقًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ غَيْرَ رَائِثٍ" تو ان پر مسلسل بارش ہوئی' یہاں تک کہ سات دن تک بارش ہوتی رہی۔

وفد مرہ بن قیس کی حضورِ رسالت ﷺ میں باریابی

ابن سعد و ابونعیم رحمہما اللہ نے بطریق واقدی رحمۃ اللہ علیہ روایت کی کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابراہیم مری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ان کے راویوں نے حدیث بیان کی۔ ان سب نے کہا کہ بنی مرہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ جب کہ حضور ۹ ھ ہجری میں غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے علاقہ کا کیا حال ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم ہم لوگ قحط زدہ ہیں۔ اموال میں گودا نہیں ہے۔ آپ ہمارے لئے اللہ عزوجل سے دعا کریں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے دعا کی۔ " اَللّٰهُمَّ اسْقِهِمُ الْغَيْثَ" وہ لوگ اپنے علاقہ کی جانب جب واپس گئے تو انہوں نے پایا کہ خاص اسی دن بارش ہوئی۔ جس دن رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی۔ اس کے بعد وہ لوگ اس وقت آئے جب حضور ﷺ حجۃ الوداع کی تیاری میں مشغول تھے۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جب ہم اپنے علاقے میں پہنچے تو ہم نے اسی دن بارش کو برستا پایا۔ جس دن آپ نے مدینہ منورہ میں دعا مانگی تھی جس سے ہماری کھیتیاں

سرسبز شاداب ہوگئیں اور ان پر ہر پندرہ دن کے بعد خوب بارش ہوتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے اونٹ بیٹھ کر چرتے ہیں اور ہماری بکریاں ہمارے گھروں میں ہی خوب سیر ہو جاتی ہیں۔ اب وہ جاتی ہیں اور پھر پھرا کر ہمارے گھر واپس آ جاتی ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ صَنَعَ ذَالِکَ"

وفد بنی دار اور حضور ﷺ کا معجزہ

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق زہری رحمۃ اللہ علیہ عبید اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ قبیلہ بنی دار کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تبوک سے واپسی کے بعد آیا اور وہ دس آدمی تھے۔ ان میں تمیم داری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ سب مسلمان ہوئے۔ اس وقت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!

ہمارے ہمسایہ اہل روم ہیں۔ ان کے دو گاؤں ہیں ایک کا نام جری ہے اور دوسرے کا نام بیت عینون ہے۔ اب اگر اللہ ﷻ آپ کو ملک شام فتح کرا دے تو ان دونوں گاؤں کو ہمیں عطا فرما دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ دونوں تمہارے لئے ہیں اور اس بارے میں ایک تحریر لکھ کر عطا فرما دی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت ہوئے تو آپ نے وہ ان کو عطا فرما دیئے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں تمیم داری رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا وہ دریا میں سفر کر رہے تھے۔ ان کی کشتی بھٹک گئی اور اس نے ایک جزیرے میں لا ڈالا تو وہ کشتی سے باہر اتر کے پانی کی تلاش میں چل دیئے۔ انہیں ایک آدمی ملا جو اپنے پاؤں کو سمیٹ کر چل رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا کون ہے؟

اس نے کہا کہ میں جاسوس ہوں۔

انہوں نے کہا کہ ہمیں اس جزیرے کی بابت کچھ بتا۔ اس نے کہا کہ میں کچھ نہ بتاؤں گا۔ تم خود پھر کر معلوم کر لو تو وہ اس جزیرے میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک شخص کو مقید دیکھا۔

اس نے پوچھا تم کون ہو؟

ہم نے کہا کہ ہم عرب کے رہنے والے ہیں۔

اس نے پوچھا اس نبی کا کیا حال ہے جو تم میں مبعوث ہوا ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم سب لوگ ان پر ایمان لا کر ان کی تصدیق کر کے ان کا اتباع کر رہے ہیں۔

اس نے کہا کہ یہ ان کے لئے بہتر ہے۔ اس نے پوچھا مجھے چشمہ زعر کی بابت بتاؤ؟ کہ

اس کا کیا ہوا۔

ہم نے اس کی بابت بتایا تو وہ یہ سن کر اتنا اچھلا کہ قریب تھا دیوار سے باہر نکل جائے۔

پھر اس نے پوچھا نخل بیسان کا کیا ہوا کیا وہ پھل دیتا ہے؟

ہم نے بتایا کہ ہاں وہ پھل دیتا ہے تو وہ پھر پہلے کی مانند اچھلا۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ اگر مجھے نکلنے کی اجازت مل جائے تو میں تمام روئے زمین کا چکر لگاؤں بجز طیبہ کے۔ راوی حدیث فاطمہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا۔ یہ سارا واقعہ لوگوں کو بتا دو اور فرمایا یہ شہر طیبہ ہے اور وہ دجال ہے۔

حارث بن عبد کلال حمیری رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت ﷺ میں

ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''انساب'' میں فرمایا کہ حارث بن عبد کلال حمیری رضی اللہ عنہ یمن کے بادشاہوں میں سے تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آئے۔ مدینہ طیبہ میں ان کے داخل ہونے سے پہلے حضور ﷺ نے فرمایا۔ اس راستے سے ایک شخص تمہارے پاس آنے والا ہے جو کریم الجدین اور صبیح الخدین[1] ہے۔ پھر حارث رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام لائے اور حضور ﷺ نے ان سے معانقہ کیا اور ان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھائی۔

وفد بنی البکاء حضور ﷺ کی خدمت میں

ابن سعد' ابن شاہین اور ثابت رحمہم اللہ نے ''الدلائل'' میں بطریق جعد بن عبداللہ بن بکائی' رحمۃ اللہ علیہ ان کے والد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی البکاء کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ۹ھ ہجری میں آیا۔ یہ تین افراد تھے۔ معاویہ بن ثور اور ان کے بیٹے بشر اور نجیح بن عبداللہ اور ان کے ساتھ عمرو غلام تھے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کے لمس کی برکت چاہتا ہوں۔ آپ میرے بیٹے بشر کے چہرے پر دست اقدس پھیر دیجئے تو رسول اللہ ﷺ نے بشر رضی اللہ عنہ کے چہرے پر دست مبارک پھیرا اور انہیں خاکستری بھیڑیں' عطا فرمائیں اور ان پر دعائے برکت فرمائی جعد رضی اللہ عنہ راوی نے کہا کہ بنی البکاء پر اکثر قحط سالی ہوتی تھی لیکن ان کو قحط سالی کی کوئی مصیبت نہ ہوتی تھی۔ محمد بن بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں کہا۔

وَاَبِیَ الَّذِیْ مَسَحَ الرَّسُوْلُ بِرَاْسِهٖ   وَدَعَا لَهٗ بِالْخَیْرِ وَالْبَرَكَاتِ

۱۔ جو بہترین نسب اور خوبصورت رخسار والا ہے۔ (ادارہ)

اَعْطَاهُ اَحْمَدُ اِذَا اَتَاهُ اَعْنُزًا عُفْرًا نَوَاجِلَ لَسْنَ بِاللَّجْبَاتِ
يَمْلَأْنِ وَفْدَالْحَيِّ كُلَّ عَشِيَّةٍ وَيَعُوْدُ ذَاكَ الْمِلْاءُ بِالْغَدَوَاتِ
بُوْرِكْنَ مِنْ مَنْحٍ وَبُوْرِكَ مَانِحًا وَعَلَيْهِ مِنِّيْ مَاحَيِيْتُ صَلَاتِيْ

میرا باپ وہ ہے جس کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے دست مبارک پھیر کر ان کے لئے خیروبرکت کی دعا کی اور حضور ﷺ نے ان کو خاکستری رنگ کی بھیڑیں عطا فرمائیں جو کم دودھ والی نہ تھیں۔ جب وہ آتے وہ بھیڑیں قبیلہ میں آنے والوں کے برتن کو رات کے وقت دودھ سے بھر دیتی تھیں اور صبح کو پھر اتنا ہی دودھ دیتی تھیں۔ وہ بھیڑیں دودھ میں برکت والی تھیں اور برکت دینے والا کتنا بابرکت تھا۔ اس کے اوپر میری طرف سے جب تک میں زندہ ہوں میرا درود وسلام ہو۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ'' میں اور بغوی وابن مندہ رحمہما اللہ نے ''الصحابہ'' میں بطریق صاعد بن العلا بن بشران رحمۃ اللہ علیہ کے والد سے انہوں نے ان کے دادا بشر بن معاویہ ﷛ سے روایت کی کہ وہ اپنے والد معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کے سر پر دست مبارک پھیرا اور ان کے لئے دعا کی تو ان کا چہرہ حضور ﷺ کے دست مبارک پھیرنے کی وجہ سے غرہ (چاند) کی مانند چمکنے لگا اور وہ جس بیمار پر ہاتھ پھیرتے تھے وہ تندرست ہو جاتا تھا۔

وفد تجیب کی باریابی اور ظہور معجزہ

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ ہم سے عبداللہ بن عمرو بن زہیر ﷛ نے ابی الحویرث ﷛ سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ تجیب کا وفد ۹ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں ایک نوعمر بچہ تھا۔ اس نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری حاجت روائی فرمایئے حضور ﷺ نے فرمایا تیری کیا حاجت ہے؟ عرض کیا اللہ ﷻ سے دعا کیجئے کہ میری مغفرت کرے اور مجھ پر رحم فرمائے اور میرے دل میں غنا یعنی بے نیازی وقناعت پیدا کردے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔ ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَاجْعَلْ غِنَاهُ فِیْ قَلْبِهٖ'' پھر وہ لوگ واپس چلے گئے اس کے بعد ۱۰ ہجری میں حج کے موقع پر منیٰ میں وہ لوگ آئے۔ حضور ﷺ نے ان سے اس بچہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔

انہوں نے کہا کہ ہم نے اس جیسا قانع بچہ اب تک نہ دیکھا۔ اللہ ﷻ جو دیتا ہے اس پر قناعت کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ تمام احوال میں کامل ہو کر مرے گا۔

وفد سلامان بارگاہ نبوی ﷺ میں

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق واقدی رحمۃ اللہ علیہ ان کے راویوں سے روایت کی کہ ماہ شوال ۱۰ ہجری میں سلامان کا وفد آیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا۔ تمہارے علاقہ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا کہ قحط سالی ہے۔ آپ اللہ عزوجل سے دعا کیجئے کہ ہمارے علاقے میں بارش بھیجے۔

حضور ﷺ نے دعا کی۔ ''اَسْقِهِمُ الْغَيْثَ فِيْ بِلَادِهِمْ''

انہوں نے عرض کیا یا نبی صلی اللہ علیک وسلم! اپنا دست مبارک دعا کے لئے اٹھایئے کیونکہ اس سے بارش کی کثرت ہوگی اور حالات بہتر ہوں گے۔ حضور ﷺ نے اس پر تبسم فرمایا اور اپنے دست مبارک اتنے بلند فرمائے کہ آپ کے بغل شریف کی سفیدی نظر آ گئی پھر جب وہ لوٹ کر اپنے علاقے میں پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ اسی دن اور اسی گھڑی بارش ہوئی جس دن اور جس گھڑی میں رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تھی۔

وفد محارب کی آمد اور ظہور معجزات

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ۱۰ ہجری میں محارب کا وفد آیا اور وہ دس اشخاص تھے۔ ان میں ابوالحارث رضی اللہ عنہ اور ان کا بیٹا خزیمہ رضی اللہ عنہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تو وہ چاند کی مانند چمکنے لگا۔

وفد جنات اور معجزہ کا ظہور

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جنات کا اسلام لانا اور ان کے وفود اسی طرح آتے تھے جس طرح کہ انسانوں کے تھے۔ وہ فوج درفوج اور قبیلہ پر قبیلہ مکہ مکرمہ میں اور بعد ہجرت مدینہ طیبہ میں آتے رہے۔

چنانچہ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عمرو بن غیلان ثقفی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اہل صفہ کے ہر ایک شخص کو وہ شخص لے گیا جو رات کا کھانا کھلایا کرتا تھا مگر وہ مجھے نہ لے کر گیا۔

رسول اللہ ﷺ مجھے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں لے گئے۔ اس کے

بعد مجھے حضور ﷺ لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ بقیع الغرقد تشریف لائے اور حضور ﷺ نے اپنے عصائے مبارک سے ایک دائرہ کھینچا اور فرمایا اس کے اندر بیٹھ جاؤ اور اس سے باہر نہ نکلنا۔ جب تک میں واپس نہ آؤں اور آپ تشریف لے گئے اور میں نخلستان کے درمیان میں حضور ﷺ کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ ایک سیاہ غبار کی مانند برانگیختہ ہوا۔ پھر وہ پھٹ گیا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنا چاہئے اور میں نے خیال کیا کہ یہ لوگ ہوازن کے ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فریب کیا ہے تاکہ وہ لوگ معاذ اللہ حضور ﷺ کو شہید کر دیں اور میں نے سوچا مجھے آبادی کی طرف جانا چاہئے اور لوگوں کو مدد کے لئے بلانا چاہئے۔

پھر مجھے یاد آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو مجھے تاکید فرمائی ہے کہ اس جگہ سے جہاں میں بیٹھا ہوں میرے آنے تک باہر نہ نکلنا۔ پھر میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ اپنا عصائے مبارک مار کر فرما رہے ہیں کہ بیٹھ جاؤ تو وہ لوگ بیٹھ گئے یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہونے کا وقت آ گیا اور وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا

یہ جنات کا وفد تھا۔ انہوں نے مجھ سے کھانے پینے اور زادراہ کے لئے مانگا۔ میں نے ان کو ہر وہ ہڈی جو پرانی ہو اور گوبر اور مینگنیاں کھانے کے لئے بتائیں۔ تو یہ جنات جس ہڈی کو پائیں گے اس پر وہی گوشت پائیں گے۔ جو کھانے کے دن اس پر تھا اور جس گوبر یا مینگنی کو وہ اٹھائیں گے اس میں وہ غلہ اور دانے پائیں گے جسے اس دن اسے کھایا گیا ہوگا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف میں فجر کی نماز رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی۔ جب حضور ﷺ نے رخ انور پھیرا تو فرمایا تم میں سے کون ہے جو آج رات جنات کے وفد میں میرے ساتھ جائے۔

میں حضور ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ مدینہ کے تمام پہاڑ پیچھے رہ گئے اور ہم چٹیل کشادہ میدان میں پہنچ گئے۔ اچانک ہمیں لمبے لمبے قد کے لوگ نظر آئے گویا وہ درازی میں نیزے کی مانند تھے اور وہ اپنے تہبندوں کو اپنے پاؤں کے درمیان اُڑسے ہوئے تھے۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو شدت خوف سے لرزہ طاری ہو گیا یہاں تک کہ میرے پاؤں اپنے قابو میں نہ رہے۔ جب ہم ان کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے میرے گرد دائرہ کھینچا اور مجھ سے فرمایا اس کے اندر بیٹھ جاؤ۔ جب میں بیٹھ گیا تو مجھ سے وہ تمام خوف جاتا رہا جو اپنے دل میں پا رہا تھا اور نبی کریم ﷺ میرے اور ان کے درمیان تشریف لے گئے اور حضور ﷺ نے قرآن کریم کی تلاوت کی یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہو گئی۔

اس کے بعد حضور ﷺ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا میرے ساتھ چلو تو میں حضور ﷺ کے ساتھ ہوا۔ ابھی زیادہ دور نہ گئے تھے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ منہ پھیر کر دیکھو کہ ان میں سے کچھ لوگ موجود ہیں؟

میں نے عرض کیا مجھے بڑی سیاہی نظر آتی ہے۔ پھر حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک زمین پر جھکایا اور ہڈی کو گوبر سے لتھیڑ کر ان کی طرف پھینک دیا اور فرمایا۔ انہوں نے مجھ سے زادراہ مانگا تھا تو میں نے ان کے لئے ہڈی اور گوبر کو ان کی غذا قرار دیا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے استنجے کیلئے پتھر ڈھونڈ کے لاؤ اور ہڈی اور گوبر نہ لانا۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہڈی اور گوبر کی کیوں ممانعت فرماتے ہیں؟

حضور ﷺ نے فرمایا بات یہ ہے کہ علاقہ شام کے نصیبین کے جنات کا وفد میرے پاس آیا اور وہ اچھے لوگ تھے۔ انہوں نے مجھ سے راستے کے لئے غذا کا سوال کیا۔ میں نے ان سے کہا تم جس ہڈی اور گوبر کو لو گے اس میں تمہارے لئے غذا ہوگی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ کے جنات کی ایک جماعت مسلمان ہو چکی ہے' اب جو کوئی ان جنات کا اثر کہیں دیکھے تو اسے چاہئے کہ تین دن تک اعلان کرے۔ تین دن کے بعد پھر اسے ظاہر ہو تو چاہئے کہ قتل کر دے کیونکہ وہ مسلمان نہیں بلکہ شیطان ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک جزیرے سے جنات کا وفد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور وہ حضور ﷺ کے پاس جتنا عرصہ چاہا' مقیم رہے۔ پھر جب انہوں نے اپنے وطن جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے حضور ﷺ سے اپنی غذا کے بارے میں عرض کیا۔

فرمایا میرے پاس تو موجود نہیں ہے جس کا میں تمہیں زادراہ دوں البتہ سفر میں جس ہڈی کو تم اٹھاؤ گے اس میں تمہارے لئے تر و تازہ گوشت موجود ہوگا اور جس گوبر کو تم اٹھاؤ گے وہ تمہارے لئے کھجور بن جائے گی۔ اس بنا پر حضور ﷺ نے ممانعت فرمائی کہ گوبر اور ہڈی سے استنجا نہ کیا جائے۔

امام احمد و بزار ابویعلی و بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص خیبر سے چلا اور اس کے پیچھے دو شخص چلے۔ اس کے بعد تیسرا شخص ان دونوں کے تعاقب میں چلا۔ اس تیسرے شخص نے ان دو شخصوں سے کہا کہ تم دونوں لوٹ جاؤ یہاں تک کہ اس نے ان دونوں کو واپس کر دیا پھر یہ تیسرا شخص اس شخص سے ملا اور اس سے کہا کہ ان دونوں

جن کو میں نے لوٹایا ہے یہ شیطان تھے اور میں نے بمشکل واصرار ان دونوں کو تم سے جدا کر کے لوٹایا ہے۔ جب تم رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر ہو تو آپ ﷺ سے میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ میں اپنی قوم کے صدقات جمع کرنے میں مشغول ہوں۔ اگر وہ اس لائق ہوئے تو ہم انہیں آپ کی خدمت میں بھیجیں گے۔ جب وہ شخص مدینہ منورہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور حضور ﷺ سے سارا واقعہ عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے تنہا سفر کرنے سے ممانعت فرما دی۔

مسلمان جنات اور مشرک جنات اپنا مقدمہ حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے

ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ''العظمہ'' میں اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام عرج میں اترے جب میں حضور ﷺ کے قریب پہنچا تو میں نے لوگوں کی تیز وطرار اور جھگڑنے کی ایسی آوازیں سنیں کہ میں کسی کی بات کو بالکل نہ سمجھ سکا اور نہ کسی کو میں نے دیکھا۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔

آپ نے فرمایا میرے پاس مسلمان جنات اور مشرک جنات اپنا مقدمہ لے کر آئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ ہمیں رہنے کی جگہ عنایت فرما دیں تو میں نے مسلمان جنات کو الجلس میں اور مشرک جنات کو الغور میں رہنے کا حکم دیا۔ کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ الجلس آباد مقام اور پہاڑوں کا نام ہے اور الغور پہاڑ اور دریا کے مابین جگہ کا نام ہے اور کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ الجلس میں کوئی مصیبت پہنچی ہو مگر یہ کہ وہ سلامت ہی رہا اور غور میں جسے کوئی مصیبت پہنچی ہو مگر یہ کہ وہ سلامت نہیں رہا۔

خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ''رواۃ مالک'' میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی تین باتیں ایسی دیکھی ہیں اگر آپ قرآن کریم نہ لاتے تو بھی میں یقیناً آپ پر ایمان لاتا۔ ایک یہ کہ صحرا میں ہم ایسی جگہ پہنچے جس کے آگے راستہ بند تھا۔ نبی کریم ﷺ نے پانی لیا اور دو درختوں کو جدا جدا دیکھا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

اے جابر ان درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ دونوں باہم مل جاویں تو وہ دونوں درخت باہم مل گئے۔ حتیٰ کہ دونوں کی ایک جڑ معلوم ہونے لگی۔ رفع حاجت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور میں نے اس کی طرف سبقت کی اور میں دل میں سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے کہ اللہ عزوجل مجھے وہ شے دکھائے جو آپ کے شکم اقدس سے باہر آئی ہے اور میں اسے کھا لوں۔ جب میں

نے زمین کو دیکھا' صاف شفاف تھی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے آبدست نہیں کیا۔

آپ نے فرمایا ہاں لیکن ہم گروہ انبیاء میں سے ہیں اور زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ جو کچھ بول و براز کی قسم ہمارے اجسام سے نکلے وہ اسے محفوظ کر لے۔ اس کے بعد وہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ جدا ہو کر چلے گئے۔ دوسری بات یہ کہ ہم سفر میں تھے کہ اچانک کالے رنگ کا نر سانپ سامنے آیا اور اس نے اپنا سر نبی کریم ﷺ کے گوش مبارک پر رکھا اور حضور ﷺ نے اپنا دہن اقدس اس کے کان پر رکھا اور اس سے سرگوشی میں کلام فرمایا۔ اس کے بعد وہ ایسا غائب ہوا کہ گویا زمین نے اسے نگل لیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم تو آپ کی اس حالت سے ڈر گئے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

یہ جنات کا قاصد تھا وہ ایک سورت کو بھول گئے تھے تو انہوں نے اسے میرے پاس بھیجا تو میں نے ان کو وہ سورت یاد کرادی۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہم ایک گاؤں میں پہنچے تو ہمارے پاس وہاں کے کچھ لوگ ایک لڑکی کو لے کر آئے' وہ لڑکی ایسی خوبصورت تھی' گویا چمکتے چاند کا ٹکڑا ہے جس کو بادلوں نے چھپا رکھا ہے۔ وہ لڑکی مجنونانہ تھی۔ اس کے گھر والوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس کی حالت پر کرم فرمایئے تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اور اس لڑکی پر جن سے فرمایا تجھ پر افسوس ہے۔ میں محمد (ﷺ) اللہ عزوجل کا رسول ہوں تو اس کے پاس سے دور ہو جا۔ تو وہ لڑکی نقاب اوڑھ کر پردہ کرنے لگی اور صحت یاب ہو کر واپس گئی۔

خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ کی آمد پر معجزے کا ظہور

طبرانی و ابونعیم اور ابن عساکر رحمہا اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کو اپنے اسلام لانے کا ابتدائی واقعہ سناؤں۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ میں اپنے اونٹ کی تلاش میں سرگرداں تھا' یہاں تک کہ رات چھا گئی اس وقت میں نے بلند آواز سے کہا: "اَعُوْذُ بِعَزِیْزِ ھٰذَاالْوَادِیْ مِنْ سُفَھَاءِ قَوْمِہٖ" میں اس وادی کے بادشاہ سے اس قوم کے بیوقوں سے پناہ مانگتا ہوں' اچانک ہاتف نے مجھے ان شعروں میں جواب دیا۔

عُذْ یَافَتٰی بِاللّٰہِ ذِیْ الْجَلَالِ   وَالْمَجْدِ وَالنَّعْمَاءِ وَالْاَفْضَالِ

وَاقْتَرِ اٰیَاتٍ مِّنَ الْاَنْفَالِ   وَوَحِّدَ اللّٰہُ وَلَا تُبَالِ

(اے جوان! عزت و بزرگی اور نعمت و بخشش والے اللہ ﷻ سے پناہ مانگ اور سورۂ انفال کی آیتوں کو پڑھ اور اللہ ﷻ کو ایک مان اور کسی کا خوف نہ کر) یہ آواز سن کر میں شدت خوف سے کانپنے لگا۔ جب مجھے سکون وقرار آیا تو میں نے کہا۔

یَاأَیُّھَا الْھَاتِفُ مَا تَقُوْلُ ! اَرُشْدٌ عِنْدَکَ اَمْ تَضْلِیْلُ

بَیِّنْ لَنَا ھَدَیْتَ مَا السَّبِیْلُ

(اے ہاتف تو کیا کہنا چاہتا ہے' کیا تو مجھے اپنی جانب سے سیدھا راستہ بتاتا ہے یا گمراہ کرتا ہے۔ ہمیں صاف صاف بتا کہ سیدھا راستہ کیا ہے؟

اس پر ہاتف نے جواب دیا۔

ھٰذَا رَسُوْلُ اللہِ ذُوالْخَیْرَاتِ بِیَثْرِبُ یَدْعُوْ اِلَی النَّجَاۃِ

جَاءَ بِیَاسِیْنُ وَحَامِیْمَاتِ وَسُوَرٍ بَعْدَ مُفَصَّلَاتِ

مُحَرَّمَاتِ وَ مُحَلَّلَاتِ یَاْمُرُنَا بِالصَّوْمِ وَالصَّلٰوۃِ

وَیَزَعُ النَّاسَ عَنِ الْھَنَاتِ یَنْھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ لَاالطَّاعَاتِ

وہ ہدایت یہ ہے کہ مدینہ میں صاحب خیرات رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں جو نجات کی طرف بلا رہے ہیں۔ وہ سورۂ یٰسین' حامیمات اور سور مفصلات کے سوا بہت سی سورتیں لائے ہیں۔ حرام وحلال چیزوں کو بیان کر کے ہمیں نماز و روزہ کا حکم دیتے ہیں اور وہ بدکاری سے روکتے اور منکرات سے منع کرتے اور نیکی کا حکم دیتے ہیں۔

یہ اشعار سن کر میں سوار ہو کر مدینہ منورہ آیا اور اسی لمحہ مسجد میں حاضر ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اللہ ﷻ تمہیں رحمت میں داخل کرے۔ ہمیں تمہارا اسلام لانا معلوم ہو چکا ہے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما خطبہ دے رہے تھے اور آپ فرما رہے تھے کہ "مَامِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلّٰی صَلٰوۃً یَعْقِلُھَا وَیَحْفَظُھَا اِلَّادَخَلَ الْجَنَّۃَ" کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جس نے اچھی طرح وضو کیا اور خوب سمجھ کر اس نے نماز پڑھی اور اس کے اوقات کو محفوظ رکھا مگر یہ کہ اللہ ﷻ اسے جنت میں داخل کرے۔ یہ واقعہ سن کر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس واقعہ کا کوئی عینی شاہد میرے پاس لاؤ تو اس کی شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دی۔

اس روایت کو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ قیس بن ربیع اسدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہا کہ خریم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا پھر اس کی مثل روایت بیان کی اور شعروں کے بعد اتنا

زیادہ ہے کہ پھر میں نے ہاتف سے پوچھا۔ اللہ عزوجل تم پر رحمت فرمائے تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں عمرو بن اثال ہوں اور میں نجد کے مسلمان جنات پر حاکم ہوں اور تیرے اونٹوں کی میں اس وقت تک نگہبانی کروں گا جب تک تو مدینہ منورہ سے اپنے گھر واپس نہ آئے۔ اس کے بعد میں مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گیا۔

راہ میں مجھے ایک شخص ملا اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں اسلام کے بعد فرماتے ہیں کہ تمہارے مسلمان ہونے کی خبر مجھے مل چکی ہے میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں ابوذر ہوں۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما خطبہ دے رہے تھے اور میں نے حق کی شہادت دی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ان صاحب کو اللہ عزوجل جزائے خیر دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ اس شخص نے تمہارے اونٹ تمہارے گھر والوں کے پاس پہنچا دیئے۔

اس روایت کو طبرانی و ابن عساکر رحمہا اللہ نے بھی خریم ﷺ سے دوسری سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں مالک بن مالک جن ہوں۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے نجد کے جنات پر حاکم مقرر کیا ہے۔ میں نے کہا کہ کاش کہ کوئی شخص ہوتا جو میرے اونٹوں کو میرے گھر پہنچا دیتا تو میں حضور ﷺ کے پاس جا کر مسلمان ہوتا۔ اس پر اس نے کہا کہ میں اونٹوں کو تمہارے گھر پہنچا دوں گا۔ پھر میں ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر سوار ہوا اور چل دیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما خطبہ دے رہے ہیں۔ جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ وہ شخص جو تمہارے اونٹ تمہارے گھر پہنچانے کا ضامن ہوا تھا تو سنو اس نے تمہارے اونٹ تمہارے گھر صحیح و سالم پہنچا دیئے ہیں۔

خنافر بن التوم حمیری رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے وقت حضور ﷺ کے معجزہ کا ظہور

ابن درید رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاخبار المنثورہ'' میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے چچا نے ان سے ان کے والد نے ان سے ابن الکلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ان کے والد نے خبر دی کہ خنافر بن التوم کاہن تھا۔ جب یمن کے وفود رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام کا غلبہ ہوا تو اس نے مراد کے اونٹوں پر حملہ کیا اور اس کا مال و متاع لے کر چلتا بنا اور مقام شجر میں جا پہنچا۔

اس کا ایک جن جاہلیت میں تابع تھا اور اس نے زمانہ اسلام میں اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا کہ میں ایک رات اس وادی میں تھا۔ ایک رات وہ جن اس طرح اترا جس طرح عقاب اترتا ہے۔ اسے دیکھ کر خنافر نے کہا کیا شصار ہے؟

اس نے کہا کہ ہاں۔ جو میں کہتا ہوں اسے غور سے سن! میں نے کہا کہ میں سن رہا ہوں۔

اس نے کہا کہ اس بات کو یاد رکھ اور غنیمت جان لے وہ یہ کہ

لِكُلِّ ذِیْ اَمَدٍ نِهَايَةٌ وَكُلِّ ذِیْ اِبْتِدَاءٍ اِلٰی غَائِهٖ

ہر مدت کی حد ہوتی ہے اور ہر ابتداء کی غایت ہوتی ہے۔ میں نے جواب دیا ٹھیک ہے۔

اس نے کہا کہ كُلُّ دَوْلَةٍ اِلٰی اَجَلٍ ' ثُمَّ يَتَاحُ لَهَا حَوْلٌ- وَقَدِ انْتَسَخَتُ النَّحَلُ- وَرَجَعَتْ اِلٰی حَقَائِقِهَا الْمِلَلُ- ہر دولت ایک وقت تک ہے' پھر اس کے لئے بدلنا ہے۔ بلاشبہ تمام مذاہب منسوخ ہو چکے ہیں اور تمام ملتیں اپنی حقیقتوں کی طرف لوٹ آئی ہیں۔ "اِنِّیْ اَتَيْتُ بِالشَّامِ' نَفَرًا مِنْ آلِ الْعِدَامِ' حُكَّامًا عَلَى الْحُكَّامِ' يَزْبُرُوْنَ ذَارَوْنَقٍ مِنَ الْكَلَامِ' لَيْسَ بِالشِّعْرِ الْمُؤَلَّفِ وَلاَ السَّجعِ الْمُكَلَّفِ فَاَصْغَيْتُ' فَزُجِرْتُ' فَعَاوَدْتُ فَطَلَعْتُ' فَقُلْتُ بِمَ تُهَيْنِمُوْا وَاِلٰی مَا تَعْتَزُوْنَ فَقَالُوْا خِطَابٌ كِبَارٍ جَاءَ مِنْ عِنْدِالْمَلِكِ الْجَبَّارِ' فَاسْمَعْ يَاشَصَارُ' لاَصْدَقِ الْاَخْيَارَ' وَاسْلُكْ اَوْضَحِ الْآثَارَ' تَنْجِ مِنْ اَدَارِ النَّارِ" یعنی میں شام کے علاقہ میں آل عدام کے کچھ لوگوں کے پاس پہنچا جو حاکموں پر حاکم تھے۔ وہ لوگ بارونق کلام کی تلاوت کر رہے تھے۔ وہ کلام نہ شعروں کی مانند مترتب تھا اور نہ نثر کی مانند تکلف کے ساتھ مرصع و مسجع کیا گیا تھا۔ میں سامنے آیا تو جھڑکا گیا اور جب دوبارہ سامنے آیا تو میں نے پوچھا تم لوگ کون سا کلام گنگناتے ہو اور کہاں تک لوگوں کو دھوکے میں رکھو گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بہت عظیم خطاب ہے جو اللہ ﷻ ملک الجبار کی جانب سے آیا ہے' اسے شصار سن! اور تو واضح اور روشن راستہ کو اختیار کرتا کہ تو جہنم کی آگ سے بچا رہے۔

یہ سن کر میں نے کہا "وَمَاهٰذَا الْكَلَامُ" یہ کس کا کلام ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ قرآن کا کلام ہے جو کفر و ایمان کو واضح کرتا ہے۔ اسے قبیلہ حضر کے ایک شخص لائے ہیں' پھر وہ اہل دار میں ظاہر و مبعوث ہوا ہے۔ وہ رسول ایسا کلام لایا ہے جو خوب روشن و واضح ہے۔ اس رسول نے اس راہ کو واضح کر دیا ہے جس سے لوگ روگرداں ہو چکے تھے اور اس کلام میں عبرت حاصل کرنے والوں کیلئے نصیحت ہے۔ میں نے پوچھا جوان بڑی نشانیوں کو لے کر آیا ہے کون ہے؟

اس نے کہا کہ وہ احمد خیر البشر ﷺ ہیں۔ اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں اجر و ثواب کی

بشارت دیں گے اور اگر مخالفت کرو گے تو جہنم میں جھونکے جاؤ گے لہٰذا میں ان پر ایمان لے آیا ہوں اور اب تیرے پاس آنے میں جلدی کی ہے لہٰذا تو ہر نجس کافر سے بچ اور ہر مومن طاہر سے مشایعت کرو ورنہ میرے اور تیرے درمیان تو جدائیگی ہے ہی' اس کے بعد خنافر نے اپنے گھر بار کو اونٹوں پر سوار کیا اور ان لوٹے ہوئے اونٹوں کو ان کے مالکوں کو واپس کر کے میں حضرت معاذ بن جبل ﷜ کے پاس صنعاء میں پہنچا اور ان سے اسلام پر بیعت کی۔ اس سلسلہ میں میں نے یہ اشعار کہے ہیں۔

اَلَمْ تَرَانَّ اللهُ عَادَ بِفَضْلِهٖ   وَانْقَذَ مِنْ نَّفْحِ الْجَحِيْمِ خَنَافِرًا

دَعَانِیْ شِصَارُ لِلَّتِیْ لَوْ رَفَضْتُهَا   لَاُصْلِيْتُ جَمْرًا مِنْ لَظَی الْهَوْلِ جَامِرًا

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ﷻ نے اپنے فضل و کرم سے خنافر کو بھڑکتی ہوئی آگ سے بچا لیا۔ مجھے شصار نے ایسی راہ دکھائی کہ اگر میں انحراف کرتا تو یقیناً میں ہولناک بھڑکنے والی آگ میں جھونکا جاتا۔

جہجاہ غفاری ﷜ کی باریابی بارگاہِ نبوت ﷺ میں

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عطا بن یسار رحمۃ اللہ علیہ' جہجاہ غفاری ﷜ سے روایت کی کہ وہ اپنی قوم کے ان لوگوں کے ساتھ آئے جو اسلام کا ارادہ رکھتے تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مغرب کے وقت حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا تو انہوں نے اس بکری کا دودھ دوہ کر پی لیا۔ پھر دوسری کا دودھ دوہ کر پی لیا پھر تیسری کا۔ یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ دوہ کر انہوں نے پیا۔ اس کے بعد جب انہوں نے صبح کی اور مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا۔

کہ بکری کا دودھ دوہ کر پی لو تو انہوں نے بکری کا دودھ دوہ کر پیا۔ پھر دوسری بکری کے دوہنے کے لئے فرمایا۔ مگر وہ اس کا دودھ نہ پی سکے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

راشد بن عبدربہ کی بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضری

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق حکیم بن عطا سلمی ﷜ جو راشد بن عبدربہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے والد سے وہ ان کے دادا سے وہ راشد بن عبدربہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ وہ بت جس کا نام سواع تھا اور جو مکہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام معلاۃ کے علاقہ

رہاط میں ثقیف کا بت تھا تو مجھے بنوظفر نے چڑھاوے لے کر اس کی طرف بھیجا۔ میں فجر کے وقت اس بت سواع کے پاس پہنچنے سے پہلے ایک اور بت کے پاس پہنچا۔ اچانک اس بت کے پیٹ میں سے ایک آواز برآمد ہوئی اور اس نے کہا کہ

"اَلْعَجَبُ کُلُّ الْعَجَبِ' مَنْ خُرُوْجِ نَبِیِّ مِنْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ' یُحَرِّمُ الزِّنَا وَالرِّبَا وَالذَّبْحِ لِلْاَصْنَامِ وَ حُرِّسَتِ السَّمَآءُ وَرُمِیْنَا بِالشُّهُبِ' بڑی تعجب وحیرت کی بات ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے وہ نبی ظاہر ہوا ہے۔ جو زنا' سود اور بتوں کی قربانی کو حرام قرار دیتا ہے اور آسمانوں کی حفاظت کی جارہی ہے اور ہم پر شہاب (لوکے) مارے جارہے ہیں۔ اس کے بعد ہاتف نے ایک اور بت کے پیٹ میں سے آواز دی۔ اس نے کہا کہ تُرِکَ الضِّمَارُ وَکَانَ یُعْبَدُ' خَرَجَ اَحْمَدُ' نَبِیُّ یُصَلِّی الصَّلٰوۃَ وَیَاْمُرُ الزَّکٰوۃَ وَالصِّیَامَ' وَالْبِرِّ وَالصَّلَاتِ لِلْاَرْحَامِ " وہ ضمار جس کو پوجا جاتا تھا' نابود ہوا۔ نبی احمد ﷺ کا ظہور ہوا۔ جو نماز پڑھنے' زکوٰۃ دینے' روزہ رکھنے' نیکی کرنے' صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اس کے بعد تیسرے بت کے پیٹ میں سے یہ آواز آئی۔

اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّۃَ وَالْھُدٰی   بَعْدَ ابْنِ مَرْیَمَ
مِنْ قُرَیْشٍ مُھْتَدِیْ نَبِیُّ یُخْبِرُ بِمَا سَبَقَ وَمَایَکُوْنَ فِیْ غَدٍ

بلاشبہ وہ شخص نبوت و ہدایت کا ابن مریم کے بعد وارث ہوا ہے جو قریش سے ہے اور ہدایت یافتہ ہے۔ وہ نبی گزشتہ اور آئندہ کل ہونے والے کی خبر دیتا ہے۔ راوی حدیث راشد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فجر کے وقت سواع بت کے پاس پہنچا میں نے دیکھا کہ دو لومڑیاں اس کے گرد کو چاٹ رہی ہیں اور جو اس کے سامنے بھینٹ کی چیزیں پڑی تھیں' انہیں کھا رہی ہیں۔ اس کے بعد وہ دونوں لومڑیاں اس بت کے اوپر چڑھیں اور اس پر پیشاب کیا۔ اس موقع پر راشد نے کہا۔

اَرَبٌّ یَّبُوْلُ الثُّعْلُبَانِ بِرَأْسِہٖ   لَقَدْ ذَلَّ مَنْ بَالَتْ عَلَیْہِ الثَّعَالِبُ

کیا یہ بت رب ہوسکتا ہے جس کے سر پر دو لومڑیاں پیشاب کریں۔ یقیناً وہ ذلیل وخوار ہے۔ رب نہیں ہے۔

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لے جا چکے تھے۔ چنانچہ راشد رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ حضور ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہو کر آپ کی بیعت کی۔ اس کے بعد راشد رضی اللہ عنہ نے رہاط میں زمین کا قطعہ مانگا اور حضور ﷺ نے انہیں عطا فرمایا اور ایک مشکیزہ پانی کا بھرا ہوا عنایت فرمایا اور اس میں آپ نے لعاب دہن اقدس ڈالا اور ان سے فرمایا۔

اس کے پانی کو اس قطعہ زمین کے بالائی حصے میں بہا دینا اور اس کے بقیہ پانی سے لوگوں کو منع نہ کرنا تو انہوں نے جا کر ایسا ہی کیا اور وہ پانی وافر طور پر آج تک جاری و باقی ہے اور اس قطعہ زمین پر انہوں نے کھجور کے درخت لگائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ رہاط کی ساری آبادی اس چشمے سے پانی پیتی ہے اور لوگ اس کا نام "ماء الرسول" (رسول کا پانی) پکارتے ہیں اور رہاط کے لوگ اس پانی سے غسل کرتے اور شفایاب ہوتے ہیں۔

حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے "الہواتف" میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب یہ واقعہ تھا کہ وہ اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ جب رات کی اندھیری پھیلی تو انہیں وحشت معلوم ہونے لگی۔ اس پر وہ کھڑے ہو کر اپنی قوم کی پاسبانی کرنے لگے اور کہتے جاتے تھے۔

أُعِيْذُ نَفْسِيْ وَأُعِيْذُ صَحْبِيْ مِنْ كُلِّ جِنِّيٍّ بِهٰذَا النَّقْبِ
حَتّٰى أَعُوْدُ سَالِمًا وَرَكْبِيْ

میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی اس گھاٹی کے ہر ایک جن سے پناہ مانگتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں اور میرے تمام سوار صحیح و سالم واپس ہوں۔

اس وقت کسی کہنے والے کو حجاج نے یہ پڑھتا سنا تھا کہ "يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا" (پ۲۷ الرحمٰن ۳۳)

اے جن و انس کے گروہ! اگر تم سے ہو سکے کہ زمین و آسمان کے کناروں سے نکل سکو تو نکل جاؤ۔ (ترجمہ کنز الایمان)

جب وہ مکہ مکرمہ پہنچے اور قریش سے یہ واقعہ بیان کیا تو وہ اس سے کہنے لگے۔ یہ کلام تو اس میں سے ہے جس کے بارے میں محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ خدا کا نازل کردہ کلام ہے۔ اس پر حجاج رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ تو مدینہ منورہ ہجرت کر چکے ہیں پھر وہ مدینہ منورہ آئے اور اسلام قبول کیا۔

رافع بن عمیر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الہواتف" میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بنی تمیم

کا ایک شخص جس کا نام رافع بن عمیر ﷺ ہے۔ اس نے اپنے اسلام لانے کا ابتدائی واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ میں ایک رات ریگزار علاقے میں سفر کر رہا تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں اتر پڑا اور میں نے کہا کہ میں اس وادی کے جن کے سردار سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا پورا قصہ بیان کیا۔ آخر میں اس نے کہا کہ اچانک ایک بوڑھا جن میرے آگے نمودار ہوا اور اس نے کہا کہ اے شخص! جب تم کسی وادی میں ٹھہرو اور اس وادی میں تمہیں خوف معلوم ہو تو تم یہ پڑھا کرو۔ ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ رَبِّ مُحَمَّدٍ مِنْ هَوْلِ هٰذَا الْوَادِیْ'' میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے رب' اللہ ﷻ سے اس وادی کی وحشت سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور تم کسی جن سے پناہ نہ مانگا کرو۔ کیونکہ جنات کے معاملات باطل ہو چکے ہیں۔

میں نے اس سے پوچھا محمد ﷺ کون ہیں؟

اس نے کہا کہ وہ نبی عربی ہیں نہ شرقی ہیں اور غربی۔ دوشنبہ کے دن مبعوث ہوئے ہیں۔
میں نے پوچھا ان کی سکونت کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ ان کی سکونت مدینہ کے نخلستان میں ہے۔
پھر میں اپنی سواری پر سوار ہوا اور تیز رفتاری کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا تو قبل اس کے کہ میں آپ سے کچھ عرض کرتا آپ نے میرا واقعہ بیان فرما دیا اور مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں مسلمان ہو گیا۔

حکم بن کیسان ﷺ کی گرفتاری اور قبول اسلام

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے مقداد بن عمرو ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حکم بن کیسان ﷺ کو گرفتار کیا اور انہیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اسلام لانے کی دعوت دی مگر حکم نے قبول اسلام میں تاخیر کی اس پر حضرت عمر ﷺ نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیک وسلم! آپ کب تک حکم کو دعوت اسلام دیتے رہیں گے۔ خدا کی قسم! یہ شخص کبھی اسلام نہ لائے گا۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں مگر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر ﷺ کی بات کو قبول نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ حکم ﷺ نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت عمر ﷺ نے کہا کہ کتنی عجیب بات ہے کہ میں نے حکم ﷺ کو اسلام قبول کیا ہوا دیکھا ہے۔ جو حالت میں نے پہلے دیکھی اور جو حالت میں نے بعد میں دیکھی۔ اس نے مجھے غمزدہ کر دیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی کسی بات کو کیسے رد کر سکتا ہوں یقیناً آپ اس کی حالت کو مجھ سے زیادہ جانتے تھے۔

ابوصفرہ ؓ کا قبولِ اسلام

ابن مندہ اور ابن عساکر رحمہا اللہ نے بطریق محمد بن غالب بن عبدالرحمٰن بن یزید بن مہلب بن ابی صفرہ ؓ روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میرے والد نے اپنے باپ اور دادا سے روایت کی کہ ابوصفرہ ؓ' نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آپ سے بیعت کرنے کی غرض سے آئے۔ ان کے جسم پر زرد پوشاک تھی۔ جس کے دامن کو وہ اپنے پیچھے سے گھسیٹتے لا رہے تھے۔ وہ طویل القامت' خوش منظر' حسین وجمیل اور فصیح اللسان شخص تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں قاطع بن سارق بن ظالم بن عمرو بن شہاب بن مرۃ بن ہلقام بن جلندی بن متکبر بن جلندی ہوں جلندی وہ شخص تھا جو ہر کشتی کو ہر ایک سے جبراً چھین لیا کرتا تھا۔ میں بادشاہ کا بیٹا بادشاہ ہوں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا تم ابوصفرہ ؓ ہو۔ اپنے نام ونسب سے سارق وظالم کو چھوڑ دو۔ اس وقت ابوصفرہ ؓ نے کہا کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ حَقًّا' میرے اٹھارہ بیٹے ہیں۔ ان سب کے آخر میں میری ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے جس کا نام میں نے صفرہ رکھا ہے۔

عکرمہ بن ابوجہل ؓ کا اِسلام لانا حضور ﷺ کے خواب کے مطابق تھا

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے پاس ابوجہل آیا ہے اور اس نے میری بیعت کی ہے۔ پھر جب حضرت خالد بن ولید ؓ مسلمان ہوئے تو صحابہ نے رسول اللہ ﷺ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ عزوجل نے آپ کی خواب حضرت خالد ؓ کے اسلام لانے سے پوری کر دی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں۔ ضرور اس کی تعبیر اس کے علاوہ ہے۔ یہاں تک کہ جب عکرمہ بن ابوجہل ؓ نے اسلام قبول کیا تو ان کا اسلام حضور ﷺ کی خواب کا مصداق بنا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ابوجہل کے لئے جنت میں پھل والا درخت دیکھا۔ جب عکرمہ ؓ نے اسلام قبول کیا تو میں نے کہا کہ جنت میں وہ درخت یہ تھا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ عکرمہ بن ابوجہل ؓ نے صخر الانصاری ؓ کو قتل کیا۔ جب یہ بات نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کہی گئی تو حضور

ﷺ نے تبسم فرمایا ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے اس پر تبسم فرمایا کہ آپ کی قوم کے ایک شخص نے ہماری قوم کے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے؟ فرمایا مجھے اس بات نے متبسم نہیں کیا بلکہ اس بات نے متبسم کیا کہ اس نے جس کو قتل کیا ہے وہ خود اس کے ساتھ جنت میں ایک درجہ میں ہے۔

نخع کے وفد کی آمد

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابوالحسن مدائنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشائخ سے روایت کیا۔
ان کے راویوں نے کہا کہ سنہ ۱۱ ہجری کے ماہ محرم میں نخع کا وفد آیا۔ ان کے امیر زرارہ ابن عمرو تھے۔ زرارہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے راستہ میں ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے ڈرا دیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ میرے پیچھے میری اہلیہ سے بکری کا بچہ پیدا ہوا ہے جو رنگ میں کالا مائل بسرخی ہے اور میں نے دیکھا کہ زمین سے ایک آگ نکلی ہے جو میرے اور میرے بیٹے کے درمیان حائل ہوگئی ہے اور میں نے دیکھا کہ نعمان بن منذر کے جسم پر دو پوشاک دو بازوبند اور دو مندرے ہیں اور میں نے ایک بوڑھی سیاہ وسفید بالوں والی عورت کو دیکھا جو زمین سے نکلی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اپنی باندی کو حاملہ چھوڑا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا۔ اس نے ایک بچا جنا ہے جو تمہارا لڑکا ہے۔ زرارہ نے پوچھا وہ بکری کی شکل اور سیاہ سرخی مائل کیا چیز ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا میرے قریب ہو۔ تو وہ قریب ہوئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا۔ تمہارے جسم میں برص کا داغ ہے جسے تم چھپاتے ہو؟ کہا ہاں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ سے پہلے کسی مخلوق کو اس کا علم نہیں ہے۔ فرمایا وہ رنگ وہی ہے فرمایا وہ آگ جو تم نے خواب میں دیکھی ہے وہ وہ فتنہ ہے جو میرے بعد رونما ہوگا۔ زرارہ ﷺ نے پوچھا وہ فتنہ کیا ہے؟ فرمایا لوگ اپنے امام کو قتل کریں گے اور خونریزی کریں گے۔

یہاں تک کہ مسلمان کا خون پانی پینے سے زیادہ شیریں ہو جائے گا۔ اب اگر تم فوت ہوگئے تو وہ فتنہ تمہارے بیٹے کو پائے گا اور اگر تم زندہ رہے تو وہ تمہیں پہنچے گا۔ زرارہ ﷺ نے عرض کیا آپ اللہ ﷻ سے دعا کیجئے کہ وہ فتنہ مجھے نہ پائے تو حضور ﷺ نے ان کے حق میں دعا کی۔
راوی کا بیان ہے کہ ان کا بیٹا یعنی عمرو بن زرارہ لوگوں میں وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین ﷺ کی خلافت سے خلع کیا۔

(حضور ﷺ نے فرمایا خواب میں نعمان بن منذر اور اس کے جسم پر اس کی چیزوں کو دیکھنا تو وہ عرب کا بادشاہ ہوگا اور وہ

زیب و زینت میں بڑھ چڑھ کر ہوگا۔ اب رہا سفید و سیاہ بالوں والی بوڑھی عورت کا دیکھنا تو دنیا کی بقیہ عمر ہے۔ اس روایت کو ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے 'طبقات'' میں تعبیر سند کے بیان کیا ہے۔)

خفاف بن نضلہ رضی اللہ عنہ کی نعت

بیہقی و ابن عساکر رحمہما اللہ نے ''شرف المصطفیٰ'' میں روایت کی کہ مرزبانی نے معجم شعراء میں کہا ہے کہ خفاف بن نضلہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سفیر بن کر آئے تو انہوں نے یہ اشعار کہے۔

اِنِّیْ اَتَانِیْ فِی الْمَنَامِ مُخْبِرٌ ۔۔۔ مِنْ خَیْرِ وَجَرَّۃٍ فِی الْاُمُوْرِ مَوَاتِیْ

یَدْعُوْ اِلَیْکَ لَیَالِیًا وَّ لَیَالِیَا ۔۔۔ ثُمَّ اَحْزَ آلَ وَقَالَ لَسْتُ بِآتِیْ

فَرَکِبْتُ نَاجِیَۃً اَضَرَّ بِنَفْسِھَا ۔۔۔ جَمْزٌ تَخُبُّ بِہٖ عَلَی الْاَکَمَاتِ

حَتّٰی وَرَدْتُّ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَیْمَا ۔۔۔ اَرَاکَ فَتَفْرَجُ الْکُرُبَاتِ

میرے پاس خواب میں ایک خبر دینے والا آیا۔ جو خیر و بھلائی کا نقیب ہے اور امور میں موافق ہے۔ وہ خبر دینے والا بار بار راتوں میں آپ کی دعوت دیتا رہا۔ پھر وہ مایوس ہوگیا تو کہنے لگا میں اب نہ آؤں گا۔ پھر میں اپنی اس اونٹنی پر سوار ہوا جو سوار کو ہر نشیب و فراز سے گزار کر لے جاتی ہے۔ یہاں تک کہ میں تیز رفتاری سے مدینہ منورہ آیا تا کہ میں آپ کو دیکھوں اور آپ میری سختیوں کو زائل فرمائیں۔

وفد بنی تمیم کی آمد پر معجزہ کا ظہور

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بنی تمیم کا وفد آیا اور عطارد بن حاجب رحمۃ اللہ علیہ نے آگے بڑھ کر خطبہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اٹھو اور ان کے خطیب کا جواب دو حالانکہ وہ خطبہ کی قسم سے کچھ نہ جانتے تھے اور نہ انہیں اس سے پہلے کبھی خطبہ دینے کا اتفاق ہوا تھا مگر وہ کھڑے ہوئے اور نہایت فصیح و بلیغ مسجع اور مقفی خطبہ دیا۔ اس کے بعد بنی تمیم کا شاعر زبرقان کھڑا ہوا اور اس نے اشعار پڑھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے حسان رضی اللہ عنہ! ان کے شاعر کا جواب دو اور فرمایا اللہ عزوجل حسان رضی اللہ عنہ کی روح القدس سے ضرور مدد فرمائے گا۔ جب تک حسان اس کے نبی کی طرف سے مدافعت کرتے رہیں گے تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور شعروں میں جواب دیا۔

ان قاصدوں نے تخلیہ میں ایک دوسرے سے باتیں کیں اور ان میں سے کسی نے کہا کہ

خدا کی قسم یہ شخص یعنی حضور اکرم ﷺ ہر فن میں تائید کیے گئے ہیں۔ خدا کی قسم حضور ﷺ کا خطیب ہمارے خطباء سے بہتر اور حضور ﷺ کا شاعر ہمارے شعراء سے بلیغ تر ہے اور وہ ہم سے زیادہ بردبار اور اہل علم ہیں۔

ایک درخت کا کلمۂ شہادت پڑھنا

بزار اور ابونعیم رحمہا اللہ نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے اسلام تو قبول کرلیا ہے اب مجھے کوئی چیز ایسی دکھایئے جس سے میرا یقین بڑھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم کون سی چیز چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ آپ فلاں درخت کو بلایئے وہ آپ کے پاس حاضر ہو جائے۔ فرمایا جاؤ اسے بلالاؤ۔ تو وہ اعرابی گیا اور کہا رسول اللہ ﷺ کا حکم مان! تو درخت نے ایک طرف جنبش کی اور اپنی جڑوں کو نکالا پھر دوسری طرف جنبش کی اور اپنی جڑوں کو نکالا اور چل کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس نے کہا کہ "السلام علیک یارسول اللہ"

یہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کیا۔ بس بس مجھے یہی کافی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنی جگہ واپس چلا جا تو وہ اپنی جگہ چلا گیا اور اس کی جڑیں اپنی جگہ قائم ہوگئیں پھر اس اعرابی نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔ آپ نے فرمایا کوئی بندہ کسی بندے کے آگے سجدہ نہ کرے۔

دوسری روایت

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے آ کر عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کی بارگاہ میں مسلمان ہوکر حاضر ہوا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ یقیناً اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ فلاں درخت کو بلائیں اور وہ آپ کے پاس آجائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

اے درخت تو آجا! تو وہ درخت اپنے دائیں جھکا پھر وہ گرا یہاں تک کہ اس کی جڑیں قطع ہوگئیں پھر وہ سیدھا کھڑا ہوکر نبی کریم ﷺ کے پاس اپنی جڑیں گھسیٹتا آ کھڑا ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے درخت کس کی شہادت دیتا ہے۔

عرض کی! "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ" حضور ﷺ نے فرمایا تو نے سچ

کہا۔ اعرابی نے عرض کیا آپ اسے حکم دیجئے کہ یہ اپنی جگہ واپس چلا جائے جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی ہو جائے تو درخت اپنے گڑھے کی طرف چلا گیا اور گڑھے میں اس کی جڑیں جہاں جہاں کی تھیں۔ پیوست ہو گئیں اور اس پر زمین ہموار ہو گئی اور اس کے بعد اعرابی نے عرض کیا میں اپنے گھر والوں کی طرف جاتا ہوں اور ان کو یہ بات بتاتا ہوں اور ان میں سے ایک جماعت کو مسلمان کر کے آپ کی خدمت میں لاتا ہوں۔

بنی عامر بن صعصعہ کی بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضری

امام احمد و بخاری رحمہما اللہ نے ''تاریخ'' میں اور دارمی و ترمذی رحمہما اللہ نے اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابونعیم اور ابویعلی و ابن سعد رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی عامر بن صعصعہ سے ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا۔ میں کیسے جانوں کہ آپ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اس درخت کی شاخ کو بلا کر اس سے گواہی دلواؤں کہ میں اللہ عزوجل کا رسول ہوں؟ اس نے کہا کہ ہاں میں یہی چاہتا ہوں تو حضور ﷺ نے اس درخت کی شاخ کو بلایا اور وہ شاخ درخت سے زمین پر آنے لگی تھی کہ وہ زمین پر گر پڑی پھر وہ شاخ زمین پر دوڑنے لگی۔

اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ وہ شاخ آپ کے پاس آ گئی اور اس نے آپ کو سجدہ کیا اور اپنا سر سجدہ سے اٹھا کر حضور ﷺ کے آگے کھڑی ہو گئی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا۔ اپنی جگہ واپس چلی جا تو وہ اپنی جگہ چلی گئی۔ یہ نشانی دیکھ کر اس اعرابی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور وہ ایمان لے آیا۔

ایک اور اعرابی بارگاہِ نبوی ﷺ میں

دارمی، ابویعلی، طبرانی، بزار، ابن حبان، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے بسند صحیح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک سفر میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک اعرابی سامنے آیا۔ جب وہ ہمارے قریب آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کہاں کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا کہ اپنے گھر جانے کا۔ آپ نے فرمایا کیا میں اس سے بہتر راہ نہ بتاؤں؟ اس نے پوچھا وہ کیا ہے۔

فرمایا کہ تم گواہی دو کہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس نے کہا کہ جو کچھ آپ فرما رہے ہیں۔ اس پر کوئی شہادت ہے۔

آپ نے فرمایا' وہ درخت ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے اس درخت کو آواز دی وہ وادی کے کنارے پر کھڑا تھا تو وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا حضور ﷺ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور اس سے تین مرتبہ کلمہ شہادت کو دہرایا اور اس نے وہی کہا کہ جو آپ نے فرمایا۔ اس کے بعد وہ درخت اپنی جگہ پر واپس چلا گیا اور وہ اعرابی اپنی قوم کی طرف چلا گیا اور یہ کہہ کر گیا کہ اگر میری قوم نے میرا کہنا مانا تو میں انہیں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا ورنہ خود واپس آ کر آپ کی خدمت میں رہوں گا۔

وہ معجزات جو حجۃ الوداع کے زمانے میں ظہور میں آئے

ابو یعلی اور بیہقی رحمہا اللہ نے ایسی سند کے ساتھ جس کو ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''المطالب العالیہ'' میں حسن کہا۔ حضرت اسامہ بن زید ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس حج میں روانہ ہوئے جس میں حضور ﷺ نے حج کیا۔ غرضیکہ جب ہم 'بطن روحا'' میں پہنچے تو ایک عورت نظر آئی جو حضور ﷺ کی طرف آ رہی تھی۔ حضور ﷺ نے اپنی سواری روک لی۔ جب وہ عورت قریب آئی تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ میرا بچہ ہے جس دن سے یہ پیدا ہوا ہے آج تک ٹھیک رہتا ہی نہیں ہے تو

حضور ﷺ نے اس بچہ کو لے کر اپنے سینہ اقدس اور کجاوہ کے آخری حصے کے درمیان بٹھا لیا۔ اس کے بعد اس بچے کے منہ میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور فرمایا۔ او اللہ ﷻ کے دشمن نکل جا۔ بلاشبہ میں اللہ ﷻ کا رسول ہوں۔ پھر اس بچے کو اسے دے دیا اور فرمایا لو اب اس سے بے فکر رہو۔ حضرت اسامہ ﷺ نے فرمایا۔ رسول ﷺ جب اپنے حج سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے اور 'بطن روحا'' میں نزول فرمایا تو وہ عورت بھنی ہوئی بکری لائی پھر حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس کا ایک شانہ دو تو میں نے اسے پیش کر دیا پھر فرمایا مجھے شانہ دو تو میں نے دوسرا شانہ پیش کر دیا۔ پھر فرمایا مجھے شانہ دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہی دو شانے تھے جو پیش کر دیئے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو تم برابر مجھے شانے پیش کرتے رہتے جب تک میں تم سے مانگتا رہتا۔ پھر مجھ سے فرمایا تم دیکھو کہ کوئی درخت یا پتھر ایسا نظر آتا ہے جس کے پردے میں رفع حاجت کی جا سکے۔ میں نے عرض کیا چند درخت تھوڑے تھوڑے فاصلے سے ہیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا ان درختوں کے پاس جا کر کہو

کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم حضور ﷺ کی رفع حاجت کے لئے باہم مل جاؤ اور ایسا ہی پتھروں سے بھی کہنا لہٰذا میں نے جا کر ان سے ایسا ہی کہا۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میں نے درختوں کو دیکھا کہ وہ اپنی جڑوں سے زمین پر گھسٹتے ہوئے آئے اور آپس میں مل گئے اور میں نے پتھروں کو بھی دیکھا کہ وہ اچھل اچھل کر ایک دوسرے سے جڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ان درختوں کے پیچھے دیوار کی مانند ہو گئے۔ جب حضور ﷺ نے رفع حاجت فرمائی اور واپس تشریف لے آئے تو مجھ سے فرمایا۔ ان درختوں اور پتھروں سے کہہ دو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم سب اپنی اپنی جگہ واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ جس طرح وہ درخت اور پتھر جمع ہوئے تھے۔ اسی طرح منتشر ہو کر اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

دارمی' ابن راہویہ' ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ حضور ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ رفع حاجت کے لئے اتنی دور تشریف لے جاتے کہ کوئی آپ کو نہ دیکھ سکتا۔ جب ہم ایک منزل میں اترے جولق و دق بیابان نہ وہاں کوئی پہاڑ تھا اور نہ کوئی درخت۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

اے جابر رضی اللہ عنہ! آفتابہ میرے ساتھ لے کر چلو' میں اٹھا اور آفتابہ میں پانی بھر کر میں اور نبی پاک ﷺ دونوں چل دیئے اور ہم اتنی دور نکل آئے کہ کوئی ہمیں نہ دیکھ سکتا تھا۔ اچانک دو درخت نظر آئے جن کے درمیان کئی گز کا فاصلہ تھا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا ان درختوں سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم دونوں باہم اس طرح مل جاؤ کہ حضور ﷺ کے لئے پردہ کا کام دے سکو۔ وہ دونوں درخت باہم مل گئے اور حضور ﷺ نے ان کے پردے میں بیٹھ کر رفع حاجت فرمائی۔ اس کے بعد ہم واپس ہوئے اور سوار ہو کر چل دیئے۔ راستہ میں ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئی جس کی گود میں ایک شیر خوار بچہ تھا۔

اس نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے اس بیٹے کو روزانہ شیطان پکڑ لیتا ہے اور وہ اسے ستاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے اللہ عزوجل کے دشمن دور ہو جا میں اللہ عزوجل کا رسول ہوں۔ یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا۔ اس کے بعد اس بچہ کو دے دیا۔ جب ہم سفر سے واپس آئے تو ہمیں وہی عورت ملی جس کی گود میں بچہ تھا اور اس کے ساتھ دو بھیڑیں تھیں جنہیں وہ لے کر آ رہی تھی۔

اس نے کہا کہ یارسول ﷺ میری طرف سے یہ ہدیہ قبول فرمایئے قسم ہے اس ذات کی

جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ وہ شیطان اس بچہ کے پاس اس کے بعد سے نہیں آیا۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان میں سے ایک لے لو اور دوسری کو واپس کر دو۔ اس کے بعد ہم روانہ ہو گئے۔ راستہ میں ہم نے دیکھا کہ ایک اونٹ بلبلاتا آ رہا ہے جب ہم لوگوں کے سامنے آیا تو اس نے سجدہ کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا۔ اس اونٹ کا مالک کون ہے تو انصار کے جوانوں میں سے ایک جوان نے عرض کیا۔

یہ اونٹ ہمارا ہے۔

فرمایا اس کے احوال کیا ہیں؟

انصاری نے کہا کہ ہم نے اس اونٹ سے بیس سال پانی کھینچا ہے۔ اب جب کہ یہ بوڑھا ہو گیا ہے تو ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اسے ذبح کر دیں تاکہ ہم اپنے بچوں میں اس کا گوشت بانٹ لیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کیا اسے ہمارے ہاتھ فروخت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا آپ ہی کا ہے۔ فرمایا اس کے ساتھ اس وقت حسن سلوک کرو جب تک کہ اس کی زندگی ہے۔

بزار وطبرانی وبیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کی کہ وہ مکہ مکرمہ کے سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے اور صاحب طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق یہ سفر غزوہ حنین کا تھا۔ راستہ میں حضور ﷺ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے لیکن آپ کو کوئی مقام ایسا نہ ملا جہاں پردہ کے ساتھ بیٹھ سکتے۔ اچانک دو درخت نظر آئے۔ اس کے بعد انہوں نے دونوں درختوں کا ذکر اور اونٹ کا ذکر حدیث جابر ؓ کی مانند بیان کیا۔

امام احمد وابن سعد اور حاکم رحمہم اللہ نے بسند صحیح اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یعلی بن مرہ ؓ سے روایت کی کہ مکہ مکرمہ کے سفر میں، میں رسول ﷺ کے ساتھ تھا۔ دوران سفر ہم ایک منزل میں تھے۔ وہاں ایک عجیب بات دیکھی کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تم دونوں کو حکم فرماتے ہیں کہ باہم مل جاؤ میں گیا اور میں نے ان دونوں درختوں سے ایسا ہی کہا فوراً درختوں نے جنبش کی اور زمین سے اپنی جڑوں کو نکالا اور دونوں چل کر ایک دوسرے سے مل گئے اور حضور ﷺ نے ان کے پردے میں رفع حاجت کی۔

اس کے بعد فرمایا ان درختوں سے کہہ دو کہ دونوں اپنی اپنی جگہ واپس چلے جائیں۔ میں نے ان سے کہا تو انہوں نے جنبش کی اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ جا کے نصب ہو گیا۔

پھر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ یہ میرا بچہ سات سال سے شیطان کے چنگل

میں ہے اور جو روزانہ دو مرتبہ اس کے پاس آتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا بچہ کو میرے قریب لاؤ پھر حضور ﷺ نے بچہ کے منہ میں لعاب دہن اقدس لگایا اور فرمایا اور دشمن خدا نکل جا میں اللہ ﷻ کا رسول ہوں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا۔ جب ہم سفر سے واپس آئیں تو ہمیں بتانا کہ اس کا کیا حال ہے؟

چنانچہ ہم سفر سے واپس آئے تو وہ عورت حضور ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو مکرم بنایا۔ جب سے ہم حضور ﷺ کے پاس سے آگئے ہیں۔ اب تک ہم نے اس پر دیوانگی کا کوئی اثر نہ دیکھا۔

پھر ایک اونٹ آیا اور وہ حضور ﷺ کے آگے آ کر کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ آپ نے کسی کو اس کے مالک کے پاس بھیجا اور اس سے پوچھا۔ تمہارے اس اونٹ کا کیا قصہ ہے۔ یہ تمہاری شکایت کیوں کرتا ہے؟

انہوں نے کہا کہ ہم اس سے کام لیتے رہے ہیں۔ اب یہ بوڑھا ہو گیا تو ہم نے کل اس کو ذبح کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ اسے ذبح نہ کرو اور اونٹوں میں اسے چھوڑ دو۔

اس واقعہ کو بیہقی اور ابونعیم رحمہا اللہ نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے کہ یہ اونٹ شکایت کرتا ہے کہ میں نے ان کے یہاں نسل کشی کی اور ان کا کام کیا یہاں تک کہ میں بوڑھا ہو گیا تو اب یہ مجھے ذبح کرنا چاہتے ہیں۔

ایک اونٹ کی شکایت بارگاہِ نبوی ﷺ میں

امام احمد و بیہقی اور ابونعیم رحہم اللہ نے دوسری سند کے ساتھ یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول ﷺ کی تین باتیں دیکھی ہیں۔ وہ یہ کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ اچانک ایک بوڑھا اونٹ ہمارے سامنے آیا۔ جب حضور ﷺ نے چشم کرم اس پر ڈالی تو وہ بلبلانے لگا اور اپنی پیشانی سجدے میں زمین پر رکھ دی۔ حضور ﷺ نے اس کے مالک کو بلایا اور فرمایا۔ یہ اونٹ کام کی زیادتی اور چارے کی کمی کی شکایت کرتا ہے۔ لہٰذا تم اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ پھر ہم روانہ ہوئے اور ایک منزل میں قیام کیا۔ نبی کریم ﷺ محوِ استراحت ہوئے تو ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اور اس نے اپنی شاخوں میں حضور ﷺ کو چھپا لیا پھر وہ درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ جب حضور ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے درخت کے آنے جانے کا حضور ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ وہ درخت تھا جس نے اپنے رب سے میرے حضور آ کر سلام عرض کرنے کی اجازت چاہی تھی۔

اس کے بعد راوی نے بچہ کے قصہ کو بیان کیا۔

چند درختوں کا حکمِ رسول ﷺ کے بموجب ایک دوسرے سے مل جانا

ابونعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ دوران سفر ہم نے عجیب بات دیکھی کہ ہم ایک ایسی سرزمین میں پہنچے جہاں چھوٹے چھوٹے درخت جدا جدا کھڑے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے غیلان رضی اللہ عنہ ان پودوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ایک دوسرے سے مل جائیں۔ میں گیا اور دو پودوں کے درمیان کھڑے ہو کر میں نے کہا کہ اللہ عزوجل کے نبی ﷺ تم کو حکم دیتے ہیں کہ ایک دوسرے سے آ کے مل جاؤ تو ہر ایک نے جنبش کی اور جڑیں نکال کر زمین کو چیرتے ہوئے ایک دوسرے سے آ کے مل گئے۔

پھر حضور ﷺ تشریف لائے اور ان دونوں کے اوٹ میں آبدست فرمایا اور اس کے بعد حضور ﷺ سوار ہوئے۔ وہ درخت اپنی اپنی جگہ نصب ہو گئے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک اور منزل میں قیام کیا۔ ایک عورت اپنے بیٹے کو لائی اور اس نے کہا کہ

یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! قبیلہ میں کوئی بچہ مجھے اس بچے سے زیادہ محبوب نہیں لیکن اس بچے کو جنون ہو گیا ہے۔ اب میں اس کی موت کی تمنا کرتی ہوں۔ آپ اس کے لئے اللہ عزوجل سے دعا کیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے اس بچے کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا۔ ''بِسْمِ اللّٰہِ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ اُخْرُجْ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ'' یہ فقرہ تین مرتبہ فرمایا۔ پھر فرمایا تم اپنے بچہ کو لے جاؤ۔ اب انشاء اللہ عزوجل اسے کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ اس کے بعد ہم روانہ ہو گئے اور ایک اور منزل میں قیام کیا۔

ایک شخص آیا اس نے کہا کہ یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرا ایک باغ ہے جس پر میرے اہل خاندان کا گزارہ ہے اور وہاں دو آب کش اونٹ ہیں جو پاگل ہو گئے ہیں۔ اس وجہ سے میں باغ نہیں جا سکتا اور کوئی بھی ان دونوں کے قریب پہنچنے کی قدرت نہیں پاتا یہ سن کر حضور ﷺ اپنے صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے ساتھ روانہ ہوئے اور اس باغ میں تشریف لائے۔ اس کے مالک سے فرمایا۔ دروازہ کھولو۔ عرض کیا ان دونوں اونٹوں کا معاملہ دروازہ کھولنے سے زیادہ سخت ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا دروازہ کھول دو۔ جب دروازہ کھولتے وقت حرکت ہوئی تو وہ دونوں اونٹ اس تیزی سے سامنے آئے جیسے تیز آندھی آتی ہے لیکن جب دروازہ کھلا اور ان اونٹوں کی نظر رسول اللہ ﷺ پر پڑی تو دونوں جھک گئے۔ اور سجدہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں کے سروں کو

پکڑا اوران کے مالکوں کے حوالے کر دیا اور فرمایا ان سے کام لو اور ان کو اچھا چارہ دو۔

یہ دیکھ کر لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جب کہ چوپائے آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم تو اس سے زیادہ آپ کو سجدہ کرنے کے حق دار ہیں؟

فرمایا سجدہ بجز اس وحدہٗ ذات حق کے جسے موت نہیں ہے کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔

اس کے بعد ہم واپس آئے تو اس بچے کی ماں آئی اور اس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ وہ بچہ قبیلہ کے دوسرے بچوں کی مانند بالکل ٹھیک ہے۔

ایک گونگا بچہ حضور ﷺ کی نگاہ کرم سے گویا ہوا

امام احمد و ابن ابی شیبہ اور بیہقی وطبرانی و ابونعیم رحمہم اللہ نے بطریق سلیمان بن عمرو بن احوص ﷺ اپنی والدہ ام جندب رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمرۃ العقبہ کے پاس کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا ہے اور لوگ بھی کنکریاں مار رہے تھے۔ جب واپس تشریف لائے تو ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا جسے آسیب تھا۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے اس بیٹے پر بلا ہے۔ یہ بات نہیں کرتا۔

حضور ﷺ نے پانی لانے کا حکم فرمایا تو وہ عورت پتھر کے برتن میں پانی لائی۔ حضور ﷺ نے اسے اپنے دست مبارک میں لے کر اس میں سے پانی دہن اقدس میں لے کر اس میں کلی کر دی پھر اسے دیکھ کر فرمایا۔ ''اس پانی کو پلاؤ اور اس سے اس کا منہ دھلاؤ۔''

ام جندب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس عورت کے پیچھے گئی اور میں نے کہا کہ اس پانی میں سے تھوڑا سا پانی مجھے دو۔ اس نے کہا کہ اس میں سے لے لو۔ تو میں نے اس میں سے ایک چلو پانی لے کر اپنے بیٹے عبداللہ کو پلایا۔ ماشاء اللہ ﷻ وہ زندہ رہا اور اس کی زندگی حضور ﷺ کے کرم و احسان سے ہوئی۔ ام جندب ﷺ کہتی ہیں کہ میں نے اس عورت سے ملاقات کر کے بچے کا حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ وہ لڑکا ایسا تندرست ہے کہ کوئی بچہ اس جیسا اچھا نہیں ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ وہ تندرست ہو گیا اور ایسا عقل مند ہوا کہ لوگوں میں کوئی اس جیسا عقل مند نہ تھا۔

حضور ﷺ کی رسالت پر ایک بچے کی شہادت

بیہقی و ابن عساکر رحمہما اللہ نے معیقیب یمانی ﷺ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر حاضر تھا۔ میں مکہ مکرمہ کے ایک گھر میں گیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ

ﷺ وہاں تشریف فرما ہیں۔ وہاں میں نے آپ کی عجیب بات دیکھی کہ آپ کے پاس یمامہ کا ایک شخص ایک بچہ لایا جو اسی دن پیدا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بچہ سے پوچھا اے بچے میں کون ہوں؟

بچہ نے کہا کہ آپ اللہ عزوجل کے رسول ﷺ ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا کہ اللہ عزوجل تیری عمر میں برکت دے۔ اس کے بعد اس بچے نے جوان ہونے تک بات نہ کی۔ اس بنا پر ہم نے اس کا نام ''مبارک الیمامہ'' رکھ دیا۔

رکن غربی کا حضور ﷺ سے کلام کرنا

ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق احمد بن محمد عبید اللہ جوہری بن حسن رحمۃ اللہ علیہ' محمد بن عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن محمد کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے اصحاب کے ایک شخص سے اس نے ابو عبد اللہ صادق رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب رکن غربی پہنچے اور اس سے آگے بڑھے تو اس رکن نے آپ سے عرض کیا۔

یا رسول صلی اللہ علیک وسلم! کیا میں آپ کے رب کے گھر کے رکنوں میں ایک رکن نہیں ہوں؟ مجھ میں کیا بات ہے جو آپ نے مجھے بوسہ نہ دیا تو رسول اللہ ﷺ اس کے قریب تشریف لے گئے اور فرمایا اطمینان رکھ تجھ پر سلام ہو۔ تجھے محروم نہ رکھا جائے گا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں لوگوں سے ارشاد فرمایا۔

اے لوگو! میں جو تمہیں حکم دیتا ہوں وہ کرو۔ کیونکہ مجھے توقع نہیں ہے کہ اس سال کے بعد اس مؤقف میں میں تم سے ملاقات کروں۔ اے لوگو! میری بات غور سے سنو میں تم میں وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھاما تو ہرگز تم گمراہ نہ ہو گے۔ وہ کتاب اللہ اور میری سنت ہے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قربانی کے دن جمرۃ پر اپنی سواری پر سوار کنکریاں مارتے دیکھا ہے اور آپ فرما رہے تھے کہ مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو کیونکہ مجھے توقع نہیں ہے کہ اس حج کے بعد میں حج کروں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اس حج میں جس میں آپ نے حج کیا۔ قربانی کے دن کھڑے ہوئے اور لوگوں سے فرمایا۔ یہ کون سا دن ہے۔ (راوی نے حدیث پوری بیان کرتے ہوئے کہا کہ) میں نے تمہیں خدا کا حکم پہنچا دیا؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں یا رسول صلی اللہ علیک وسلم! فرمایا اے خدا تو گواہ رہ' اس کے بعد لوگوں کو رخصت فرمایا۔ اس بنا پر لوگوں نے کہا کہ

یہ حجۃ الوداع تھا۔

سوالات کے اظہار کے بغیر حضور ﷺ نے جوابات ارشاد فرمادیئے

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں مسجد خیف (منیٰ) میں رسول اللہ ﷺ کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی شخص آیا اور ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو کہ جو کچھ تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو میں اس کا جواب پہلے ہی دوں تو میں جواب دیتا ہوں اور اگر تم چاہو کہ تم سوال کرو اور میں جواب دیتا جاؤں تو یہ کرلو۔

دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہی ارشاد فرمائیں اور ہمارے ایمان میں اضافہ فرمائیں پھر حضور ﷺ نے ثقفی سے فرمایا

تم اپنی رات کی نماز' اپنے رکوع' اپنے سجود' اپنے روزے اور اپنے غسل جنابت کے بارے میں پوچھنے آئے ہو اور انصاریوں سے فرمایا تم اپنے گھر سے نکل کر خانہ کعبہ کی طرف آنے اور گھر میں اپنے مال کے بارے میں اور عرفات میں ٹھہرنے کے بارے میں اور اپنا سر منڈانے' خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور رمی جمار کرنے کے بارے میں پوچھنے آئے ہو۔

دونوں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ ہم ان ہی باتوں کو دریافت کرنے کی غرض سے آئے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی اس کی مانند مروی ہے جو آگے آرہی ہے۔

طبرانی و ابونعیم اور حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پانچ یا چھ قربانی کے جانور لائے گئے تو وہ جانور ایک دوسرے کو دھکیل کر حضور ﷺ کے قریب ہوتے تھے کہ سب سے پہلے قربانی کی ابتدا اس سے کریں۔

امام احمد و بیہقی رحمہما اللہ نے عاصم بن حمید سکونی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور حضور ﷺ ان کے ساتھ نصیحت و وصیت فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا۔

اے معاذ رضی اللہ عنہ! شاید کہ تم اس سال کے بعد مجھ سے نہ ملو اور شاید کہ تم میری مسجد اور میری قبر انور پر حاضر ہو۔ یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے رونے لگے۔ اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ عاصم بن رضی اللہ عنہ سے متصل روایت کیا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق زہری رحمۃ اللہ علیہ' ابن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب حج سے فارغ ہوئے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا اوروہ یمن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت آئے جبکہ رسول ﷺ رحلت فرما چکے تھے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں کئی مجہول راوی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حجۃ الوداع کا حج کرایا اور میرے ساتھ آپ عقبۃ الحجون تشریف لے گئے۔ اسوقت آپ رو رہے تھے اور محزون و مغموم تھے۔ جب وہاں سے واپس تشریف لائے تو آپ خوش تھے اور تبسم فرما رہے تھے۔ میں نے آپ سے اس کی بابت استفسار کیا تو فرمایا میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر گیا تھا اور میں نے اللہ ﷻ سے استدعا کی تھی کہ انہیں زندہ کر دے۔ چنانچہ وہ مجھ پر ایمان لائیں اور اللہ ﷻ نے انہیں پھر سونے دیا۔

بقیہ معجزات جو ابواب سابقہ میں بیان نہیں ہوئے تھے

انگشتہائے مبارکہ سے پانی نکلنا

حضور ﷺ کی انگشت ہائے مبارکہ سے پانی کا جاری ہونا' آپ کی برکت سے پانی کا زیادہ ہونا اور متعدد بار اس کا واقع ہونا۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ نمازِ عصر کا وقت آ گیا اور ہمارے پاس پانی موجود نہ تھا۔ بجز اس بچے ہوئے پانی کے جو برتن میں تھا تو میں اس پانی کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک داخل کیا اور اپنی انگلیوں کو کھول دیا اور فرمایا تم لوگ وضو کے لئے آؤ۔ برکت اللہ ﷻ کی جانب سے ہے چنانچہ لوگوں نے وضو کیا اور اسے پیا اور ہم چودہ سو آدمی تھے۔

شیخین رحمہما اللہ نے بطریق اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ نماز عصر کا وقت قریب آ گیا اور لوگ پانی کو تلاش کر رہے تھے مگر پانی کہیں نہ پاتے تھے۔ تو آپ کے پاس برتن میں پانی لایا گیا اور آپ نے اپنا دست اقدس اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے وضو کریں تو میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کی گھائیوں سے جوش مار رہا تھا اور تمام لوگوں نے وضو کیا اور سب سے آخر میں' میں نے وضو کیا۔

شیخین رحمہما اللہ نے بطریق ثابت ؓ حضرت انس ؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور کچھ پانی کشادہ برتن میں لایا گیا۔ آپ نے اپنی انگشت ہائے مبارک کو اس برتن میں رکھ دیا اور میں دیکھ رہا تھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کی گھائیوں سے نکل رہا تھا اور لوگ وضو کر رہے تھے۔ جن لوگوں نے اس پانی سے وضو کیا ہے میں نے ان کی تعداد ۷۰ سے ۸۰ تک گنی ہے۔

حضور ﷺ کے انگشت ہائے مبارک سے پانی جوش زن ہو گیا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ ثابت ؓ سے انہوں نے حضرت انس ؓ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ قبا شریف تشریف لائے۔ وہاں کے گھروں میں سے کسی گھر سے چھوٹا سا پیالہ آیا۔ حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں داخل کیا مگر پیالے میں وسعت نہ تھی تو آپ نے صرف چار انگلیاں اس میں داخل کیں اور انگوٹھا کے اس میں داخل ہونے کی گنجائش نہ تھی۔ اس کے بعد لوگوں سے فرمایا آؤ پانی پی لو۔ حضرت انس ؓ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا تھا کہ آپ کی انگلیوں کی گھائیوں سے پانی جوش مار رہا تھا۔ تمام لوگ پیالے کے گرد آئے اور ان سب نے اس کا پانی خوب سیر ہو کر پیا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق حمید رحمۃ اللہ علیہ' حضرت انس ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نماز کا وقت آیا تو لوگ اٹھ کر اپنے اپنے قریبی مکانوں میں وضو کرنے چلے گئے مگر بہت سے لوگ باقی رہ گئے تو لوگ پتھر کا برتن حضور ﷺ کی خدمت میں لائے جس کا نام مخضب ہے۔ اس میں پانی تھا۔ وہ مخضب اتنا چھوٹا تھا کہ آپ دست مبارک اس میں کشادہ نہ فرما سکے۔ اس کے بعد تمام لوگوں نے اس پانی سے وضو کیا۔

ہم نے پوچھا وہ کتنے لوگ تھے؟

انہوں نے بتایا کہ کچھ اوپر اسی ۸۰ تھے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی مانند حسن رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت کی ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت انس ؓ سے یہ روایتیں مشابہ ہیں۔ ممکن ہے کہ تمام روایتیں ایک ہی واقعہ کی ہوں اور وہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حضور ﷺ قبا تشریف لے گئے تھے اور قتادہ ؓ کی روایت حضرت انس ؓ سے اس کے مشابہ ہے۔ ممکن ہے وہ خبر دوسرے واقعہ کی ہو۔

شیخین رحمہما اللہ نے بطریق قتادہ ؓ حضرت انس ؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب مقام زوراء میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ایک پیالہ میں پانی طلب فرمایا اور اپنا

دستِ اقدس اس میں رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان اور کناروں سے جوش مارنے لگا اور تمام اصحاب نے وضو کیا۔ میں نے حضرت انس ﷛ سے پوچھا تم کتنے حضرات تھے؟ انہوں نے فرمایا۔ تقریباً تین سو تھے۔

لعاب دہن مقدس کے اعجاز سے کنوئیں کا پانی کبھی نہیں ٹوٹا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس ﷛ سے روایت کی۔ ان سے قبا شریف کے کنوئیں کے بارے میں کسی نے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ کنواں اتنا تھا کہ ایک آدمی اس کا پانی نکال کر اپنے گدھے پر لاد کر لے جاتا تھا اور اس کنوئیں کا پانی ختم ہو جاتا تھا تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ایک ڈول پانی نکالنے کا حکم دیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس پانی سے وضو کیا یا پانی میں لعاب دہن ڈالا اور حکم دیا کہ اس پانی کو کنوئیں میں ڈالا جائے اس کے بعد اس کنوئیں کا پانی کبھی نہ ٹوٹا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق سعید بن رقیش رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبا شریف گئے جب ہم 'بئر غرس' پر پہنچے تو اس کا یہ حال تھا کہ ایک شخص اس کا پانی نکال کر گدھے پر لاد لیتا تھا۔ اس کے بعد ہم پورے دن اس کے پانی کے انتظار میں رہتے تھے مگر اس میں ہم پانی نہ پاتے تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ایک ڈول پانی میں کلی کی اور اسے اس میں لوٹ دیا تو وہ جوش مار کر ابلنے لگا۔

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مسند'' میں اور بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے زیاد بن حارث صدائی ﷛ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے اور آپ نے طلوع فجر کے وقت نزول فرمایا۔ رفع حاجت کے بعد میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے صداء کے بھائی کیا پانی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ البتہ تھوڑا سا پانی ہے۔ وہ پانی آپ کو کفایت نہ کرے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا اس پانی کو ایک برتن میں کر لو اور اس برتن کو میرے پاس لے آؤ۔ پھر حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک پانی میں رکھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی چشمہ کی مانند جوش مار رہا تھا۔

آپ نے فرمایا میرے صحابہ کو آواز دو کہ جسے پانی کی ضرورت ہو آ کر لے لے۔ تو میں نے آواز دی تو ان میں سے جس کو ضرورت تھی، پانی لے لیا۔

اس وقت ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارا ایک کنواں ہے۔ جب سردی کا موسم ہوتا ہے تو اس کا پانی کم ہو جاتا ہے اور ہم قرب و جوار کے کنوؤں پر پھیل جاتے ہیں چونکہ اب

ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ہمارے قرب و جوار کے لوگ ہمارے دشمن بن چکے ہیں تو آپ اللہ ﷻ سے ہمارے کنوئیں کے بارے میں دعا کیجئے تا کہ اس کا پانی وافر ہو جائے اور ہم اسی پر مجتمع رہیں۔ کہیں اور نہ جانا پڑے۔

حضور اکرم ﷺ نے سات کنکریاں منگائیں اور ان کنکریوں کو اپنے دست اقدس میں ملا اور ان پر دعا پڑھی پھر فرمایا ان کنکریوں کو لے جاؤ۔ جب تم کنوئیں پر پہنچو تو ایک ایک کر کے یہ کنکریاں اس میں ڈال دو اور اللہ ﷻ کا نام لیتے رہو۔ صدائی ؓ کہتے ہیں کہ جیسا حضور ﷺ نے فرمایا ہم نے ویسا ہی کیا اس کے بعد ہم میں طاقت نہ رہی کہ اس کنوئیں کی گہرائی کو دیکھ سکیں۔

کنیسہ کی بجائے مسجد بنانے کا حکم

ابن ابی شیبہ' ابن سعد' بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے طلق بن علی ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سفیر بن کے بارگاہِ رسول ﷺ میں حاضر ہوئے اور ہم نے اپنی سرزمین کے کنیسہ کے بارے میں حضور ﷺ نے عرض کیا اور ہم نے خواہش کی کہ ہمیں اپنا بچا ہوا پانی عنایت فرمائیں تو حضور ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور دہن اقدس میں پانی لے کر ہمارے مشکیزہ میں اس پانی کی کلی فرما دی اور فرمایا۔ اس پانی کو لے جاؤ جب تم اپنے علاقے میں پہنچو تو اپنے کنیسہ کو توڑ دینا اور اس جگہ میں اس پانی کو چھڑک دینا اور اس جگہ مسجد بنا لینا۔

ہم نے عرض کیا۔ یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! گرمی شدید ہے اور ہمارا شہر دور ہے۔ پانی تو خشک ہو جائے گا۔

فرمایا اسے اور پانی سے مدد دیتے رہو۔ وہ اس کی پاکیزگی اور برکت کو ہی زیادہ کرے گا۔ پھر ہم میں اس مشکیزہ کو لے کر جانے میں جھگڑا ہوا کہ کون اسے اٹھا کر لے جائے تو ہم نے ہر مرد کی باری مقرر کر دی کہ ایک دن ایک لے کر چلتا تو دوسرے دن دوسرا شخص۔ جب ہم اپنے شہر میں پہنچے تو ہم نے ایسا ہی کیا جیسا کہ ہمیں حکم دیا گیا تھا۔ ہمارے کنیسہ کا راہب ''بنوطے'' کا آدمی تھا۔ ہم نے نماز کے لئے اذان دی تو وہ راہب سن کر کہنے لگا۔ یہ حق کی دعوت ہے پھر وہ بھاگ گیا۔ اس کے بعد ہم نے اسے نہ دیکھا۔

امام احمد و بیہقی' بزار و طبرانی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے ابن عباس ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صبح کی تو لشکر میں پانی نہ تھا۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! لشکر میں پانی نہیں ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس تھوڑا سا پانی بھی ہے؟

اس نے کہا کہ ہاں! تو وہ ظرف لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔

تو رسول اللہ ﷺ نے برتن کے دہانہ میں اپنی انگلیاں کھول دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمہ پھوٹ رہا ہے اور حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ برکت والا پانی لے لیں۔

دارمی و ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے پانی طلب فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا پانی نہیں ہے' خدا کی قسم میں نے پانی نہ پایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مشکیزہ ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ نے مشکیزہ لا کے پیش کیا۔ حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس اس میں پھیلا دیا اور آپ کے دست اقدس کے نیچے سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ پانی پی رہے تھے اور ان کے سوا اصحاب وضو کر رہے تھے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ تم لوگ نشانیوں کو عذاب گردانتے ہو اور ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ان نشانیوں کو برکت شمار کرتے تھے۔ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تو ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں برتن لایا جاتا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ جاری ہو جاتا تھا اور نبی کریم ﷺ فرماتے کہ برکت والے پانی کو آ کے لے لو اور یہ برکت اللہ عزوجل کی جانب سے ہے۔ یہاں تک کہ ہم سب وضو کر لیا کرتے تھے۔

طبرانی و ابونعیم رحمہما اللہ نے ابویعلی الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہمیں پیاس نے بے چین کیا تو ہم نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھودا جائے تو میں نے گڑھا کھودا اور اس گڑھے پر چمڑا ڈال دیا اور اس چمڑے پر حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا جس کے پاس پانی ہو وہ پانی لائے پھر مشکیزے والے نے پانی کو رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے ابلتا ہوا دیکھا۔ یہاں تک کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے اور اپنی سواری کے جانوروں کو ان سب نے پلایا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق قاسم بن عبداللہ بن ابورافع رحمۃ اللہ علیہ' ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ آخر شب میں قیام فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ہر شخص اپنے مشکیزے میں پانی تلاش کرے تو کسی کے پاس سے پانی نہ نکلا۔ بجز ایک شخص کے۔ حضور ﷺ نے اس پانی کو برتن میں لوٹا اور فرمایا تم سب وضو کرو۔ اس وقت میں نے پانی کی طرف دیکھا حضور ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے وہ

جوش مار رہا تھا۔ یہاں تک کہ تمام لشکر نے پانی پیا اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک اٹھایا تو اس میں اتنا ہی پانی موجود تھا جتنا پہلی مرتبہ مشکیزے سے ڈالا گیا تھا۔

ایک کوزۂ آب سے تمام لشکر سیراب ہو گیا

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق مطب بن عبداللہ بن مطلب رحمۃ اللہ علیہ' عبدالرحمٰن بن ابو عمرہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی' کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ لشکر اسلام کو پیاس نے بے چین کیا تو حضور ﷺ نے کوزہ طلب فرمایا اور اسے اپنے سامنے رکھا۔ پھر پانی طلب فرمایا اور اسے اس کوزہ میں بھرا۔ پھر حضور ﷺ نے جو خدا نے چاہا دعا پڑھی اس کے بعد اپنی چھنگلیا کو اس میں ڈبو دیا۔ راوی نے کہا کہ میں خدا کی قسم سے کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے ابلتے دیکھے۔ پھر فرمایا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' ان دونوں کلموں کے ساتھ قیامت کے دن جو بھی اللہ ﷻ سے ملاقات کرے گا' اللہ ﷻ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''الصحابہ'' میں بطریق خدیج بن سدرہ بن علی سلمی ؓ جو اہل قبا سے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہا کہ ہم رسول ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے اور ہم نے فاحہ میں نزول کیا۔ یہ وہ جگہ ہے جسے آج سقیا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس منزل میں پانی نہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فاحہ سے ایک میل کے فاصلے پر بنی غفار کے چشمہ پر بھیجا اور رسول اللہ ﷺ ''صدر وادی'' میں اتر گئے اور بعض اصحاب بطن وادی میں لیٹ گئے۔ اور وہ اپنے ہاتھ سے کنکریاں ہٹانے لگے تو ان کا ہاتھ تر ہو گیا۔ پھر وہ بیٹھ گئے۔ او گھرا کرنا شروع کر دیا اور اس کے اوپر پانی ابلنے لگا۔ پھر اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو دی اور خوب پیا اور تمام صحابہ کو پلایا۔ یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ یہ سقیا ہے کہ اللہ ﷻ نے تمہیں سیراب کیا ہے۔ اس کے بعد اس کا نام سقیا ہو گیا۔

طبرانی و ابن عساکر رحمہا اللہ نے ابو ہریرہ ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلے۔ ابھی راستہ میں ہی تھے کہ حضرت حسن ؓ و حسین ؓ کی آواز سنی کہ وہ رو رہے تھے۔ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میرے یہ فرزند کیوں رو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ پیاسے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے تو کسی کے پاس ایک قطرہ پانی نہ تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

اپنی چادر کے نیچے سے انہیں مجھے دو۔ پھر حضور ﷺ نے ان کو لے کر اپنے سینے سے

چپٹالیا۔ درانحالیکہ وہ رو رہے تھے۔ خاموش نہیں ہوتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دی۔ وہ اسے چوسنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ سیراب ہوکر خاموش ہوگئے اور ان کے رونے کی آواز سنائی نہ دی اور دوسرے صاحبزادے برابر روئے جا رہے تھے جیسے پہلے صاحبزادے رو رہے تھے۔ خاموش ہی نہ ہوتے تھے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا۔ اب دوسرے صاحبزادے کو مجھے دے دو اور آپ نے انہیں لے کر ایسا ہی کیا یہاں تک کہ دونوں خاموش ہوگئے اور دونوں نے رونا بند کردیا۔

ایک چھاگل سے تمام لشکر نے پانی پیا اور اپنے برتن بھر لئے

شیخین رحمہما اللہ نے عمران بن حصین ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ صحابہ نے حضور ﷺ سے پیاس کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے حضرت علی مرتضی ﷺ کو اور ایک شخص کو بلایا اور فرمایا تم دونوں جاؤ اور میرے لئے پانی تلاش کر کے لاؤ تو وہ دونوں گئے اور انہیں ایک عورت ملی جو اپنے اونٹ کی دونوں جانب چھاگلوں میں پانی بھر کے لا رہی تھی۔ ان دونوں نے پوچھا پانی کہاں ہے؟

اس نے کہا کہ کل میں اس وقت پانی پر تھی (یعنی یہاں سے ایک دن رات کی مسافر پر ہے۔)

پھر یہ دونوں اس عورت کو رسول ﷺ کے پاس لائے اور حضور ﷺ نے برتن طلب فرمایا اور دونوں چھاگلوں کے دہانے کھول کر دہن اقدس میں پانی لیا اور اس پانی سے دونوں چھاگلوں میں کلی کر کے دونوں چھاگلوں کے دہانوں کو باندھ دیا اور چھاگل کے نچلے چھوٹے دہانے کو کھول دیا اور لوگوں کو آواز دی کہ پانی پی لیں اور بھر لیں تو جس نے چاہا پیا اور جتنا چاہا بھر لیا وہ عورت کھڑی دیکھتی رہی کہ اس کے پانی کے ساتھ آپ کیا کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! ہر ایک چھاگل سے پانی لیا گیا اور ہم خیال کرتے رہے کہ وہ چھاگل پہلے سے زیادہ لبریز ہے جتنا کہ پانی لینے سے پہلے بھری ہوئی تھی۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا اس عورت کے لئے کھانے کی چیزیں جمع کرو تو صحابہ نے کھجوریں، آٹا اور ستو اتنا جمع کیا کہ وہ اس کے پاس بہت وافر ہوگیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا۔ تم جانتی ہی ہو کہ ہم نے تمہارا پانی قطرہ بھر کم نہیں کیا ہے بلکہ اللہ ﷻ نے ہی ہمیں سیراب کیا ہے۔ پھر وہ عورت اپنے گھر چلی گئی چونکہ اس عورت کو دیر ہوگئی تھی۔ اس بنا پر اس سے اس کے گھر والوں نے پوچھا۔ اے فلانی تجھے کیسے دیر ہوگئی؟

اس عورت نے کہا کہ میں نے عجیب بات دیکھی ہے۔ وہ یہ کہ راستے میں مجھے دو آدمی

ملے اور وہ دونوں مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے لوگ صابی کہتے ہیں اور انہوں نے میرے پانی کے ساتھ ایسا ایسا کیا۔ جو واقعہ گزرا اسے بیان کیا۔ خدا کی قسم وہ شخص اس کے اور اس کے درمیان بڑا ساحر ہے اور اس عورت نے انگوٹھے اور ان کے برابر کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھا کر یہ بات کہی۔ پھر کہا کہ وہ شخص یقیناً اللہ ﷻ کا رسولِ برحق ہے۔

راوی کا کہنا ہے کہ مسلمانوں نے اس کے بعد اس کے گردونواح کے مشرکوں پر تخت و تاراج کیا مگر ان لوگوں سے کوئی تعرض نہ کیا۔ جن میں وہ عورت تھی اور جہاں وہ پانی لینے جمع ہوتے تھے۔ اس عورت نے ایک دن اپنی قوم سے کہا کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ یہ مسلمان تم لوگوں کو قصداً چھوڑ دیتے ہیں اور تم سے تعرض نہیں کرتے تو کیا تم لوگوں کو قبول اسلام کی رغبت ہے؟ ان سب نے اس عورت کی بات مان لی اور وہ سب اسلام میں داخل ہو گئے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عمران بن حصین ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رات میں سفر کر رہے تھے۔ راوی نے کہا کہ مسلمانوں کو شدید پیاس لاحق ہوئی اور دو شخص صحابہ میں سے آئے۔ راوی نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ وہ حضرت علی مرتضیٰ ﷺ اور حضرت زبیر ﷺ تھے یا ان کے سوا کوئی اور ہوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا تم ایک عورت کو فلاں جگہ اور فلاں مقام پر پاؤ گے اور وہ عورت اس قسم کی ہے اور اس کے ساتھ اونٹ ہوگا اور پانی کی دو چھاگلیں لٹکی ہوں گی۔ تم دونوں اسے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ان دونوں نے اس عورت کو اپنے اونٹ پر دونوں چھاگلوں کے درمیان بیٹھا پایا اور انہوں نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں بلاتے ہیں۔

اس عورت نے پوچھا کون رسول ﷺ؟ کیا وہ صابی شخص؟

دونوں نے کہا کہ وہی جن کو تم اس طرح کہتی ہو حالانکہ وہ اللہ ﷻ کے برحق رسول ہیں۔

تو وہ اسے اپنے ساتھ لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان چھاگلوں کا پانی ایک برتن میں کر دیا جائے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے جو خدا نے چاہا پڑھا۔ پھر اس پانی کو دونوں مشکیزوں میں بھر دیا گیا۔ اس کے بعد ان مشکیزوں کی نچلی جانب کے چھوٹے دھانے کو کھولنے کا حکم دیا تو اسے کھولا گیا پھر لوگوں کو حکم دیا کہ اپنے برتنوں کو بھر لیں اور سیراب ہو کر پی لیں تو اس وقت کوئی برتن اور کوئی مشکیزہ باقی نہ رہا۔ جسے نہ بھر لیا گیا ہو۔ عمران ﷺ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ وہ دونوں مشکیزے پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے معلوم دیتے تھے۔

عمران ﷺ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اس عورت کو کپڑا بچھانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد

صحابہ کو توشہ جمع کرنے کا حکم دیا تو صحابہ نے اس کے لئے اتنا توشہ جمع کر دیا کہ اس کا کپڑا بھر گیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس سے فرمایا اسے لے جاؤ کیونکہ ہم نے تمہارے پانی کا ایک قطرہ نہیں لیا ہے بلکہ اللہ ﷻ نے ہی ہمیں سیراب کیا ہے۔ جب وہ عورت اپنے گھر پہنچی تو اس نے اپنی قوم کو بتایا میں جس کے پاس سے آ رہی ہوں وہ یا تو لوگوں میں سے سب سے بڑا ساحر ہے یا وہ یقیناً اللہ ﷻ کا رسول برحق ہے پھر اس قبیلہ کا سردار آیا یہاں تک کہ وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ عمران ﷺ بن حصین سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ستر سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور اپنے صحابہ کے ساتھ رات میں سفر جاری رکھا۔ اور صبح کے وقت قیام فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ سو گئے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ آفتاب طلوع ہو چکا ہے اور تسبیح و تکبیر کہتے اُٹھ بیٹھے اور آپ نے ناپسند جانا کہ رسول ﷺ کو بیدار کیا جائے یہاں تک کہ فاروق اعظم عمر بن خطاب ﷺ بیدار ہو گئے پھر ایک اور صحابی بیدار ہوئے جو جہیر الصوت تھے اور انہوں نے خوب بلند آواز سے تسبیح و تکبیر کہی یہاں تک کہ ہم اور رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اس وقت ایک صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول صلی اللہ علیک وسلم! ہم سے نماز فوت ہو گئی۔

حضور ﷺ نے فرمایا: تم سے نماز فوت نہیں ہوئی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے سوار ہونے کا حکم فرمایا اور وہ سب پر وقار طور سے روانہ ہوئے پھر حضور ﷺ نے نزول فرمایا اور آپ کے ساتھ صحابہ بھی سواریوں سے اتر گئے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا۔ پانی لاؤ تو صحابہ چند گھونٹ پانی لائے۔ جو آفتابہ میں تھا۔ حضور ﷺ نے اس پانی کو ایک برتن میں ڈالا پھر اس پانی میں اپنا دست اقدس ڈالا اور اپنے صحابہ سے کہا کہ وضو کر لو تو تقریباً ستر آدمیوں نے وضو کیا۔ پھر حضور ﷺ نے نماز کے لئے اذان دینے کا حکم دیا اور اذان کہی گئی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی پھر جماعت کا حکم دیا اور اقامت کہی گئی اور حضور ﷺ نے نماز پڑھائی۔ جب حضور ﷺ نے نماز سے فارغ ہوئے تو ملاحظہ فرمایا کہ آپ کا ایک صحابی کھڑا ہے۔ جب حضور ﷺ نے اسے ملاحظہ فرمایا تو اس سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی؟

اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں جنبی ہو گیا ہوں۔

فرمایا پاک مٹی سے تیمم کر لو۔ جب تیمم کر لو تو نماز پڑھ لو اور جس وقت تمہیں پانی مل جائے تو غسل کر لینا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ اور ان کے ساتھ چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو پانی تلاش کرنے کے لئے روانہ فرمایا تو حضرت علی ﷺ چند صحابہ کے ساتھ ایک دن اور ایک

رات پانی کی تلاش میں رہے۔ پھر انہیں ایک عورت ملی جو اپنی سواری پر دو چھاگلوں کے درمیان سوار تھی۔ اس سے پوچھا تم کہاں سے آ رہی ہو؟ اس نے کہا کہ میں یتیموں کے لئے پانی لا رہی ہوں۔ (اس جگہ مصنف یا کاتب سے کچھ عبارت رہ گئی ہے) ''مترجم''

جب اس عورت نے حضرت علی مرتضیٰ ﷺ سے کہا اور بتایا کہ ایک رات کی مسافت سے زیادہ فاصلہ پر پانی ہے تو حضرت علی مرتضیٰ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم! اگر ہم پانی کی طرف گئے تو ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہمارے جانور ہلاک ہو جائیں گے اور ہم میں سے بھی شاید کوئی ہلاک ہو جائے۔ یہ کہہ آپ نے کہا کہ ہم ان چھاگلوں کو ہی رسول اللہ ﷺ کے پاس لئے جاتے ہیں تا کہ آپ ہی اس بارے میں غور فرمائیں۔ چنانچہ جب علی ﷺ اور انکے ساتھی آئے اور ان کے ساتھ ان دو چھاگلوں کے درمیان اونٹ پر سوار عورت آئی تو علی مرتضیٰ ﷺ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہم نے اس عورت کو فلاں جگہ اور فلاں مقام میں پایا ہے۔ میں نے اس عورت سے پانی کے چشمے کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت کی دوری میں چشمہ ہے۔ اس کے بعد ماسبق حدیث کی مانند بیان کیا۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوقتادہ ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے اور آپ رات میں سفر فرما رہے تھے۔ آخری شب میں سوئے تو اس وقت بیدا ہوئے جب دھوپ پشت پر پڑ رہی تھی۔ اس وقت حضور ﷺ نے آفتابہ طلب فرمایا جو میرے ساتھ تھا۔ اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ حضور ﷺ نے اس سے وضو فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا۔ اس بقیہ پانی کو اپنے آفتابہ میں محفوظ رکھنا کیونکہ اس سے ایک معجزہ ظاہر ہوگا پھر حضور ﷺ روانہ ہوئے یہاں تک کہ دن چڑھ گیا تو لوگ کہنے لگے کہ ہم پیاس سے ہلاک ہونے لگے۔

حضور ﷺ نے فرمایا تم ہرگز ہلاک نہ ہو گے پھر فرمایا تم سب میرے پیالے کے گرد آ جاؤ اور حضور ﷺ نے آفتابہ کو طلب فرمایا اور نبی کریم ﷺ نے آفتابہ کا بقیہ پانی پیالے میں ڈالا اور ابوقتادہ ﷺ ان سب کو پلانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خوب سیر ہو کر پیو یہاں تک کہ کوئی پانی سے محروم نہ رہا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوقتادہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں آپ اپنی کسی حاجت سے لشکر سے پیچھے رہ گئے اور میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ آفتابہ کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ جب حضور ﷺ نے قضائے حاجت کی تو میں نے آفتابہ سے وضو کے لئے پانی ڈالا۔ وضو کرنے کے بعد مجھ سے فرمایا۔ اس پانی کو حفاظت سے

رکھنا ممکن ہے اس بقیہ پانی سے معجزہ ظاہر ہو اور لشکر روانہ ہوگیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر لوگ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اطاعت کریں گے تو وہ اپنی جانوں کے ساتھ مہربانی و نرمی کریں گے۔ اور اگر ان دونوں کی نافرمانی کی تو وہ اپنی جانوں پر سختی و شدت کریں گے۔

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ دونوں نے لشکر کو مشورہ دیا کہ کسی چشمے پر پہنچنے سے پہلے قیام نہ کرنا چاہئے مگر لشکریوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ٹھہرنا چاہئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو وہ ٹھہر چکے تھے اور ہم ان سے دوپہر کے وقت آ کے ملے اور وہ لوگ پیاس سے بے تاب تھے۔

حضور ﷺ نے مجھے آفتابہ کے ساتھ بلایا اور میں نے آفتابہ آپ کو پیش کیا۔ حضور ﷺ نے آفتابہ کو بغل میں دبا کر صحابہ کو پانی پلایا اور ان سب نے پیا۔ یہاں تک کہ وہ سب سیراب ہو گئے اور وضو کر کے اپنے تمام برتنوں میں پانی بھرلیا۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی پانی بھرنے والا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے آفتابہ میرے حوالے کر دیا اور اس میں پانی اتنا ہی تھا جتنا کہ پہلے موجود تھا اور یہ لشکر بہتر افراد کا تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا آفتابہ سے عنقریب معجزہ کا ظہور ہوگا

ابن عدی' ابویعلی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی جانب ایک لشکر مرتب فرمایا۔ ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تیزی کے ساتھ سفر کرو کیونکہ تمہارے اور مشرکوں کے مابین چشمہ ہے۔ اگر مشرکوں نے اس چشمہ پر سبقت کی تو یہ صورت لوگوں پر شاق ہوگی اور تم اور تمہارے جانور شدید پیاس سے دوچار ہو جائیں گے اور رسول اللہ ﷺ آٹھ صحابہ کے ساتھ پیچھے رہ گئے اور میں ان میں نواں تھا۔ حضور ﷺ نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کیا تمہارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ تھوڑی رات آرام کر کے ہم لوگوں سے مل جائیں۔ صحابہ نے عرض کیا درست ہے تو وہ سب سو گئے اور کسی نے ان کو بیدار نہ کیا۔ مگر آفتاب کی گرمی نے انہیں جگایا۔

اس وقت حضور ﷺ نے ان سے فرمایا آگے بڑھ کر اپنی قضائے حاجت کرلو تو انہوں نے ایسا کیا پھر جب وہ واپس آئے تو حضور ﷺ نے پوچھا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا میرے پاس آفتابہ ہے۔ فرمایا اسے لے آؤ۔ حضور ﷺ نے آفتابہ لے کر اپنے دست مبارک سے مسح فرمایا اور اس میں دعائے برکت پڑھی اور صحابہ سے فرمایا آؤ وضو کرلو تو وہ سب آئے اور حضور ﷺ نے اس آفتابہ والے سے فرمایا آفتابہ میں بچے ہوئے پانی کی حفاظت کرنا

کیونکہ اس سے عنقریب معجزہ ظاہر ہوگا۔

پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر لشکر کی جانب چل دیئے اور اپنے صحابہ سے فرمایا تمہارا لشکر کے بارے میں کیا خیال ہے کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟

صحابہ نے عرض کیا اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ ہی زیادہ عالم ہے۔ فرمایا ان میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور لوگ ثابت قدم رہیں گے اور مشرکوں نے اس چشمہ پر بڑھ کر قبضہ کرلیا ہے اور لشکر کو شدت کا سامنا ہے اور انہیں اور ان کے اونٹوں اور گھوڑوں کو شدید پیاس نے بے تاب کر رکھا ہے۔

جب حضور ﷺ ان کے پاس پہنچے تو آفتابہ والے شخص سے فرمایا۔ اپنا آفتابہ میرے پاس لاؤ تو وہ لائے اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ پھر حضور ﷺ نے لشکر سے فرمایا آؤ اور تم سب پانی پی لو اور حضور ﷺ ان کے لئے پانی ڈالنے لگے۔ یہاں تک کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے اور ان کے اونٹوں اور گھوڑوں نے پانی پیا اور تمام برتن، مشکیزے اور چھاگلیں ان سب نے بھرلیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ مشرکوں کی طرف بڑھے اور اللہ عزوجل نے ہوا بھیجی اور ہوا نے مشرکوں کے مونہوں پر طمانچے مارے اور اللہ عزوجل نے اپنی نصرت نازل فرمائی اور مسلمانوں کو ان کی پشت پھیرنے کی طاقت عطا فرمائی اور مسلمانوں نے ان کے ساتھ خوب جنگ کی اور بڑے بڑوں کو قتل کر کے بہت سے مشرکوں کو قید کرلیا اور مسلمانوں نے وافر غنیمت حاصل کی اور رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمان صحیح و سالم واپس آئے۔

بغوی اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی و ماوردی رحمہم اللہ نے حبان بن لج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میری قوم مسلمان ہوگئی تو مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر ترتیب دے کر ان کی طرف روانہ فرمایا ہے۔ اس وقت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میری قوم اسلام پر ہے فرمایا کیا وہ مسلمان ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا ہاں۔

حبان رضی اللہ عنہ نے کہا میں حضور ﷺ کے ساتھ اس رات صبح تک رہا اور میں نے نماز فجر کے لئے اذان دی جب میں نے صبح کی تو حضور ﷺ نے مجھے برتن دیا اور میں نے اس سے وضو کیا۔ نبی کریم ﷺ برتن میں اپنی انگلیاں رکھے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں سے چشمہ جاری تھا۔ آپ نے فرمایا تم میں سے جو وضو کرنا چاہئے آ کے وضو کرلے۔

نمکین پانی آب شریں بن گیا

ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے ہمام بن نفیل سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم نے ایک کنواں کھودا ہے مگر اس کا پانی کھاری ہے تو حضور ﷺ نے مجھے ایک مشکیزہ عنایت فرمایا جس میں پانی تھا اور فرمایا اس پانی کو اس میں ڈال دینا تو میں نے اس کا پانی کنوئیں میں ڈال دیا تو اس کا پانی یمن کے تمام پانیوں سے زیادہ شیریں ہو گیا۔

حضور ﷺ کے وہ معجزات جو افزوانئ طعام میں ظہور میں آئے

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا تو آپ اپنے صحابہ میں تشریف فرما گفتگو کر رہے تھے اور آپ کے شکم اقدس پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ میں نے آپ کے کسی صحابی سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے اپنے شکم اقدس پر پٹی کیوں باندھ رکھی ہے؟

صحابہ نے بتایا بھوک سے۔

پھر میں نے ابوطلحہ ﷛ کے پاس پہنچا اور میں نے ان سے یہ بات کہی۔ وہ میری والدہ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کیا کچھ کھانے کی قسم سے ہے؟

انہوں نے کہا ہاں! میرے پاس روٹی کا ٹکڑا اور کچھ کھجوریں ہیں اگر رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں تنہا تشریف لائیں گے تو اتنا طعام ان کے لئے کفایت کرے گا اور اگر حضور ﷺ کے ساتھ اور بھی صحابہ آئے تو ان کے لئے کفایت نہ کرے گا۔ ابوطلحہ ﷛ نے مجھ سے کہا اے انس ﷛! تم جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کے قریب کھڑے رہو۔ جب حضور ﷺ اٹھیں اور لوگ ان سے علیحدہ ہو کر چلے جائیں تو تم حضور ﷺ کے پیچھے جانا۔ جب حضور ﷺ اپنے کاشانہ اقدس کے دروازے کے پردے پر کھڑے ہوں تو عرض کرنا کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تو میں نے ایسا ہی کیا اور جب میں نے عرض کیا کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تو حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا

اے صحابیو! آؤ اس کے بعد میرا ہاتھ تھاما اور اسے دبایا پھر اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف لے چلے یہاں تک کہ جب ہم اپنے گھر کے قریب پہنچے تو حضور ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور میں آنے والوں کی کثرت سے غمگین گھر میں داخل ہوا اور میں نے عرض کیا اے بابا جان! میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح عرض کیا تھا جس طرح آپ نے مجھے تاکید فرمائی تھی مگر حضور ﷺ نے

اپنے صحابہ کو بلا لیا اور آپ ان سب کے ساتھ تشریف لے آئے یہ سن کر ابوطلحہ ﷺ باہر آئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے اس کو صرف آپ کو بلانے کے لئے بھیجا تھا چونکہ میرے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ جس سے یہ سب شکم سیر ہو سکیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا چلو جو کچھ تمہارے پاس ہے اللہ ﷻ اسی میں برکت دے گا اور حضور ﷺ اندر تشریف لائے اور فرمایا تمہارے پاس جو کچھ ہے اسے جمع کر کے لاؤ تو ہم جتنی روٹی اور کھجوریں ہمارے پاس تھیں لائے اور انکو دستر خوان پر رکھ دیا۔ پھر حضور نے ان پر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا میرے قریب آٹھ آدمی آئیں تو میں نے حضور کے پاس آٹھ آدمی بھیجے اور حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس کھانے پر رکھ دیا اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تو ان سب نے اپنے آگے سے کھایا یہاں تک کہ وہ سب شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد حضور نے مجھے حکم دیا کہ مزید آٹھ آدمی میرے پاس لاؤ تو یہ سلسلہ برابر جاری رہا یہاں تک کہ اسی ۸۰ آدمی حضور کے پاس پہنچے اور ان سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اس کے بعد مجھے اور میری والدہ اور طلحہ رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا کھاؤ تو ہم سب نے کھایا یہاں تک کہ ہم شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد اپنا دست مبارک اٹھا کر فرمایا۔

اے ام سلیم رضی اللہ عنہا! یہ تمہارا کھانا اتنا ہی ہے جتنا تم میرے پاس لائی تھیں اس پر میری والدہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اگر میں نے ان کو کھاتا ہوا نہ دیکھا ہوتا تو میں کہتی کہ ہمارے کھانے میں انہوں نے کچھ نہیں کھایا ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی کہ ابوطلحہ ﷺ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کی نحیف آواز سنی ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ نقاہت بھوک کی وجہ سے ہے تو کیا تمہارے پاس کھانے کی قسم سے کچھ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہے اور انہوں نے چند جو کی روٹیاں نکالیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کیا تمہیں ابو طلحہ ﷺ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں ! پھر حضور ﷺ نے اپنے تمام حاضرین سے فرمایا اٹھو میں ابوطلحہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے اس سے سارا حال بیان کیا ابوطلحہ ﷺ نے کہا اے ام سلیم رضی اللہ عنہا! رسول اللہ ﷺ تمام حاضرین کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں حالانکہ ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ہم سب کو کھلا سکیں۔ انہوں نے کہا اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ عالم ہیں۔ غرض کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اے ام سلیم ﷺ! جو کچھ تمہارے پاس ہے میرے پاس لے آؤ تو وہ جو کی چند روٹیاں لائیں اور حضور نے ان کو توڑنے کا حکم دیا اور انہوں نے توڑ کر پیپیا سے گھی ڈال کر ملیدہ بنایا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس پر جو خدا نے چاہا دعائے برکت پڑھی۔

پھر فرمایا میرے پاس دس آدمی آئیں تو وہ آئے اور انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ جب وہ چلے گئے تو فرمایا مزید دس آدمی آئیں تو انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا پھر فرمایا دس آدمی آئیں اس طرح تمام حاضرین نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ حضرات ستر۷۰ یا اسی۸۰ تھے اور اس روایت کو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد سندوں سے روایت کیا ہے اور بعض روایات میں یہ ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور اہل خانہ نے کھانا کھایا اور اتنا کھانا بڑھا کہ انہیں پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا گیا اور بعض روایتوں میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ فِيْهِ الْبَرَكَةَ"۔

ایک طباق حیس [1] سے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا ولیمہ

ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو مجھ سے میری والدہ نے کہا اے انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ نے عروسی کی حالت میں صبح کی ہے اور میرا خیال ہے کہ حضور ﷺ کے ہاں صبح کا ناشتہ نہیں ہوگا۔ لہٰذا تم گھی کی پپیہ اور کھجوریں اٹھا لاؤ تا کہ میں ملا کر حیس تیار کر لوں پھر کہا اس حیس کو رسول اللہ ﷺ اور آپ کی زوجہ مطہرہ کے پاس لے جاؤ تو میں اسے پتھر کے ایک طباق میں لایا۔

حضور ﷺ نے فرمایا اسے حجرے کے ایک کونے میں رکھ دو اور تم جا کر حضرت ابو بکر و عمر اور عثمان و علی اور دیگر صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ۔ پھر مسجد میں جتنے موجود ہوں انہیں بلاؤ اور راستے میں جو ملتا جائے انہیں بلاتے لاؤ اور میں کھانے کی کمی اور جن لوگوں کو حضور ﷺ نے بلایا ان کی کثرت پر تعجب کر رہا تھا یہاں تک کہ گھر اور حجرہ آدمیوں سے بھر گیا۔

پھر فرمایا اے انس رضی اللہ عنہ اسے اٹھا لاؤ تو میں اس طباق کو لایا اور حضور ﷺ نے اس میں تین انگلیاں داخل کیں. اور وہ حیس بڑھتا اور اونچا ہوتا جاتا تھا اور لوگ کھا کھا کر نکل کر جاتے رہے یہاں تک کہ وہ سب کے سب فارغ ہو گئے اور طباق میں وہ حیس جوں کا توں باقی رہا۔ فرمایا اسے ام زینب رضی اللہ عنہا کے آگے رکھ دو۔ ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہارے خیال میں وہ کتنے لوگ تھے جنہوں نے اسے کھایا۔ فرمایا وہ بہتر۷۲ نفوس تھے۔

چند ٹکڑوں کے ثرید سے بیس افراد شکم سیر ہو گئے

طبرانی و ابو نعیم و ابن عساکر رحمہم اللہ نے بطریق عبدالرحمٰن بن ابی قیمہ رضی اللہ عنہ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اصحاب صفہ بیس تھے۔ انہوں نے مجھے نبی کریم ﷺ کے

[1] حیس اس کھانے کو کہتے ہیں جو کھجور اور گھی سے تیار ہوا ہو۔ (ادارہ)

پاس بھیجا اور انہوں نے بھوک کی شکایت کی تو حضور ﷺ اپنے کاشانۂ اقدس میں تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کچھ کھانے کی قسم ہے۔

انہوں نے کہا ہاں! ایک ٹکڑا یا چند ٹکڑے روٹی کے ہیں اور تھوڑا سا دودھ ہے اور وہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے میں کیا پھر ان پر دودھ کو ڈالا اور دست اقدس سے خوب ملا یہاں تک کہ وہ ثرید کی مانند بن گیا۔

پھر فرمایا اے واثلہ رضی اللہ عنہ میرے پاس اپنے ساتھ کے دس آدمی لے کر آؤ۔ اس کے بعد پھر دس کو لانا تو میں نے ایسا ہی کیا اور رسول ﷺ نے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر اپنے آگے سے کھاؤ اور اس کے سر کو یعنی درمیان کو خالی رکھو۔ کیونکہ برکت اس کے اوپر سے آتی ہے اور وہ بڑھتا جاتا ہے۔ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ کھاتے جاتے ہیں اور انکی انگلیاں جو جگہ خالی کرتی ہیں وہ بھرتی جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ سب شکم سیر ہو گئے اور برتن میں کھانا موجود تھا جو کچھ میں نے دیکھا اس پر میں تعجب کرتا ہوا اٹھا۔

طبرانی وابونعیم رحمہما اللہ نے بطریق سلیمان ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں اصحاب صفہ میں سے تھا۔ میرے ساتھیوں نے بھوک کی شکایت کی اور انہوں نے کہا اے واثلہ رضی اللہ عنہ! تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو اور ہمارے لئے کھانے کی درخواست کرو چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے اپنے ساتھیوں کی بھوک کے بارے میں عرض کیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تمہارے پاس کھانے کی قسم سے کچھ موجود ہے؟ انہوں نے عرض کیا میرے پاس روٹی کے چند ٹکڑوں کے سوا کچھ نہیں ہے فرمایا وہی لے آؤ اور آپ نے ایک طباق طلب فرمایا اور ٹکڑوں کو ان طباق میں ڈال کر اپنے دست مبارک سے ثرید بنانے لگے اور وہ بڑھتا جاتا تھا یہاں تک کہ طباق بھر گیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ اپنے دس ساتھیوں کو لے آؤ اور ان سے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر پیالہ کے گوشے سے کھانا شروع کر دو اس کے اوپر سے نہ کھانا کیونکہ برکت کھانے کے اوپر سے آتی ہے تو ان سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ اٹھ کر چلے گئے۔ طباق میں پہلے یہ جتنا تھا اس کے بعد اسے اپنے دست اقدس سے درست فرمایا اور وہ بڑھا یہاں تک کہ طباق بھر گیا۔ فرمایا اپنے ساتھ دس افراد کو لے آؤ اور انہوں نے بھی شکم سیر ہو کر کھایا پھر حضور ﷺ نے فرمایا کیا کوئی کھانے

سے رہ گیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں دس آدمی ہیں فرمایا انہیں بھی لے آؤ تو ان سب نے بھی خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ اٹھ کر چلے گئے اور طباق میں اتنا ہی کھانا موجود تھا۔ فرمایا اس طباق کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے جاؤ۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر بطریق یزید بن ابی مالک رحمۃ اللہ علیہ' واثلہ بن اسقع ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم اصحاب صفہ نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے آ کر یہ عرض کیا آپ نے دریافت کرایا کچھ کھانے کو ہے؟ باندی نے عرض کیا ہاں گھی سے چپڑی ہوئی روٹی کا سوکھا ٹکڑا ہے آپ نے اسے منگایا اور اپنے دست اقدس سے اس کے ٹکڑے کئے اور فرمایا جاؤ دس آدمیوں کو بلاؤ تو میں ان کو بلا کر لایا اور ہم نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور کھانے کی یہ حالت تھی کہ گویا ہم نے صرف انگلیوں کے نشان ہی ڈالے تھے پھر فرمایا میرے پاس دس آدمیوں کو اور بلا لاؤ۔ راوی نے کہا اس طرح میں دس دس آدمیوں کو بلا کر لاتا رہا اور کہا کہ اس کے بعد اتنا ہی کھانا باقی رہا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ایک دن رسول ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا کچھ کھانے کو ہے مجھے بھوک ہے میں نے عرض کیا صرف دو مد آٹا ہے اور کچھ نہیں ہے۔ فرمایا اسی کو پکاؤ تو میں نے اسے ہانڈی میں ڈال کر پکانا شروع کیا۔ جب پک گیا تو میں نے عرض کیا پھر حضور ﷺ نے گھی کا برتن طلب فرمایا اس میں تھوڑا سا گھی تھا۔

حضور ﷺ نے اس کے دونوں کنارے پکڑ کر ہانڈی میں نچوڑا اور اپنا دست اقدس اس پر رکھ دیا پھر فرمایا اللہ ﷻ کا نام لے کر اپنی سب بہنوں کو بلا لاؤ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جس طرح مجھے بھوک معلوم ہو رہی ہے وہ بھی بھوکی ہیں تو میں ان سب کو بلا لائی اور ہم سب نے کھایا یہاں تک کہ ہم سب شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ﷺ آئے انہیں بلایا۔ پھر حضرت عمر فاروق ﷺ آئے انہیں بھی بلا لیا۔ پھر ایک اور شخص آیا ان سب نے اسے کھایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گئے اور کھانا ان سے بچ رہا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''الزہد'' میں اور بزار و بیہقی رحمہما اللہ نے ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے ایک اعرابی کی مہمان نوازی فرمائی اور اس کے لئے کچھ کھانا طلب فرمایا مگر خشک ٹکڑے کے سوا حجرے میں کچھ نہ ملا۔ آپ نے اسی کو لے کر ٹکڑے ٹکڑے فرمایا اور ان پر اپنا دست مبارک رکھا اور دعا کی اور فرمایا کھاؤ تو وہ اعرابی کھانے لگا یہاں تک کہ وہ شکم

سیر ہو گیا اور وہ کھانا بچ گیا۔ وہ اعرابی آپ کی طرف دیکھتا جاتا تھا وہ کہنے لگا یقیناً آپ مرد صالح ہیں۔

طعام کی ایک رقابی سے صبح سے دوپہر تک تمام کھانے والے شکم سیر ہو گئے

دارمی وابن ابی شیبہ وترمذی وحاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے اور ان سے صحیح بتا کر اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے سمرہ بن جندب ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک رقابی لائی گئی جس میں کھانا تھا۔لوگ صبح سے دوپہر تک مسلسل آتے جاتے رہے۔ ایک قوم اٹھتی تو دوسری قوم بیٹھ جاتی۔ ایک مرد نے سمرہ ﷺ سے پوچھا کیا کھانا بڑھتا تھا انہوں نے کہا وہ وہاں سے بڑھتا تھا اور آسمان کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ اسے خدا بڑھاتا تھا۔

بیہقی وطبرانی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے ابوایوب ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے لئے کھانا تیار کرایا اور وہ کھانا اتنا ہی تھا کہ وہ ان دونوں ہی کے لئے کفایت کرتا اور میں اسے لیکر حاضر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جاؤ اور سرداران انصار میں سے تیس افراد کو میرے پاس بلا کے لاؤ۔ یہ بات مجھ پر شاق گزری اور میں نے اپنے دل میں کہا میرے پاس تو اب کچھ نہیں ہے کہ اسے زیادہ کر سکوں اور میں گویا انجان سا بن گیا۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا جاؤ میرے پاس اشراف انصار میں سے تیس افراد کو بلا کے لاؤ لہٰذا میں ان کو بلا کر لایا حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کھاؤ تو ان سب نے کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے۔ پھر انہوں نے شہادت دی کہ یقیناً آپ اللہ ﷻ کے رسول ہیں اور جانے سے پہلے ان سب نے آپ کی بیعت کی پھر فرمایا میرے پاس ساٹھ انصاریوں کو لے کر آؤ یہاں تک کہ اس کھانے کو ایک سو اسی[۱۸۰] انصاریوں نے کھایا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سو تیس مسلمان تھے۔ آپ نے فرمایا تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے؟ ہم نے دیکھا کہ ایک شخص کے پاس ایک صاع یا اس کی برابر غلہ تھا اور اسے گوندھا گیا پھر ایک شخص بکری کھینچتا لایا۔ آپ نے اس سے وہ بکری خرید لی اور اسے ذبح کرنے کا حکم دیا اور اس کا سالن بنایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی کلیجی کے لئے فرمایا کہ اسے بھونا جائے۔

حضرت عبدالرحمٰن ﷺ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم ایک سو تیس آدمیوں میں کوئی ایسا نہ تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے اس کلیجی میں سے حصہ نہ دیا ہو۔ اگر وہ شخص حاضر تھا تو اسے عطا فرما دیا اور اگر غائب تھا تو اس کا حصہ اٹھا کے رکھ دیا گیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ پھر اس بکری کے سالن کو رقابیوں

میں رکھا گیا اور ہم سب نے اسے کھایا اور خوب سیر ہو گئے اور وہ سالن دو قابوں میں بچا رہا۔ اسے ہم نے اونٹ پر لاد لیا۔

ایک پیالہ دودھ سے تمام اصحاب صفہ شکم سیر ہو گئے

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں بھوک میں روئے زمین پر اپنے جگر پر اعتماد کرتا تھا چونکہ میں بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں سر راہ بیٹھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے۔ میں نے ان سے قرآن کریم کی ایک آیت کی بابت پوچھا میں نے ان سے جو پوچھا محض اس لئے کہ وہ مجھ کو اپنے ساتھ لے جائیں مگر وہ گزر گئے۔ اس کے بعد میرے پاس سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گزرے میں نے ان سے بھی قرآن کریم کی ایک آیت کی بابت پوچھا اور میرا ان سے پوچھنا بھی اسی غرض سے تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں مگر وہ بھی چلے گئے اور ایسا نہ کیا اس کے بعد حضور اکرم ابو القاسم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے آپ نے مجھے دیکھا اور میری دلی کیفیت جان کر جو میرے چہرہ سے ہویدا تھی اسے پہچان کر تبسم فرمایا۔

اس کے بعد فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا ''لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم'' فرمایا میرے ساتھ چلو اور آپ تشریف لے چلے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا پھر آپ کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے میں نے داخلہ کی اجازت مانگی آپ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی اور میں داخل ہو گیا۔ میں نے وہاں ایک پیالہ دودھ کا پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟

گھر والوں میں سے کسی نے عرض کیا فلاں مرد نے یا فلاں عورت نے آپ کے لئے ہدیہ بھیجا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا ''لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم'' آپ نے فرمایا تم اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے نہ تو ان کا گھر بار تھا اور نہ مال و دولت۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی صدقہ آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس صدقہ کو ان کی طرف بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے اور جب کوئی آپ کے پاس ہدیہ بھیجتا تو آپ اسے قبول فرماتے اور اس ہدیہ میں اہل صفہ کو بھی شریک فرما لیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بات میرے دل میں گراں گزری اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اہل صفہ کے لئے اتنا دودھ کیا کام کرے گا اور میں خواہش رکھتا تھا کہ یہ تمام مجھے

ہی مل جاتا تا کہ میں اسے پی کر توانائی حاصل کرتا۔ میں چونکہ حضور ﷺ کا قاصد ہوں جب وہ لوگ آئیں گے تو آپ مجھے یہ حکم دیں گے کہ یہ پیالہ انہیں دے دوں اور شاید ہی اس دودھ کا کوئی حصہ مجھے مل سکے۔ لیکن اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا تو لازماً میں اہل صفہ کے پاس گیا اور ان کو بلا لایا اور وہ سب کے سب آئے اور اپنی اپنی جگہ وہ سب گھر میں بیٹھ گئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ فرمایا یہ پیالہ اٹھاؤ اور انہیں دو تو میں نے پیالہ اٹھا کر ایک شخص کو دے دیا اس نے پیا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے پیالہ مجھے واپس کر دیا۔ اس طرح یکے بعد دیگرے پیتے ہوئے وہ پیالہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچا اور تمام اصحاب صفہ خوب سیر ہو چکے تھے اور حضور ﷺ نے پیالے کو لیکر اپنے دست اقدس پر رکھا اور میری طرف نظر کر کے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے کہا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اب ہم اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے سچ فرمایا۔ فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو تو میں نے پیا پھر فرمایا اور پیو تو میں نے پیا اور برابر یہی فرماتے رہے کہ اور پیو اور میں پیتا رہا یہاں تک کہ میں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اب دودھ کے گزرنے کی بھی راہ باقی نہیں رہی ہے اور میں نے وہ پیالہ حضور ﷺ کو پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے اللہ ﷻ کی حمد کی اور اس کا نام لے کر بچا ہوا دودھ پی لیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا ایک رات ہم نے بغیر کھائے گزاری۔ جب صبح ہوئی تو میں تلاش میں نکلا اور مجھے اتنی روزی مل گئی کہ ایک درہم سے گوشت اور آٹا خریدا اور میں اسے لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور انہوں نے روٹی بنا کر پکائی۔ جب وہ پکا کر فارغ ہوئی تو کہا کہ کاش آپ میرے والد ماجد کے پاس جاتے اور آپ کو میرے پاس لے آتے تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ آرام فرما رہے تھے اور "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْجُوْعِ" فرما رہے تھے۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے پاس طعام ہے۔ آپ تشریف لے چلیے۔ آپ اس حال میں تشریف لائے کہ ہانڈی جوش مار رہی تھی۔ آپ نے فرمایا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے ایک پیالے میں نکال لو تو انہوں نے نکال لیا یہاں تک کہ آپ نے نو ازواج مطہرات کے لئے نکلوایا۔ پھر فرمایا اپنے والد اور شوہر کے لئے نکال لو تو انہوں نے نکالا۔ پھر فرمایا تم

اپنے لئے نکالو اور کھاؤ تو انہوں نے نکالا۔ پھر جب ہانڈی کو اٹھایا تو وہ ایسی ہی لبریز تھی اور ہم نے اس میں سے جتنا اللہ ﷻ نے چاہا کھلیا۔

ابن سعد و ابن ابی شیبہ و طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے ابو ہریرہ ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ ایک رات باہر تشریف لائے اور فرمایا میرے پاس اہل صفہ کو بلاؤ۔ تو میں ان کو بلا کر لایا۔ حضور ﷺ نے ہمارے سامنے ایک طباق رکھا جس میں جو کا بنا ہوا کھانا تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ ایک مد کے برابر ہوگا۔ حضور ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور ہم نے اس میں سے جتنا چاہا کھایا درآں حالیکہ ہم ستر ۷۰ سے اسی ۸۰ کے درمیان نفوس تھے۔ اس کے بعد ہم نے اپنے ہاتھ کھینچے تو وہ اتنا ہی تھا جتنا کہ رکھا گیا تھا بجز اس کے کہ اس میں انگلیوں کے نشان تھے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں بسند حسن حضرت جابر بن عبد اللہ ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میری والدہ نے کھانا تیار کیا اور مجھ سے کہا رسول اللہ ﷺ کو جا کر بلا لاؤ تو میں آیا اور میں نے حضور ﷺ سے سرگوشی میں عرض کیا۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا اٹھو اور حضور ﷺ کے ساتھ پچاس آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اور حضور ﷺ نے فرمایا دس دس کی جماعت بن کر آؤ تو ان سب نے سیر ہو کر کھایا اور کھانا جتنا تھا اتنا ہی بچ رہا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے صہیب بن رومی ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا اور میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ اپنے صحابہ کی جماعت میں تشریف فرما تھے میں آپ کی حیا کی وجہ سے کھڑا ہو گیا۔ جب آپ نے میری طرف دیکھا تو میں نے آپ کی طرف اشارہ کیا آپ نے فرمایا اور یہ لوگ؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ خاموش رہے اور میں اپنی جگہ کھڑا رہا جب آپ نے میری طرف نظر فرمائی تو میں نے آپ کی طرف اشارہ کیا آپ نے فرمایا اور یہ لوگ؟ اس طرح دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا۔ بالآخر میں نے عرض کیا ہاں یہ بھی لیکن میں نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے جو صرف آپ ہی کے لئے ہے غرضیکہ ان سب نے کھایا اور وہ کھانا ان سے بچ رہا۔

امام احمد، ابن سعد اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے بطریق ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن طہفہ ﷜ کے ایک فرزند سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ جب مہمان جمع ہو جاتے تو آپ فرماتے کہ ہر شخص ایک مہمان کو ساتھ لے کر جائے یہاں تک کہ ایک رات مسجد میں کثرت کے ساتھ مہمان مجتمع ہوئے۔ آپ نے فرمایا ہر شخص اپنے برابر

بیٹھے ہوئے شخص کو ساتھ لے کر جائے اور میں ان میں سے تھا جسے نبی کریم ﷺ کے ساتھ جانا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا:

اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا کچھ کھانے کو ہے انہوں نے کہا ہاں ہریسہ ہے جسے میں نے آپ کے افطار کے لئے بنایا تھا اور وہ قاب میں اسے لائیں تو نبی کریم ﷺ نے اس میں سے کچھ نوش فرمایا پھر ہماری طرف اسے بڑھا دیا اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تو ہم نے اس میں سے کھایا یہاں تک کہ ہماری آنکھیں اس سے بھر گئیں پھر دریافت فرمایا کیا کچھ پینے کو ہے؟ انہوں نے کہا ہاں دودھ ہے جسے میں نے آپ کی افطاری کے لئے رکھا ہے اور وہ اسے لائیں تو اس میں سے کچھ حضور نے نوش فرمایا۔ پھر فرمایا بسم اللہ پڑھ کر پیو تو ہم نے پیا۔ یہاں تک کہ ہم اس کی طرف دیکھ نہ سکتے تھے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ ابو سلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے یعیش بن طہفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میرے والد اہل صفہ میں سے تھے تو حضور ﷺ نے صحابہ کو حکم فرمایا ہر آدمی ایک کو یا ایک کو دو آدمی لے جائیں اور میں ان میں سے تھا جن کو رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ لے گئے۔ آپ نے دریافت فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا ہمیں کھانا کھلاؤ گی؟ تو وہ حشیشہ[1] لائیں اور ہم نے کھایا پھر قطاۃ پرندہ کی مانند حیسہ لائیں اور ہم نے کھایا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمیں کچھ پلاؤ تو وہ دودھ کا چھوٹا سا پیالہ لائیں اور ہم نے پیا۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ چند دنوں تک ٹھہرے رہے اور آپ نے کھانا نہ کھایا۔ یہاں تک کہ آپ پر بھوکا رہنا دشوار ہو گیا۔ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا اے بیٹی! کیا تمہارے پاس کچھ ہے انہوں نے کہا کچھ نہیں ہے جب آپ ان کے پاس سے تشریف لے آئے تو ایک ہمسایہ عورت نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو روٹی اور گوشت کا پارچہ بھیجا تو انہوں نے اسے طباق میں رکھا اور اس کے اوپر کپڑا ڈھک کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور حضور ﷺ نے ان کے پاس پلٹ کر آئے۔ انہوں نے عرض کیا اللہ عزوجل نے کچھ بھیج دیا ہے میں نے اسے آپ کے لئے اٹھا رکھا ہے فرمایا لاؤ تو وہ اسے لائیں اور طباق سے کپڑا اہٹا دیا تو دیکھا کہ وہ تو روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا ہے جب انہوں نے یہ دیکھا تو وہ خوش ہو گئیں اور جان لیا کہ یہ اللہ عزوجل کی طرف سے برکت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے بیٹی! یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا' عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ اللہ عزوجل کی طرف

1۔ حشیشہ وہ کھانا جو گندم یا کھجور سے مل کر تیار ہوتا ہے۔ (ادارہ)

سے ہے اور اللہ ﷻ ہی جہاں سے چاہتا ہے بے حساب رزق مرحمت فرماتا ہے۔

یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ کی حمد ہے جس نے تمہیں ایسا بنایا۔ اے بیٹی تم ہی اسرائیل کی عورتوں کی سردار کی مانند ہو کیونکہ اللہ ﷻ جب انہیں کوئی رزق دیتا تھا اور لوگ ان سے پوچھتے تھے تو وہ جواب دیا کرتی تھیں کہ یہ اللہ ﷻ کی طرف سے ہے۔ اللہ ﷻ ہی جہاں سے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے کسی کو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلانے بھیجا۔ پھر آپ ﷺ نے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے' سید فاطمہ رضی اللہ عنہا اور امام حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات اور تمام اہل بیت نے مل کر کھایا اور سب خوب سیر ہو گئے اور رقاب میں جتنا پہلے تھا اتنا ہی بچ رہا اور جتنا کچھ بچا اسے ہمسایوں میں تقسیم کر دیا اور اللہ ﷻ نے اس میں کثیر خیر و برکت دی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ام عامر اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں مغرب کی نماز پڑھتے دیکھا تو میں گھر آئی اور میں گوشت اور روٹی لے کر حاضر ہوئی اور میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا' رات کا کھانا نوش فرمائیں۔ آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تو آپ نے اور آپ کے ساتھ ان تمام صحابہ نے جو آپ کے ساتھ آئے تھے اور گھر کے تمام لوگ جو موجود تھے سب نے اسے کھایا۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے دیکھا کہ بعض ہڈیوں سے تو گوشت چھڑایا نہیں گیا تھا اور روٹیاں بھی ویسی ہی تھیں اور کھانے والے تقریباً چالیس آدمی تھے پھر آپ نے میرے پاس کے بڑے مشکیزے سے پانی پیا اس کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے اور میں نے اس مشکیزے کو لے کر منہ بند کر کے رکھ دیا اور ہم اس سے بیمار کو پانی پلاتے تھے اور برکت کی توقع میں موت کے وقت اس سے پانی پلاتے تھے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے مسعود بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بکری (بھنی ہوئی) بھیجی اس کے بعد میں کسی ضرورت سے چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بکری کا کچھ حصہ ہمارے پاس واپس کر دیا جب میں لوٹ کر آیا تو میں نے گوشت دیکھا۔ میں نے پوچھا اے ام خناس رضی اللہ عنہا! یہ گوشت کیسا ہے۔

انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اس بکری میں سے جسے ہم نے بھیجا تھا کچھ حصہ واپس کر دیا ہے۔ میں نے کہا کیا وجہ ہے کہ تم نے گھر والوں کو اسے نہ کھلایا۔ اس نے کہا یہ رسول اللہ

ﷺ کا پس خوردہ ہے۔ میں نے اس میں سے سب کو کھلایا ہے۔ باوجود یہ کہ ان گھر والوں کے لئے دو یا تین بکریاں ذبح کی جاتیں تب بھی انہیں پورا نہ ہوتا۔

ایک پیالہ عصیدہ سے تمام اہل مسجد شکم سیر ہو گئے

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں بسند حسن حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رات مجھے بلایا اور فرمایا جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے دیدو تو انہوں نے مجھے ایک پیالہ دیا جس میں کھجور کا عصیدہ تھا اور میں اسے لیکر آیا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اہل مسجد کو بلا لو میں نے اپنے دل میں کہا مجھے افسوس ہے کہ میں تھوڑا کھانا دیکھ رہا ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ میں مصیبت میں مبتلا ہوں تو میں ان سب کو بلا کر لایا اور وہ سب مجتمع ہو کر بیٹھ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی انگلیاں اس میں رکھیں اور اس کے کناروں میں گھمایا اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تو سب نے کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے اور میں نے کھایا یہاں تک کہ میں بھی شکم سیر ہو گیا۔ جب میں نے اس پیالہ کو اٹھایا تو وہ اتنا ہی تھا جتنا میں نے اسے رکھا تھا۔ بجز اس کے کہ اس میں نبی کریم ﷺ کی انگلیوں کے نشان تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا میں ایک دن اپنے گھر سے مسجد کی طرف چلا اور میرا یہ جانا بھوک کی وجہ سے تھا۔ میں نے بہت سے لوگوں کو پایا انہوں نے کہا ہم بھی بھوک سے بیتاب ہو کر چلے ہیں اور ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ہم نے آپ سے اپنا حال عرض کیا۔ حضور ﷺ نے ایک طباق منگایا جس میں کھجوریں تھیں اور ہم میں سے ہر ایک کو دو دو کھجوریں دیں اور فرمایا انہیں کھا کر پانی پی لو۔ آج کے دن یہی دو کھجوریں کفایت کریں گی۔

شیخین رحمہما اللہ نے عبد الرحمٰن بن ابوبکر ﷺ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ تین مہمانوں کو لائے اور خود نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عشاء کے بعد ٹھہر گئے پھر اللہ عزوجل نے جتنی رات گزاری۔ اس کے بعد وہ آئے ان کی اہلیہ نے ان سے پوچھا کیا بات تھی جو اپنے مہمانوں سے رکے رہے۔

انہوں نے پوچھا کیا تم نے مہمانوں کو رات کا کھانا نہیں کھلایا؟

انہوں نے کہا مہمانوں نے تمہارے آنے تک کھانے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم! آئندہ کھانا نہ کھاؤں گا۔[1] راوی نے کہا خدا کی قسم ہم جب بھی لقمہ اٹھاتے تھے تو اس کے نیچے سے اس سے زیادہ کھانا بڑھ جاتا تھا اور جب ہم شکم سیر ہو گئے تو وہ کھانا پہلے سے زیادہ تھا اور

ا۔ ایسا جلال یعنی غصے کی حالت میں فرمایا۔ مجبوراً مہمانوں ۔۔ نے کھانا کھایا۔

حضرت ابوبکر ﷺ نے اسے دیکھا تو وہ اتنا ہی تھا جتنا پہلے تھا یا پہلے سے زیادہ۔ انہوں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا اے بنی فرس کی بہن! یہ کیا بات ہے؟

انہوں نے کہا اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے پھر اس میں سے حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے کھایا۔ اس کے بعد اس کھانے کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور حضور ﷺ کی خدمت میں انہوں نے صبح کی۔ چونکہ ہمارے اور قوم کے درمیان معاہدہ تھا۔ معاہدہ کی مدت گزر گئی تو ہم نے بارہ آدمیوں کو اپنا واقف ٹھہرایا اور ان میں ہر آدمی کے ساتھ اور بھی لوگ تھے۔ اللہ ﷻ زیادہ جانتا ہے کہ کل آدمی کتنے تھے بجز اس کے کہ اللہ ﷻ نے انہیں بھیجا تھا تو ان تمام لوگوں نے اس کھانے کو کھایا۔

ابن سعد و بیہقی او ابونعیم رحمہم اللہ نے بطریق ابوالعالیہ ﷺ حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ کھجوریں لایا اور عرض کیا میرے لئے ان میں برکت کی دعا کر دیجئے تو حضور ﷺ نے ان کو مٹھی میں لیا اور ان پر برکت کی دعا پڑھی۔ پھر فرمایا اسے تھیلی میں ڈال لو جب تم کھجوریں لینا چاہو تو اپنا ہاتھ تھیلی میں ڈال کر نکال لو اور اس تھیلی کو نہ گرانا نہ الٹ کر بکھیرنا تو میں نے ان کھجوروں میں سے کئی وسق تو فی سبیل خرچ کیے۔

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ یہ ہیں کہ میں نے راہ خدا میں کتنے ہی اونٹ کھجوریں ان میں سے دیں اور میں اس میں سے خود بھی برابر کھاتا رہا اور دوسروں کو بھی کھلاتا رہا اور وہ تھیلی میرے توشہ دان میں حضرت عثمان ذی النورین ﷺ کی شہادت کے دن تک رہی پھر توشہ دان گر پڑا اور وہ تھیلی جاتی رہی۔

کھجور کے اکیس دانوں سے تمام لشکر شکم سیر ہو گیا

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے بطریق ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ میں تھے۔ لشکریوں کو غذا کی قلت کا سامنا کرنا پڑا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہ ﷺ! تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے عرض کیا میری تھیلی میں کچھ کھجوریں ہیں۔ فرمایا لے آؤ تو میں تھیلی کو لے آیا۔ حضور نے فرمایا دستر خوان لے آؤ تو میں دستر خوان لے آیا اور اسے بچھا دیا۔ پھر آپ نے کھجوریں نکالیں تو وہ اکیس دانے تھے۔ اس کے بعد آپ نے بسم اللہ پڑھی اور ایک ایک کھجور کو دست اقدس میں لیا اور بسم اللہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ سب دانے دست اقدس میں آ گئے۔ پھر ان کو جمع کر کے فرمایا فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ اور ان سب نے کھایا حتی کہ وہ شکم سیر ہو گئے۔ پھر فرمایا فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلا لاؤ تو ان

سب نے کھایا اور شکم سیر ہو کر چلے گئے پھر فرمایا فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلا لاؤ تو ان سب نے کھایا اور شکم سیر ہو کر چلے گئے اور کھجوریں باقی رہیں۔ پھر مجھ سے فرمایا بیٹھ جاؤ اور آپ نے اور میں نے دونوں نے کھایا اور کھجوریں باقی رہیں۔ پھر حضور ﷺ نے ان کو تھیلی میں ڈال کر مجھ سے فرمایا۔

جب تم نکالنا چاہو تو اپنا ہاتھ ڈال کر نکالتے رہنا۔ مگر اسے الٹنا نہیں۔ تو میں جتنی چاہتا کھجوریں ہاتھ ڈال کر نکال لیتا اور میں نے اس میں سے پچاس وسق کھجوریں راہ خدا میں دی ہیں۔ وہ تھیلی حضرت عثمان ذوالنورین ﷛ کے زمانے میں میری سواری کے پیچھے لٹکی ہوئی تھی وہ جاتی رہی۔

بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے بطریق ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ' حضرت ابوہریرہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا زمانہ اسلام میں مجھے تین مصیبتیں ایسی پہنچی ہیں جن کی مانند مجھے کبھی نہیں پہنچی۔ ایک سید عالم ﷺ کی رحلت' دوم حضرت عثمان ذوالنورین ﷛ کی شہادت سوم میری تھیلی کا گم ہونا۔

لوگوں نے پوچھا وہ تھیلی کیسی تھی؟ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہ ﷛ کیا تمہارے پاس کھانے کے لئے کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا تھیلی میں کچھ کھجوریں ہیں فرمایا لے آؤ تو میں نے کھجوریں نکال کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیں۔

حضور ﷺ نے اس پر دست اقدس پھیرا اور اس پر دعا فرمائی پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو بلا لو تو میں نے دس آدمیوں کو بلایا اور انہوں نے کھایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد اسی طرح تمام لشکر نے انہیں کھایا اور توشہ دان میں کھجوریں باقی رہیں۔

پھر فرمایا اے ابوہریرہ ﷛ جب تم اس میں سے کچھ نکالنا چاہو تو اپنا ہاتھ داخل کر کے نکال لیا کرنا اور یہ ختم نہ ہوں گی اور تھیلی کو اوندھا نہ کرنا تو میں نبی کریم ﷺ' حضرت ابوبکر صدیق ﷛' حضرت عمر فاروق ﷛ و حضرت عثمان ذوالنورین ﷛ کی حیات مبارکہ تک اس میں سے کھاتا رہا۔ جب حضرت عثمان ﷛ ذوالنورین کی شہادت ہوئی تو میرے گھر میں جو کچھ تھا لوٹ لیا گیا اور وہ تھیلی بھی اس میں لوٹی گئی کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ میں نے وہ کھجوریں کتنی کھائیں۔ میں نے اس میں سے دو سو وسق سے زیادہ کھجوریں کھائی ہیں۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب دنیا سے رحلت فرمائی تو میرے گھر میں کچھ نہ تھا بجز ان تھوڑے جو کے جو کہ میری کٹھیا میں پڑے تھے۔ میں اسے کھاتی رہی یہاں تک کہ طویل عرصہ گزر گیا۔ ایک روز میں نے اسے ناپ لیا تو وہ ختم ہو گئے۔

مسلم و بیہقی اور بزار رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس نے حضور ﷺ سے غلہ مانگا آپ ﷺ نے اسے آدھے وسق جو مرحمت فرمائے۔ وہ شخص اور اس کی بیوی اور اس کے مہمان اسے برابر کھاتے رہے یہاں تک کہ ایک دن اسے ناپ لیا اور وہ ختم ہو گئے پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس سے فرمایا اگر تم اسے نہ ناپتے تو تم اسے ہمیشہ کھاتے رہتے اور وہ تمہارے پاس باقی رہتے۔

حاکم و بیہقی رحمہما اللہ نے نوفل بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی شادی کے موقع پر مدد چاہی۔ حضور ﷺ نے انہیں تیس صاع جو مرحمت فرمائے۔ نوفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس جو کو نصف سال تک کھایا اس کے بعد ہم نے ناپا تو اتنا ہی پایا جتنا کہ ہم نے رکھا تھا۔ میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا اگر تم نہ ناپتے تو تم ساری زندگی کھاتے رہتے۔

حسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند" میں اور نسائی نے "الکنی" میں اور طبرانی و بیہقی رحمہما اللہ نے خالد بن عبد العزی بن سلامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے بکری ذبح کر کے پکوائی اور ان کے اہل و عیال اتنے زیادہ تھے کہ اگر ایک ایک ہڈی تقسیم کی جاتی تو وہ سب کو پورا نہ ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے اس میں سے گوشت ملاحظہ کرنے کے بعد فرمایا۔

اے ابو خناس رضی اللہ عنہ اپنا ڈول مجھے دکھانا اور نبی کریم ﷺ نے بکری کا بچا ہوا گوشت اس میں ڈال دیا۔ پھر آپ نے دعا کی اے خدا! ابو خناس رضی اللہ عنہ کے لئے برکت دے تو وہ اسے لے کر گھر گئے اور اہل و عیال کے آگے بکھیر دیا اور کہا اسے برابر تقسیم کر لو تو ان سب نے کھایا اور بچ رہا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے نضلہ بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے برتن میں دودھ دوہا اور حضور ﷺ نے اسے نوش فرمایا۔ اس کے بعد اس بچے ہوئے دودھ کو نضلہ رضی اللہ عنہ نے پیا اور وہ خوب سیر ہو گئے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں سات بکریوں کا دودھ پی کر بھی سیر نہیں ہوتا تھا۔

امام احمد و بزار رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بچہ آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا یا رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں یتیم بچہ ہوں اور میری بہن بھی یتیمہ ہے اور میری ماں بے سہارا بیوہ ہے آپ ہمیں کھانا عطا فرمائیے۔ اللہ جل جلالہ آپ کو اپنے پاس سے عطا فرمائے گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہمارے گھر جاؤ اور جو کچھ تمہیں ملے میرے پاس لے کر آ جاؤ تو

اس بچہ نے خانہ نبوت ﷺ سے اکیس کھجوریں پائیں جنہیں لے کروہ آیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے دست اقدس میں لے کر اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور ہم نے دیکھا کہ آپ نے برکت کی دعا فرمائی ہے۔ پھر فرمایا اے بچے سات دانے تمہارے ہیں اور سات تمہاری ماں کے اور سات تمہاری بہن کے ہیں۔ ایک کھجور رات کو کھانا اور ایک کھجور دوسرے دن صبح کھانا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق شعبی ﷺ حضرت جابر ﷺ سے روایت کی کہ ان کے والد ماجد روز احد شہید ہو گئے تو انہوں نے چھ بیٹیاں اور بہت کثیر قرض چھوڑا۔ جب باغ سے کھجوریں توڑی گئیں تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ جانتے ہیں کہ میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے بہت کثیر قرض چھوڑا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرض خواہ دیکھ لیں۔ فرمایا جاؤ اور تمام کھجوروں کو ایک گوشے میں ڈھیر کر دو تو میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر میں نے حضور ﷺ کو بلایا تو حضور ﷺ نے کھجور کے سب سے بڑے ڈھیر پر تین مرتبہ چکر لگایا پھر اس کے اوپر بیٹھ گئے۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ تو آپ برابر ناپ ناپ کر انہیں دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ ﷻ نے میرے والد کے قرض کو ادا کر دیا چونکہ میں اس بات پر راضی تھا کہ اللہ ﷻ میرے والد کے قرض کو ادا کر دے اور میں اپنی بہنوں کے لئے ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں مگر خدا کی قسم تمام کھجوریں باقی رہیں یہاں تک کہ میں نے اس ڈھیر کو دیکھا جس پر رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ گویا اس ڈھیر کی ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی۔

شیخین رحمہما اللہ نے بطریق وھب بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر ﷺ سے روایت کی کہ ان کے والد شہید ہو گئے تو ان پر ایک یہودی آدمی کا تیس وسق کا قرض تھا تو حضرت جابر ﷺ نے اس یہودی سے مہلت مانگی، مگر اس نے انکار کر دیا۔ پھر حضرت جابر ﷺ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ اس یہودی سے سفارش فرما دیں تو حضور ﷺ نے یہودی سے بات کی کہ درختوں کی کھجوروں کو اپنے اس قرض کے عوض لے لے مگر اس نے نہ مانا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے باغ میں درختوں کا چکر لگایا اور فرمایا۔

اے جابر ﷺ درختوں سے کھجوروں کو توڑ کر اس یہودی کا قرض ادا کرو تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد کھجوروں کو توڑا اور اس یہودی کو تیس وسق ناپ کر دیئے اور سترہ وسق کھجوریں باقی رہیں۔ پھر حضرت جابر ﷺ نے حضرت عمر فاروق ﷺ کو اس کی خبر دی۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ باغ میں درختوں کا چکر لگا رہے تھے

کہ اللہ ﷻ ان میں ضرور برکت دے گا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ روایت پہلی روایت کے مخالف نہیں ہے اس لئے کہ پہلی روایت میں جس برکت وافزونی کا ذکر ہے وہ تمام قرض خواہ تھے جو پہلے آئے تھے اور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تھے یہاں تک کہ حضور نے ان سب کو ناپ کر کھجوریں دیں اور اس روایت میں اس یہودی قرض خواہ کا ذکر ہے جو ان کے بعد آیا تھا اور اس نے اپنے قرض کا مطالبہ کیا تھا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے درختوں پر جو بقیہ کھجوریں لگی ہوتی تھیں ان کو توڑ کر اس کا قرض ادا کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق نبیح العنزی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر ﷛ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا جب میرے والد شہید ہوئے تو میرے والد پر قرض تھا پھر انہوں نے مذکورہ روایت بیان کی اس میں ہے کہ میں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آج دوپہر ہمارے گھر تشریف لائیں گے چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو اس نے آپ کے لئے بستر بچھایا اور حضور ﷺ سو گئے۔ میں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا جب حضور ﷺ بیدار ہوئے تو اس بکری کو حضور ﷺ کے آگے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا حضرت ابوبکر ﷛ اور ان کے ساتھ جتنے رفقاء ہوں سب کو بلاؤ تو وہ سب آئے اور کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے اور بہت زیادہ گوشت بچا رہا۔

طبرانی وابونعیم رحمہما اللہ نے ''المعرفہ'' میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابورجاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کاشانۂ اقدس سے باہر روانہ ہوئے اور ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ پانی کھینچ کر باغ میں دے رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم مجھے کیا اجرت دو گے اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کر دوں؟ اس نے کہا میں کوشش کر رہا ہوں کہ باغ کو سیراب کر دوں مگر اجرت دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھے سو کھجوریں دو گے اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کر دوں۔ اس نے کہا ضرور پیش کروں گا تو رسول ﷺ نے ڈول تھام لیا۔ کچھ ہی دیر میں آپ نے باغ کو سیراب کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ شخص کہنے لگا کہ میرا باغ غرق ہو جائے گا' سیراب ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے سو کھجوریں لے لیں اور آپ نے اور آپ کے صحابہ نے اسے کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے اس کے بعد آپ نے سو کھجوریں واپس کر دیں جس طرح کہ اس سے انہوں نے لی تھیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ دوس کی ایک عورت تھی جس کا نام ام شریک رضی اللہ عنہا تھا۔ وہ مسلمان ہوئی تو اس نے ایسے ہمراہی کی جستجو کی

جس کے ساتھ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ تک پہنچ سکے۔ تو اسے ایک شخص ملا جو یہودی تھا اس نے کہا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اس نے کہا اتنی دیر ٹھہرو کہ اپنے مشکیزے میں پانی بھر لوں۔ اس نے کہا پانی میرے ساتھ ہے تو وہ اس کے ساتھ چل دیں۔ یہاں تک کہ شام ہوئی تو یہودی ایک منزل میں اترا اور اس نے دستر خواں بچھا کر رات کا کھانا رکھا اور کہا اے ام شریک رضی اللہ عنہا آؤ رات کا کھانا کھا لو۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے پانی پلاؤ کیونکہ میں پیاسی ہوں اور پانی پینے سے پہلے میں کھانا کھانے کی قدرت نہیں رکھتی۔ یہودی نے کہا میں تمہیں پانی کا ایک قطرہ نہ دوں گا جب تک تم یہودی نہ بن جاؤ۔

ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا خدا کی قسم میں کبھی یہودی نہ بنوں گی اور وہ اپنے اونٹ کے پاس گئیں اور اس کے پاؤں باندھے اور اس کی ران پر اپنا سر رکھ کر سو گئیں وہ کہتی ہیں مجھے کسی نے جگایا مگر ڈول کی خنکی نے جو میرے پہلو پر اترا تھا تو میں نے اپنا سر اٹھایا میں نے دیکھا کہ وہ پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شریں ہے۔ میں نے پیا یہاں تک کہ میں سیراب ہو گئی پھر میں نے اپنے مشکیزے پر پانی چھڑ کا یہاں تک کہ وہ تر ہو گیا میں نے اسے بھر لیا۔

جب صبح کو یہودی آیا تو اس نے کہا اے ام شریک رضی اللہ عنہا! کیا حال ہے میں نے کہا خدا کی قسم اللہ ﷻ نے مجھے پانی پلایا ہے۔ اس نے کہا تم پر پانی آسمان سے اترا ہے میں نے کہا ہاں۔ خدا کی قسم اللہ ﷻ نے آسمان سے مجھ پر پانی اتارا ہے اس کے بعد میرے سامنے سے بلند ہوا یہاں تک کہ وہ آسمان میں مجھ سے غائب ہو گیا۔ اس کے بعد وہ روانہ ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے اپنے آپ کو حضور ﷺ پر ہبہ کیا اور حضور نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا اور انہیں تیس صاع جو عطا فرمائے اور فرمایا انہیں کھاؤ مگر ناپنا نہیں اور ان کے ساتھ ایک گھی کی پپیہ تھی جو رسول ﷺ کے لئے ہدیہ تھا۔ انہوں نے اپنی باندی سے کہا کہ اس پپیہ کو رسول ﷺ کی خدمت میں پیش کر دے تو وہ اسے لے گئی۔ صحابہ نے گھی نکال کر پپیہ خالی کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس باندی سے کہا کہ اس پپیہ کو لٹکا دینا اور اس کا منہ بند نہ کرنا تو اس باندی نے اسے اس کی جگہ پر لٹکا دیا جب ام شریک رضی اللہ عنہا آئیں تو انہوں نے پپیہ کو دیکھا کہ وہ گھی سے بھرا ہوا ہے۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے باندی سے کہا کیا میں نے تم سے یہ نہ کہا تھا کہ اس پپیہ کو رسول ﷺ کی خدمت میں پیش کر دینا۔

باندی نے کہا خدا کی قسم میں اسے لے گئی تھی جیسا کہ تم نے کہا تھا۔ ان کے بعد میں

اسے اس حال میں واپس لائی کہ اس میں سے ایک قطرہ گھی نہ ٹپکتا تھا مگر یہ کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسے لٹکا دینا اور اس کا منہ نہ بند کرنا۔ تو میں نے اسے اس کی جگہ لٹکا دیا۔ پھر اس پپیہ سے برابر سب گھی کھاتے رہے یہاں تک کہ ان کی رحلت ہوگئی اس کے بعد اس جو کو ناپا تو وہ پورے تیس صاع تھے۔ ذرہ بھر کم نہ ہوا تھا۔

گھی کی کپی، مشکیزۂ آب، چکی اور شانہ

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر ﷺ سے روایت کہ ام مالک رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کے لئے کپی میں گھی ہدیہ میں بھیجا کرتی تھی اور یہ کپی ان کے پاس رہا کرتی تھی۔ ان کے بچے آتے سالن مانگتے اگر ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تو وہ اس کپی کے پاس جاتیں تو وہ اس میں گھی پاتیں۔ اس طرح ان کے پاس گھر میں ہمیشہ سالن رہا کرتا۔ ایک دن انہوں نے کپی کو نچوڑ لیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نے کپی کو نچوڑا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ فرمایا اگر تم اسے نہ نچوڑتیں تو اس میں ہمیشہ گھی پاتیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابوالزبیر ﷺ حضرت جابر ﷺ سے انہوں نے ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ان کے پاس گھی کی کپی تھی جس میں وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے گھی ہدیہ میں بھیجا کرتی تھیں۔ ایک دن ان کے بچوں نے ان سے گھی مانگا۔ گھی ان کے پاس نہ تھا تو وہ اٹھیں اور اس کپی کے پاس آ کر اسے دیکھا تو اس میں گھی بہہ رہا تھا۔ وہ کہتی ہیں میں نے بچوں کے آگے گھی رکھ دیا اور انہوں نے گھی سے کھایا۔ پھر وہ گئیں کہ دیکھیں کتنا گھی موجود ہے اور انہوں نے اسے انڈیل لیا تو وہ گھی ختم ہو گیا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا تم نے اسے انڈیل لیا ہے اگر تم اسے نہ انڈیلتیں تو تمہارے لئے وہ ہمیشہ موجود رہتا۔

ابن ابی شیبہ وطبرانی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے یحییٰ بن جعدہ ﷺ سے انہوں نے ایک مرد سے جس نے ام مالک انصاریہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گھی کی کپی لائیں۔ حضور ﷺ نے بلال ﷺ کو حکم دیا انہوں نے گھی نکال کر انہیں کپی واپس کر دی اور وہ اسے لے گئیں۔ جب اسے دیکھا تو وہ گھی سے لبریز تھی انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا آپ نے فرمایا یہ وہ برکت ہے جس کا ثواب اللہ ﷻ نے تمہیں جلد عطا فرما دیا۔

طبرانی وبیہقی رحمہما اللہ نے ام اوس رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے اپنے گھی کو پگھلایا اور اسے کپی میں کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً بھیجا۔ حضور ﷺ نے اسے

قبول فرما کر تھوڑا سا گھی اس کپی میں رہنے دیا اور اس میں پھونک مار کر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا یہ کپی ام اوس رضی اللہ عنہا کو واپس کر دو تو لوگوں نے وہ کپی انہیں دیدی۔ جب ام اوس ﷺ نے کپی کو دیکھا تو وہ گھی سے بھری ہوئی تھی۔ انہوں نے گمان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا گھی قبول نہیں فرمایا ہے۔ وہ روہانسی شکل میں آئیں اور عرض کرنے لگیں۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے آپ ہی کے لئے گھی گرم کر کے بھیجا تھا تا کہ آپ نوش فرمائیں۔ ان کے یہ عرض کرنے پر حضور ﷺ نے جان لیا کہ اللہ ﷻ نے آپ کی دعا قبول فرما لی ہے وہ کپی بھر گئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ ان سے کہدو کہ وہ اس گھی کو کھائے اور برکت کی دعا مانگے۔

تو ام اوس رضی اللہ عنہا عہد نبوی ﷺ اور زمانہ خلافت صدیقی و فاروقی اور عثمانی تک اسے کھاتی رہیں۔ یہاں تک کہ حضرت علی مرتضیٰ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو ہوا سو ہوا۔

گھی کی ایک کپی سے گھی تقسیم کیا اور مہینوں کھایا

ابو یعلی و طبرانی و ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی کہ ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی بکری کا گھی ایک کپی میں جمع کیا اور اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضور نے گھی قبول فرما کر کپی انہیں واپس کر دی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کپی کو کھونٹی پر لٹکا دیا۔ اس کے بعد جب ام سلیم ﷺ نے دوبارہ کپی کو دیکھا تو وہ گھی سے لبریز تھی اور اس سے قطرے ٹپک رہے تھے۔

انہوں نے نبی کریم ﷺ سے آ کر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس سے تعجب کرتی ہو کہ اللہ ﷻ تمہیں اس طرح کھلائے جس طرح اپنے نبی کو کھلاتا ہے۔ لہٰذا تم کھاؤ اور کھلاؤ۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آ کر تمام قابیں بھر کر گھی تقسیم کیا اور کپی میں اتنا گھی باقی رہا کہ ہم نے ایک یا دو مہینے کھایا۔

طبرانی و بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے بطریق کثیر بن زید محمد بن عمرو بن حمزہ اسلمی ﷺ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا کھانا صحابہ کے درمیان باری باری کے ساتھ تھا۔ ایک رات ایک کے یہاں، دوسری رات دوسرے کے یہاں تو یہ سلسلہ مجھ تک پہنچا میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا اور اس کھانے کو لے کر جا کر پیش خدمت کیا میرے ہاتھ سے گھی کی کپی گر پڑی اور سارا گھی گر گیا۔ پریشان ہو کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا کھانا گر گیا ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کپی کے پاس جاؤ۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں شرم سے ہمت نہیں رکھتا۔ مگر میں گیا میں نے دیکھا کہ کپی سے قب قب کی آواز آرہی ہے میں نے دل میں کہا یہ بچا ہوا گھی ہے جو کپی میں رہ گیا ہے اور میں نے کپی اٹھالی۔ میں نے دیکھا کہ وہ کپی اپنے دونوں دستوں تک بھری ہوئی ہے میں نے اس کا منہ بند کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس کا آپ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا اگر تم اپنے حال پر رکھتے اور منہ بند نہ کرتے تو وہ کپی منہ تک بھر جاتی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہمیں سعید بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے خالد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے حصین رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے سالم بن جعد رضی اللہ عنہ نے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے دو شخصوں کو اپنے کسی کام سے بھیجا۔ ان دونوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے پاس کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے ہم راستہ کا توشہ بنائیں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس مشکیزہ لے آؤ تو وہ دونوں مشکیزہ لے آئے۔

راوی نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے ہمیں ان کے بھرنے کا حکم دیا تو ہم انہیں بھر کے لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے منہ اپنے دست اقدس سے باندھے اور فرمایا اسے لے جاؤ۔ جب تم فلاں جگہ اور فلاں مقام میں پہنچو تو اللہ عزوجل تم دونوں کو رزق عطا فرمائے گا تو وہ دونوں گئے اور جب اس مقام میں پہنچے جہاں کا حضور ﷺ نے حکم فرمایا تھا تو انہوں نے اپنے مشکیزے کھولے دیکھا کہ وہ دودھ اور بکری کا مکھن ہے۔ پھر ان دونوں نے اتنا کھایا کہ شکم سیر ہو گئے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس آیا اور دیکھا کہ وہ بھوکی ہے تو وہ جنگل کی طرف نکلا اور اس نے دعا کی کہ اے خدا ہمیں ایسا رزق عطا فرما جسے ہم چکی میں پیس کر روٹی بنائیں تو اس نے دیکھا کہ ایک پیالہ روٹی سے بھرا ہوا نمودار ہوا اور چکی آٹا پیس رہی ہے اور تنور لکڑیوں سے گرم ہے پھر اس کا شوہر آیا اور اس نے بیوی سے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟

اس نے کہا ہاں ہے۔ اللہ عزوجل نے رزق عطا فرمایا ہے اور چکی اٹھا کر اس کے گرد سے آٹا نکالا۔ اس شخص نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چکی کو گھومتا چھوڑ دیتے تو قیامت تک چلتی رہتی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق سعید بن ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انصار کا ایک شخص حاجتمند تھا ایک دن نکلا اور اس کی بیوی کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس کی بیوی نے

کہا کاش کہ میری اپنی چکی پیستی اور میرے تنور میں جلانے کے لئے لکڑیاں ہوتیں اور میرے ہمسایہ چکی کی آواز سنتے اور دھوئیں کو دیکھ کر گمان کرتے کہ ہمارے پاس کھانا ہے اور ہماری محتاجی کی حالت نہیں ہے تو پھر وہ اپنے تنور کے پاس گئی اور اسے گرم کیا اسی لمحہ چکی گھومنے لگی۔ اس کے شوہر نے آکر چکی کی آواز سنی تو اس نے پوچھا کیا پیس رہی ہو؟ اس کی بیوی نے سارا واقعہ بیان کیا۔ وہ اندر چلی گئی تو چکی برابر پیس رہی تھی اور اس سے آٹا باہر آرہا تھا تو گھر کا کوئی برتن آٹے سے بھرے بغیر نہ رہا۔ پھر وہ تنور کے پاس گئی تو اس نے تنور کو روٹی سے بھرا ہوا پایا۔

اس کے بعد اس کا شوہر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے سارا حال عرض کیا۔ آپ نے پوچھا پھر تم نے چکی کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا میری بیوی نے چکی کو اٹھا کر صاف کر دیا۔ فرمایا اگر تم چکی کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے تو وہ تمہاری زندگی بھر اسی طرح چلتی رہتی۔ اس کی سند صحیح ہے۔

امام احمد و دارمی' ابن سعد و طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے بطریق شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ' ابو عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے لئے ہانڈی پکائی۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا مجھے شانہ دو تو انہوں نے شانہ پیش کر دیا۔ پھر فرمایا مجھے شانہ دو تو انہوں نے دوسرا شانہ پیش کر دیا۔ پھر فرمایا مجھے شانہ دو۔ اس وقت میں نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بکری کے کتنے شانے ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا تم مجھے دیئے جاتے۔

امام احمد و ابن سعد' ابو یعلی و طبرانی اور ابو نعیم و ابن عساکر رحمہم اللہ نے چار سندوں کے ساتھ ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے بکری ذبح کر کے پکائی۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے ابو رافع رضی اللہ عنہ بکری کا شانہ دو تو میں نے نکال کر پیش کیا۔ پھر فرمایا مجھے شانہ دو تو میں نے نکال کر آپ کو پیش کیا۔ پھر فرمایا مجھے شانہ دو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم خاموش رہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا تم مجھے دیتے جاتے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک بکری پکائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے شانہ دو تو میں نے آپ کو شانہ پیش کیا۔ پھر فرمایا مجھے شانہ دو تو میں نے دوسرا شانہ پیش کر دیا پھر فرمایا مجھے شانہ دو تو اس وقت میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کاش تم اسے تلاش کرتے تو تم ضرور شانہ پاتے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن بکری ذبح کی۔آپ نے فرمایا اے بچے !اس کا شانہ لے آؤ تو وہ اس کا شانہ لے آیا پھر اس سے دوبارہ یہی فرمایا تو وہ دوبارہ لے آیا۔ پھر آپ نے سہ بارہ یہی فرمایا تو اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ایک ہی بکری ذبح کی گئی تھی اور میں نے دو شانے پیش کر چکا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم خاموش رہتے تو میں جتنی بار طلب کرتا تم پیش کرتے رہتے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے بکری کے دو شانے طلب فرمائے اور اسے نوش فرمانے کے بعد تیسرا شانہ طلب فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔اگر تم خاموش رہتے تو تم ضرور پاتے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ کو اس فضیلت سے باخبر کرنا مقصود تھا۔ جو اللہ عزوجل نے آپ کو عطا فرمائی ہیں۔ وہ یہ کہ جن امور میں عادت الٰہی جاری نہیں ہے جب اس کا سوال کرتے ہیں تو حق تعالیٰ آپ کو خصوصیت کے ساتھ وہ فضیلت عطا فرما دیتا ہے۔

وہ کھانا جو جنت سے حضور ﷺ کے پاس بھیجا گیا

امام احمد و دارمی اور نسائی و حاکم رحمہم اللہ نے صحیح بتا کر بزار و ابو یعلی اور طبرانی رحمہم اللہ نے سلمہ بن نفیل سکونی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھتے ہوئے تھے کہ اچانک کسی کہنے والے نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ کے پاس آسمان سے کھانا اترا ہے۔ایک روایت میں ہے کہ جنت سے کھانا آیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں آیا ہے۔اس نے دریافت کیا کہ کس طرح آیا؟ فرمایا تانبہ کے بڑے برتن میں آیا ہے۔ پوچھا کیا وہ کھانا آپ سے بچ رہا تھا؟ فرمایا ہاں بچ رہا تھا۔ پوچھا وہ کیا ہوا؟

فرمایا وہ آسمان پر اٹھا لیا گیا اور مجھے وحی بھیجی گئی کہ میں وصال کرنے والا ہوں اور میں تم میں زیادہ عرصے رہنے والا نہیں ہوں اور تم میرے بعد زیادہ عرصے رہو گے بلکہ بہت کم مدت رہو گے۔ یہاں تک کہ تم کچھ کہو گے اور تم لوگ شکستہ حالت میں میرے پاس آؤ گے اور تم ایک دوسرے کا پیچھا کرو گے اور میرے روبرو قیامت ہے۔ دو موتیں شدید ہوں گی۔ اس کے بعد ایسے سال آئیں گے جن میں زلزلے اور فتنے ہوں گے۔

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "مختصر المستدرک" میں کہا ہے کہ یہ روایت غرائب الصحاح میں سے

ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق حارث بن محمد رحمۃ اللہ علیہ روایت کی انہوں نے کہا مجھے ایک شخص نے جس کی کنیت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ ہے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ میں مدینہ طیبہ آیا تو میں نے ایک شخص کو اس کے ساتھی سے کہتے سنا کہ آج رات رسول اللہ ﷺ کے لئے مہمانی کی گئی ہے۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آج رات آپ کی مہمانی کی گئی ہے؟ فرمایا ہاں۔ میں نے پوچھا وہ کیسی مہمانی تھی؟ فرمایا وہ کھانا تھا جو مسخنہ یعنی تانبے کے بڑے دیگچے میں تھا۔ میں نے پوچھا بچا ہوا کھانا کیا ہوا؟ فرمایا وہ اٹھالیا گیا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق حفص عمر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ عقیل بن خالد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ ﷺ سے انہوں نے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے۔ انہوں نے کہا آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے اور مجھے اس خوشہ انگور کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ اسے نوش فرمالیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس خوشہ کو لے لیا۔ اس روایت میں جو حفص بن عمر دمشقی ہیں وہ صاحب حدیث القطف (خوشہ انگور) کے نام سے مشہور ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حفص رحمۃ اللہ علیہ پر وثوق نہیں کیا جاسکتا وہ سن ایک سو ستر میں فوت ہوئے ہیں۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الاطعمہ'' میں ایسی سند کے ساتھ جن میں کذاب ہے جوطہ بن مرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا آپ کے پاس جنت سے کوئی طعام آیا ہے؟ فرمایا ہاں جبریل علیہ السلام جنت کے کھانوں میں سے خبیص (وہ طعام جو کھجور اور گھی سے تیار کیا جاتا ہے) لائے اور میں نے اسے کھایا۔ ابن حجر نے الاصابہ میں فرمایا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔

وہ معجزات جو بعض حیوانات کے سلسلے میں ظہور میں آئے

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ ﷺ سے روایت کی کہ بنی سلمہ کا ایک اونٹ

پانی کھینچنے والا دیوانہ ہو گیا اور اس نے اس پر حملہ کیا اور باغ میں آنے سے باز رکھا۔ یہاں تک کہ کھجوروں کے درخت تشنہ ہو گئے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی۔ میری پریشانی کے ازالہ کے لئے رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے جب آپ باغ کے دروازے پر پہنچے تو عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ اندر تشریف نہ لے جائیں ہمیں اونٹ کی طرف سے آپ پر خطرہ ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اندر چلو اور اب تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے جب اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو اپنے سر کو جھکائے چل کر آیا۔ یہاں تک کہ آپ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور سجدہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے اونٹ کو پکڑ لو اور اس کے نکیل ڈال دو۔

بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے روبرو بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک شخص نے آ کر عرض کیا کہ فلاں قبیلہ کا پانی کھینچنے والا اونٹ بدمست ہو گیا ہے اور وہ ان کا نافرمان ہو گیا ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ایک دم اٹھے اور ہم حضور کے ساتھ چل دیئے۔

ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ اونٹ کے نزدیک نہ جائیں۔ آپ پر ہمیں اس سے خطرہ ہے مگر رسول ﷺ نے اپنا دست اقدس اس کے سر پر رکھا اور فرمایا اس کی نکیل لاؤ۔ نکیل لائی گئی اور آپ نے اپنے دست اقدس سے اس کے نکیل ڈالی اور فرمایا اونٹ کے مالک کو بلاؤ۔ اسے بلا لیا گیا۔ آپ نے فرمایا اسے اچھا چارہ دو اور اس پر کام کی زیادہ مشقت نہ ڈالو۔

بیہقی و طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! باغ میں ہمارا ایک اونٹ ہے اس نے باغ پر قبضہ جما لیا ہے۔ نبی کریم ﷺ اس کی طرف تشریف لے گئے اور اسے آواز دی کہ آ جائے تو وہ اونٹ اپنا سر جھکائے آیا۔ آپ نے اس کے نکیل ڈال کر اس کے مالک کو تھما دیا۔

اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا یہ اونٹ آپ کو جانتا ہے کہ آپ نبی ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا زمین و آسمان کے درمیان کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ عزوجل کا نبی ہوں۔ البتہ انسان اور جنات کفر کرتے ہیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے بنی قیس کے ایک بوڑھے شخص سے سنا وہ اپنے والد سے حدیث نقل کرتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے پاس بڑی سرکش اونٹنی تھی جس پر ہم قابو نہ پاتے

تھے تو رسول اللہ ﷺ اس اونٹنی کے پاس گئے اور اس کے تھنوں پر دست اقدس پھیرا اور دودھ دوھ کر آپ نے پیا۔

ایک اونٹ کی شکایت سرور کونین ﷺ سے

ابن ابی شیبہ' بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک انصاری شخص کے باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں ایک اونٹ کو موجود پایا۔ اونٹ نے جب نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو وہ بلبلانے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ نے دریافت فرمایا اس اونٹ کا مالک کون ہے تو ایک انصاری نوجوان آگے بڑھا اور عرض کیا یہ میرا اونٹ ہے۔

آپ نے فرمایا کیا تم اللہ عزوجل سے اس جانور کی بابت نہیں ڈرتے جسے اللہ عزوجل نے تمہاری ملک میں دیا ہے۔ یہ اونٹ مجھ سے شکایت کرتا ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے اور کام کی مشقت زیادہ لیتے ہو۔

امام احمد و ابن ابی شیبہ و دارمی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بنی نجار کے باغ میں گئے وہاں ایک اونٹ کو دیکھا کہ جو بھی باغ میں داخل ہوتا وہ اونٹ اس پر حملہ کر دیتا تو نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اسے آواز دی۔ وہ اونٹ ہونٹوں کو زمین پر رکھتا ہوا آیا اور حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا نکیل لاؤ اور حضور ﷺ نے اس کے نکیل ڈالی اور اس کے مالک کے حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد متوجہ ہو کر فرمایا آسمان و زمین کے درمیان کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو نہ جانتی ہو کہ میں اللہ عزوجل کا رسول ہوں۔ بجز انسان و جنات کے نافرمانوں کے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آپ کی مسجد شریف میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا اور اس نے اپنا سر نبی کریم ﷺ کی آغوش میں رکھ دیا اور بلبلانے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ اونٹ کہتا ہے کہ اس کا مالک ارادہ رکھتا ہے کہ اسے ذبح کر کے وہ اپنے والد کی طرف سے کھانا دے اور اب اسے ذبح کر دے تو میرے پاس یہ فریاد لے کر آیا ہے اس کے بعد اس کا مالک آیا آپ نے اس سے دریافت فرمایا اور اس نے اپنے اسی ارادے کی خبر دی۔ نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے اس ارادہ سے باز رہنے کی سفارش کی کہ اسے ذبح نہ کرے تو اس نے ایسا ہی کیا۔

امام احمد و ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ

صحابہ کی جماعت میں تشریف فرما تھے ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے تو ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔

اگر کسی شخص کو سجدہ سزاوار ہوتا تو بیوی کو سزاوار ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کہ انہوں نے کہا ایک آدمی نے بنی سلمہ سے ایسے اونٹ کو خریدا جس پر پانی لادا جا رہا تھا اور اس نے اُسے اپنے شتر خانے میں باندھ دیا تا کہ اس پر بوجھ لادا جائے مگر اسے خارش ہو گئی اور کوئی شخص اتنی ہمت نہ رکھتا تھا کہ اونٹ کے پاس جائے جو بھی جاتا اسے وہ پاؤں سے کچلتا تھا وہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا اسے کھول دو۔ صحابہ نے عرض کیا اس کی جانب سے ہمیں آپ پر اندیشہ ہے؟ فرمایا اسے کھول دو تو انہوں نے اسے کھول دیا۔ اونٹ نے جب نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو وہ سجدے میں گر گیا۔ لوگوں نے سبحان اللہ کہا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم اس جانور سے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ فرمایا اگر مخلوق میں کسی شخص کو سزاوار ہوتا کہ وہ اللہ ﷻ کے سوا کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو سزاوار ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

طبرانی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے تو ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔ مسلمانوں نے ﷻ یہ دیکھ کر عرض کیا کہ ہم زیادہ مستحق ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو ہم سجدہ کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر اللہ ﷻ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم ہوتا تو یقیناً میں حکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو ضرور سجدہ کرے۔ تم جانتے ہو کہ اونٹ کیا کہتا ہے؟

وہ کہتا ہے کہ اس نے اپنے مالکوں کی چالیس سال خدمت کی ہے یہاں تک کہ جب بوڑھا ہو گیا تو اس کا چارہ کم کر دیا اور اس کا کام بڑھا دیا اور جب ان کے یہاں شادی کا اہتمام ہوا تو چھری لے کر اسے ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس کے مالکوں کو بلایا اور ان سے اس کی فریاد بیان کی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! خدا کی قسم اس نے سچ کہا آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تم اسے میری خاطر چھوڑ دو۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ایک انصاری نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارا ایک اونٹ ہے جو گھر میں محبوس ہے ہم میں

سے کوئی قدرت نہیں پاتا کہ اس کے قریب جائے اور اس کے نکیل ڈالے۔ نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ فوراً کھڑے ہو گئے اور ہم بھی حضور کے ساتھ چل دیئے اور اس دروازے پر تشریف لا کر دروازہ کھولا جب اونٹ نے آپ کو دیکھا تو وہ آپ کے پاس آیا اور آپ کو سجدہ کیا اور اپنے سر کو زمین پر رکھ دیا۔

نبی کریم ﷺ نے اس کے سر پر دست اقدس پھیرا پھر نکیل منگائی اور اس کے نکیل ڈال کر اس کے مالک کے حوالے کر دیا۔ پھر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس نے آپ کو پہچان لیا کہ آپ اللہ عزوجل کے نبی ہیں؟ فرمایا کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ عزوجل کا رسول ہوں۔ البتہ جنات اور انسان کفر کرتے ہیں۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابو طلال رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک انصاری شخص کا ایک اونٹ تھا۔ وہ اونٹ اس سے بھڑک گیا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرا ایک اونٹ ہے وہ مجھ سے بھڑک گیا ہے اور وہ میری زمین کے آخری کنارے میں ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا کہ میں اس کے قریب جاؤں۔ خطرہ ہے کہ وہ مجھے پکڑ نہ لے تو حضور ﷺ اس کی طرف تشریف لے گئے۔ جب اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا تو وہ سامنے آ کر بلبلانے لگا اور اس نے اپنی گردن ڈال دی اور رسول اللہ ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ نے فرمایا اے فلاں میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ اونٹ تیری شکایت کرتا ہے تو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتا۔ پھر وہ رسی لایا اور حضور ﷺ نے اس کی گردن میں رسی ڈال دی۔

اور امام احمد و بزار اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حفص رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند روایت کی۔ اس میں ہے کہ اونٹ آیا اور اس نے حضور کے روبرو سجدہ کیا۔ یہ دیکھ کر آپ کے صحابہ نے عرض کیا یہ بے سمجھ جانور ہے ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے مذکورہ بالا جواب مرحمت فرمایا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں دو اونٹ دیکھے جو کڑک کی مانند چلا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ ان دونوں کے قریب گئے ان دونوں نے اپنی گردنیں زمین پر رکھ دیں۔ اس شخص نے بتایا جو آپ کے ساتھ تھا کہ دونوں نے آپ کو سجدہ کیا۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے

ساتھ غزوہ میں گیا آپ مجھ سے اس حال میں ملے کہ میری سواری تھک گئی تھی اور وہ چل نہیں رہی تھی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا بیمار ہے تو حضور ﷺ نے اسے تنبیہ فرمائی اور اس کے لئے دعا کی۔ اس کے بعد وہ اونٹ میرے آگے کے اونٹوں میں تیز رفتار ہو گیا۔ پھر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اب تم اپنے اونٹ کو کیا خیال کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا بہت بہتر ہے اور اسے آپ کی برکت پہنچ گئی ہے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کہیں بھیجا پھر وہ آپکے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری اونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے وہ اٹھتی ہی نہیں تو حضور ﷺ اس کے پاس آئے اور اسے ٹھوکر ماری۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے اس اونٹنی کو دیکھا کہ وہ چلانے والے سے آگے جا رہی تھی۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی کہ لوگ میری طرف نسبت کرتے ہیں کہ میں نے اونٹ چرایا ہے اسی لمحہ اونٹنی دروازے کے پیچھے سے بولی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو کرامت کے ساتھ مبعوث فرمایا یہ شخص میرا چور نہیں ہے اور اس کے سوا میرا کوئی مالک نہیں ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس میں یحیٰی بن عبد اللہ مصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں میں اس کو نہیں جانتا اور اس پر کوئی جرح نہیں ہے۔ ذہبی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ شخص ہے جس نے اس روایت کی تخلیق کی ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی اور بھی سندیں ہیں چنانچہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں مجہول راوی ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا اس اعرابی نے اس اونٹ کو چرایا ہے۔ اس وقت اونٹ نے ایک ساعت آواز دی اور رسول اللہ ﷺ اونٹ کی طرف کان لگائے سنتے رہے اس کے بعد فرمایا اے شخص تو اس الزام سے باز آ جا۔ یہ اونٹ تیرے خلاف بیان دیتا ہے کہ تو جھوٹا ہے۔

ابن شاہین اور ابن مندہ رحمہما اللہ نے مطلب بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے حارث بن سواء رضی اللہ عنہ کے بیٹوں سے کہا تمہارے والد وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ انہوں نے کہا ایسا نہ کہو بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک اونٹنی

عطا فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ ﷻ تمہارے لئے اس میں برکت دے گا تو ہم جتنے اونٹوں کو ہانک رہے ہیں وہ سب اسی اونٹنی کی نسل سے ہیں۔

ابن سعد و بیہقی اور ابو نعیم و ابن سکن رحمہم اللہ نے نافع بن حارث بن کلاہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ چار سو مسلمانوں کے لشکر میں تھے۔ آپ نے ہمیں ایسی جگہ اتارا جہاں پانی نہ تھا۔ لوگوں کو تشنگی نے بے چین کر دیا۔ اچانک ایک بھیڑ سامنے آئی۔ یہاں تک کہ وہ رسول ﷺ کے قریب پہنچی۔ اس کے سینگ بڑے بڑے اور تیز تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دوہا اور تمام لشکر اس سے سیراب ہو گیا پھر فرمایا:

اے نافع رضی اللہ عنہ! اس کے مالک بن جاؤ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اس کے مالک نہ رہ سکو گے۔ تو میں نے ایک لکڑی لی اور اسے زمین میں گاڑا اور رسی لیکر اس بھیڑ کو اس سے مضبوط باندھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے آرام فرمایا اور تمام لوگ بھی سو گئے اور میں بھی سو گیا جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ رسی کھلی پڑی ہے اور بھیڑ موجود نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کیا میں نے تم سے نہ فرمایا تھا کہ تم اس کے مالک نہ رہ سکو گے۔ کیونکہ جس نے اسے بھیجا تھا وہی اسے لے گیا ہے۔

ابن عدی و بیہقی اور طبرانی و ابو نعیم رحمہم اللہ نے بطریق الحسن رحمۃ اللہ علیہ' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور ہم نے ایک منزل پر قیام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے سعد رضی اللہ عنہ! فلاں جگہ پر بھیڑ کو دودھ لو۔

درآنحالیکہ اس جگہ کوئی بھیڑ موجود نہ تھی مگر میں گیا دیکھا کہ وہاں دودھ سے بھری ہوئی بھیڑ موجود تھی تو میں نے اس کا دودھ دوہا اور میں نہیں جانتا کہ میں نے کتنا دودھ دوہا اور میں نے اس بھیڑ کو حفاظت سے باندھ دیا اور میں نے لوگوں سے اس کی حفاظت کی تاکید بھی کر دی مگر جب ہم کوچ کرنے کی تیاری میں مشغول ہوئے تو وہ بھیڑ غائب ہو گئی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ وہ بھیڑ تو غائب ہو گئی۔ فرمایا اس کا رب ﷻ اسے لے گیا۔

طیالسی و ابن سعد اور بیہقی رحمہم اللہ نے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بکری لائیں اور حضور ﷺ نے اس کے پاؤں باندھ کر اسے دوہا اور فرمایا تمہارے پاس بڑے سے بڑا برتن جو ہے اسے لے آؤ تو میں آٹے کا لگن آپ کے پاس لے گئی آپ نے اس میں دوہا۔ یہاں تک کہ وہ بھر گیا۔ پھر آپ نے فرمایا تم بھی پیو اور اپنے ہمسایوں کو

بھی پلاؤ چنانچہ ہم اس بکری کو حضور ﷺ کے پاس لے جایا کرتے تھے اور ہمیں خوب فراخی ہوگئی۔ یہاں تک کہ میرے والد صاحب جب آئے اور انہوں نے اسے پکڑ کر اس کے پاؤں باندھے اور اسے دوہا تو دودھ میں اپنی پہلی حالت پر وہ آ گئی۔ اس پر میری والدہ نے کہا کہ تم نے ہم پر ہماری بکری کو خراب کر دیا انہوں نے پوچھا یہ کس طرح؟ انہوں نے کہا یہ بکری اتنا دودھ دیا کرتی تھی کہ یہ بڑا لگن دودھ سے بھر جایا کرتا تھا۔ انہوں نے پوچھا کون اس بکری کو دوہا کرتا تھا؟ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ اسے دوہا کرتے تھے۔

انہوں نے کہا کیا تم نے مجھے حضور ﷺ کی برابر ٹھہرایا ہے؟ خدا کی قسم حضور بڑی برکت والے ہیں۔

ابن ابی شیبہ اور احمد و طبرانی اور ابن سعد رحمہم اللہ نے حضرت خباب ﷺ کی بیٹی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہم سب کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے اور حضور نے ہمارے لئے ایک بکری کا دودھ دوہا اور بڑے لگن میں دودھ دوہتے تھے اور وہ بھر جاتا تھا جب حضرت خباب ﷺ واپس آئے اور انہوں نے اسے دوہا تو وہ بکری دودھ میں اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو قر صافہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میرے سلام کا ابتدائی واقعہ یہ تھا کہ میں اپنی والدہ اور خالہ کے یہاں مقیم تھا اور میں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری خالہ اکثر مجھ سے کہا کرتی تھیں کہ اے بیٹے فلاں شخص کے قریب سے نہ گزرنا اور وہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس مراد لیتیں تھیں اور کہتیں وہ تمہیں اغوا کر لے گا اور تمہیں گمراہ کر دے گا مگر میں اپنی بکریوں کو چراگاہ لے جاتا اور انہیں چرتا ہوا چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور میں آپ کی بارگاہ میں رہتا اور آپ کی باتیں سنا کرتا پھر شام کو میں اپنی بکریاں لے کر گھر جاتا تو ان کے تھن دودھ سے خشک ہوتے مجھ سے میری خالہ نے کہا کیا بات ہے کہ تمہاری بکریوں کے تھن دودھ سے خشک ہیں۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد میں نے دوسرے دن بھی ایسا ہی کیا۔ پھر تیسرے دن بھی ایسا ہی کیا اور میں مسلمان ہو گیا اور میں نے حضور ﷺ سے اپنی خالہ کی شکایت کی اور اپنی بکریوں کا حال عرض کیا۔

آپ نے فرمایا اپنی بکریاں میرے پاس لے آؤ تو میں ان کو حضور کے پاس لے گیا اور آپ نے ان کے تھنوں پر اور ان کی پشتوں پر دست اقدس پھیرا اور ان میں برکت کی دعا کی تو وہ دودھ اور مکھن سے بھر گئیں۔ جب میں اپنی خالہ کے پاس ان کو لے کر گیا تو انہوں نے کہا اے بیٹے ایسا ہی چرایا کرو۔ اس وقت میں نے انہیں سارا واقعہ بتایا پھر وہ اور میری والدہ مسلمان ہو

گئیں۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے مقداد بن الاسود ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرے دو رفیق قریب تھا کہ فاقہ کشی اور تنگدستی سے ہماری سماعت اور ہماری بصارت جاتی رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قیام گاہ میں ہمیں پناہ دی۔ رسول اللہ ﷺ دودھ ہمارے درمیان تقسیم کیا کرتے تھے اور ہم حضور کے حصہ کا دودھ اٹھا کر رکھ لیا کرتے تھے۔ جب حضور ﷺ تشریف لاتے تو اس طرح سلام فرماتے کہ جاگنے والا سنتا اور سونے والا بیدار نہ ہوتا۔ تو مجھ سے شیطان نے کہا کہ کاش تو یہ چند گھونٹ پی لے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تو انصار تحفے لا کر پیش کرتے ہیں تو میں اسی وسوسہ میں مبتلا رہا حتیٰ کہ میں نے حضور ﷺ کے حصہ کا دودھ پی لیا جب میں نے پی لیا تو مجھے ندامت ہوئی اور میں نے دل میں کہا کہ یہ تو نے کیا کیا؟ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں گے اور حصہ کا دودھ نہ پائیں گے تو تجھ پر بددعا کریں گے اور تو ہلاک ہو جائے گا۔

اسی دوران نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے جیسا کہ آپ آیا کرتے تھے اور آپ نے نماز پڑھی جس قدر اللہ ﷻ نے چاہا پھر دودھ کے پیالہ کی طرف نظر فرمائی مگر آپ نے اس میں کچھ نہ دیکھا۔ اس وقت آپ نے اپنا دست اقدس اٹھایا میں نے اپنے دل میں کہا اب مجھے بددعا کریں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر حضور ﷺ نے یہ دعا کی "اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ" پھر میں پیالہ لے کر ان بکریوں کی طرف گیا کہ دیکھوں کون سی بکری موٹی اور فربہ ہے تاکہ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے اس سے غذا حاصل کروں تو میں نے دیکھا کہ تمام بکریاں دودھ سے لبریز ہیں اور میں نے اہل بیت نبوت کے لئے دودھ کا پیالہ لے کر اس سے اتنا دودھ دوہا کہ اس پر جھاگ آ گئی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو العالیہ ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے نو گھروں کی طرف بھیجا اور کھانا طلب فرمایا۔ آپ کے پاس آپ کے بکثرت صحابہ بیٹھے ہوئے تھے مگر کھانا کسی کے ہاں نہ ملا۔ پھر آپ نے گھر میں بکری کا ایک بچہ دیکھا جس نے ابھی تک بچہ جنا ہی نہ تھا اور آپ نے اس کے تھنوں کی جگہ پر دست اقدس پھیرا اور راوی نے کہا کہ تھن دودھ سے اتنے دراز ہو گئے کہ اس کے پاؤں تک لٹک آئے پھر آپ نے برتن طلب فرمایا اور اس میں دوہ کر اپنے گھروں کی طرف ایک ایک برتن دودھ بھیجا۔ پھر دوہا اور تمام صحابہ نے اسے پیا۔

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے "المصنف" میں کہا کہ ہمیں محمد بن راشد رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی۔ انہوں نے کہا مجھ سے الوضین بن عطاء ﷜ نے حدیث بیان کی کہ ایک قصاب نے بکری کے گلہ کا

دروازہ کھولا تا کہ بکری کو پکڑ کر ذبح کرے مگر بکری اس سے چھوٹ کر بھاگ پڑی اور سیدھی حضور ﷺ کے پاس آئی۔ اس کے پیچھے وہ قصاب بھی آیا اور اس کے پاؤں پکڑ کر کھینچنے لگا حضور ﷺ نے بکری سے فرمایا حکم الٰہی پر تو صبر کر اور اے قصاب! تم بکری کو اس کی طرف نرمی کے ساتھ لے کر جاؤ۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور بہت سے انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ باغ میں ایک بکری تھی اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول صلی اللہ علیک وسلم! آپ کو سجدہ کرنے کے اس بکری سے زیادہ ہم مستحق ہیں آپ نے فرمایا میری امت میں کسی کے لئے سزاوار نہیں کہ وہ کسی کو سجدہ کرے۔ اگر کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں ضرور عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کہ سجدہ کرے۔

قصہ غزال یعنی ہرنی کا واقعہ

طبرانی نے ''الکبیر'' میں اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول ﷺ صحراء میں تھے۔ اچانک کسی نے پکارا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! حضور ﷺ نے متوجہ ہو کر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ پھر دوسری طرف متوجہ ہو کر دیکھا تو بندھی ہوئی ایک ہرنی نظر آئی اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے قریب تشریف لائیں تو قریب آ گئے اور فرمایا تیری کیا حاجت ہے؟

ہرنی نے کہا اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں آپ مجھے کھول دیجئے میں ان دونوں کو دودھ پلا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو ایسا کرے گی؟

ہرنی نے کہا اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ ﷻ مجھے عشار کا عذاب دے (عشار ایسی حاملہ اونٹنی کو کہتے ہیں جس کا وضع حمل دس ماہ گزر جانے کے بعد بھی نہ ہوا اور اس پر بوجھ لادا جائے اور وہ تکلیف سے فریاد کرے) تو حضور ﷺ نے اسے کھول دیا اور اس نے جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلایا اور اس کے بعد وہ آ گئی اور حضور ﷺ نے اسے باندھ دیا۔

اس دوران وہ اعرابی بیدار ہو گیا اور اس نے دیکھ کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کو کوئی کام ہے۔ فرمایا ہاں وہ یہ کہ اس ہرنی کو چھوڑ دے اور اس نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ کودتی ہوئی جا رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' (اس روایت کی سند میں اغلب بن تمیم ہے جو ضعیف ہے لیکن حدیث کی متعدد سندیں اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ یہ قصہ بے اصل نہیں ہے)۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق صالح المری رحمۃ اللہ علیہ روایت کی وہ ضعیف ہے اور انہوں نے ثابت ﷺ سے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان لوگوں پر گزرے جنہوں نے ہرنی پکڑ رکھی تھی اور اسے خیمہ کی چوب سے باندھ رکھا تھا۔

ہرنی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے دو بچے ہیں مجھے اجازت دیجئے کہ میں جا کر انہیں دودھ پلا کر آ جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اسے چھوڑ دو تا کہ یہ اپنے بچوں کو دودھ پلا دے پھر یہ تمہارے پاس آ جائے گی۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے لئے اس کی کون ضمانت لیتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا میں ضامن ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا وہ گئی اور دودھ پلا کر ان کے پاس واپس آ گئی اور انہوں نے اسے باندھ دیا۔ حضور نے فرمایا تم اسے فروخت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا حضور ﷺ یہ آپ ہی کی ہے پھر انہوں نے اسے کھول کر چھوڑ دیا اور وہ چلی گئی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو سعید خدری ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک ہرنی پر گزرے جو خیمہ کی چوب سے بندھی ہوئی تھی۔ ہرنی نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے کھول دیجئے تا کہ میں اپنے دونوں بچوں کو جا کر دودھ پلا آؤں۔ جب آ جاؤں تو آپ مجھے باندھ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو ایک قوم کا شکار ہے اور ایک قوم کی باندھی ہوئی ہے۔ آپ نے اس سے عہد لیا اور اس نے قسم کھائی آپ نے اسے کھول دیا تھوڑی دیر کے بعد وہ اس حال میں واپس آئی کہ اس کے تھنوں سے دودھ ٹپک رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے باندھ دیا اسی دوران وہ لوگ آ گئے۔ حضور نے ہرنی کو ان سے طلب فرمایا اور انہوں نے آپ کو ہبہ کر دیا۔ حضور ﷺ نے اسے کھول کر آزاد کر دیا۔

بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے زید بن ارقم ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک راستے سے گزر رہے تھے اور ہمارا گزر ایک اعرابی کے خیمہ کی طرف سے ہوا۔ دیکھا کہ خیمہ کی چوب سے ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے اس ہرنی نے کہا اس اعرابی نے مجھے گرفتار کیا ہے اور جنگل میں میرے دو بچے ہیں اور میرے تھنوں میں دودھ جم گیا ہے۔ یہ اعرابی نہ مجھے ذبح کرتا ہے کہ میں اس تکلیف سے خلاصی پاؤں اور نہ مجھے آزاد کرتا ہے کہ میں جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو کیا تو واپس آ جائے گی؟ اس

نے کہا ضرور واپس آؤں گی ورنہ اللہ ﷻ مجھے عشار کا عذاب دے گا۔ تو حضور ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ہرنی اپنی زبان چاٹتی ہوئی آ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے خیمہ کی چوب سے اسے باندھ دیا۔ اتنے میں اعرابی آ گیا اس کے ساتھ مشکیزہ تھا۔

حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کیا تو ہرنی کو میرے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔ اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہی کی ہے تو حضور ﷺ نے اسے آزاد کر دیا۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم! میں نے اسے دیکھا کہ وہ جنگل میں جا رہی تھی اور کہتی جاتی تھی کہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔"

واقعہ گرگ یعنی بھیڑیئے کا واقعہ

امام احمد و ابن سعد و بزار رحمہم اللہ نے اور حاکم و بیہقی رحمہما اللہ دونوں نے صحیح بتا کر اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد سندوں کے ساتھ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حرہ میں ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا اچانک بھیڑیا اس کی بکریوں میں سے ایک بکری پر لپکا تو چرواہا بکری اور بھیڑئے کے درمیان حائل ہو گیا۔ بھیڑیا اپنی دُم پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس نے چرواہے سے کہا کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ میرے اور اس رزق کے درمیان جسے اللہ ﷻ نے میری طرف بھیجا حائل ہوتا ہے؟

چرواہے نے کہا تعجب ہے کہ بھیڑیا انسانوں جیسی بات کرتا ہے۔

بھیڑیئے نے کہا کیا میں اس سے زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان گزشتہ واقعات کی خبریں لوگوں کو بتا رہے ہیں۔ یہ سن کر اس چرواہے نے اپنی بکریوں کو ہانک دیا اور خود مدینہ منورہ چل دیا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے بھیڑیئے کی بات بیان کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس نے سچ کہا اس نے سچ کہا' لوگو سن لو انسانوں سے درندوں کا بات کرنا قیامت کی علامتوں میں سے ایک ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک درندے انسانوں سے بات نہ کریں اور مرد سے اس کی جوتی کا تسمہ اور اس کے کوڑے کا پھندنا بات کرے گا اور اس کی ران اسے وہ بات بتائے گی جو اس کے جانے کے بعد اس کی بیوی سے رونما ہوئی ہو گی۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ" میں اور بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے اہبان بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ اپنی بکریوں کی گلہ بانی پر تھے ان کی ایک بکری پر بھیڑیئے نے حملہ کیا اور وہ اس پر

چیخے تو وہ اپنی دم پر بیٹھ گیا۔ اہبان ﷺ نے کہا پھر بھیڑیئے نے مجھے مخاطب کر کے کہا جس دن تو بکریوں سے غافل ہوگا اس دن تیری بکریوں کا کون محافظ ہوگا تو مجھ سے وہ رزق چھینتا ہے جسے اللہ ﷻ نے میرا رزق بنایا ہے میں نے کہا خدا کی قسم! میں نے اس سے تعجب کی کوئی بات نہیں دیکھی کہ بھیڑیا انسانوں جیسی بات کرتا ہے۔

بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان باغوں کے درمیان لوگوں کو زمانہ ماضی کی باتیں بتا رہے ہیں اور جو آئندہ ہوگا اس کی خبریں دے رہے ہیں اور وہ اللہ ﷻ کی طرف بلا رہے ہیں اور اس کی عبادت کی دعوت دے رہے ہیں۔

یہ سن کر اہبان ﷺ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اس کی آپ کو خبر دی اور مسلمان ہوئے۔

ابن عدی و بیہقی رحمہا اللہ نے حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت کہ انہوں نے کہا کہ ایک چرواہا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اپنی بکریوں کی گلہ بانی پر تھا۔ اچانک بھیڑیئے نے اس سے کہا کہ کیا تو اللہ ﷻ سے نہیں ڈرتا تو میری اس خوراک کو چھینتا ہے جسے اللہ ﷻ نے میرا رزق بنایا۔

چرواہے نے کہا کہ تعجب ہے کہ بھیڑیا بات کرتا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا میری بات کرنے سے زیادہ تعجب کی بات میں تجھے نہ بتاؤں کہ رسول اللہ ﷺ نخلستان میں اولین و آخرین کی باتیں لوگوں سے بیان فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد چرواہا چلا اور نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور اس خبر کو سنا کر اسلام قبول کیا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں تھا میں نے اپنی بکریاں باندھیں تو بھیڑیا آیا اور اس نے ان میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے اس کے پیچھے دوڑے۔ بھیڑیئے نے کہا تم لوگ مجھ سے اس لقمہ کو چھینتے ہوئے جسے اللہ ﷻ نے مجھے عنایت فرمایا۔ بھیڑیئے کو باتیں کرتا سن کر چرواہے مبہوت ہو گئے۔ بھیڑیئے نے کہا بھیڑیئے کی باتیں کرنے سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ محمد مصطفےٰ ﷺ پر وحی نازل ہوتی ہے۔

امام احمد و ابونعیم رحمہا اللہ نے بسند صحیح ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بکریوں کے چرواہے کی طرف بھیڑیا آیا اور اس نے بکری پکڑ لی اور چرواہے نے کوشش کر کے اس سے بکری چھین لی۔ راوی نے کا کہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھا اور اپنی دم پر بیٹھ گیا اور اس نے کہا میں

نے اس رزق کو چاہا جسے اللہ ﷻ نے میری خوراک بنائی تم نے مجھ سے اسے چھین لیا۔

چرواہے نے یہ سن کر کہا قسم ہے خدا کی! میں نے آج کی مانند بھیڑیئے کو باتیں کرتا نہیں دیکھا۔ بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ایک شخص دونوں پہاڑوں کے درمیان میں ہے وہ تم کو گزشتہ اور آئندہ کی خبریں بتاتا ہے۔ وہ چرواہا یہودی تھا وہ بارگاہ نبوت میں آیا اور حضور ﷺ کو واقعہ سنایا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

رافع بن عمیرہ طائی رضی اللہ عنہ نے بھیڑیئے کی تنبیہہ کے بعد اسلام قبول کیا

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن جعفر بن خالد دمشقی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت رافع بن عمیرہ طائی رضی اللہ عنہ کی بابت لوگوں کا خیال ہے کہ ان سے بھیڑیئے نے بات کی ہے وہ اپنی بھیڑوں میں تھے اور انہیں چرا رہے تھے تو بھیڑیئے نے ان کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بلایا اور ان سے ملنے کی اس نے تاکید کی۔ رافع رضی اللہ عنہ کے چند اشعار ہیں جس میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے:۔

رَعَیْتُ الضَّأْنَ اَحْمِیْهَا زَمَانًا	مِنَ الضَّبُعِ الْخَفِیِّ وَ کُلِّ ذِیْبِ
فَلَمَّا اَنْ سَمِعْتُ الذِّئْبَ نَادٰی	یُبَشِّرُنِیْ بِاَحْمَدَ مِنْ قَرِیْبِ
سَعَیْتُ اِلَیْهِ قَدْ شَمَّرْتُ ثَوْبِیْ	عَنِ السَّاقَیْنِ قَاصِدَةُ الرَّکِیْبِ
فَاَلْقَیْتُ النَّبِیَّ یَقُوْلُ قَوْلًا	صَدُوْقًا لَیْسَ بِالْقَوْلِ الْکَذُوْبِ
فَبَشَّرَنِیْ لِدِیْنِ الْحَقِّ حَتّٰی	تَبَیَّنَتِ الشَّرِیْعَةُ لِلْمُنِیْبِ
وَاَبْصَرْتُ الضِّیَاءَ یُضِیْئُ حَوْلِیْ	اَمَامِیْ اِنْ سَعَیْتُ وَعَنْ جُنُوْبِیْ
اَلَا اَبْلِغْ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ	وَاِخْوَتَهُمْ جُدَیْلَةَ اَنْ اَجِیْبِیْ
دُعَاءَ الْمُصْطَفٰی لَاشَکَّ فِیْهِ	فَاِنَّکَ اِنْ اَجَبْتَ فَلَنْ تَخِیْبِیْ

میں نے بھیڑوں کو چرایا اور ان کی حفاظت پوشیدہ گھوس اور بھیڑیئے سے ایک زمانہ تک کرتا رہا۔ جب میں نے سنا کہ بھیڑیا مجھے پکارتا ہے اور احمد مجتبیٰ ﷺ کی بشارت مجھے قریب سے دیتا ہے تو میں ان کی طرف دوڑا اور اپنی پنڈلیوں سے تہبند کو باندھا اور سفر کا قصد کیا اور میں نے حضور ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ سچی بات بتاتے تھے جس میں قطعاً جھوٹ نہ تھا اور آپ نے مجھے دین حق کی بشارت دی۔ یہاں تک کہ شریعت توبہ کرنے والے پر واضح ہو گئی اور میں نے وہ روشنی دیکھی جس سے میرا گرد و پیش روشن ہو گیا۔ اگر میں چلوں تو میرے آگے بھی اور میرے دونوں پہلو میں بھی۔ اسے سننے والے میری یہ بات عمرو بن عوف کے قبیلے والوں کو پہنچا دے جو جدیلہ کے

بھائی ہیں کہ وہ میرا کہا مانیں۔ محمد مصطفےٰ ﷺ کے دین کی دعوت حق ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اگر تم قبول کر لو گے تو تمہیں کوئی نقصان نہ ہوگا۔

بزار و سعید بن منصور اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیڑیا آیا اور وہ حضور کے روبرو اپنی دم پر بیٹھ گیا۔ پھر وہ اپنی دم کو ہلانے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ یہ بھیڑیوں کا قاصد ہے جو تم سے سوال کرتا ہے کہ اس کے لئے اپنے اموال سے کچھ حصہ مقرر کردو۔

بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے بطریق زہری رحمۃ اللہ علیہ حمزہ بن ابی اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے جنازہ میں تشریف لے گئے تو سر راہ حضور نے ایک بھیڑیئے کو اپنے پاؤں پھیلائے ہوئے دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیا اپنا حصہ چاہتا ہے۔ لہٰذا تم اس کے لئے کچھ مقرر کردو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کی رائے مبارک کیا ہے؟ ہر سال ہر ریوڑ میں سے ایک بکری مقرر کر دی جائے۔ صحابہ نے عرض کیا زیادہ ہے پھر آپ نے بھیڑیئے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تو ان کی بکریوں میں سے اچک لے جایا کر۔ پھر بھیڑیا چلا گیا۔

ابن سعد و ابو نعیم رحمہما اللہ نے مطلب بن عبد اللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں اپنے صحابہ میں جلوہ افروز تھے کہ اچانک بھیڑیا سامنے آیا اور اس نے نبی کریم ﷺ کے روبرو کھڑے ہو کر کچھ کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تمہاری طرف درندوں کا قاصد ہے اگر تم پسند کرو تو اس کے لئے کچھ حصہ مقرر کردو تاکہ اس کے سوا وہ تجاوز نہ کرے اور اگر تم اس کو اس کی مرضی پر چھوڑتے ہو تو تم اس سے ڈرتے رہو گے اور یہ جو رزق پکڑے وہ اس کی خوراک ہو۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے دل تو بخوشی اس کا کچھ حصہ مقرر کرنے کو نہیں چاہتے۔ اس پر حضور ﷺ نے اس کی طرف تین انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور بتایا کہ اب اچکنا ہی تیرا حصہ ہے یہ سن کر وہ پلٹ کر چلا گیا اور وہ دم ہلاتا جاتا تھا۔

دارمی و ابن منیع رحمہما اللہ نے اپنی ''مسند'' میں اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق شمر بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مزنی یا جہنی شخص سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی تو آپ نے تقریباً ایک سو بھیڑیوں کو اپنی دموں پر بیٹھا دیکھا۔ جو بھیڑیوں کے قاصد تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا اپنے اموال میں سے ان کے لئے کچھ حصہ مقرر کر سکتے

ہو؟ اور ماسوا مال سے تم مامون و محفوظ رہ سکتے ہو؟ لوگوں نے شکایت کہ ہم خود حاجتمند ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ان کو جانے کی اجازت دے دو۔ تو انہوں نے انہیں اجازت دے دی اور وہ چلے گئے اور وہ بولتے جاتے تھے۔

واقدی و ابونعیم رحمہما اللہ نے سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول ﷺ کوہ حرق پر تشریف لائے۔ اچانک ایک بھیڑیا حضور ﷺ کے روبرو آ کے کھڑا ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس بھیڑیئے کا نام اولیس ہے۔ یہ ہر ریوڑ سے ایک بکری مانگتا ہے مگر لوگوں نے انکار کیا۔ پھر حضور ﷺ نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا اور وہ پلٹ کر چلا گیا۔

بیہقی و ابونعیم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے کتاب ''العظمۃ'' میں حضرت ابن مسعود ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ہم ایک درخت کے قریب گئے تو اس میں حمرۃ کا گھونسلہ تھا (حمرہ چڑیا کی مانند چھوٹا سا پرندہ ہے) ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لئے تو حمرہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بار بار آتی اور کچھ بولتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کسی شخص نے اس کے دونوں بچے پکڑ کر اسے دکھ پہنچایا ہے ہم نے عرض کیا کہ ہم نے پکڑے ہیں۔ فرمایا انہیں اس کے گھونسلے میں رکھ دو تو ہم نے انہیں اس کی جگہ رکھ دیا۔

امام احمد و ابویعلی اور بزار و طبرانی نے ''اوسط'' میں اور بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے اور دارقطنی و ابن عساکر رحمہما اللہ نے کئی سندوں کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کا ایک وحشی جانور تھا جب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے جاتے تو وہ اچھلتا کودتا آتا جاتا اور کھیل کود کرتا اور جب رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لے آتے تو خاموش بیٹھ جاتا اور اچھل کود نہ کرتا۔ جب تک رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف رکھتے۔ ہیثمی نے اس روایت کو صحیح بتایا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے جعیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں تھا اور میری گھوڑی بوڑھی اور کمزور تھی اس لئے میں سب لوگوں سے پیچھے کی جماعت میں تھا۔ رسول اللہ ﷺ مجھ سے ملے اور فرمایا اے گھوڑے والے آگے بڑھو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری یہ گھوڑی بوڑھی اور کمزور ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کوڑا اٹھایا جو آپ کے پاس تھا اور اس گھوڑی کے مارا اور دعا کی۔

اے خدا ﷻ اس کے لئے اس گھوڑی میں برکت دے تو میں نے دیکھا کہ میں اس کا سر روک نہیں سکتا تھا اور وہ سب سے آگے بڑھ گئی اور اس کے پیٹ سے جو بچے پیدا ہوئے ان کو میں

نے بارہ ہزار میں فروخت کیا۔

شیخین رحمہما اللہ نے بطریق حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ' ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے انس ﷛ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اَحسَنُ النَّاسِ ' اَجوَدُ النَّاسِ اور اَشجَعُ النَّاسِ تھے۔ ایک رات اہل مدینہ نے ڈراونی آواز سنی تو حضور اکرم ﷺ ابوطلحہ ﷛ کی گھوڑی پر بغیر زین کے سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ جب لوگ باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے پہلے اس آواز کی طرف تشریف لے جا چکے ہیں اور آپ خبر کی تحقیق فرما چکے ہیں اور آپ فرما رہے تھے کہ ہرگز کوئی خوف نہ کرو اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔

حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ سے ثابت ﷛ نے حدیث بیان کی یا یہ کہا کہ ثابت ﷛ سے دوسرے راوی کے ذریعہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کے بعد اس گھوڑے سے آگے کوئی گھوڑا نہ بڑھا۔ باوجودیکہ وہ گھوڑا بہت سست رفتار تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ ﷛ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد ﷛ سے ملاقات کرنے تشریف لائے اور انہیں کے ہاں دوپہر کا قیلولہ فرمایا۔ جب دن ٹھنڈا ہو گیا تو اپنا اعرابی گدھا لائے اور اس پر روئی کا گدا ڈالا اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر سواری فرمائی پھر اسے واپس کر دیا تو وہ سبک خرام اور تیز رفتار ہو گیا۔ حالانکہ وہ پہلے سست رفتاری سے چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا تھا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عصمہ بن مالک خطمی ﷛ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے ملنے قبا تشریف لائے۔ جب آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو ہم سست رفتار دراز گوش لائے۔ حضور ﷺ اس پر سوار ہو کر تشریف لے گئے پھر آپ نے ہمیں واپس کر دیا تو وہ فراخ قدم اور تیز رفتار ہو گیا۔

رسول خدا ﷺ کا ایک حمار سے ہمکلام ہونا

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو منظور رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر کو فتح فرمایا تو آپ کو ایک سیاہ رنگ کا گدھا ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حمار سے کلام فرمایا اور حمار نے بھی آپ سے کلام کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟

اس نے کہا یزید بن شہاب' اللہ ﷻ نے میری جد کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا کئے اور وہ سب کے سب ایسے ہوئے کہ نبی کے سوا کسی نے ان پر سواری نہیں کی اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھ پر سواری فرمائیں گے میرے جد کی نسل میں میرے سوا کوئی نہیں رہا ہے اور نہ آپ کے سوا

نبیوں میں کوئی باقی رہا ہے آپ سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ میں اسے قصداً گرا دیا کرتا تھا اور وہ یہودی میرے پیٹ کو تکلیف پہنچاتا اور میری کمر پر مارتا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اب تیرا نام ''یعفور'' ہے جب رسول اللہ ﷺ کسی کو بلانے کے لئے کسی کے دروازے کی طرف بھیجتے تو وہ اس کے دروازے پر آ کر اپنے سر کو دروازے پر مارتا اور جب گھر والا باہر نکل کر اس کے پاس آتا تو حضور ﷺ کی طرف اشارہ کرتا کہ رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔ جب نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ کے کنوئیں پر آیا اور خود کو رسول اللہ ﷺ کے فراق میں اس کنویں میں گرا دیا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس خیبر میں جب سیاہ گدھے کو لا کر کھڑا کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا تو کون ہے؟

اس نے کہا میں عمرو بن فلاں ہوں۔ ہم تین بھائی تھے ہم میں سے ہر ایک پر انبیاء سوار ہوتے ہیں۔ میں ان میں سے چھوٹا ہوں اور میں آپ کے لئے تھا۔ جب یہودی شخص میرا مالک بنا تو جب بھی مجھے آپ یاد آتے تو میں ٹھوکر کھا کر اسے گرا دیتا۔ وہ مجھے خوب مارتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اب تیرا نام ''یعفور'' ہے۔

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص مصطفٰے ﷺ کے ضمن میں کہا کہ آپ نے جس چوپائے پر بھی سواری کی ہے وہ اپنی اسی حالت میں رہا جس پر وہ تھا اور وہ حضور ﷺ کی برکت سے بوڑھا نہ ہوا۔

گوہ کی شہادتِ رسالت

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاوسط اور الصغیر'' میں اور ابن عدی و حاکم رحمہما اللہ نے المعجزات میں اور بیہقی و ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی محفل میں جلوہ افروز تھے اچانک بنی سلیم کا ایک اعرابی آیا اور اس نے گوہ کا شکار کیا تھا۔ اس نے کہا مجھے لات وعزیٰ کی قسم ہے میں اس وقت تک ہرگز ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ کی تصدیق نہ کرے۔ رسول ﷺ نے فرمایا اے گوہ! میں کون ہوں؟

اس گوہ نے ایسی واضح عربی زبان میں جسے ہر شخص بخوبی سمجھ سکے ''لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ یَارَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ'' کہا حضور ﷺ نے فرمایا تو کس کی عبادت کرتی ہے؟

گوہ نے کہا میں اس ذات کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان میں ہے اور جس کی حکومت زمین میں ہے اور دریا میں اس کا راستہ ہے اور جنت میں اس کی رحمت ہے اور جہنم میں

اس کا عذاب ہے۔

فرمایا تو میں کون ہوں؟

گوہ نے کہا آپ رب العلمین کے رسول ﷺ اور خاتم النبین ہیں۔ وہ کامیاب ہے جس نے آپ کی تصدیق کی اور وہ نامراد ہے جس نے آپ کی تکذیب کی۔ پھر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

اس روایت کی سند میں ایسا کوئی راوی نہیں ہے جس کے حال میں غور کیا جائے' بجز محمد بن علی بن ولید بصری سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے جو طبرانی و ابن عدی رحمہما اللہ کا شیخ ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس حدیث میں اسی پر حمل ہے کہا کہ یہ حدیث دوسری سندوں کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ابن دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی دوسری سند بھی ہے جس میں محمد بن علی بن ولید رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہے اور اسے ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے نیز اس حدیث کی مانند حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جسے ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شیر حضور ﷺ کا نام سن کر بے آزاد ہو گیا

ابن سعد' ابو یعلی' بزار' ابن مندہ' حاکم رحمہم اللہ نے صحیح بتا کر' بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے غلام سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ وہ دریا میں کشتی پر سوار تھے کشتی ٹوٹ گئی تو وہ اس کے ایک تختے پر سوار ہو گئے۔ اس تختہ نے مجھے ایسے بیابان میں اتارا جس میں شیر تھے۔ اچانک شیر روبرو آ گیا۔ جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے کہا اے ابو الحارث! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں تو وہ سامنے آ کر اپنی دم ہلانے لگا۔ یہاں تک کہ وہ میرے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا پھر وہ میرے ساتھ چلا۔ یہاں تک کہ اس نے مجھے راستہ پر ڈال دیا۔ اس کے بعد ایک ساعت وہ غرایا اور میں نے خیال کیا وہ مجھے رخصت کر رہا ہے

اور بغوی و ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ مجھے شیر ملا تو میں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا غلام سفینہ رضی اللہ عنہ ہوں کہا کہ اس نے اپنی دم زمین پر ماری اور وہ بیٹھ گیا۔

پرندے نے حضور ﷺ کے موزے مبارک کو صاف کیا

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو دور تشریف لے جاتے۔ ایک دن آپ تشریف لے

گئے تو میں حضور ﷺ کے ساتھ گیا۔ آپ درخت کی آڑ میں بیٹھے اور اپنے دونوں موزے اتار دیئے۔ پھر ان میں سے ایک موزہ پہنا تو ایک پرندہ آیا اور دوسرا موزہ لے کر اڑ گیا۔ پھر فضائے آسمانی میں اسے جھاڑا تو اس میں سے سیاہ سانپ کینچلی اترا ہوا گرا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے موزے طلب فرمائے اور ان میں سے ایک موزہ پہنا پھر کوا آیا اور دوسرا موزہ لے کر اڑ گیا اور اس نے اسے جھاڑا تو اس سے سانپ گرا۔ یہ ملاحظہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اللہ عزوجل اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ بغیر جھاڑے اپنے موزے نہ پہنے۔

خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مکارم اخلاق'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے موزے اتارے اور اس سے کالا سانپ بغیر کینچلی کے گرا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہی وہ کرامت ہے جس کے ساتھ اللہ عزوجل نے مجھے مکرم فرمایا۔ اے خدا! میں تجھی سے پناہ مانگتا ہوں زمین پر اور ہر چلنے والے کے شر سے۔

شیخین رحمہما اللہ نے بطریق محمد بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا آج رات جنات میں سے ایک عفریت نے میری نماز کو قطع کرنے کی غرض سے مجھ پر تھوک دیا۔ تو اللہ عزوجل نے مجھے اس پر قدرت دی اور میں نے اسے پکڑ لیا اور میں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے کسی ستون سے اسے باندھ دوں تاکہ صبح ہو تو لوگ اسے دیکھیں مگر اس وقت اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا مجھے یاد آ گئی کہ ''رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ۔'' پھر میں نے اسے دھتکار کر دور کر دیا۔

ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی فرمایا شیطان میرے مصلے کے آگے میرے سامنے آیا۔ میں نے اس کی گردن پکڑ لی۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنی ہتھیلی پر پائی۔ اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی وہ دعا نہ ہوتی تو میں اسے باندھ دیتا اور تم اسے صبح کو دیکھتے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے روبرو شیطان گزرا میں نے اسے پکڑ لیا اور میں نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ اس کی زبان نکل کر میرے ہاتھ میں آ گئی اور میں نے اس کی ٹھنڈک محسوس کی اور وہ چیخنے لگا آپ نے مجھے مار ڈالا۔ آپ نے مجھے مار ڈالا۔ اگر سلیمان علیہ السلام کی وہ دعا نہ ہوتی تو صبح کو تم مسجد کے ستون سے اسے لٹکا ہوا دیکھتے اور اہل مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے عتبہ بن مسعود ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اچانک آپ نے اپنا دست اقدس اپنے آگے دراز فرمایا۔ جب آپ سے وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا شیطان آیا اور میں نے اسے دھتکار دیا اگر میں اسے پکڑ لیتا تو میں اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دیتا اور مدینہ کے بچے اس کے گرد پھرتے۔

بیہقی' بزار اور ابونعیم رحمہم اللہ نے جابر بن سمرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں فجر کی نماز پڑھا رہے تھے تو آپ نے اپنا دست اقدس دراز فرمایا درآنحالیکہ آپ نماز میں ہی تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ فرمایا شیطان میرے نزدیک ہوا اور وہ آگ کا شرارہ مجھ پر پھینکنا چاہتا تھا۔ تاکہ وہ مجھے فتنہ میں ڈالے مگر میں نے اسے پکڑنا چاہا اگر میں شیطان کو پکڑ لیتا تو وہ مجھ سے نہیں چھوٹ سکتا تھا اور میں اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دیتا اور مدینہ کے بچے اسے دیکھتے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الدرداء ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا ''اَعُوْذُ بِاللهِ مِنْکَ'' پھر تین مرتبہ ''اَلْعَنُکَ بِلَعْنَةِ اللهِ'' فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے اپنا دست اقدس دراز فرمایا۔ گویا کہ کسی چیز کو پکڑ رہے ہیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے اس کی بابت استفسار کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: دشمنِ خدا ابلیس تھا جو آگ کا شرارہ لایا اور چاہتا تھا کہ میرے منہ پر ڈالے اور میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی وہ دعا نہ ہوتی تو صبح اسے بندھا دیکھتے اور مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے ہوتے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابن المسیب ﷺ حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس شیطان آیا اور میں نے اسے گردن سے پکڑ لیا اور اس کا گلا گھونٹا۔ یہاں تک کہ اس کے زبان کی ٹھنڈک میرے انگوٹھے نے محسوس کی۔ اللہ عزوجل سلیمان علیہ السلام پر رحم کرے اگر ان کی وہ دعا نہ ہوتی تو تم اسے صبح کو بندھا دیکھتے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں حضرت جابر ﷺ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی فرمایا میں گھر کے اندر گیا تو اچانک دروازے کے اوٹ میں شیطان کو دیکھا میں نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر پائی۔ اگر اس عبد صالح کی دعا نہ ہوتی تو صبح کو لوگ اسے بندھا دیکھتے۔

وہ معجزات جو مردوں کو زندہ کرنے اور ان سے کلام کرنے میں واقع ہوئے

حجۃ الوداع کے باب میں حضور ﷺ کا اپنی والدہ ماجدہ کو زندہ کرنے کا تذکرہ اور غزوہ خیبر کے باب میں زہریلی بکری سے کلام کرنے کا ذکر اور غزوہ بدر کے باب میں اصحاب قلیب کے زندہ کرنے اور زہریلی بکری کے بچے سے کلام کرنے کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

ابن عدی' ابن ابی الدنیا' بیہقی وابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک انصاری جوان کی عیادت کی۔ اس کے پاس اس کی بوڑھی اور اندھی ماں بیٹھی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ جوان فوت ہو گیا اور ہم نے اس کی آنکھیں بند کر کے اس کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا اور ہم نے اس کی ماں سے کہا اب تم اللہ عزوجل سے ثواب کی توقع رکھو۔ اس نے پوچھا کیا وہ فوت ہو گیا ہے؟

ہم نے کہا ہاں پھر اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی جانب پھیلائے اور دعا کی اے خدا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے نبی ﷺ کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ ہر مصیبت کے وقت تو میری مدد کرے گا تو اس مصیبت کا بوجھ مجھ پر نہ ڈال۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! ہم وہاں سے گئے نہ تھے کہ اس جوان نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور کھانا مانگا اور ہم نے اس کے ساتھ کھانا کھایا۔

امت محمدیہ ﷺ کی تین خوبیاں

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس امت میں تین خوبیاں ایسی پائی ہیں کہ اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو وہ امتوں کو تقسیم نہ کرتیں۔ ہم نے پوچھا وہ تین خوبیاں کیا ہیں؟

فرمایا ہم اہل صفہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک مہاجرہ عورت آئی اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا جو حد بلوغ کو پہنچ گیا تھا کچھ ہی عرصے بعد اسے مدینہ کی وبا لگی اور وہ چند دنوں بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی آنکھیں بند کر کے تجہیز و تکفین کی تیاری شروع کر دی۔ جب ہم نے اسے غسل دینے کا ارادہ کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا اے انس رضی اللہ عنہ! تم جاؤ اور اس جوان کی ماں کو خبر کرو تو میں نے جا کر اسے خبر دی۔ وہ آئی اور حضور ﷺ کے قدمہائے مبارک کے پاس بیٹھ گئی اور اس نے حضور ﷺ کے دونوں قدموں کو پکڑ لیا' پھر اس نے کہا:

اے خدا عزوجل! میں نے تیرے لئے طوعاً اسلام قبول کیا اور کنارہ کش ہو کر بتوں کو چھوڑا

پھر شوق کے ساتھ تیری طرف ہجرت کی۔ اب مجھے بت پرستوں کے سامنے شرمندہ نہ کر اور اس مصیبت کا بوجھ مجھ پر نہ ڈال۔ مجھ میں اس مصیبت کے اٹھانے کی برداشت نہیں ہے۔ حضرت انس ﷛ نے فرمایا خدا کی قسم! ابھی اس نے اپنی بات پوری نہ کی تھی کہ جوان کے پاؤں حرکت کرنے لگے اور اس نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا اور زندہ رہا۔ یہاں تک کہ اللہ ﷯ نے اپنے رسول ﷺ کو اس جہان سے بلا لیا اور اس کی ماں بھی فوت ہوگئی۔

اس طرح دریا سے پار ہونا کہ گھوڑے کے سم بھی تر نہ ہوئے

حضرت انس ﷛ نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب ﷛ نے ایک لشکر مرتب فرمایا اور العلاء الحضرمی ﷛ کو اس لشکر کا امیر بنایا اور میں اس جہاد میں شریک تھا جب ہم مقام جہاد میں پہنچے تو کافروں کو ہمارے آنے کی اطلاع مل چکی تھی اور انہوں نے پانی کے تمام نشانات مٹا دئے تھے۔ وہ موسم شدید گرمی وحرارت کا تھا۔ ہم اور ہمارے جانور پیاس سے بیتاب ہو گئے۔ جب سورج ڈھلا تو دو رکعت نماز امیر لشکر نے ہمیں پڑھائی پھر انہوں نے اپنے ہاتھ دعا کے لئے پھیلائے اور ہم آسمان میں کچھ نہیں دیکھ رہے تھے خدا کی قسم ابھی انہوں نے اپنے ہاتھ دعا کے لئے واپس نہ کئے تھے کہ اللہ ﷯ نے ہوا بھیجی اور بادل کو پیدا کیا اور خوب زور کی بارش ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ندی نالے بھر گئے اور ہم نے پانی پیا اور پلایا اور مشکیزوں میں بھر لیا۔ اس کے بعد ہم دشمن کی طرف متوجہ ہوئے وہ لوگ خلیج بحر کو پار کر چکے تھے اور ایک جزیرے میں پہنچ گئے تھے۔ ہم خلیج کے کنارے کھڑے ہو گئے اور العلاء الحضرمی ﷛ نے کہا ''یَا عَلِیُّ 'یَا عَظِیْمُ 'یَا کَرِیْمُ' پھر فرمایا بسم اللہ پڑھ کر پار چلو۔

حضرت انس ﷛ نے فرمایا ہم اس حال میں پار ہوئے کہ ہمارے گھوڑوں کے کھر تک تر نہ ہوئے۔ پھر زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ العلاء الحضرمی ﷛ فوت ہو گئے اور ہم نے ان کو وہیں دفن کر دیا۔ ان کے دفن کرنے کے بعد ایک شخص آیا اس نے پوچھا یہ کون شخص ہیں ہم نے کہا یہ امیر لشکر ابن الحضرمی ﷛ ہیں۔ اس نے کہا یہ زمین مردے کو باہر نکال دیتی ہے (یعنی دریا یا جانور وغیرہ اسے کھود ڈالتے ہیں) اگر تم ایک یا دو میں آگے منتقل کر دو تو زمین قبول کر لیتی ہے۔ ہم نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور کہا کہ اگر ہم انہیں درندوں کے آگے کر دیں تو وہ کھا جائیں گے غرض کہ سب ان کی قبر کھولنے پر متفق ہو گئے۔ جب ہم نے اس کی لحد کھولی تو دیکھا کہ ہمارا رفیق اس میں موجود نہیں ہے اور دیکھا کہ منتہائے نظر تک وہ لحد نور سے لبریز ہے اس کے بعد ہم نے لحد پر مٹی ڈال دی اور ہم نے کوچ کر لیا۔

ابو نعیم ﷛ نے روایت کی کہ ہم سے عبد اللہ بن محمد بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے عبد

الرحمٰن بن محمد بن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ابو برہ بن محمد بن ابی ہاشم مولی بنی ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ابو کعب البداح بن سہل انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے اپنے والد سہیل بن عبد الرحمٰن ﷺ سے انہوں نے اپنے والد عبد الرحمٰن بن کعب ﷺ سے' انہوں نے اپنے والد کعب ﷺ بن مالک سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ ﷺ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے حضور ﷺ کے روئے تاباں کو متغیر دیکھا تو وہ اپنی اہلیہ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے روئے مبارک کو متغیر دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ تغیر بھوک کی ہی بنا پر ہے۔ کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟

انہوں نے کہا خدا کی قسم! ہمارے پاس بجز اس بکری کے بچے کے اور کچھ بچے ہوئے دانوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور اہلیہ نے ان دانوں کو پیسا اور روٹی بنا کر پکائی اس کے بعد ثرید بنا کر ہم نے طباق میں رکھا اور اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے جابر ﷺ میرے پاس اپنی قوم کو بلا کر لاؤ۔ تو میں ان کو لے کر آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ان کو جماعت در جماعت کر کے بھیجو تو ایک جماعت کھا کر چلی جاتی تو دوسری جماعت داخل ہوتی اس طرح سب نے کھایا اور طباق میں ثرید اتنا ہی موجود تھا جتنا پہلے تھا اور رسول اللہ ﷺ ان سے فرماتے جاتے کھاؤ مگر ہڈی کو نہ توڑنا۔

پھر آپ نے ان ہڈیوں کو طباق کے وسط میں جمع کیا اور ان کے اوپر اپنا دست اقدس رکھا اور آپ نے کچھ پڑھا جس کو میں نہ سن سکا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ بکری کھڑی ہے اور وہ اپنے کان پھڑ پھڑا رہی ہے حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم اپنی بکری کو لے لو تو میں اسے لے کر اپنی اہلیہ کے پاس آیا اس نے پوچھا یہ کیسی بکری ہے؟ میں نے کہا خدا کی قسم یہ وہی بکری ہے جسے ہم نے ذبح کیا تھا۔ اللہ ﷻ نے اسے ہمارے لئے دوبارہ زندہ کر دیا۔ یہ سن کر ان کی اہلیہ نے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ بیشک آپ اللہ ﷻ کے رسول ﷺ ہیں۔

ام محجن رضی اللہ عنہا کا بعدِ مردن سننا

ابو الشیخ اور ابن حبان رحمہما اللہ نے عبید بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مدینہ طیبہ میں ایک عورت تھی۔ وہ مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔ جب وہ فوت ہوئی تو اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو نہ دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ محجن رضی اللہ عنہا کی قبر پر گذرے۔ آپ نے پوچھا یہ کس کی قبر ہے۔ صحابہ نے بتایا کہ یہ ام محجن رضی اللہ عنہا کی قبر ہے۔ آپ نے فرمایا وہی عورت

جو مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں وہی عورت۔ پھر لوگوں نے صف باندھی اور حضور نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اس کے بعد فرمایا اے ام محجن ﷺ تم نے کون سا عمل افضل پایا؟ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا وہ سنتی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ پھر حضور ﷺ نے بیان کیا کہ اس نے جواب دیا ہے کہ مسجد کی صفائی افضل عمل پایا ہے۔

اور غزوہ احد کے باب میں گزر چکا ہے کہ حضرت حمزہ ﷺ اور شہدائے احد نے اسلام کا جواب دیا تھا اور لوگوں نے اسے سنا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن خرام ﷺ وغیرہ کی قبروں سے قرأت قرآن کریم کی آواز لوگوں نے سنی ہے۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب القبور'' میں ایسی سند کے ساتھ جس میں ابہام ہے حضرت عمر بن الخطاب ﷺ نے روایت کی کہ وہ بقیع شریف سے گزرے تو انہوں نے کہا یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ! وہ خبریں جو ہمارے پاس ہیں یہ ہیں کہ تمہاری بیویوں نے دوسرے شوہر کر لئے ہیں اور تمہارے گھروں میں دوسرے بس گئے ہیں اور تمہارے اموال وارثوں پر تقسیم ہو چکے ہیں تو ہاتف نے ان کو جواب دیا کہ

اے عمر بن خطاب ﷺ! وہ خبریں جو ہمارے پاس ہیں یہ ہیں کہ جو اعمال خیر ہم نے بھیجے وہ ہم نے پالئے اور جو ہم نے خرچ کیا ہم نے ان کا نفع اٹھایا اور جو چھوڑ کے آئے اس میں ہم خسارہ میں رہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ نیشاپور'' میں اور بیہقی و ابن عساکر رحمہما اللہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں مجہول راوی ہے۔ حضرت سعید بن المسیب ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم حضرت علی مرتضٰی ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ کے قبرستان میں گئے اور حضرت علی مرتضٰی ﷺ نے بآواز کہا یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ کیا تم ہمیں اپنی خبریں سناتے ہو یا ہم تمہیں خبریں سنائیں۔ راوی نے کہا ہم نے جواب میں ایک آواز سنی وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اے امیر المومنین ہمیں وہ خبریں بتاؤ جو ہمارے بعد واقع ہوئی ہیں اس پر حضرت علی مرتضٰی ﷺ نے فرمایا:

سنو! تمہاری بیویوں نے دوسرے شوہر کر لئے ہیں اور تمہارے اموال تقسیم ہو چکے ہیں اور تمہاری اولاد یتیموں کے زمرے میں شامل ہے اور وہ مکانات جن کو مضبوطی سے بنایا تھا اس میں وہ لوگ بس گئے ہیں جو تمہارے دشمن ہیں۔ تو یہ خبریں ہیں جو ہمارے پاس تھیں اب تم اپنی

خبریں مجھے سناؤ تو ہاتف نے ان کا جواب دیا۔

مردوں کے کفن پرانے ہو چکے ہیں اور ان کے بال بکھر گئے ہیں اور ان کی کھالیں پھٹ گئی ہیں اور آنکھیں بہہ کر رخساروں پر آ گئی ہیں اور نتھنوں سے خون و پیپ بہہ رہا ہے اور جو ہم نے بھیجا اسے ہم نے پا لیا اور جو ہم نے چھوڑا اس سے ہم خسارے میں رہے اور ہم اعمال کے بدلے گروی ہیں۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن ایوب خزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے اس سے سنا ہے جس نے یہ بیان کیا کہ حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک جوان کی قبر پر تشریف لے گئے اور اسے پکار کر فرمایا اے فلاں "وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ" اور جس نے اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے خوف کیا اس کیلئے دو جنتیں ہیں تو اس جوان نے اپنی قبر کے اندر سے آپ کو جواب دیا:

اے عمر رضی اللہ عنہ! بلاشبہ میرے رب نے مجھے نسبت میں ان دونوں باغوں کو دو مرتبہ عطا فرما دیا ہے (یہ قصہ بہت طویل ہے' اسے میں نے "کتاب البرزخ" میں بیان کیا ہے اور اس سلسلہ میں بہت سی خبریں صحابہ و تابعین اور ان کے بعد والوں کی لایا ہوں جنہوں نے مردوں کے کلام کو سنا ہے۔)

اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک جماعت سے باسانید صحیح مرنے کے بعد کلام کرنے کے بارے میں روایتیں ہیں۔ اس کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مسیلمہ کذاب کے مقتولوں میں سے ایک شخص نے کلام کیا اور کہا کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ' عثمان رضی اللہ عنہ' الامین الرحیم ہیں"۔ راوی نے کہا یہ مجھے یاد نہیں رہا کہ اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ضمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص کی بکری تھی اور اس کا ایک بیٹا تھا وہ بچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیالے میں دودھ لایا کرتا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مفقود پایا اور اس کے باپ نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں اللہ عزوجل سے دعا کروں کہ اس بچہ کو تمہارے لئے زندہ کر دے یا تم صبر کرتے ہو تا کہ تمہارے لئے آخرت میں روز قیامت اجر ہو اور وہ تمہارا بچہ آئے اور تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں جنت کے دروازے تک لے جائے اور تم جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ۔ بولو کیا چاہتے ہو؟

اس شخص نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے لے ایسا غم خوار کون ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا وہ بیٹا تمہارے لئے ہے اور ہر مومن کا بیٹا اس کے لئے ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر بطریق اسمٰعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ' ابو برہ نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ یمن سے ایک شخص چلا۔ ابھی وہ راستے میں ہی تھا کہ اس کا گدھا مر گیا تو وہ اٹھا اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر دعا کہ" اے خدا! میں تیری راہ میں جہاد کرنے آیا اور تیری خوشنودی کا طلبگار رہا اور میں نے گواہی دی کہ تو مردے کو زندہ کرتا ہے اور قبروں میں سے اٹھاتا ہے تو آج مجھ پر کسی اور کا احسان نہ ڈال۔ تجھی سے سوال کرتا ہوں کہ میرے گدھے کو زندہ کر کے اٹھا دے" تو وہ گدھا کھڑا ہو گیا اور اپنے کان ہلانے لگا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کی اسناد صحیح ہے اور فرمایا کہ جہاں کہیں ایسا ہوگا وہ صاحب شریعت کی کرامت سے ہی ہوگا۔ کیونکہ وہ آپ کی امت میں سے ہی ہوگا اس کے بعد بیہقی اور ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے دوسری سند کے ساتھ اسمٰعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مانند روایت کی۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا بیان کیا کہ میں نے اس گدھے کو بازار میں فروخت ہوتا دیکھا ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو دونوں سے سنا ہوگا۔ اس کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی روایت مسلم بن عبد اللہ بن شریک نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بنی نخع کا ایک شخص نباتہ بن یزید غازی تھا اور انہوں نے اس کی مثل روایت بیان کی اور زیادہ کیا کہ اس شخص کے گروہ میں سے ایک نے اشعار کہے' ان میں سے ایک یہ ہے کہ:

وَمِنَّا الَّذِیْ اَحْیَی الْاِلٰهُ حِمَارَهٗ   وَقَدْ مَاتَ مِنْهُ كُلُّ عُضْوٍ وَّمَفْصَلِ

ہم میں سے ایک شخص وہ ہے جس کے گدھے کو اللہ ﷻ نے زندہ کیا جب کہ اس کا ہر عضو اور ہر جوڑ بکھر چکا تھا۔

وہ معجزات جو بیماروں کو اچھا کرنے کے سلسلے میں ظہور میں آئے

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق شمر بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ' اپنے کسی راوی سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک عورت مجھ کو لے کر آئی جو جوان تھا۔ اس نے عرض کیا میرا یہ بیٹا جب

سے پیدا ہوا ہے بات ہی نہیں کرتا حضور ﷺ نے فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ ﷻ کے رسول ہیں۔

ابن ابی شیبہ' ابن سکن' بغوی' طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حبیب بن فدیک رحمۃ اللہ علیہ جن کو فویک کہا جاتا ہے سے روایت کی کہ ان کو ان کے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ ان کی دونوں آنکھیں ایسی سفید تھیں کہ کچھ دیکھ نہ سکتے تھے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا تمہیں کیا صدمہ پہنچا۔ حبیب ؓ نے کہا میرا پاؤں سانپ کے انڈوں پر پڑ گیا تھا اس سے میری بصارت جاتی رہی۔ رسول اللہ ﷺ نے پھونک ماری اور وہ روشن ہو گئیں۔ میں نے انہیں دیکھا ہے کہ وہ سوئی میں ڈورا ڈال رہے تھے اس وقت ان کی عمر اسی ۸۰ سال کی تھی اور دونوں آنکھیں سفید تھیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص لایا گیا جس کے پاؤں میں ایسا زخم تھا جس سے اطباء عاجز ہو گئے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنی انگشت مبارک لعاب دہن شریف پر رکھی۔ اس کے بعد چھنگلیا اٹھائی اور اسے مٹی پر رکھی پھر اسے اٹھا کر اس کے زخم پر رکھی' پھر فرمایا: بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ رِیْقِ بَعْضِنَا بِتُرْبَۃِ اَرْضِنَا لِیُشْفِیْ سَقِیْمَنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا'' یہ حدیث مرسل ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ' محمد بن حاطب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میرے ہاتھ پر ہانڈی گر پڑی اور وہ جل گیا تو مجھے میری والدہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئیں تو حضور ﷺ نے اس پر لعاب دہن شریف لگایا اور فرمایا ''اِذْھِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ'' تو وہ فوراً ٹھیک ہو گیا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ'' میں کہا کہ ہم سے سعید بن سلیمان نے ان سے عبدالرحمٰن بن عثمان بن ابراہیم بن محمد بن حاطب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے انہوں نے محمد بن حاطب رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنی والدہ ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی انہوں نے کہا کہ میں تمہیں لے کر سرزمین حبشہ سے چلی یہاں تک کہ جب میں مدینہ منورہ سے ایک رات کے فاصلے پر تھی تو میں نے ہانڈی پکائی۔ لکڑی ختم ہو گئی تو میں لکڑی کی تلاش کرنے نکلی تو تم نے ہانڈی کو پکڑا اور اسے اپنے ہاتھ پر گرا لیا میں تم کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئی تو حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن شریف تمہارے ہاتھوں پر لگایا اور پڑھا ''اِذْھِبِ الْبَاسَ' رَبَّ النَّاسِ' اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُ کَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقْمًا'' تو میرے اٹھنے سے پہلے تمہارا ہاتھ اچھا ہو گیا۔ اسے حاکم و بیہقی اور نعیم رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' میں طبرانی' ابن سکن' ابن مندہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شرجیل جعفی ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے ہاتھ میں گلٹی تھی میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ گلٹی مجھے بہت تکلیف دیتی ہے جب میں تلوار کا قبضہ یا گھوڑے کی باگ پکڑتا ہوں تو یہ میرے اور اس کے درمیان حائل ہو جاتی ہے تو حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس اس گلٹی پر رکھا اور آپ برابر اسے ملتے رہے یہاں تک کہ وہ جاتی رہی اور اس کا نشان تک میں نے نہ دیکھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ابو سبرۃ ﷜ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ہاتھ میں گلٹی ہے جو گھوڑے کی باگ تھامنے سے مجھے روکتی ہے رسول اللہ ﷺ نے بغیر پیکان کا تیر لیا اور اسے میری گلٹی پر مارتے اور ملتے رہے یہاں تک کہ وہ جاتی رہی۔

ابن سعد' بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے ابیض حمال ﷜ سے روایت کی کہ ان کے چہرے پر داد تھا اس داد نے چہرے کو سفید کر دیا تھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس داد نے ان کی ناک کھالی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اور ان کے چہرے پر دست اقدس پھیرا۔ دن سے رات نہ ہونے پائی کہ اثر تک جاتا رہا۔

کٹا ہوا شانہ دست اقدس کے مس کی برکت سے جڑ گیا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے جیب بن یساف ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جہاد میں شریک تھا۔ میرے شانہ پر تلوار کی ضرب لگی جس سے میرا ہاتھ کٹ گیا۔ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے لعاب دہن اقدس لگا کر جوڑ دیا اور پیوست ہو کر ٹھیک ہو گیا پھر میں نے اس مارنے والے کو قتل کیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ان کے سر اور چہرے پر ورم آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بہ نیت شفا ان کے سر اور چہرے پر دست اقدس پھیرا اور فرمایا ''بِسْمِ اللّٰہِ اِذْھَبْ عَنْھَا سُوْءَہٗ وَفُحْشَہٗ بِدَعْوَۃِ نَبِیِّکَ الطَّیِّبِ الْمُبَارَکِ الْمَکِیْنِ عِنْدِکَ'' اور یہ دعا تین مرتبہ پڑھی ان کا ورم جاتا رہا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی گردن پر ورم ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر دست اقدس پھیرا اور فرمایا ''اَللّٰھُمَّ عَافِھَا مِنْ فُحْشِہٖ وَاَذَاہُ۔''

امام احمد و دارمی، طبرانی و بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لائی اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے اس بیٹے پر آسیب ہے۔ وہ اس بچے کے پاس صبح و شام آتا ہے اور ہمیں تنگ کرتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے بچہ کے سینے پر دست اقدس پھیرا اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ پھر اس بچے نے زور کی قے کی اور اس کے پیٹ سے کالی ٹڈی کی مانند کچھ نکلا اور وہ شفایاب ہو گیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لائی اور اس نے عرض کیا میرے اس بیٹے کو ایسی ایسی بیماری لاحق ہو گئی ہے وہ جیسا ہے آپ اسے ملاحظہ فرما رہے ہیں آپ اللہ عزوجل سے دعا کیجئے کہ اسے موت دے دے۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل اسے شفا دے گا اور یہ جوان ہو گا اور مرد صالح بن کر اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرے گا پھر وہ شہید ہو کر جنت میں داخل ہو گا حضور ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی اور اللہ عزوجل نے اسے شفا بخشی اور وہ جوان ہو کر مرد صالح بنا اور خدا کی راہ میں جہاد کر کے شہید ہوا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ روایت مرسل جید ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن نوح بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے دانتوں میں درد ہوتا ہے اور وہ مجھے اتنی شدید تکلیف پہنچاتا ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے رخسار پر رکھا۔ جس میں درد تھا اور فرمایا "اَللّٰھُمَّ اذْھَبْ عَنْہُ سُوْءَ مَایَجِدُ وَفُحْشَہٗ بِدَعْوَۃِ نَبِیِّکَ الْمُبَارَکِ الْمَکِیْنِ عِنْدَکَ" یہ دعا سات مرتبہ پڑھی اور جانے سے پہلے اللہ عزوجل نے ان کو شفا دیدی۔

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے "الصحابہ" میں رفاعہ رضی اللہ عنہ بن رافع سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے چربی لے کر نگل لی۔ اس سے میرے پیٹ میں ایک سال شکایت رہی پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اپنا دست اقدس میرے پیٹ پر پھیرا اور میں نے قے کی تو وہ چربی تازہ برآمد ہوئی قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اس کے بعد اب تک میرے پیٹ میں کبھی شکایت نہ ہوئی۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے جرہد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے بائیں ہاتھ سے کھایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا داہنے ہاتھ سے کھاؤ، انہوں نے عرض کیا اس ہاتھ میں تکلیف ہے تو

حضور ﷺ نے اس پر دم فرمایا پھر ان کی وفات تک اس ہاتھ میں شکایت نہ ہوئی۔

کھوپڑی تلوار کے وار سے شق ہوگئی تھی حضور ﷺ کے دم فرمانے سے درست ہوگئی

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ستیز بن رزام یہودی نے میرے سر پر تلوار ماری اور میرے سر کی ہڈی یا اس کے اوپر کا پردہ شق ہو گیا میں وہ زخم لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا آپ نے زخم کھول کر اس پر پھونک ماری اور وہ ساری تکلیف مجھ سے جاتی رہی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے وازع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اپنے مجنون بچے کو لے کر آئے آپ نے اس بچے کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے لئے دعا فرمائی۔ حضور ﷺ نے دعا کے بعد اس سفارت میں کوئی شخص اس بچہ سے زیادہ عقلمند نہ ہوا۔

واقدی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ملاعب الاسند نے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور اس نے اپنے درد کی شفایابی کی درخواست کی کیونکہ اس کے پیٹ میں دمبل تھا تو نبی کریم ﷺ نے مٹی کا ڈھیلا لیا اور اس پر لعاب دہن اقدس ملا پھر اسے دے کر فرمایا اسے پانی میں گھول کر اسے پلا دینا تو اس نے ایسا ہی کیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی طرف شہد کی کپی بھیجی کہ اسے چاٹا کریں۔ تو وہ برابر چاٹتے رہے یہاں تک کہ وہ اچھے ہو گئے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ ہم سے واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور ان سے ابی بن عباس بن سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے انہوں نے اپنے والد سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے چند اصحاب نبی ﷺ سے سنا ہے جن میں ابو اسید رضی اللہ عنہ، ابو حمید رضی اللہ عنہ اور ابو سہل بن سعد رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بیئر بضاعہ پر تشریف لائے آپ نے ڈول میں پانی لے کر وضو کیا وہ پانی کنویں میں ڈال دیا پھر دوسرے ڈول میں لے کر اس میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور اس کا پانی نوش کیا اور کنوئیں میں ڈال دیا۔ حضور ﷺ کے عہد مبارک میں جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ فرماتے بضاعہ کے پانی سے اسے غسل دو اور وہ غسل کرتا اور وہ ایسا ہو جاتا گویا اسے رسی سے جکڑ رکھا تھا جسے کھول دیا گیا یعنی وہ شفایاب ہو گیا۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میری عیادت کو بنی سلمہ میں تشریف لائے آپ نے مجھے اس حال میں پایا کہ میں کسی کو پہچانتا نہ تھا اس پر حضور ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کر کے وہ پانی مجھ پر چھڑکا اور میں اچھا ہو گیا پھر میں نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیک وسلم! میں اپنے مال کو کس طرح تقسیم کروں تو اس

وقت آیت کریمہ "یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ" (پ۴ النساء۱۰) نازل ہوئی۔

ابن سکن اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے "الصحابہ" میں معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ میرے بھائی علی بن حکم رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کو خندق سے کودایا۔ تو خندق کی دیوار سے ان کی پنڈلی کچلی گئی تو ہم ان کو اپنے گھوڑے پر رسول ﷺ کی خدمت میں لائے اور حضور ﷺ نے ان کی پنڈلی پر اپنا دست اقدس پھیرا تو وہ گھوڑے سے اترنے سے پہلے اچھے ہو گئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ بن حکم نے اس واقعہ کو اپنے قصیدے میں کہا ہے:

وَاَنْزَاهَا عَلِیٌّ وَهِیَ تَهْوِیْ هَوَی الدَّلْوِ مُتْرَعَةً بِسُدْلٌ

صَفُوْفُ الْخُنْدَقَیْنِ فَاهْرَقَتْهُ هُوِیَّهٗ مُظْلِمِ الْحَالَیْنِ غُمْلٍ

فَعَصِبَ رِجْلُهٗ فَسَمَا عَلَیْهَا سُمُوَّ السَّقْرِ صَادِفُ یَوْمَ ظِلٍّ

فَقَالَ مُحَمَّدٌ صَلّٰی عَلَیْهِ مَلِیْکُ النَّاسِ هٰذَا خَیْرُ فِعَلٍ

لَعَالِکَ فَاسْتَمَرَّ بِهَا سَوِیًّا وَکَانَتْ بَعْدَ ذَاکَ اَصَحَّ رِجْلٍ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو کدایا تو اس طرح گرے جس طرح بھرا ہوا ڈول گرتا ہے۔ گھوڑے کو خندق کی دو صفوں پر کدایا اور اس کا خون وادی میں اس طرح گرا جیسے دن رات کی تاریکی ہوتی ہے اور وہاں کوئی روشنی نہ ہو' حضور ﷺ نے ان کی پنڈلی پر پٹی باندھی اور وہ اس طرح گھوڑے پر چڑھے جیسے سائے کے دن باز بلندی پر جاتا ہے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے کہ یہ اچھا عمل ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دے تو ہمیشہ ٹھیک رہے۔ اس کے بعد وہ پاؤں دوسرے سے زیادہ صحیح رہا۔

بھوک' پیاس' گرمی وسردی کے اِشْتِداد کے روکنے میں حضور ﷺ کے معجزے

بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ اچانک سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا آئیں اور حضور ﷺ کے روبرو کھڑی ہو گئیں۔ آپ نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ ان کا چہرہ بھوک کی شدت سے زرد تھا۔ حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس اٹھا کر ان کے سینے پر ہار پہننے کی جگہ پر رکھا۔ اور آپ نے اپنی انگلیاں کشادہ فرما دیں پھر آپ نے دعا کی "اَللّٰهُمَّ مُشْبِعَ الْجَاعَةِ وَارْفَعِ الْوَضِعَةِ اَرْفَعْ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" "اے خدا بھوک سے سیر کرنے والے' تکلیف کو دور کرنے والے فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے دور کر دے' عمران ؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ ان کے چہرے سے زردی جاتی رہی تھی۔ پھر میں نے دوسرے وقت ان سے ملاقات کی اور ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا اے عمران ؓ حضور ﷺ کی دعا کے بعد پھر کبھی بھوک نے تکلیف نہ دی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ بات ظاہر ہے کہ ان کا دیکھنا پردے کی آیت نازل ہونے سے پہلے ہے۔

قاسم بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے "الدلائل" میں بطریق موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ' مسور بن مخرمہ ؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عمر ؓ کے ساتھ حج کرنے نکلے جب ہم مقام عرج میں پہنچے تو اچانک سرِ راہ ندا آئی کہ ٹھہر جاؤ تو ہم ٹھہر گئے۔ اس نے پوچھا کیا تم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ حضرت عمر ؓ نے اس سے فرمایا کیا تو یہ بات سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہے اس نے کہا ہاں۔ فرمایا حضور ﷺ تو رحلت فرما چکے ہیں یہ سن کر اس نے انا للہ الخ پڑھی پوچھا ان کے بعد کون خلیفہ بنا ہے؟ فرمایا حضرت ابوبکر صدیق ؓ۔ اس نے کہا وہ تم میں موجود ہیں؟ فرمایا وہ بھی رحلت کر چکے ہیں۔ یہ سن کر اس نے انا للہ الخ پڑھی پھر پوچھا ان کے بعد کون خلیفہ بنا ہے؟ فرمایا عمر ؓ۔ اس نے کہا کیا وہ تم میں موجود ہیں؟ فرمایا وہ وہی ہے جو تم سے گفتگو کر رہا ہے اس نے کہا "الغوث" فریاد ہے فریاد ہے۔ حضرت عمر ؓ نے پوچھا تم کون ہو؟

اس نے کہا میں حنش بن عقیل' بنی نضیلہ یا نصلہ کا ایک شخص ہوں۔ رسول اللہ ﷺ مجھے بنی جعال سے واپسی کے وقت ملے تھے آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں نے اسلام قبول کیا۔ پھر اپنا بچا ہوا ستو مجھے پلایا تو میں ہمیشہ اس کی سیرابی جب بھوک پیاس ہوتی پاتا ہوں پھر میں نے راس الابیض جانے کا قصد کیا اور وہاں میں مع اہل و عیال دس سال تک رہا۔ روزانہ پانچ وقت کی نماز پڑھتا۔ ماہ رمضان کے روزے رکھتا اور دس ذی الحجہ کو قربانی کرتا رہا۔ رسول ﷺ نے مجھے یہی سکھایا تھا۔ اب مجھے خشک سالی کی مصیبت ہے حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا میں تمہاری مدد کرنے آؤں گا اور تمہارے چشمہ پر پہنچوں گا۔ پھر جب ہم واپس ہوئے تو ہم نے پوچھا اس چشمہ کا مالک کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ اس کی قبر ہے پھر حضرت عمر ؓ اس کی قبر پر پہنچے اور اس کے لئے رحمت و استغفار کی دعا کی۔

ابو یعلیٰ و بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے متعدد سندوں کے ساتھ ابو غالب رحمۃ اللہ علیہ سے

انہوں نے ابو امامہ باہلی ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری قوم کی طرف بھیجا جب میں ان کے پاس پہنچا تو میں بھوکا تھا اور وہ خون کو کھا رہے تھے۔ انہوں نے کہا آؤ کھاؤ میں نے کہا میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ میں تم سے اسے چھڑاؤں۔ انہوں نے میرا مذاق اڑایا اور میری تکذیب کی اور میری بات نہ مانی اور میں ان کے پاس سے چلا آیا درآں حالیکہ میں سخت بھوکا اور پیاسا تھا اور مجھے شدید محنت کا سامنا کرنا پڑا تھا اور میں سو گیا تو میرے پاس خواب میں آنے والا آیا اور مجھے پیالہ دیا جس میں دودھ تھا میں نے اسے لے کر پیا اور میں خوب سیراب ہو گیا اور پیٹ بھر گیا اور میرا پیٹ اونچا ہو گیا۔

ان لوگوں میں سے کسی نے ان سے کہا تمہاری قوم کے سرداروں میں سے ایک شخص تمہارے پاس آیا تم نے اسے واپس کر دیا جاؤ اسے کھانا پینا دو جیسا بھی وہ چاہتا ہے تو وہ میرے پاس کھانا پینا لائے۔ میں نے ان سے کہا اب مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے تمہیں بھوک کی حالت میں دیکھا ہے میں نے کہا اللہ ﷻ نے مجھے کھلا پلا دیا ہے اور میں شکم سیر ہو گیا ہوں اور میں نے ان کو اپنا پیٹ دکھایا یہ دیکھ کر وہ سب مسلمان ہو گئے۔

اس روایت کی بعض اسناد میں ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس طرح ہے کہ میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا میں نے ان سے کہا افسوس ہے تم پر مجھے ایک گھونٹ پانی تو دو میں سخت پیاسا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم نہیں دیں گے بلکہ ہم دعا کریں گے کہ تم پیاسے ہی مر جاؤ۔ اس پر میں غمگین ہوا اور میں نے اپنا سر عبا میں چھپا لیا اور سخت گرم ریت پر میں سو گیا۔

تو خواب میں کسی آنے والے نے بلور کا پیالہ مجھے دیا میں نے اتنا خوبصورت پیالہ کبھی نہیں دیکھا اس میں پینے کی چیز تھی کسی نے اس سے زیادہ لذیذ پینے کی چیز نہ دیکھی اور مجھے اس کے پینے کی قدرت ملی اور میں نے اسے پیا۔ جب میں پینے سے فارغ ہوا تو میں بیدار ہو گیا تو خدا کی قسم اس کے پینے کے بعد نہ کبھی تشنگی معلوم ہوئی اور نہ بھوک کی تکلیف ہوئی۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا کو زندگی بھر پیاس نے نہیں ستایا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت' ابو عمران جونی اور ہشام بن حسان رحمہم اللہ سے روایت کی۔ ان سب نے کہا کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو ان کے پاس زادہ راہ نہ تھا جب وہ روحا کے قریب پہنچیں تو شدید تشنگی معلوم ہوئی۔

وہ فرماتی ہیں میں نے اپنے سر کے اوپر تیز ہوا کی آواز سنی۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا

کہ آسمان سے سفید رسی سے بندھا ایک ڈول لٹک رہا ہے میں نے اسے اپنے ہاتھ سے تھام لیا اور میں اسے تھامے رہی۔ میں نے اس میں سے اتنا پیا کہ میں سیراب ہو گئی وہ فرماتی ہیں کہ اس ڈول سے پانی پینے کے بعد شدید گرمی کے دن روزہ رکھتی اور دھوپ میں پھرتی تا کہ مجھے پیاس لگے مگر اس کے باوجود مجھے پیاس نہ لگتی۔

اس روایت کو ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ ہم سے روح رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے عثمان بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حدیث بیان کی ہے اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جریر بن حازم رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے عثمان بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے اسے روایت کیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابوبکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ روایت کی۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر دی کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے پیغام نکاح دیا تو میں نے عرض کیا اگرچہ مجھ جیسی عورتیں نکاح کر لیتی ہیں لیکن میں نکاح نہیں کرتی کیونکہ میرے بچے ہیں اور میں غیرت مند ہوں اور صاحب عیال ہوں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا میں تم سے اکبر ہوں جہاں تک غیرت کا سوال ہے اللہ عزوجل اسے دور کر دے گا۔ اب رہا عیال کا سوال تو وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے حوالہ ہیں اور حضور ﷺ نے ان سے نکاح فرما لیا۔

راوی نے کہا ازواج مطہرات میں ان کی یہ شان تھی گویا وہ ان میں سے نہیں ہیں۔ جیسی غیرت ان میں پائی جاتی تھی ایسی کسی میں موجود نہ تھی اور اسے ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی اور ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور عبد اللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''زوائد الزہد'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی مانند روایت کی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ام اسحاق رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی تو مجھ سے میرے بھائی نے کہا میں مکہ مکرمہ میں اپنا توشہ بھول آیا ہوں۔ پھر وہ اسے لینے مکہ مکرمہ واپس گئے مگر میرے شوہر نے ان کو قتل کر دیا اور میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میرے بھائی کو قتل کر دیا گیا ہے آپ نے چلو میں پانی لیا اور میرے چہرے پر اس کے چھینٹے دیئے تو جو مصیبت مجھ کو پہنچی تھی اس پر آنکھ کے آنسو تو میری آنکھوں میں دیکھے جاتے تھے مگر وہ میرے رخساروں پر بہہ کر نہ آتے تھے۔

ابن عدی و بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے بطریق ایوب بن یسار رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن منکدر رحمۃ

اللہ علیہ سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے سخت سردی میں صبح کی اذان دی اور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے آپ نے مسجد میں کسی کو موجود نہ پایا تو فرمایا لوگ کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا سردی کی شدت نے انہیں روک رکھا ہے۔

آپ نے فرمایا اے خدا عزوجل ان سے سردی کو دور کر دے تو میں نے ان کو دیکھا کہ وہ صبح کے وقت پنکھے سے ہوا کر رہے تھے۔ یا چاشت کی نماز کے وقت پنکھے سے ہوا کر رہے تھے۔ اس روایت میں ایوب منفرد ہیں۔

امام احمد و ابن سعد و بیہقی و ابونعیم رحمہا اللہ نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ان سے کسی نے دریافت کیا آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے میرا نام سفینہ رضی اللہ عنہ رکھا ہے۔ دریافت کیا اس نام کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا کہ حضور اور آپ کے صحابہ سفر میں تھے ان پر اپنا سامان بوجھ معلوم ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے چادر پھیلا دی اور اس چادر میں ان سب نے اپنا سامان رکھ کر میرے حوالہ کر دیا، حضور ﷺ نے فرمایا اٹھا لو کیونکہ تم سفینہ رضی اللہ عنہ (کشتی) ہو۔ اس دن کے بعد میں ایک اونٹ کا یا دو کا یا تین کا یا چار کا یا پانچ کا یا چھ کا یا سات کا بوجھ اٹھا لیتا ہوں تو مجھ پر بار نہیں معلوم ہوتا۔

عطائے علم وفراست وشجاعت کے سلسلہ میں حضور ﷺ کے معجزات

شیخین رحمہا اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک دن ہمیں حدیث بیان فرما رہے تھے آپ نے فرمایا کون ہے جو اپنا کپڑا اچھائے اور میں اس میں اپنی حدیث رکھوں اور وہ اسے اپنے سینے سے لگا لے تو میں نے اپنا دامن پھیلا دیا۔

پھر حضور ﷺ نے ہمارے سامنے حدیث بیان فرمائی اور میں نے اسے اپنے سے چمٹا لیا تو خدا کی قسم حضور ﷺ سے جو حدیث میں نے سنی میں اسے بالکل نہ بھولا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ سے بہت سی حدیثیں سنا کرتا ہوں مگر میں انہیں بھول جاتا ہوں فرمایا چادر پھیلاؤ تو میں نے اپنی چادر پھیلا دی۔ پھر حضور ﷺ نے لپ بھر کر اس میں ڈالا اور فرمایا

اس کے چاروں کونے ملا کر اپنے سینے سے چمٹا لو تو اس کے بعد میں کوئی حدیث نہ بھولا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینے پر دست مبارک کا فیضان

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ مجھے بھیجتے ہیں حالانکہ نوجوان ہوں کس طرح لوگوں کے درمیان مقدمات کا فیصلہ کروں گا اور میں جانتا بھی نہیں کہ قضا کیا ہے؟

تو حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور دعا کی کہ اے خدا ان کے دل کو ہدایت دے اور ان کی زبان کو مستحکم بنا تو قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا دو فریقوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں مجھے ذرہ بھر تذبذب نہ ہوا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ مجھے قوم شیوخ کی طرف بھیج رہے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ میں صحیح فیصلہ نہ کر سکوں۔ آپ نے فرمایا اللہ عزوجل تمہاری زبان کو مضبوط رکھے گا اور تمہارے دل کی رہنمائی کرے گا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک عورت تھی جو مردوں کے ساتھ فحش کلامی کرتی تھی اور بڑی بدزبان تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی۔ آپ ثرید تناول فرما رہے تھے اس نے حضور ﷺ سے مانگا آپ نے اسے دیا۔ اس نے کہا مجھے وہ لقمہ عنایت فرمایئے جو آپ کے دہن اقدس میں ہے تو حضور ﷺ نے اسے اپنا لقمہ عطا فرمایا اور اس نے اسے کھا لیا تو وہ اتنی حیادار ہوئی کہ مرنے کے وقت تک کسی سے بدکلامی نہ کی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ بنی اسلم کے لوگوں کے پاس تشریف لائے تو وہ باہم تیر اندازی کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے ملاحظہ کر کے فرمایا یہ کھیل اچھا ہے تم تیر اندازی کی مشق کرو اور میں ابن اکوع رضی اللہ عنہ کا رفیق ہوں اس پر لوگوں نے اپنے ہاتھ روک لئے اور عرض کرنے لگے خدا کی قسم ہم تیر اندازی نہیں کریں گے جب تک تیر اندازی میں آپ ان کے ساتھ ہیں۔ اس لئے کہ آپ ہم پر غالب ہی رہیں گے۔ فرمایا تیر اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں تو وہ لوگ دن بھر تیر اندازی کرتے رہے جب جدا ہوئے تو سب مساوی تھے۔ کسی کو کسی پر فوقیت نہ تھی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے ایک فرزند سے انہوں نے اپنے

والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا حزن ہے۔

فرمایا نہیں بلکہ سہل ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بڑھاپے میں کیا میں اپنا نام بدل لوں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد سے حزونت ہم میں اب تک باقی ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن میتب ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے دادا حزن سے فرمایا کہ تمہارا نام سہل ہے اس پر انہوں نے کہا سہولت تو گدھے کے لئے ہے اور اس نام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ راوی نے کہا خدا کی قسم ہم حزونت کو اپنے درمیان برابر پہچانتے ہیں۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق زہری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن المسیب ؓ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کے والد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ حضور نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا حزن! فرمایا تم سہل ہو انہوں نے کہا میرے باپ نے جو میرا نام رکھا ہے میں اسے نہیں بدلتا۔ حضرت ابن المسیب ؓ فرماتے ہیں کہ اب تک ہم میں حزونت وخشونت موجود ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابی بن کعب ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی نے آ کر عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرا ایک بھائی ہے اسے ایک تکلیف ہے حضور ﷺ نے فرمایا اسے کیا تکلیف ہے اس نے کہا آسیب کا اثر ہے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ تو وہ اسے لے کر آیا اور حضور ﷺ کے روبرو اسے بٹھا دیا تو حضور ﷺ نے اس پر سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ کی چار آیتیں اور یہ دو آیتیں "وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ" اور آیۃ الکرسی اور سورہ اعراف کی یہ آیۂ کریمہ "اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ" اور سورۃ مومنین کا آخر فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ" اور سورۃ جن کی ایک آیت "وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا" اور سورہ صافات کی دس آیتیں اور سورہ حشر کی آخری تین آیتیں اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین پڑھ کر دم کیا۔ وہ شخص اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے اسے کبھی کوئی شکایت ہی نہیں تھی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ بن حنیف ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے انصار صحابہ کی ایک جماعت نے حضور ﷺ سے آ کر عرض کیا کہ ایک شخص نصف شب کو نماز کے لئے کھڑا ہوا اور اس نے ایک سورہ پڑھنے کا قصد کیا جو کہ اسے یاد تھی مگر وہ اس کے پڑھنے پر قادر نہ ہوا صرف "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھ سکا اس رات یہ واقعہ آپ کے بہت سے صحابہ کو پیش آیا۔ جب انہوں

نے صبح کی تو صحابہ نے رسول ﷺ سے اس سورۃ کے بارے میں پوچھا آپ ایک ساعت خاموش رہے اوران کی طرف بالکل رجوع نہ فرمایا پھر فرمایا وہ سورۃ آج رات منسوخ کر دی گئی ہے۔ان سب کے سینوں میں سے بھی اور ہر اس جگہ سے جہاں وہ لکھی ہوئی تھی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا دلائل نبوت میں سے یہ بات ظاہر دلیل ہے۔

انواع جمادات میں معجزات حضور اکرم ﷺ کا ظہور

بزار وطبرانی رحمہا اللہ نے ''اوسط'' میں اور ابونعیم وبیہقی رحمہا اللہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تنہا تشریف فرماتے پھر میں آیا اور میں حضور کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور وہ سلام کر کے بیٹھ گئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے۔

رسول اللہ ﷺ کے سامنے کنکریاں تھیں۔آپ نے ان کو اٹھا کر ہتھیلی پر رکھا تو وہ تسبیح کرنے لگیں حتی کہ ہم نے ان کی آواز ایسی سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔اس کے بعد آپ نے ان کو رکھ دیا تو وہ خاموش ہوگئیں

پھر آپ نے اٹھا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیا وہ تسبیح کرنے لگی حتی کہ ہم نے انکی آواز سنی جیسے کہ مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے پھر آپ نے ان کو رکھ دیا اور وہ خاموش ہوگئیں اس کے بعد حضور ﷺ نے ان کو اٹھا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیا اور وہ تسبیح کرنے لگیں حتیٰ کہ ہم نے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند ان کی آواز سنی۔ پھر انہوں نے رکھ دیا اور وہ خاموش ہوگئیں۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ نبوت کی خلافت کی شہادت ہے۔

کنکریوں کا دستِ اقدس میں تسبیح پڑھنا

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک میں کنکریاں لیں اور وہ تسبیح کرنے لگیں یہاں تک کہ ہم نے ان کی تسبیح کی آواز سنی۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پلٹ دیں تو وہ تسبیح کر رہی تھیں اور ہم ان کی تسبیح کی آواز سن رہے تھے پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پلٹ دیں اور وہ برابر تسبیح کر رہی تھیں اور ہم نے تسبیح کی آواز سنی پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پلٹ دیں تو وہ برابر تسبیح کر رہی تھیں اور ہم نے ان کی تسبیح کی آواز سنی پھر وہ یکے بعد دیگرے ہمارے ہاتھوں میں آئیں تو ان کنکریوں میں سے کوئی تسبیح نہ کر رہی تھی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق سدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو مالک ﷺ سے انہوں نے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ شاہانِ حضرموت' رسول اللہ ﷺ کے دربار عالی میں آئے۔ ان میں اشعث بن قیس بھی تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ سے ایک بات مخفی رکھی ہے آپ بتائیے وہ کیا بات ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ ﷻ! ایسی باتیں تو کاہن لوگ بھی کرتے ہیں حالانکہ کاہن اوران کی کہانت دونوں دوزخ میں جائیں گے۔ اس پر انہوں نے کہا پھر ہم کیسے جانیں کہ آپ واقعی اللہ ﷻ کے رسول ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے دست اقدس میں سنگریزے لئے اور فرمایا یہ شہادت دیں گے کہ میں اللہ ﷻ کا رسول ہوں تو وہ سنگریزے آپ کے دست اقدس میں تسبیح کرنے لگے ان سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ اللہ ﷻ کے رسول ہیں۔

ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب العظمت" میں حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے روبرو ثرید کھانا لایا گیا آپ نے فرمایا یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ ان کی تسبیح سمجھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اس پیالے کو فلاں شخص کے قریب کردو تو اس نے ان کے قریب کر دیا۔ اس نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے اس کے بعد دوسرے کے پھر تیسرے کے قریب لایا گیا انہوں نے بھی یہی کہا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اس پیالے کو واپس کر دیا۔

اس وقت ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کاش آپ تمام لوگوں کو سنانے کا حکم فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ کسی کے ہاتھ میں خاموش ہو جاتا تو لوگ کہتے یہ اس کے گناہ کی بدولت ہوا ہے اسے واپس کردو تو اس نے واپس کر دیا۔

ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے خثیمہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ابوالدرداء ﷺ ہانڈی پکا رہے تھے کہ وہ ہانڈی اوندھی ہوگئی اور تسبیح کرنے لگی۔

بیہقی وابونعیم رحمہما اللہ نے قیس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوالدرداء ﷺ اور حضرت سلیمان ﷺ دونوں ایک برتن میں کھا رہے تھے اچانک برتن کا کھانا تسبیح کرنے لگا۔

استنِ حنانہ کی فریاد

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ کھجور کا تنہ جس سے رسول اللہ ﷺ کھڑے ہونے میں ٹیک لگایا کرتے تھے جب آپ کے لئے منبر بنایا گیا

تو ہم نے کھجور کے اس ستون سے حاملہ اونٹنی پر بوجھ لادنے سے جو وہ اونٹنی فریاد کرتی ہے ایسی ہم نے اس سے فریاد کی آواز سنی حتی کہ نبی کریم ﷺ منبر شریف سے اترے اور اپنا دست اقدس اس پر رکھا اور وہ خاموش ہوا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر ؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ کھجور کے ایک ستون سے ٹیک لگایا کرتے تھے۔ آپ کے لئے صحابہ نے منبر بنایا تو جمعہ کے دن حضور ﷺ منبر پر تشریف لائے اس وقت وہ ستون بچوں کی طرح رونے کی مانند فریاد کرنے لگا۔

حضور ﷺ اترے اور اسے سینہ سے لگایا اور وہ ستون اس طرح رونے لگا جس طرح بچہ روتا ہے اور ٹھہر جاتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا یہ ستون اس لئے روتا ہے کہ اس کے پاس جو ذکر ہوتا تھا وہ اسے سنا کرتا تھا۔

دارمی رحمۃ اللہ علیہ بطریق عبداللہ بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ' اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا یارسول صلی اللہ علیک وسلم! کھجور کے تنہ کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پھر آپ نے منبر کو اختیار فرمایا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے اس ستون کو چھوڑ کر اس منبر کا قصد کیا جو بنایا گیا تھا تو وہ ستون فریاد کرنے لگا اور رونے لگا۔ جس طرح کہ اونٹنی روتی ہے۔

تو نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے اور اپنا دست اقدس اس پر رکھا اور فرمایا اگر تو چاہے تو میں تجھے اس جگہ بو دوں جہاں تو پہلے تھا اور تو ویسا ہی درخت بن جائے جیسا کہ پہلے تھا۔ یا اگر تو چاہے تو میں تجھے جنت میں بو دوں اور تو جنت کی نہروں اور اس کی چشموں سے پانی پئے اور تیرا اگنا اچھا ہے تاکہ تو پھل دے اور تیرے پھل کو اولیاء اللہ کھائیں تو نبی کریم ﷺ سے کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا اس نے جنت میں بوئے جانے کو پسند کیا ہے۔

اور اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل بطریق عبد اللہ بن بریدہ ؓ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

بغوی و ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے ابی ابن کعب ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کھجور کے تنہ کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پھر آپ کے لئے منبر بنایا گیا۔ جب حضور ﷺ نے منبر پر قیام فرمایا تو وہ ستون رونے لگا۔ آپ نے اس سے فرمایا صبر کر میں تجھے جنت میں اگائے دیتا ہوں اور تیرے پھل صالحین کھائیں گے اور اگر تو چاہے تو میں تجھے سرسبز کھجور کا درخت بنا دوں جیسا کہ تو پہلے تھا مگر اس نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔

ابن ابی شیبہ' دارمی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے ابوسعید خدری ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا

کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کے تنہ کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے۔ پھر آپ کے لئے منبر بنایا گیا جب آپ منبر پر کھڑے ہوئے تو وہ تنہ رونے لگا جس طرح اونٹنی اپنے بچہ کی طرف بلبلاتی اور روتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ منبر شریف سے اتر کر اس کے پاس آئے اور سینہ سے لپٹا کر تسلی دی۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمران رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ تنہ کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر بنا تو آپ نے اس کی طرف رخ فرمایا اس وقت وہ تنہ رونے لگا نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اپنا دست اقدس پھیر کر اسے تسلی دی۔

امام احمد و ابن سعد، دارمی و ابن ماجہ اور ابونعیم و بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ ستون کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے اس وقت تک منبر نہ بنا تھا پھر جب منبر بنا اور آپ نے اس پر خطبہ دیا تو وہ ستون رونے لگا حضور ﷺ اس کے پاس آئے اور اسے لپٹا کر تسلی دی۔ اگر حضور ﷺ اسے نہ لپٹاتے تو وہ قیامت تک یوں ہی روتا رہتا۔

دارمی، ترمذی، ابو یعلی و بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ستون کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے جب منبر بنا تو آپ نے اس پر جلوس فرمایا تو وہ ستون اس طرح رونے لگا جیسے بیل روتا ہے یہاں تک کہ اس کے رونے سے مسجد ہلنے لگی۔

رسول اللہ ﷺ منبر شریف سے اترے اور اسے چپٹایا اور تسلی دی فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں اسے نہ چمٹاتا تو قیامت تک وہ مجھ سے جدائی کے فراق میں اسی طرح روتا رہتا۔

ابن سعد و ابن راہویہ رحمہما اللہ نے اپنی مسند میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک چوب کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے۔ جب منبر بنا تو وہ چوب رونے لگی اور لوگ اس کے پاس آ کر اس کے پہلو میں کھڑے ہو گئے اور اس کے رونے سے ایسی رقت طاری ہوئی کہ تمام لوگ رونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ اتر کر اس کے پاس آئے اور اپنا دست اقدس اس پر رکھ کر اسے تسلی دی تو وہ خاموش ہوئی۔

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک چوب تھی جب آپ خطبہ دیتے تو اس سے ٹیک لگایا کرتے تھے پھر آپ کے لئے منبر تیار ہوا۔ جب اس چوب نے آپ کو نہ پایا تو وہ بیل کی مانند رونے لگی یہاں تک کہ اس کے رونے کی آواز اہل مسجد نے سنی اور رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے آپ نے اسے چپٹایا تو وہ

خاموش ہوئی۔

دارمی، ابن ماجہ، ابن سعد، ابو یعلیٰ، ابو نعیم رحمہم اللہ اور بیہقی نے ابی ابن کعب ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ستون کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پھر آپ کے لئے منبر تیار ہوا۔ جب حضور ﷺ اس ستون سے آگے بڑھ منبر پر تشریف لے گئے تو وہ فریاد کرنے لگا یہاں تک کہ پھٹ کر شق ہو گیا اور حضور ﷺ منبر سے اتر کر آئے اور اپنا دست اقدس پھیرا تو وہ خاموش ہوا۔

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے ''اخبار مدینہ'' میں مطلب بن ابی وداعہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مسجد نبوی میں جب خطبہ دیتے تو اپنی کمر شریف کو ستون سے ٹیک لگاتے تھے۔ جب آپ کے لئے منبر بنا اور آپ نے اس پر جلوس فرمایا تو وہ ستون بیل کی مانند رونے لگا۔ آپ اس کے پاس تشریف لائے اور اسے چپٹایا تو وہ خاموش ہوا اور

فرمایا لوگو اسے ملامت نہ کرو کیونکہ اللہ ﷻ کے رسول ﷺ نے جس چیز کو بھی چھوڑا ہے وہ آپ کے فراق میں غمگین ہوئی ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ روایت کی کہ عمرو بن سواد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے ہر نبی کو جو عطا فرمایا وہ سب محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا فرمایا ہے میں نے ان سے عرض کیا اللہ ﷻ نے ہمیشہ عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا اس پر انہوں نے جواب میں فرمایا اللہ ﷻ نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو ستون کے رونے کا مرتبہ عطا فرمایا تھا اور یہ معجزہ مرتبہ میں اس سے زیادہ بڑا ہے۔

درودیوار کا آمین کہنا

بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے ابو اسید ساعدی ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس ﷺ سے فرمایا کل صبح تم اور تمہارے فرزند اپنے گھر سے کہیں نہ جائیں جب تک کہ میں تم لوگوں کے پاس نہ آجاؤں کیونکہ مجھے تم سے ایک کام ہے تو جب صبح ہوئی تو حضور ﷺ ان کے یہاں تشریف لائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا تم سب مل کر بیٹھ جاؤ حتیٰ کہ جب وہ سب بیٹھ گئے تو حضور ﷺ نے ان سب پر اپنی چادر شریف ڈالی اور دعا کی کہ اے رب! یہ میرے چچا بمنزلہ میرے باپ کے ہیں اور یہ ان کے گھر والے ہیں تو ان سب کو دوزخ آگ سے اس طرح چھپا لے جس طرح میں نے ان سب کو اپنی اس چادر سے ڈھانپا ہے تو دروازے کی چوکھٹ اور گھر کے درودیوار سے آمین آمین آمین کی آوازیں آئی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن غسیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا اپنے بیٹوں کو میرے ہمراہ کر دو اور وہ سب حضور ﷺ کے ساتھ ہو گئے پھر آپ نے گھر کے اندر لے جا کر ان سب پر اپنی چادر شریف ڈالی اور دعا کی کہ

اے خدا یہ میرے اہلبیت اور میری عترت ہیں ان کو دوزخ کی آگ سے اس طرح چھپا لے جس طرح میں نے ان کو اس چادر میں چھپا لیا ہے۔ راوی نے کہا گھر میں کوئی دیوار و در باقی نہ تھا جس نے آمین نہ کہی ہو۔

پہاڑ کا حرکت کرنا

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ احد پہاڑ یا کوہ حراء پر چڑھے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تھے اس وقت پہاڑ ہلنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا قدم اقدس مار کر فرمایا ٹھہر ارہ تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔

اور ابو یعلی و بیہقی رحمہما اللہ نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی اس میں صرف کوہ احد کا ذکر ہے اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی مثل روایت کی اور اس میں حضرت علی مرتضیٰ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی مذکور ہیں اور آپ نے فرمایا ٹھہرا رہ، تجھ پر نبی یا صدیق یا شہید کے سوا کوئی نہیں ہے اور اسے امام احمد نے بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے صرف لفظ حرا کے ساتھ روایت کیا۔

منبر شریف کی جنبش

امام احمد و مسلم و نسائی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ منبر پر تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا خدائے جبار اپنے آسمانوں اور زمین کو اپنے دست قدرت میں لیکر فرمائے گا میں جبار ہوں۔ اب کہاں ہیں جابر لوگ اور متکبر لوگ؟ اور رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں اور اپنے بائیں جھومنے لگے حتیٰ کہ میں نے منبر کو دیکھا کہ وہ اپنے پائے وغیرہ سمیت جنبش کر رہا ہے اور اتنی مدت سے حرکت میں ہے کہ میں نے گمان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو منبر سے نہ گرا دے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیۃ کریمہ کے بارے میں دریافت کیا کہ "وَمَا قَدَرُوااللہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِہٖ" (پ ۲۴ الزمر ۶۷)

انہوں نے اللہ ﷻ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ ﷻ اس وقت فرمائے گا میں جبار ہوں میں ہی ہوں اور رب اپنی تمجید خود فرمائے گا تو رسول اللہ ﷺ کو لے کر آپ کا منبر حرکت کرنے لگا حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ گر جائیں گے۔

بزار و ابن عدی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کو منبر شریف پر پڑھا "وَمَا قَدَرُوا اللہَ حَقَّ قَدْرِہٖ تو جب آپ "عَمَّا یُشْرِکُوْنَ" تک پہنچے تو منبر نے کہا ایسا ہی ہوگا پھر آپ تین مرتبہ آئے اور گئے (یعنی منبر نے آپ کو ادھر سے ادھر ہلایا)۔

زمین نے حضور ﷺ کے حکم سے مردے کو قبول کر لیا

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے قبیصہ بن ذریب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے مشرکین کے لشکر پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے تو مسلمانوں میں سے ایک شخص مشرکوں کے ایک آدمی سے ملا وہ بھاگا ہوا تھا جب مسلمان نے ارادہ کیا کہ تلوار اٹھا کر اسے مارے تو وہ آدمی کہنے لگا "لا الہ الا اللہ" تو اس مسلمان نے اسے نہ چھوڑا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کے قتل کی بابت مسلمان کے دل میں خدشہ پیدا ہوا اور اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس کے دل میں جھانک کر دیکھ لیا تھا؟ کچھ دنوں کے بعد وہ قاتل شخص فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا جب دوسرا دن ہوا تو وہ زمین پر باہر تھا۔ اس کے گھر کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے دفن کر دو۔ تو انہوں نے اسے دفن کر دیا پھر جب دوسرا دن ہوا تو دیکھا کہ وہ زمین کے اوپر باہر ہے ایسا تین مرتبہ ہوا اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مسلمانو سنو! زمین اس سے زیادہ شریر کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ ﷻ چاہتا ہے کہ تم نصیحت و عبرت حاصل کرو تا کہ تم میں سے کوئی شخص اس آدمی کے قتل کرنے میں جلد بازی نہ کرے جو "لا الہ الا اللہ" کی گواہی دے یا کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ جاؤ بنی فلاں کی گھاٹی میں اسے دفن کر

دو اور زمین اسے قبول کر لے گی تو انہوں نے اس گھاٹی میں اسے دفن کر دیا۔

اسے بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے اس کی مانند اس زیادتی کے ساتھ عمران بن حصین رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے بروایت عاصم الاحوال رحمۃ اللہ علیہ' سمیط رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا اور ابو نعیم و ابن اسحاق رحمہما اللہ نے رحمۃ اللہ علیہ حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مانند روایت کی۔ اس میں ہے کہ وہ شخص سات دن کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کا نام محلم بن جثامہ تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا اس نے آپ پر جھوٹ بولا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر بددعا کی تو وہ مردہ پایا گیا اور اس کا پیٹ پھٹا ہوا تھا اور زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

شیخین رحمہما اللہ نے اور امام احمد و بیہقی و ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی وحی لکھا کرتا تھا اور وہ صحیفہ میں ''عَلِیْمًا حَکِیْمًا'' لکھتا۔ حضور فرماتے ''سَمِیْعًا بَصِیْرًا'' لکھو وہ کہتا جیسا آپ چاہتے ہیں لکھے دیتا ہوں اور وہ صحیفہ میں ''سَمِیْعًا بَصِیْرًا'' لکھ کر پھر لکھتا علیما حکیما۔ وہ شخص بعد میں مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے جا کر مل گیا اور وہ کہنے لگا میں محمد (ﷺ) کو زیادہ جانتا ہوں۔ میں جو چاہتا لکھتا تھا جب وہ شخص مرا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین اسے قبول نہ کرے اسے دفن کیا گیا تو زمین نے اسے قبول نہ کیا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس زمین پر گیا تھا جہاں وہ مرا تھا میں نے اسے پھینکا ہوا پایا۔ میں نے پوچھا اس کا واقعہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا ہم نے اسے دفن کیا مگر زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

ایک مفتری کا انجام

عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے ''المصنف'' میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ انصار کی ایک بستی میں کوئی شخص آیا اور اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ تم میں جو فلاں عورت ہے اس کا نکاح میرے ساتھ کر دو۔ حالانکہ حضور ﷺ نے اس آدمی کو نہ بھیجا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں جب یہ اطلاع پہنچی تو حضور ﷺ نے حضرت علی و زبیر رضی اللہ عنہما کو بھیجا فرمایا تم دونوں جاؤ اگر تمہیں وہ ملے تو اسے قتل کر دینا۔ میرا خیال ہے شاید تم اسے نہ پاؤ گے تو وہ گئے اور اسے اس حال میں پا لیا کہ اسے سانپ نے کاٹ لیا تھا اور زہر کے اثر سے وہ مر گیا تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عطاء بن سائب رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبد اللہ بن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ جد الجندعی کا دادا' یمن آیا اور وہ ایک عورت پر عاشق ہو گیا۔ اس نے کہا کہ نبی

کریم ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ میرے پاس اپنی جوان عورت کو بھیجو۔ لوگوں نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عہد کیا ہے اور آپ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کو بھیجا اس پر حضور ﷺ نے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور فرمایا تم اس کے پاس جاؤ اگر وہ تمہیں زندہ ملے تو اسے قتل کر دینا اور اگر تم اسے مردہ پاؤ تو اسے آگ میں جلا دینا۔ چنانچہ جدالجندعی کا دادا رات میں چشمہ سے پانی بھر رہا تھا تو سانپ نے اسے کاٹ کر مار ڈالا۔

ایک منافق کا انجام

ابن اسحاق و حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر حضرت قتادہ بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ابوطعمہ بشیر بن ابیرق منافق تھا اور اس نے فاعہ بن زید کے بیٹے کا غلہ اور ہتھیار بالا خانے سے چرایا تو اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

اِنَّا اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰکَ اللّٰہُ (پ۵ النساء ۱۶)

اے محبوب بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دیکھاتا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

تو وہ بھاگ کر مکہ چلا گیا اور سلامہ بنت سعد کے گھر جا کر ٹھہرا اور وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو برا کہنے لگا اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے شعروں میں اس کی ہجو کا جواب دیا جب حسان رضی اللہ عنہ کے شعر سلامہ کو پہنچے تو اس نے اپنے گھر سے نکال دیا اور وہ طائف چلا گیا اور وہ ایسے گھر میں پہنچا جہاں کوئی نہ تھا اور وہ مکان اس پر گر پڑا اور وہ بدبخت مر گیا۔ یہ دیکھ کر قریش کہنے لگے خدا کی قسم محمد ﷺ کے اصحاب میں سے کوئی ایسا شخص آپ کو نہیں چھوڑتا جس میں خیر و خوبی ہو۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی و طبرانی رحمہما اللہ نے عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حکم بن ابی العاص، نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا۔ جب حضور اکرم ﷺ اس سے گفتگو فرماتے تو وہ اپنا منہ بنایا کرتا تھا اس پر نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا تو ایسا ہی ہو جا تو وہ ہمیشہ منہ بنایا کرتا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور ایک شخص آپ کے پیچھے تھا وہ آپ کی نقل کرتا اور عیب جوئی کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو ایسا ہی ہو جا۔ پھر لوگ اسے اٹھا کر اس کے گھر لے گئے اور وہ دو مہینے بے ہوش رہا۔ پھر جب وہ ہوش میں آیا تو وہ ایسا بن گیا جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نقل کرتا تھا۔

ابن فتحون رحمۃ اللہ علیہ نے طبری رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حارث بن ابی حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے اس کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام بھیجا۔ حارث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی بیٹی میں عیب ہے حالانکہ اس میں وہ عیب موجود نہ تھا جب وہ واپس گھر پہنچا تو اس نے بیٹی کو برص میں مبتلا پایا۔

ذریب بن کلیب رضی اللہ عنہ پر آگ نے اثر نہیں کیا

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کہ اسود عنسی نے جب نبوت کا دعوی کیا اور وہ صنعا پر غالب ہوا تو ذریب بن کلیب رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا اس بنا پر کہ ذریب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی تھی مگر آگ نے ان کو کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ اس واقعہ کو نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے بیان کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس رب العزت کی حمد ہے جس نے ہماری امت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مثل پیدا کیا۔

عبدان نے ''کتاب الصحابہ'' میں کہا کہ ذریب رضی اللہ عنہ وہ شخص ہے جو کلیب بن ربیعہ خولانی کا بیٹا ہے اور اہل یمن میں اس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابو بشر رحمۃ اللہ علیہ جعفر بن ابی وحشیہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کی کہ بنی خولان میں سے ایک شخص اسلام لایا اس کی قوم نے چاہا کہ اسے پھر کفر پر لے آئیں چنانچہ انہوں نے اسے آگ میں ڈال دیا مگر آگ نے انہیں نہ جلایا۔ بجز ان جگہوں کے جہاں پہلے وضو کا پانی نہ پہنچتا تھا پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے ان سے عرض کیا کہ آپ میرے لئے استغفار کیجئے۔ آپ نے فرمایا تم ہی زیادہ مستحق ہو اور فرمایا تم چونکہ آگ میں ڈالے گئے اور آگ نے تمہیں نہ جلایا پھر اس کے لئے انہوں نے دعا کی اس کے بعد وہ شام چلا گیا۔ لوگ اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیا کرتے تھے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت اسمٰعیل بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شرجیل بن مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کہ کہ اسود بن قیس عنسی نے یمن میں نبوت کا دعوی کیا تو وہ ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ خولانی کے پاس آیا اور اس نے ان سے کہا کہ تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ عزوجل کا رسول ہوں۔ ابو مسلم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں سنتا۔ اس نے کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (ﷺ) اللہ عزوجل کے رسول ہیں؟ ابو مسلم رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔

اس پر اس نے خوب آگ جلانے کا حکم دیا۔ پھر ابو مسلم رضی اللہ عنہ کو آگ میں ڈال دیا۔ مگر آگ نے انہیں کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ یہ دیکھ کر اسود نے کسی سے کہا اگر تو ان کو اپنے پاس سے دور نہ

کرے گا تو یہ ان لوگوں کو برگشتہ کر دے گا جو تیری پیروی کرتے ہیں تو اس نے وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا اور وہ مدینہ منورہ آ گئے اس زمانہ میں حضور ﷺ دنیا سے تشریف لے جاچکے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ اس کا ماجرا سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اس خدائے برتر کی حمد ہے جس نے مجھے ابھی تک موت سے ہمکنار نہ کیا اور اس نے مجھے امت محمدیہ ﷺ کے ایسے شخص کو دکھایا جس کے ساتھ وہ کچھ ہوا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا اور بنی خولان کے لوگ عنسیوں سے کہتے تھے کہ تم ایسے جھوٹے لوگ ہو کہ تم نے ہمارے ایک ساتھی کو آگ میں ڈالا اور اس نے ان کو کچھ نقصان نہ پہنچایا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم سے یحییٰ بن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے ابوبلج رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مشرکوں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آگ میں جلایا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے سر پر اپنا دستِ اقدس پھیرا اور فرمایا ''یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی عَمَّارٍ کَمَا کُنْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ'' اے آگ تو عمار رضی اللہ عنہ پر ایسی سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا جیسی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی اور فرمایا اے عمار رضی اللہ عنہ تجھ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

رومال آگ میں نہیں جلا

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عباد بن عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا اے کنیز دسترخوان لاؤ تا کہ ہم کھانا کھائیں تو وہ دسترخوان لائی پھر فرمایا رومال لاؤ تو وہ رومال لائی جو میلا تھا۔ آپ نے فرمایا تنور گرم کرو تو اس نے تنور گرم کیا اور حکم دیا کہ رومال کو تنور میں ڈال دو تو رومال تنور میں ڈال دیا گیا جب رومال کو تنور سے نکالا گیا تو وہ دودھ کی مانند سفید تھا۔

ہم نے ان سے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ تنور نے کپڑے کو نہ جلایا اور خوب صاف کر دیا؟

انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ اس رومال سے روئے انور اور دست مبارک خشک کیا کرتے تھے تو جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ آگ اس چیز کو نقصان نہیں پہنچاتی جو انبیاء علیہم السلام کے چہروں سے مس ہو جاتی ہے۔

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے معاویہ بن حرمل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حرہ سے آگ نکلی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لائے اور فرمایا اس آگ کی طرف چلو اور وہ ان کے ساتھ چلے اور میں ان دونوں کے پیچھے ہو گیا اور یہ دونوں اس کے پاس آئے

اور تمیم ﷛ اپنے ہاتھ سے آگ کو ہانکتے تھے یہاں تک کہ وہ آگ ایک گھاٹی میں داخل ہوگئی اور تمیم ﷛ اس کے پیچھے داخل ہوئے۔ حضرت عمر ﷛ نے تین مرتبہ فرمایا: جس نے اس آگ کو نہیں دیکھا وہ دیکھنے والوں کے برابر نہیں ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے مرزوق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حضرت عمر ﷛ کے زمانۂ خلافت میں آگ لگی تو حضرت تمیم داری ﷛ اس آگ کو اپنی چادر سے ہانکتے تھے یہاں تک کہ وہ آگ ایک غار میں داخل ہوگئی۔ اس وقت حضرت عمر ﷛ نے فرمایا اے ابورقیہ ﷛! اسی کام کے لئے ہم نے تم کو چھپا کے رکھا تھا۔

عصا' تازیانے اور انگلیوں کا روشن ہونا

حاکم و بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے ابوعبس بن جبیر ﷛ سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر وہ بنی حارثہ کے طرف پلٹ کر جاتے تھے۔ وہ ایک اندھیری رات بارش میں واپس جا رہے تھے تو ان کے لئے ان کی لاٹھی روشن ہوگئی یہاں تک کہ وہ بنی حارثہ کے گھر میں داخل ہو گئے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس ﷛ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے دو صحابی حضور ﷺ کی بارگاہ سے ایک اندھیری رات میں نکلے ان دونوں کی لکڑیاں دو مشعلوں کی مانند روشن تھیں۔ جب ان کے راستے مختلف ہوئے تو ایک ایک مشعل دونوں کے ساتھ رہی۔ یہاں تک کہ وہ دونوں اپنے گھر پہنچ گئے۔

ابن سعد اور حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے دوسری سند کے ساتھ حضرت انس ﷛ سے روایت کی کہ عباد بن بشر ﷛ اور اسید بن حضیر ﷛ دونوں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کسی ضرورت سے حاضر تھے۔ پھر وہ کچھ رات گزرنے کے بعد واپس ہوئے۔ وہ رات سخت اندھیری تھی یہ دونوں باہر نکلے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی تو ان دونوں کے لئے ان میں سے ایک لاٹھی روشن ہوگئی اور وہ دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے جب دونوں کے راستے پھٹے تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور ہر ایک اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت انس ﷛ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عمر ﷛ دونوں حضرت صدیق ﷛ کے یہاں تھے اور یہ دونوں حضور ﷺ سے گفتگو کر رہے تھے یہاں تک کہ رات آگئی پھر دونوں نکلے اور حضرت ابوبکر ﷛ ان دونوں کے ساتھ ہو

گئے۔ اندھیری رات تھی اور دونوں کے ساتھ لاٹھی تھی تو وہ دونوں لاٹھیاں روشن ہوگئیں اور ان دونوں پر اس کی روشنی پڑنے لگی یہاں تک کہ وہ سب اپنے گھر پہنچ گئے۔

حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی انگلیاں روشن ہوگئیں

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ'' میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم اندھیری رات میں آپس میں متفرق ہو گئے تو میری انگلیاں روشن ہوگئیں یہاں تک کہ سب نے اپنا سامان اپنی سواریوں پر جمع کیا اور لاد لیا اور کوئی چیز ہم سے گم نہ ہوئی اور حال یہ کہ میری انگلیاں برابر روشنی دیتی رہیں۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا بارش والی ایک رات تھی جب رسول اللہ ﷺ عشا کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو ایک بجلی چمکی اور آپ نے قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا اے قتادہ رضی اللہ عنہ جب تم نماز پڑھ لو تو ٹھہر جانا میں تمہیں حکم دوں گا۔ تو جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک شاخ عنایت کر کے فرمایا اسے لے لو یہ تمہارے لئے دس قدم سامنے اور دس قدم پیچھے روشنی دے گا۔

کاشانۂ نبوت جگمگا اٹھا

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''حلیہ'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پہلو میں شب بسر فرمائی جب میں بیدار ہوئی تو آپ کو اپنے قریب نہ پا کر پریشان ہوئی۔ پھر میں نے آپ کی آواز سنی کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں تو میں بھی اٹھی اور وضو کر کے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے لگی پھر حضور ﷺ نے رات کے وقت دعا مانگی جو خدا نے چاہا تو ایک نور آیا جس سے سارا گھر روشن ہو گیا اور وہ نور اتنی دیر موجود رہا جب تک خدا نے چاہا آپ دعا کرتے رہے پھر دوبارہ نور آیا جو روشنی میں پہلے سے زیادہ تھا۔ یہاں تک کہ گھر میں رائی کے دانہ کو چننا چاہتی تو ایک ایک کر کے دانہ چن لیتی۔ پھر وہ چلا گیا۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کیسا نور تھا جسے میں نے دیکھا ہے؟

فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تم نے نور دیکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی امت کو مانگا تو اللہ عزوجل نے مجھے تہائی امت عطا فرمادی اس پر میں نے خدا کی حمد کی اور اس کا شکر بجا لایا۔ پھر میں نے اس سے بقیہ کا سوال کیا تو اس نے دوسری تہائی امت مجھے عطا فرما

دی۔ پھر میں نے تیسری تہائی امت کا سوال کیا تو اس نے مجھے وہ بھی عطا کر دی۔ میں نے اس کی حمد و شکر کیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم سے محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ابو العباس بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے محمد بن عمرو غزی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے عطاف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے محمد بن ابی بکر بن مطر بن عبد الرحمٰن بن عوف رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور اس کی مثل حدیث بیان کی۔ اس میں عطاف راوی ضعیف ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے ابو ہریرہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے اور حضور ﷺ نماز پڑھا رہے تھے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو حضرت حسن ﷛ و حسین ﷛ اچھل کر آپ کی کمر پر بیٹھ جاتے اور جب آپ سجدہ سے سر اٹھاتے تو ان کو پکڑ کر نرمی کے ساتھ اتار دیتے اور جب دوسرا سجدہ کرتے تو وہ دونوں ایسا ہی کرتے اور جب نماز میں کھڑے ہو جاتے تو ایک ادھر دوسرا ادھر ہو جاتا۔ پھر میں قریب آیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا میں ان دونوں کو ان کی والدہ ماجدہ کے پاس نہ پہنچا دوں۔ فرمایا نہیں۔ پھر ایک نور چمکا اور حضور ﷺ نے فرمایا اے صاحبزادو! تم دونوں اپنی والدہ کے پاس چلے جاؤ تو وہ دونوں اس نور کی روشنی میں جا رہے تھے یہاں تک کہ دونوں گھر میں داخل ہو گئے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت امام حسن ﷛ ایک اندھیری رات میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ چونکہ آپ ان سے بہت زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا تم اپنی والدہ ماجدہ کے پاس جاؤ۔ اس وقت میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں ان کے ساتھ جاتا ہوں۔ فرمایا نہیں پھر آسمان سے ایک نور چمکا اور وہ اس کی روشنی میں چل دیئے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔

رجعت شمس یعنی سورج کا پلٹنا

ابن مندہ، ابن شاہین اور طبرانی رحمہم اللہ نے ایسی سندوں کے ساتھ جو بعض شرط صحیح پر ہیں، حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ کا سر اقدس حضرت علی مرتضیٰ ﷛ کی آغوش میں تھا اور حضرت علی مرتضیٰ ﷛ نے نماز عصر پڑھی نہ تھی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔

اس وقت رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اے خدا علی رضی اللہ عنہ تیری اطاعت اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت میں تھے تو ان پر آفتاب کو واپس کر دے۔ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آفتاب کو غروب ہوتے دیکھا تھا پھر میں نے غروب ہونے کے بعد اسے واپس ہوتے دیکھا ہے اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت اس طرح ہے کہ تو ان پر آفتاب طلوع ہو گیا یہاں تک کہ اس کی روشنی پہاڑوں اور زمین پر پھیل گئی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز عصر پڑھی۔ اس کے بعد آفتاب غائب ہو گیا یہ واقعہ منزل صہبا کا ہے جو خیبر اور مدینہ کے درمیان ہے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آغوش میں اپنا سر مبارک رکھ کر محو خواب ہو گئے اور انہوں نے اس وقت تک نماز عصر نہ پڑھی تھی۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو آپ نے ان کے لئے دعا کی اور ان کے لئے سورج واپس آ گیا اور انہوں نے نماز پڑھی پھر وہ دوبارہ غروب ہوا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند حسن حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے آفتاب کو حکم دیا اور دن ایک گھڑی تک ٹھہرا رہا۔

دستِ اقدس کے مس سے تصویر نابود ہو گئی

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں ایسا کپڑا اوڑھے ہوئے تھی جس پر جاندار کی تصویر تھی۔ آپ نے اسے پھاڑ ڈالا۔ پھر فرمایا قیامت کے دن ان لوگوں پر سب سے زیادہ شدید عذاب ہو گا جو اللہ عزوجل کی کسی مخلوق کی تصویر کشی کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بھی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک ڈھال لے کر آئے جس میں عقاب کی تصویر کندہ تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک رکھا اور اللہ عزوجل نے اسے نابود کر دیا۔

ابن سعد و ابن شیبہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک ڈھال تھی جس پر مینڈھے کی تصویر کندہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس تصویر کی موجودگی کو مکروہ جانا۔ جب صبح ہوئی اور دیکھا تو اللہ عزوجل نے تصویر کو دور کر دیا تھا۔

دستِ اقدس کے اثر سے بالوں کی چمک سیاہی برقرار رہتی اور وہ معطر ہو جاتے

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ'' میں اور ابن مندہ بیہقی و ابن سکن و ابن سعد اور ابن عساکر رحمہا اللہ نے بروایت آمنہ بنت ابی شعثاء اور قطبہ ان دونوں نے مدلوک و ابوسفیان ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس غلاموں کے ساتھ آیا اور میں مسلمان ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سر پر پھیرا۔ وہ دونوں کہتی ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ جس جگہ نبی کریم ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اس جگہ کے بال سیاہ رہے اور بقیہ تمام بال سفید ہو گئے۔

ابن سعد و ابن مندہ و بغوی و بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے جو کہ سائب بن یزید ﷺ کے غلام تھے۔ روایت کہ انہوں نے کہا کہ سائب ﷺ کا سر دماغ سے ان کی پیشانی تک سیاہ تھا اور ان کا بقیہ سر سفید تھا۔ میں نے پوچھا اے میرے آقا ! آپ کے سر کے بالوں سے زیادہ عجیب میں نے کسی کو نہ دیکھا۔

انہوں نے فرمایا اے بیٹے! تم کیا جانو کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس گزرے اور میں بچوں کے ساتھ تھا۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے عرض کا سائب بن یزید ﷺ تو آپ نے اپنا دست اقدس میرے سر پر پھیرا اور فرمایا '' بَارَکَ اللّٰہُ فِیْہِ'' حضور ﷺ کے دست مبارک لگنے کی وجہ سے میرا سر کبھی سفید نہ ہوگا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ'' میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق یونس بن محمد بن انس رحمۃ اللہ علیہ کے والد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں دو ہفتہ کا تھا۔ مجھے آپ کے پاس لوگ لائے اور آپ نے میرے سر پر دست اقدس پھیر کے مجھے برکت کی دعا دی اور فرمایا میرے نام پر اس کا نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ اس کی کنیت نہ رکھنا اور جب حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کا ارادہ فرمایا تو میں دس سال کا تھا۔

یونس رحمۃ اللہ علیہ راوی حدیث نے کہا کہ میرے والد نے اتنی عمر پائی کہ ان کے تمام بال سفید ہو گئے لیکن وہ جگہ جہاں نبی کریم ﷺ نے ان کے سر پر دست اقدس پھیرا تھا سفید نہ ہوئی اور نہ ان کی داڑھی سفید ہوئی اور طبرانی نے محمد بن فضالہ ظفری ﷺ سے اس کی مانند روایت کی۔

بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''معجم'' میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند ابوالوضاح بن سلمہ جہنی رحمۃ اللہ علیہ' ان کے والد سے انہوں نے عمرو بن تغلب جہنی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا تو آپ نے میرے چہرے پر دست اقدس پھیرا۔ عمر بن تغلب رضی اللہ عنہ سو سال کی عمر میں فوت ہوئے مگر جہاں جہاں رسول اللہ ﷺ کا دست اقدس لگا تھا اس جگہ کے بال سفید نہ ہوئے نہ چہرے کے نہ سر کے۔

طبرانی و ابن سکن رحمہما اللہ نے مالک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر اور چہرے پر پھیرا تو ان کی بڑی عمر ہوئی حتی کہ ان کا سر اور داڑھی سفید ہو گئی مگر جہاں رسول اللہ ﷺ نے دست اقدس پھیرا تھا سر اور داڑھی کے وہ بال سفید نہ ہوئے۔

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے ''اخبار مدینہ'' میں محمد بن عبد الرحمٰن بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے عبادہ بن سعد بن عثمان زرقی رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر دست اقدس پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ تو وہ اسیّ سال کے ہو کر فوت ہوئے مگر بال سفید نہ ہوئے تھے۔

ابن اسحاق رملی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فوائد'' میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بشیر بن عقربہ جہنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب میرے والد غزوہ احد میں شہید ہوئے تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس روتا ہوا آیا آپ نے فرمایا تم کیوں روتے ہو؟ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ میں تمہارا باپ ہوں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمہاری ماں۔ پھر میرے سر پر دست اقدس پھیرا تو میرے سر میں آپ کے دست اقدس کا اثر یہ ہوا کہ وہ تو کالا رہا باقی سارے جسم کے بال سفید ہو گئے اور میری زبان میں لکنت تھی اور ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ میری زبان میں گرہ تھی۔ حضور ﷺ نے میرے منہ میں لعاب دہن لگایا تو زبان کھل گئی آپ نے مجھ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے میں نے عرض کیا بجیر ہے فرمایا نہیں بلکہ تمہارا نام بشیر ہے۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر بسند علباء بن احمر رضی اللہ عنہ اور ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سر پر اور داڑھی پر پھیرا۔ پھر فرمایا ''اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ'' اے خدا ان کا حسن قائم رہے۔ راوی نے کہا کہ ان کی عمر کچھ اوپر سو سال کو پہنچی اور ان کی داڑھی میں سفیدی نہ تھی اور ان کا چہرہ شگفتہ اور بشاش تھا اس میں جھریاں نہ پڑیں جب تک کہ وہ فوت ہوئے۔

ابن ابی شیبہ اور حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بسند ابو نہیک ازدی رحمۃ اللہ علیہ' ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ' عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے

پانی طلب فرمایا اور میں برتن میں پانی لایا اور پانی میں ایک بال تھا جسے میں نے نکال دیا پھر آپ کو پیش کیا پھر آپ نے فرمایا "اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ" راوی نے کہا انہوں نے ترانوے سال گزارے مگر ان کے سر اور داڑھی میں ایک بال سفید نہ ہوا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند ثمامہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ کے لئے اونٹنی کا دودھ دوہا۔ حضور ﷺ نے اسے دعا دی "اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ" تو اس کے بال سیاہ ہو گئے اور وہ بال سیاہی میں حد سے بڑھ گئے۔ معمر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے قتادہ رضی اللہ عنہ کے سوا اوروں سے بھی سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ وہ یہودی نوے سال کا ہوا مگر بال سفید نہ ہوئے اسے ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے "المرسل" میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے اور کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے اور ماقبل کی حدیث کی شاہد ہے۔

امام احمد و بخاری رحمہما اللہ نے "تاریخ" میں اور ابن سعد و ابویعلیٰ، بغوی و حسن بن سفیان رحمہم اللہ نے اپنی "مسند" میں اور طبرانی و بیہقی رحمہما اللہ نے حنظلہ بن حزیم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر پر پھیرا اور آپ نے دعا کی کہ تمہاری عمر میں برکت ہو۔

زیال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس بکری و اونٹ لایا جاتا جس کے تھن متورم ہوتے اور اس آدمی کو لایا جاتا جسے ورم ہوتا تو وہ اپنے ہاتھ پر تھوکتے اور اس ورم پر پھیرتے جاتے اور کہتے "بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَثَرِیَدِ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ" اور ورم کی جگہ پر ہاتھ پھیرتے جاتے یہاں تک کہ وہ ورم جاتا رہتا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالعلاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کی بیماری کے زمانہ میں ان کی عیادت کی۔ ایک شخص گھر کے آخری حصہ سے گزرا۔ میں نے اس شخص کا عکس قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں دیکھا۔ جس طرح کہ آئینہ میں دیکھا جاتا ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے کی چمک اس وجہ سے تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے چہرے پر پھیرا تھا اور میں نے ان کو بہت دیکھا ہے لیکن میں نے جب بھی انہیں دیکھا ہے تو اس حال میں دیکھا ہے کہ گویا ان کے چہرے پر تیل ملا ہوا ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ" میں، بغوی، ابن مندہ، ابونعیم، ابن شاہین اور ثابت رحمہم اللہ نے "الدلائل" میں کئی سندوں کے ساتھ بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ اپنے والد معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے تو حضور ﷺ نے بشر رضی اللہ عنہ کے سر اور چہرے پر دست اقدس پھیرا اور ان کے لئے دعا کی تو رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پھیرنے کے بعد ان

کا چہرہ چاند کی مانند چمکنے لگا اور وہ جس پر اپنا ہاتھ پھیرتے وہ تندرست ہو جاتا۔

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے خزیمہ بن عاصم عکلی ﷺ سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور مسلمان ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے چہرے پر دست اقدس پھیرا جس کی وجہ سے ان کا چہرہ ہمیشہ تروتازہ رہتا یہاں تک کہ وہ فوت ہوئے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الکبیر والاوسط'' میں بسند جید اور بیہقی رحمہما اللہ نے ام عاصم زوجہ عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ عتبہ ﷺ کی زوجیت میں ہم چار عورتیں تھیں اور ہم میں سے ہر عورت خوشبو کے لگانے میں خوب کوشش کرتی تھی تا کہ وہ اپنے شوہر کو زیادہ خوشبودار معلوم ہو اور عتبہ ﷺ کی جو خوشبو ہوا کرتی تھی وہ ہم سب کی خوشبوؤں سے زیادہ تیز ہوا کرتی تھی۔ باوجود یہ کہ وہ کوئی خوشبو نہ ملا کرتے تھے اور جب عتبہ ﷺ لوگوں کے پاس جاتے تو وہ کہتے ہم نے عتبہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ تیز اور طیب کوئی خوشبو نہ سونگھی۔

تو ہم سب بیویوں نے عتبہ ﷺ سے ان کی خوشبو کے بارے میں پوچھا۔ عتبہ ﷺ نے کہا رسول ﷺ کے عہد مبارک میں مجھے 'چھپاکی' ہوگئی تھی میں نے حضور ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ برہنہ ہو جاؤ تو میں نے کپڑے اتار دیئے اور حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنی شرمگاہ پر کپڑا ڈال دیا پھر حضور ﷺ نے اپنے دست اقدس پر دم فرمایا اور اپنا دست اقدس میری کمر اور میرے پیٹ پر پھیرا تو اس دن سے یہ خوشبو مجھ میں مہکنے لگی۔

بیہقی و ابن عساکر رحمہما اللہ نے وائل بن حجر ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ سے مصافحہ کرتا یا میرا جسم آپ کے کسی حصہ سے چھو جاتا تو میں اپنے ہاتھ میں تین دن بعد تک مشک سے زیادہ خوشبو پایا کرتا تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالطفیل ﷺ سے روایت کی بنی لیث کا ایک شخص تھا جس کو فراس بن عمرو ﷺ کہا جاتا ہے اسے شدید درد سر لاحق ہوا اسے اس کا والد نبی کریم ﷺ کے پاس لے گیا تو رسول اللہ ﷺ نے دونوں آنکھوں کی درمیانی جلد کو پکڑ کر کھینچا۔ رسول اللہ ﷺ کی انگلیاں اس کی پیشانی میں جس جگہ تھیں اس جگہ ایک بال اگا اور اس کا درد سر جاتا رہا۔ پھر کبھی اسے درد سر نہ ہوا۔

ابوالطفیل ﷺ نے کہا کہ میں نے اس بال کو دیکھا ہے گویا کہ وہ سیئی کا کانٹا تھا۔ انہوں نے کہا کہ فراس ﷺ نے اہل حروراء کے ساتھ حضرت علی مرتضیٰ ﷺ پر خروج کا ارادہ کیا تو اس کے باپ نے اسے پکڑ کر باندھ دیا اور اسے قید کر دیا۔ اس وقت وہ بال گر گیا۔ اس بال کا گرنا اس پر بے حد شاق ہوا۔ اس سے لوگوں نے کہا یہ بال اس بنا پر گرا ہے کہ تو نے حضرت علی مرتضیٰ ﷺ کے

خلاف خروج کا ارادہ کیا تھا اب تو از سر نو توبہ کر تو اس نے توبہ کی۔ ابو الطفیل ﷜ نے کہا کہ میں نے بال کو اس کے گرنے سے پہلے بھی دیکھا ہے اور گرنے کے بعد جو اگا ہے اسے بھی دیکھا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ ابو الطفیل ﷜ سے روایت کی کہ ایک شخص تھا نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اس شخص کا فرزند پیدا ہوا۔ وہ شخص اسے حضور ﷺ کے پاس لایا اور حضور ﷺ نے اس کے لئے برکت کی دعا کی اور اس کی پیشانی کی کھال پکڑ کر کھینچی اور اس کی پیشانی میں اس جگہ ایک بال اگ آیا۔ گویا وہ گھوڑے کی پیشانی کے موٹے بال کی مانند تھا۔ وہ بچہ جوان ہوا۔

جب خوارج کے خروج کا زمانہ آیا تو اس نے ان کی حمایت شروع کر دی اور وہ بال اس کی پیشانی سے گر گیا۔ اس پر ہم نے اسے نصیحت کی اور اس سے کہا کہ تم نبی کریم ﷺ کی برکت کی نشانی کو نہیں دیکھتے کہ وہ جاتی رہی ہے؟ اور یہ نصیحت اسے ہم برابر کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے توبہ کی اور اللہ ﷻ نے اس کی پیشانی میں وہ بال دوبارہ پیدا کر دیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ''طبقات'' میں کہا کہ ہلب بن یزید بن عدی ﷜' نبی کریم ﷺ کے دربار میں قاصد بن کر آئے اور وہ گنجے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور ان کے بال اگ آئے۔ اسی بنا پر ان کا نام ہلب ﷜ رکھا گیا۔

مدائنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے راویوں سے روایت کی کہ اسید بن ابی اناس ﷜ کے چہرے پر رسول اللہ ﷺ نے دست اقدس پھیرا اور اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا تو اسید اندھیرے گھر میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتا۔ اسے ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حنظلہ بن قیس ﷜ سے روایت کی کہ عبد اللہ بن عامر بن کریز ﷜ کو بارگاہ نبوت میں لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لعاب دہن اقدس لگایا اور چند آیات قرآنی پڑھ کر دم کیا تو وہ حضور ﷺ کے لعاب دہن اقدس کو رغبت وشوق کے ساتھ پینے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ سیراب کرنے والے ہونگے تو وہ جس زمین کو کھودتے انکے لئے اسی جگہ پانی نکل آتا۔

حضور اقدس ﷺ کی انگشتری مبارک کا معجزہ

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر حضرت سعید بن المسیب ﷜ سے روایت کی کہ زید بن خارجہ انصاری ﷜ جو بنی الحارث بن خزرج کی شاخ سے تھے۔ وہ حضرت عثمان ذوالنورین ﷜ کے زمانے میں فوت ہوئے اور ان کے جسم پر کپڑا ڈال دیا گیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ان کے سینے

میں گرج کی آواز سنی پھر انہوں نے کلام کیا۔

انہوں نے کہا کہ احمد ﷺ کا نام پہلی کتابوں میں احمد ﷺ ہے۔ آپ صادق تھے۔ ابوبکر صدیق ؓ اپنے ذات میں کمزور تھے۔ مگر اللہ ﷻ کے حکم میں کتاب اول میں قوی تھے وہ سچے تھے صادق تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب ؓ کتاب اول میں قوی و امین تھے۔ وہ سچے تھے صادق تھے۔ حضرت عثمان بن عفان ؓ انہیں کی راہ پر قائم ہیں۔ ان کی خلافت کے چار سال گزر چکے ہیں اور دو سال باقی ہیں پھر فتنوں کا ظہور ہوگا اور شدید کمزور کو کھائے گا اور قیامت برپا ہوگی اور بہت جلد بئر اریس سے تمہارے لشکر کے بارے میں خبر آئے گی اور وہ بئر اریس کیا ہے؟

اس کے بعد خطمہ سے ایک شخص فوت ہوا اس کے جسد پر کپڑا ڈال دیا گیا پھر لوگوں نے اس کے سینے میں گرج کی آواز سنی۔ اس نے کلام کیا۔ اس نے کہا کہ بنی الحارث بن خزرج کے بھائی نے سچ کہا۔ سچ کہا'

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بئر اریس کا واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک انگشتری بنوائی تھی جو آپ کے دست اقدس میں رہتی تھی۔ پھر وہ انگشتری حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ہاتھ میں رہی۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق ؓ کے ہاتھ میں رہی پھر وہ حضرت عثمان ؓ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ وہ انگشتری ان کی خلافت کے چھ سال گزر جانے کے بعد ان کے ہاتھ میں سے بئر اریس میں گر پڑی۔ اس کے بعد ان کے عاملوں کی حالت بدل گئی اور فتنوں کے اسباب کا ظہور ہوا۔ جیسا کہ زید بن خارجہ ؓ کی زبان سے کہلوایا گیا'' انتهى كلام البيهقي ''

اور یہ حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دست اقدس میں ایک انگشتری رہا کرتی تھی اور وہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ہاتھ میں رہی ان کے بعد حضرت عمر فاروق ؓ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر جب حضرت عثمان بن عفان ؓ کا زمانہ خلافت آیا (اور خلافت کے چھ سال گزر گئے) تو حضرت عثمان ؓ بئر اریس پر بیٹھے اور انگشتری نکال کر اس سے شغل کرنے لگے اور وہ اس کنوئیں میں جا پڑی۔

راوی نے کہا کہ تین دن تک برابر حضرت عثمان ؓ کے ساتھ جاتا رہا اور کنوئیں کا پانی نکالا جاتا رہا مگر انگشتری نہ ملی۔ بعض علماء نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگشتری میں ایسے اسرار تھے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری میں تھے۔ جب وہ انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام سے گم ہوئی تو ان کا ملک جاتا رہا۔ اسی طرح جب نبی کریم ﷺ کی انگشتری حضرت عثمان ؓ سے گم ہوئی تو ان کی خلافت میں کمزوری رونما ہونے لگی اور باغیوں نے ان کے خلاف خروج کیا اور یہ فتنہ کی ایسی

ابتدا تھی جوان کی شہادت تک پہنچی اور وہ فتنہ آخر زمانے تک دراز ہو گیا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا میری اس انگشتری پر "محمد بن عبد اللہ" کندہ کروا دو اور وہ انگشتری خالص چاندی کی تھی تو وہ نقاش کے پاس لائے اور کہا کہ یہ نقش اس پر کندہ کر دو۔ اس نے کہا میں اسے کندہ کر دوں گا اور اس پر اجرت طے کی تو اللہ عزوجل نے نقاش کے ہاتھ کو اس طرح بدل دیا کہ اس نے "محمد رسول اللہ" کندہ کر دیا۔ اس پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا بات ہے میں نے تو تمہیں "محمد بن عبد اللہ" کندہ کرنے کا حکم دیا تھا۔

نقاش نے کہا بلاشبہ اللہ عزوجل نے میرے ہاتھ کو پھیر دیا۔ خدا کی قسم! میں یہی کندہ کرنا چاہتا تھا مگر بے شعوری میں یہ کندہ ہو گیا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس انگشتری کو نبی کریم ﷺ کے پاس لائے اور آپ سے حال بیان کیا تو آپ نے تبسم فرمایا اور فرمایا یقیناً میں اللہ عزوجل کا رسول ہوں۔

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے "اخبار مدینہ" میں ولید بن رباح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کہ انہوں نے کہا کہ جس دن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر میں زیادتی کی اس دن آفتاب کو ایسا گہن لگا کہ ستارے نظر آنے لگے۔

حضور ﷺ کو حقائقِ اشیاء کو مجسم کر کے دکھایا گیا

رحمت وسکینہ کو آپ ﷺ نے مجسم دیکھا

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ صحابہ کی ایک جماعت ذکر الٰہی میں مشغول تھی۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو آپ ان کی طرف بالقصد تشریف لائے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ ان کے بالکل نزدیک پہنچ گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی خاطر ذکر سے زبانوں کو روک لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' تم لوگ کیا ذکر کر رہے تھے؟ کیونکہ میں نے تم پر رحمت کو نازل ہوتے دیکھا ہے اور میں نے پسند کیا کہ اس رحمت میں میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہو جاؤں۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے سعد بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے نظر مبارک آسمان کی جانب اٹھائی' پھر بتدریج نظریں نیچی کیں۔

پھر نظریں اوپر اٹھائیں۔ کسی نے حضور ﷺ سے اس کو دریافت کیا تو فرمایا' یہ لوگ جو میرے سامنے ہیں' اللہ ﷻ کے ذکر میں مشغول تھے' ان کے اوپر سکینہ نازل ہوا جو گنبد کی مانند فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔ جب ان کے قریب پہنچے تو ان میں سے ایک شخص نے لغو بات کہی اور وہ ان سے اٹھالیا گیا' یہ حدیث مرسل ہے۔

حضور ﷺ نے نور کو مجسم دیکھا

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ'' میں اور بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے اور ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ ایک جماعت اپنے ہاتھ اٹھائے دعا کر رہی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' تم دیکھ رہے ہو کہ میں ان کے ہاتھوں میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا' ان کے ہاتھوں میں کیا ہے؟ فرمایا ان کے ہاتھوں میں نور ہے۔ میں نے عرض کیا' آپ دعا کیجئے کہ اللہ ﷻ وہ نور مجھے دکھا دے تو حضور ﷺ نے دعا کی اور اللہ ﷻ نے وہ نور مجھے دکھا دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر نور کو دیکھا

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الاحوص حکیم بن عمیر عنسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا تو فرمایا کہ ان کے دروازے کے سوا تمام دروازوں پر ظلمت (تاریکی) ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر نور ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان سخت کلامی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے جلال میں کھڑے ہو کر فرمایا' تم لوگ میرے رفیق کو نہ چھوڑو گے۔ ان کی شان اور تمہاری شان کے درمیان بڑا فرق ہے۔ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے دروازے پر تاریکی نہ ہو۔ بجز! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے کیونکہ ان کے دروازے پر نور ہے۔

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سعد رضی اللہ عنہ کی باندی ام طارق رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سعد رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے۔ اندر آنے کی اجازت چاہی حضرت سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ پھر حضور ﷺ نے اجازت چاہی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ پھر حضور ﷺ نے اجازت چاہی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ واپس

تشریف لے جانے لگے۔

ام طارق رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس وقت حضرت سعد ﷛ نے مجھے حضور ﷺ کی طرف بھیجا اور آپ کو اذن دینے میں کوئی بات مانع نہ تھی۔ البتہ ہم نے یہ چاہا کہ آپ مکرر اذن سے ہماری عزت افزائی فرمائیں۔ ام طارق رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے دروازے پر ایک آواز سنی جو اجازت مانگ رہی تھی مگر میں نے کسی کو موجود نہ دیکھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تو کون ہے؟ اس آواز نے کہا' میں ام ملدم (بخار) ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"لَا مَرْحَبًابِكَ وَلَا اِهْلًا" کیا تو قبا کی طرف جانا چاہتی ہے؟ اس نے فرمایا' ہاں۔ فرمایا' تو ان کی طرف چلی جا۔

حضور ﷺ کی خدمت میں تپ کی آمد

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تپ آئی اور اس نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضور ﷺ نے پوچھا' تو کون ہے؟ اس نے کہا' میں ام ملدم (بخار) ہوں۔ فرمایا کیا تو اہل قبا کی طرف جانا چاہتی ہے؟ اس نے کہا' ہاں۔ راوی نے کہا کہ اہل قبا تپ میں مبتلا ہو گئے اور انہوں نے بخار کی بڑی سختی اٹھائی۔ پھر انہوں نے حضور ﷺ سے اس کی شکایت کی اور عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم لوگ تپ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ فرمایا' اگر تم چاہو تو میں اللہ ﷻ سے دعا کرتا ہوں' وہ تم سے تپ کو دور کر دے گا اور اگر تم چاہو تو وہ تپ تمہارے لئے تمہارے گناہوں کی طہارت کا موجب بنے گی۔ انہوں نے عرض کیا' ہماری طہارت کا موجب بنے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمان ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے بخار نے اجازت مانگی۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا تو کون ہے؟ اس نے کہا' میں بخار ہوں اور میں گوشت کو گھلا دیتا ہوں اور خون کو چوس لیتا ہوں؟ فرمایا' اہل قبا کی طرف چلا جا تو وہ لوگ بخار میں مبتلا ہو گئے۔ پھر وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حال میں آئے کہ ان کے چہرے زرد تھے۔ انہوں نے بخار کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اگر تم چاہو تو میں اللہ ﷻ سے دعا کروں اور وہ تم سے بخار کو دور کر دے گا اور اگر تم چاہو تو بخار کو رہنے دو تاکہ تمہارے گناہ ساقط ہوں۔ انہوں نے کہا' نہیں۔ ہم بخار کو باقی رکھنا چاہتے ہیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت

میں تپ آئی اور اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے آپ اپنی ایسی قوم کی طرف بھیج دیجئے جو آپ کو بہت محبوب ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو انصار میں چلی جا۔ وہ چلی گئی اور وہ ان میں پھیل گئی اور ان کو پچھاڑ ڈالا۔ انصار نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے لئے اللہ ﷻ سے شفایابی کی دعا کیجئے تو حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا کی اور اللہ ﷻ نے ان سے دور کر دیا۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا' ممکن ہے کہ یہ بات ان لوگوں کے لئے ہو جو انصار کے دوسرے لوگ ہیں۔

شیخین رحمہا اللہ نے بروایت اسامہ بن زید ﷺ نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ حضور ﷺ مدینہ منورہ کے ایک قلعہ کی چھت پر چڑھے اور آپ ﷺ نے فرمایا' کیا تم دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ یقیناً میں ان مقامات کو دیکھ رہا ہوں جہاں فتنے واقع ہوں گے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور فرمایا ''سُبْحَانَ الَّذِیْ یُرْسِلُ عَلَیْهِمُ الْفِتَنَ اِرْمَالَ الْقَطْرِ'' پاک ہے وہ ذات جو ان پر بارش کے قطروں کی مانند فتنوں کو بھیجتا ہے۔

نیز طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مثل ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے بھی روایت کی ہے۔

حضور ﷺ کا دنیا کو مشاہدہ فرمانا

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شعب الایمان'' میں زید بن ارقم ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ نے پانی طلب فرمایا تو ان کی خدمت میں پانی اور شہد پیش کیا گیا۔ یہ دیکھ کر آپ اتنا روئے کہ آپ کے رفقاء بھی رونے لگے۔ پھر رفقاء نے پوچھا' آپ کس بات سے روئے ہیں؟

فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اپنے سے کسی چیز کو دور کر رہے ہیں۔ حالانکہ میں کسی چیز کو بھی نہیں دیکھ رہا تھا۔ میں نے پوچھا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ کیا چیز ہے جسے آپ اپنے سے دور فرما رہے ہیں؟ فرمایا یہ دنیا ہے جو صورت بن کر میرے سامنے آئی تھی۔ میں نے اس سے کہا' مجھ سے دور رہ! پھر وہ پلٹ کر کہنے لگی' اگر آپ مجھے اپنے سے دور کرتے ہیں تو آپ کے بعد والے لوگ تو مجھ سے ہرگز ہرگز دور نہ ہوں گے۔

اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح روایت کی کہ فرمایا' دنیا نے مجھے اپنی درازی و فراخی دکھائی مگر میں نے اس سے کہا کہ تو دور رہ تو اس نے مجھ سے کہا' صرف آپ ہی ہیں جو مجھے قبول

نہیں کرتے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''الزہد'' میں عطا بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میرے سامنے سرسبز و شیریں بن کر آئی اور اس نے میرے آگے سر اٹھایا اور میرے سامنے زینت کے ساتھ آئی مگر میں نے فرمایا' میں تجھے ہرگز نہیں چاہتا۔ اس پر اس نے کہا' اگر آپ مجھ سے دور رہتے ہیں تو آپ کے سوا تو مجھ سے دور نہیں ہیں۔

روزِ جمعہ اور قیامت کا مشاہدہ کرنا

بزار و ابو یعلی اور طبرانی رحمہما اللہ نے ''اوسط'' میں اور ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق جیدہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور ان کے ہاتھ میں چمکدار آئینہ تھا اور اس آئینہ میں سیاہ نکتہ تھا۔ میں نے پوچھا اے جبریل علیہ السلام! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا' یہ جمعہ کا دن ہے۔ آپ کا رب آپ کو اسے عطا فرماتا ہے تاکہ یہ دن آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لئے عید ہو۔ میں نے پوچھا' اس میں یہ سیاہ نکتہ کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا' یہ قیامت ہے۔

حضور ﷺ کے لئے ملکوت السموات والارض کا متجلی ہونا

امام احمد و طبرانی رحمہما اللہ نے عبدالرحمٰن بن عائش حضرمی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کی۔ اس صحابی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن صبح کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نہایت مسرور تھے اور خوشی سے چہرہ چمک رہا تھا۔ ہم نے حضور ﷺ سے استفسار کیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا مجھے بیان کرنے میں کوئی بات مانع نہیں ہے۔ آج رات میرا رب' نہایت حسین صورت میں میرے پاس تشریف لایا اور اس نے پکارا یا محمد! میں نے عرض کیا لبیک و سعدیک اے میرے رب! ملاء اعلیٰ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا' میں نہیں جانتا تو حق تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ کے اندر محسوس کی۔ پھر جو کچھ آسمانوں کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب مجھ پر روشن ہوگئی۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد حضور ﷺ نے پڑھا ''وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ (پ۷ الانعام ۷۵)

''اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں۔ ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس

لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے (ترجمہ کنز الایمان)

اس حدیث کی بکثرت سندیں ہیں اور یہ حدیث طویل ہے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''المصنف'' میں عبدالرحمٰن بن سابط ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ ﷻ نے حسین صورت میں میرے لئے تجلی فرمائی اور اس نے مجھ سے دریافت فرمایا' آسمان والے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں؟

میں نے عرض کیا' اے میرے رب مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ پھر اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے کے اندر محسوس کی۔ پھر حق تعالیٰ نے مجھ سے جو پوچھا' میں نے اس کا علم اپنے میں پایا۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے ثوبان ﷺ کی حدیث سے روایت کی۔ اس میں ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان ہر چیز مجھ پر ظاہر ہوگئی اور ابن عمر ﷺ کی حدیث میں اس طرح ہے کہ میں اپنے مصلے پر نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک میرے کان میں سنسناہٹ ہوئی (اور میں سو گیا) خواب میں میرا رب تبارک وتعالیٰ احسن صورت میں میرے پاس آیا اور مجھ سے فرمایا اور جو آخر حدیث تک مذکور ہے۔

اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ ﷺ سے اس طرح حدیث روایت کی ہے کہ میرا رب احسن صورت میں مجھ سے ملا اور مجھ سے فرمایا ملاء اعلیٰ کے رہنے والے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا تو اپنا دستِ قدرت میری چھاتی کے درمیان رکھا تو دنیا و آخرت کی ہر وہ بات جس کے بارے میں مجھ سے اس نے پوچھا' میں نے ان سب کو اپنی جگہ جان لیا۔ (الحدیث)

برزخ' دوزخ اور جنت کے احوال کا مشاہدہ

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا ان کے والد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرزند ارجمند حضرت قاسم ﷺ کا جب انتقال ہوا تو حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں چاہتی تھی' کاش کہ اللہ ﷻ اسے زندہ رکھتا تاکہ میں اس کا دودھ تو پورا کرسکتی۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا' قاسم ﷺ کی رضاعت جنت میں پوری ہوگی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' یارسول صلی اللہ علیک وسلم! کاش کہ میں جان سکتی کہ اس کی رضاعت جنت میں مکمل ہو جائے گی تو مجھے اس کی طرف سے تسلی ہو جاتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اگر تم چاہتی ہو تو میں اللہ ﷻ سے دعا کرتا ہوں' وہ تمہیں قاسم ﷺ کی آواز سنا دے گا۔ انہوں نے عرض کیا' اس کی

حاجت نہیں بلکہ میں اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کرتی ہوں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مشرکوں کے بچوں کا تذکرہ کیا تو فرمایا' اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہیں دوزخ میں ان کی چیخ و پکار سنائے دیتا ہوں۔

امام احمد و بزار رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بنی نجار کے نخلستانوں میں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کی آوازیں سنیں جو زمانہ جاہلیت میں مر گئے تھے۔ ان کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا۔ آپ گھبرا کر باہر نکل آئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگو۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ بنی نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تشریف فرما تھے اور ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک آپ کا خچر مڑا اور قریب تھا کہ وہ آپ کو گرا دے۔ پھر چھ یا پانچ یا چار قبریں دیکھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' کون شخص ہے جو ان قبروں کو پہچانتا ہو؟ ایک شخص نے کہا' میں انہیں جانتا ہوں۔ حضور ﷺ نے پوچھا' یہ لوگ کس حال میں کب مرے ہیں؟ اس نے کہا' یہ لوگ شرک کی حالت میں مرے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

یہ لوگ عذاب قبر میں مبتلا ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم بھی دفن کیے جاؤ گے تو یقیناً میں اللہ ﷻ سے دعا کرتا کہ ان لوگوں پر جو عذاب ہو رہا ہے' جسے میں سن رہا ہوں' وہ تمہیں بھی سنا دے۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر گزرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' ان دونوں مردوں پر عذاب ہو رہا ہے اور ان پر عذاب کسی گناہ کبیرہ پر نہیں ہو رہا ہے بلکہ ان میں ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک تر شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک شاخ دونوں قبروں پر گاڑ دیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ آپ نے کس لئے عمل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' جب تک یہ خشک نہ ہوں' ان دونوں سے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب السنۃ'' میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ بقیع الغرقد تشریف لائے اور آپ دو تازہ قبروں پر کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا' کیا تم نے اس جگہ فلاں مرد اور فلاں عورت کو دفن کیا ہے؟ یا یہ فرمایا کہ فلاں اور فلاں مرد کو دفن کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' ہاں ہم نے انہیں کو دفن کیا ہے۔

فرمایا فلاں کو اس وقت بٹھایا گیا ہے اور اس پر مار پڑ رہی ہے۔ پھر فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس کو ایسی مار ماری گئی ہے جسے جن وانسان کے سوا ساری مخلوق نے سنا ہے۔ اگر تمہارے دلوں میں ملاوٹ اور باتوں میں زیادتی نہ ہوتی تو جو میں سن رہا ہوں' یقیناً تم بھی سنتے۔ پھر فرمایا یہ شخص اس وقت پٹ رہا ہے۔

پھر فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس کو ایسی مار لگائی گئی ہے کہ اس کا جوڑ جوڑ اکھڑ گیا ہے اور اس کی قبر آگ سے بھر گئی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ان کا گناہ کیا ہے؟ فرمایا سنو! یہ شخص تو پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا شخص آدمیوں کا گوشت کھاتا تھا یعنی غیبت کرتا تھا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر حضرت انس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول ﷺ اور حضرت بلال ﷺ دونوں بقیع تشریف لے جا رہے ﷺ کہ آپ نے فرمایا' اے بلال ﷺ تم سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! نہیں۔ فرمایا تم اہل قبور کی وہ آوازیں نہیں سن رہے' انہیں عذاب دیا جا رہا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یعلی بن مرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبرستان سے گزرے تو میں نے قبر میں سے ضغطہ کی آواز سنی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے قبر میں سے ضغطہ کی آواز سنی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے یعلی ﷺ! کیا تم نے یہ آواز سنی۔ میں نے عرض کیا' ہاں۔ فرمایا' اس کو معمولی بات پر عذاب ہو رہا ہے۔ میں نے پوچھا' وہ کیا ہے؟ فرمایا یہ شخص چغل خوری اور پیشاب کی چھینٹوں میں مبتلا رہا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بسندِ حسن حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک بڑی بدبودار ہوا آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا تم جانتے ہو کہ یہ ہوا کیسی ہے؟ یہ ہوا ان لوگوں کی ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے تھے۔

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الترغیب'' میں جریر بن عبداللہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے۔ جب ہم صحرا میں پہنچے تو اچانک ایک سوار سامنے سے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا' تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے کہا میں اپنے مال' اولاد اور اپنے کنبہ سے آ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا' کدھر کا قصد ہے؟ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کے حضور جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم پہنچ گئے۔ پھر آپ نے اسے اسلام سکھایا اور اس کے اونٹ کا پاؤں چوہوں کے بھٹ میں پڑا اور اونٹ ایک طرف جھکا اور وہ شخص اپنے سر کے بل اونٹ سے گر

کر مر گیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دو فرشتوں کو دیکھ رہا ہوں جو اس کے منہ میں جنت کے میوے ڈال رہے ہیں۔

اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مانند حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اتنا زیادہ کیا کہ جب اسے اس کی قبر پر دفن کیا تو حضور ﷺ اس کی قبر پر بہت دیر تک ٹھہرے رہے' پھر باہر تشریف لا کر فرمایا' تمام حوریں اتر کر آئیں اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارا نکاح اس کے ساتھ کر دیجئے تو میں اس حال میں باہر آیا کہ میں نے ستر حوروں کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا اور اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اختیار ہے کہ مسلمانوں کا نکاح جن حور عین سے چاہیں کر دیں جس طرح کہ دنیاوی عورتوں کے بارے میں آپ کو اختیار حاصل ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ آفتاب کو گہن لگا تو نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھ کر اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو مجھے نہ دکھائی گئی ہو مگر یہ کہ میں نے اسے اپنی جگہ میں دیکھا ہے حتیٰ کہ جنت و دوزخ کو میں نے دیکھا ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں آفتاب کو گہن لگا تو آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ واپس آئے۔ صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم نے آپ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ کوئی چیز پکڑ رہے ہوں۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ ٹھہر گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے جنت دیکھی اور میں نے انگور کا خوشہ تھامنا چاہا۔ اگر میں اسے لے لیتا تو تم جب تک دنیا ہے' اسے کھاتے رہتے اور میں نے دوزخ دیکھی اور دوزخ کا ایک منظر دیکھا کہ آج تک ایسی درماندہ جگہ میں نے نہیں دیکھی اور میں نے دیکھا کہ زیادہ تر اہل دوزخ عورتیں ہیں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات نماز میں مشغول تھے کہ اچانک دستِ اقدس بڑھایا اور اسے کھینچ لیا۔ بعد میں ہم نے حضور ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا' میرے روبرو جنت لائی گئی اور میں نے اسے دیکھا کہ انگور کے کچھ خوشے لٹکے ہوئے ہیں اور میرے نزدیک ہیں۔ میں نے چاہا کہ کچھ خوشے توڑ لوں۔ پھر میرے روبرو دوزخ لائی گئی۔ اتنا فاصلہ تھا جتنا میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا میرا اور تمہارا سایہ اس میں ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے بروایت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کی۔ آپ نے

فرمایا' مجھے جنت دکھلائی گئی تو میں نے دیکھا کہ اکثر اہل جنت فقراء لوگ ہیں اور مجھے دوزخ دکھائی گئی تو میں نے دیکھا کہ اکثر اہل دوزخ عورتیں ہیں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس میں تلاوت کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ تلاوت کرنے والا کون ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ تمہارے نیکوں کاروں کا یہی حال ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ' حمید رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں جنت میں داخل ہوا تو میرے سامنے ایک محل آیا۔ میں نے پوچھا' یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا' عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے تو اس محل میں داخل ہونے سے کسی نے نہ روکا۔ مگر اے عمر رضی اللہ عنہ! تمہاری غیرت نے مجھے باز رکھا۔ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ راوی حدیث نے کہا کہ میں نے حمید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا یہ واقعہ خواب کا ہے یا بیداری کا؟ حمید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا' بیداری کا ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں نے عمر بن عامر خزاعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے کہ اس کی انتڑیاں دوزخ میں کھینچی جارہی ہیں۔ چونکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے بتوں کے نام پر جانور چھوڑنے کی رسم ڈالی جسے سائبہ کہتے ہیں۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو کچلے ڈالتا ہے' اور میں نے دیکھا کہ عمر خزاعی کی انتڑیاں کھینچی جارہی ہیں اور یہ پہلا شخص تھا جس نے سائبہ کی ابتدا کی۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' میری خواہش تھی کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ میں اس دروازے کو دیکھتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' سنو! میری امت میں جنت میں جانے والوں میں تم سب سے پہلے ہوگے۔

حضرت خضر اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا بارگاہ نبوت ﷺ میں جمع ہونا

ابن عدی و بیہقی رحمہما اللہ نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے

ایک جانب سے آواز سنی' وہ کہہ رہا تھا کہ "اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیۡ عَلٰی مَایُنۡجِیۡنِیۡ مِمَّا خَوَّفۡتَنِیۡ" اے خدا جس چیز سے مجھے ڈرایا گیا ہے' اس پر ایسی چیز سے میری مدد کر جس سے میری نجات ہو۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا' اس دعا کے ساتھ اس کے دوسرے حصے کو کیوں نہیں ملاتے؟ تو اس شخص نے کہا اَللّٰھُمَّ ارۡزُقۡنِیۡ شَوۡقَ الصَّالِحِیۡنَ اِلٰی شَوَّقۡتَھُمۡ اِلَیۡہِ۔ اے خدا مجھے صالحین کا وہ شوق عطا فرما جس کی طرف صالحین شوق رکھتے ہیں۔

اس وقت نبی کریم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا' اس کہنے والے سے جا کر کہو کہ رسول اللہ ﷺ تم سے فرماتے ہیں کہ میرے لئے استغفار کریں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ گئے اور پیام پہنچایا۔ اس شخص نے کہا اے انس رضی اللہ عنہ! تم رسول اللہ ﷺ کے قاصد ہو جو انہوں نے فرمایا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا' ٹھیک ہے۔ اس شخص نے کہا جاؤ اور آپ سے عرض کر دو کہ اللہ عزوجل نے تمام نبیوں پر آپ کو ایسی فضیلت عطا فرمائی ہے جیسی فضیلت ماہ رمضان کو سال کے تمام مہینوں پر بخشی ہے اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جو جمعہ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت حاصل ہے۔ پھر حضور ﷺ ان سے ملنے تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ خضر علیہ السلام ہیں۔

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الافراد" میں طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاوسط" میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے تین سندوں کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک رات گیا۔ میں آبدست کا پانی لئے ہوئے تھا۔ اچانک کسی کہنے والے کو کہتے سنا کہ "اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیۡ عَلٰی مَایُنۡجِیۡنِیۡ مِمَّا خَوَّفۡتَنِیۡ مِنۡہُ" اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے انس رضی اللہ عنہ! آبدست کا پانی رکھ دو اور اس جگہ جاؤ اور اس سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے دعا کرو جس رسالت پر انہیں مبعوث فرمایا ہے۔ اس پر اللہ عزوجل ان کی اعانت فرمائے اور ان کی امت کے لئے دعا کریں کہ جو حکم الٰہی ان کے لئے لایا ہے' وہ اسے قبول کر کے عمل کریں تو میں اس کے پاس گیا اور اس سے یہ کہا'

اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کو مرحبا۔ میں زیادہ حق رکھتا تھا کہ میں خود حاضر ہوتا۔ اب تم میری جانب سے رسول اللہ ﷺ سے سلام عرض کرنا اور کہنا کہ خضر علیہ السلام آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور وہ آپ سے عرض کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے آپ کو تمام نبیوں پر ایسی فضیلت دی جیسے ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر فضیلت ہے اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر ایسی فضیلت دی جیسے جمعہ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت ہے۔ جب واپس ہو کر چلا تو میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ

"اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ ھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ الۡمَرۡحُوۡمَۃِ الۡمُتَابِ عَلَیۡھَا۔"

"اے اللہ! مجھ کو اس امت مرحومہ میں شامل کر جن پر تیرا خصوصی فضل ہے۔"

ابن عدی اور ابن عساکر رحمہا اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک ہمیں سردی لگی اور ہم نے ایک ہاتھ دیکھا۔ اس پر ہم نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ سردی کیسی ہے جو ہمیں معلوم ہوئی ہے اور یہ ہاتھ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا' ہاں! فرمایا وہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے مجھے سلام عرض کیا ہے۔ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب سے استدعا کی کہ قوم عاد کے کسی آدمی کو دکھا دے تو اللہ عزوجل نے آپ کو ایسا شخص دکھایا جس کے دونوں پاؤں مدینہ منورہ میں تھے اور اس کا سر ذوالحلیفہ میں۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تاریخ" میں اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر امید بن مخشی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ایک شخص کھانا کھا رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ اسے دیکھے جا رہے تھے۔ اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی۔ یہاں تک کہ کھانے کا آخر وقت تھا کہ اس نے کہا "بِسْمِ اللهِ اَوَّلَهٗ وَ اٰخِرَهٗ" تو نبی کریم ﷺ نے کہا' اس شخص کے ساتھ شیطان کھا رہا تھا۔ جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو اس کے پیٹ میں کچھ نہ رہا مگر یہ کہ اس نے اس کی قے کر دی۔

اصحاب رسالت مآب ﷺ نے فرشتوں کو دیکھا اور ان کا کلام سنا

شیخین رحمہا اللہ نے بطریق ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم کی خدمت میں اس وقت آئے جب آپ کے پاس حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں اور انہوں نے حضور ﷺ سے باتیں کیں۔ پھر وہ اٹھ کر چلے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا' یہ کون تھے؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یہ وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' اس کے سوا میرا کوئی خیال تھا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ میں نے حضور ﷺ کے خطبہ میں سنا کہ آپ نے جبریل علیہ السلام کے آنے کی خبر دی۔

راوی نے کہا' میں نے ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا' یہ حدیث تم نے کس سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا' اسامہ رضی اللہ عنہ سے۔

شیخین رحمہا اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ

ایک دن لوگوں میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا' ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' اللہ ﷻ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا اور قیامت کے دن اٹھنے پر ایمان رکھنا۔

اس شخص نے پوچھا' اسلام کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کی جائے۔ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ نماز قائم کی جائے۔ زکوٰۃ ادا کی جائے اور رمضان کے روزے رکھے جائیں۔ اس نے پوچھا' احسان کیا ہے؟ فرمایا' اللہ ﷻ کی عبادت اس طرح کی جائے گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا نہ کرسکو تو یہ سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اس نے پوچھا' قیامت کب ہوگی؟ فرمایا جس سے سوال کیا گیا وہ سائل سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے مگر میں تمہیں قیامت کی نشانیاں بتاتا ہوں۔

یہ کہ جب باندی مالکہ کو جنے۔ جب کالے اونٹوں کو چرانے والے اونچی اونچی عمارتیں بنائیں۔ پانچ باتیں ہیں جن کو اللہ ﷻ کے سوا کوئی (ازخود) نہیں جانتا۔ اس کے بعد وہ شخص واپس چلا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اسے واپس لاؤ۔ لوگوں نے تلاش کیا مگر بالکل نظر نہ آیا۔ فرمایا' یہ جبریل علیہ السلام تھے جو اس لئے آئے کہ لوگوں کو ان کے دین کی باتیں سکھائیں۔

ابوموسیٰ مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعرفہ" میں تمیم بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جس وقت میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا تو اسی وقت ایک شخص آپ کے پاس سے اٹھ کر گیا۔ میں نے اسے دیکھا تو وہ عمامہ باندھے ہوئے تھا اور اس نے شملہ اپنی پشت پر لٹکا رکھا تھا۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کون شخص ہے؟ فرمایا یہ جبریل علیہ السلام ہیں۔

امام احمد وطبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے بسند صحیح حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے پاس جبریل علیہ السلام تھے۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا اور میں چلا گیا۔ جب ہم واپس آئے اور نبی کریم ﷺ آئے تو فرمایا' کیا تم نے اسے دیکھا ہے جو میرے ساتھ تھا؟ میں نے عرض کیا' ہاں فرمایا' وہ جبریل علیہ السلام تھے اور انہوں نے تمہیں سلام کا جواب دیا تھا۔

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حارثہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس اس حال میں آئے کہ حضور ﷺ ایک شخص سے سرگوشی میں گفتگو فرمارہے تھے۔ وہ بیٹھ گئے اور سلام نہ کیا۔ اس پر جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اگر یہ سلام کرتے تو ہم ضرور اسے سلام کا جواب دیتے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نے جبریل علیہ السلام کو

دوبار دیکھا ہے۔

ابن سعد وطبرانی رحمہا اللہ نے محمد بن عثمان رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی بینائی جاتی رہی تھی۔ (اور یہ فرشتے کو دیکھنے کا اثر تھا۔)

امام احمد و بیہقی رحمہا اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حال میں آیا کہ آپ ایک شخص سے سرگوشی میں محو گفتگو تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد کے ساتھ اعراض کرنے والوں کی مانند برتاؤ کیا اور ہم باہر آ گئے۔ پھر میرے والد نے مجھ سے فرمایا' اے بیٹے کیا تم نے دیکھا کہ تمہارے ابن عم نے میرے ساتھ اعراض کرنے والوں کی مانند برتاؤ کیا ہے؟

میں نے کہا بابا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے تھے۔ پھر وہ دوبارہ حاضر ہوئے اور عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایسا ایسا کہا۔ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کے پاس ایک شخص تھا جس سے آپ سرگوشی میں گفتگو فرما رہے تھے تو کیا آپ کے پاس کوئی شخص موجود تھا۔ آپ نے فرمایا اے عبداللہ! کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا' ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جبریل علیہ السلام ہی تھے جنہوں نے مجھے تم سے بے نیاز رکھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دومرتبہ دیکھا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے دومرتبہ دعا کی ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جبکہ میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ جس مخلوق نے جبریل کو دیکھا وہ اندھی ہوگئی لیکن یہ نابینائی تمہاری آخری عمر میں ہوگی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری شخص کی عیادت فرمائی۔ جب ہم اس کے گھر کے قریب پہنچے تو کسی کو موجود نہ پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تمہارے پاس کون تھا جس سے تم باتیں کر رہے تھے؟ اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے پاس ایک ایسا شخص آیا جسے آپ کے علاوہ میں نے کبھی مجلس میں اس سے مکرم نہ دیکھا اور نہ گفتگو میں اس سے اچھا دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' وہ جبریل علیہ السلام تھے۔ بلاشبہ تم لوگوں میں ایسے اشخاص ہیں اگر ان میں سے کوئی اللہ عزوجل کی قسم اٹھالیں تو اللہ عزوجل اسے اس کی قسم میں ضرور پورا اتارے۔

طبرانی و بیہقی رحمہا اللہ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے

رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حال میں آیا کہ آپ اپنا رخسار مبارک دوسرے شخص کے رخسار پر رکھے ہوئے تھے تو میں بغیر سلام عرض کئے لوٹ آیا۔ پھر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا' سلام کرنے سے کس چیز نے تم کو باز رکھا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے دیکھا کہ آپ اس شخص سے اس حالت میں گفتگو فرما رہے تھے کہ عام طور پر آپ کسی آدمی سے اس طرح گفتگو نہیں فرماتے' لہٰذا میں نے مکروہ جانا کہ آپ کی گفتگو کو میں قطع کروں تو یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم وہ شخص کون تھا؟ آپ نے فرمایا' وہ جبریل علیہ السلام تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنے حجرے میں دیکھا

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا' میں نے دیکھا کہ جبریل علیہ السلام میرے اس حجرہ میں کھڑے ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کون شخص ہے؟ حضور ﷺ نے پوچھا' تمہیں کس صورت میں نظر آ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا' وحیہ کی صورت میں۔ فرمایا یقیناً تم نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ ابھی زیادہ دیر نہ گزری کہ حضور ﷺ نے فرمایا' اے عائشہ رضی اللہ عنہا' یہ جبریل علیہ السلام ہیں اور تمہیں سلام کر رہے ہیں۔ میں نے کہا وَعَلَیْہِ السَّلَامُ جَزَاہُ اللّٰہُ مِنْ دخیل خیرا۔

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور حضور ﷺ نے ان کو بیمار دیکھا۔ پھر حضور ﷺ ان کے پاس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تاکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیماری کی خبر انہیں دیں۔ اسی لمحہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آواز سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' میرے والد ہیں اور وہ اندر آئے۔ نبی کریم ﷺ تعجب فرما رہے تھے کہ اللہ عزوجل نے کتنی جلد ان کو صحت دیدی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے پاس سے آپ کے تشریف لے جانے کے بعد مجھے غنودگی آ گئی۔ اتنے میں جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے میری ناک میں دوا ڈالی اور میں کھڑا ہو گیا اور میں اچھا ہو گیا۔

بیہقی و ابن عساکر رحمہما اللہ نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ باہر تشریف لائے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے

چلنے گا۔ اچانک سامنے سے ایک شخص آپ کے روبرو آیا۔ پھر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا' اے حذیفہ ﷺ! کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جو میرے روبرو آیا؟ میں نے عرض کیا' ہاں دیکھا ہے۔ فرمایا وہ ایک فرشتہ تھا جو اس سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا۔ اس فرشتے نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ وہ مجھے آ کر سلام عرض کرے تو وہ میرے پاس آیا اور مجھے سلام کر کے بشارت دی کہ حسن ﷺ و حسین ﷺ دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے عمران بن حصین ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے فرشتے سلام کیا کرتے تھے۔ جب میں نے داغ دینے کا پیشہ اختیار کیا تو وہ مجھ سے جدا ہو گئے اور جب میں نے اس پیشہ کو چھوڑ دیا تو وہ پھر سلام کرنے لگے۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ'' میں اور بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے غزالہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ کہتی ہیں کہ عمران بن حصین ﷺ ہمیں حکم دیتے رہتے تھے کہ ہم گھر کو خوب صاف رکھا کریں اور ہم السلام علیکم' السلام علیکم کی آوازیں سنا کرتے تھے اور ہم کسی کو دیکھا نہ کرتے تھے۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا' یہ فرشتوں کا سلام کرنا تھا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے یحیٰی بن سعید قطان ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا بصرہ میں صحابہ میں سے کوئی ہمارے پاس عمران بن حصین ﷺ سے افضل نہیں آیا۔ ان پر تیس سال گزرے کہ ان کے گھر میں ہر طرف سے فرشتے انہیں سلام کرتے تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ ﷺ سے روایت کی کہ عمران بن حصین ﷺ سے فرشتے مصافحہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے داغ دینے کا عمل اختیار کیا تو فرشتے ان سے دور ہو گئے۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت براء ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص سورۂ کہف کو پڑھ رہا تھا اور اس کے ایک جانب اصیل گھوڑا بندھا ہوا تھا تو ابر نے اسے ڈھانپ لیا اور وہ ابر اس کے نزدیک ہوتا گیا اور اس کا گھوڑا بھڑکنے لگا۔

جب صبح ہوئی تو وہ شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور رات کا واقعہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' وہ سکینہ تھا۔ قرآن پڑھنے سے نازل ہوا تھا۔

فرشتوں کا تلاوت سننے کے لئے اسید بن حضیر ﷺ کے پاس آنا

شیخین رحمہما اللہ نے اسید بن حضیر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جس وقت وہ

رات میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اچانک گھوڑا کودنے لگا۔ وہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا جو انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا کودنے لگا۔ وہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ پھر انہوں نے اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھایا تو انہیں ایسا سایہ سا نظر آیا جس میں شعلوں کی مانند روشنی تھی اور وہ آسمان پر چڑھ رہا تھا اور جب تک وہ نظر آتا رہا' دیکھتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ سے یہ واقعہ عرض کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا' وہ فرشتے تھے جو تمہاری تلاوت کی آواز کے سبب نزدیک آ گئے تھے۔ اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کے وقت لوگ انہیں ضرور دیکھتے۔ وہ لوگوں سے چھپا نہیں کرتے۔ اس حدیث کی حضرت اسید رضی اللہ عنہ سے کئی سندیں ہیں۔ ایک میں یہ ہے کہ اسید رضی اللہ عنہ تم پڑھو۔ بلاشبہ تمہیں حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز کا حصہ عطا فرمایا گیا ہے اور وہ خوش آواز تھے۔ ایک حدیث میں یہ ہے کہ وہ فرشتہ ہے جو قرآن کو سنتا ہے۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عاصم زر رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابو اوائل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ دونوں نے کہا کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک کوئی چیز میرے قریب آئی اور اس نے مجھ پر سایہ ڈالا' پھر وہ اٹھ گئی۔ صبح کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو فرمایا' وہ سکینہ ہے جو قرآن سننے اترا تھا۔

ابوعبید رضی اللہ عنہ نے ''فضائل القرآن'' میں محمد بن جریر بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ مشائخ اہل مدینہ ان سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے عرض کیا۔ آپ نے نہیں دیکھا کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے گھر آج رات بھر مشعلیں روشن رہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا شاید انہوں نے سورۂ بقرہ کی تلاوت کی ہوگی۔ پھر ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا بے شک میں نے سورۂ بقرہ کی تلاوت کی تھی۔

ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک رات میں نے حضور ﷺ کو موجود نہ پایا تو میں آپ کی جستجو میں چلا۔ اچانک حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کھڑے ملے۔ میں نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ دونوں نے کہا' ہم نہیں جانتے۔ بجز اس کے کہ ہم نے اس وادی کے بالائی حصے سے آواز سنی جو کہ چکی چلنے کی آواز کی مانند تھی۔

اسی دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا' میرے رب کی طرف سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھے دو باتوں میں سے ایک بات پسند کرنے کا اختیار دیا۔ ایک یہ کہ

میری آدھی امت جنت میں داخل ہو جائے۔ دوسری یہ کہ میں شفاعت کو قبول کروں۔ ان دونوں باتوں میں سے میں نے شفاعت کو اختیار کیا ہے۔

حضرت اُبی بن کعب ﷛ کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام کا مشغولِ حمد ہونا

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الذکر'' میں حضرت انس بن مالک ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں ضرور مسجد میں جا کر نماز پڑھوں گا اور اللہ ﷻ کی ایسی حمد کروں گا کہ اس جیسی حمد کسی نے اس کی نہ ہوگی۔ جب انہوں نے نماز پڑھی اور وہ اللہ ﷻ کی حمد وثناء کرنے بیٹھے تو اچانک ان کے پیچھے سے کسی نے اونچی آواز سے کہا'' اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ وَلَکَ الْمُلْکُ کُلُّہٗ وَبِیَدِکَ الْخَیْرُ کُلُّہٗ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ عَلَانِیَتُہٗ وَ سِرُّہٗ لَکَ الْحَمْدُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَامَضٰی مِنْ ذُنُوْبِیْ وَاعْصِمْنِیْ مَا بَقِیَ مِنْ عُمْرِیْ وَارْزُقْنِیْ اَعْمَالًا زَاکِیَۃً تَرْضٰی بِھَا عَنِّیْ وَ تُبْ عَلَیَّ۔'' پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضور ﷺ سے سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا' وہ حمد وثناء اور دعا کرنے والے جبریل علیہ السلام تھے۔

بخاری وبیہقی رحمہما اللہ نے نعمان بن بشیر ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن رواحہ ﷛ پر غشی طاری ہوگئی تو ان کی بہن ان پر رونے لگیں اور کہنے لگیں واجبلا' ہائے عزم و استقلال کے پہاڑ وغیرہ وغیرہ۔ عبداللہ بن رواحہ ﷛ کو جب ہوش آیا تو انہوں نے اپنی بہن سے کہا' تم نے میرے حق میں کوئی بات نہ کہی۔ مگر جو کچھ تم نے واویلا کیا' اس کے بارے میں مجھ سے کہا گیا' کیا تم بھی ایسے ہی ہو؟

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعمران جونی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ عبداللہ بن رواحہ ﷛ پر جب غشی طاری ہوئی تو ان کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور دعا کی کہ اے خدا اگر ان کی موت کا وقت آ گیا ہے تو موت کو ان پر آسان کر دے اور اگر موت کا وقت نہیں آیا' تو انہیں شفا دے دے۔ جب انہیں افاقہ ہوا تو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری ماں واجبلاہ واظہرہ کہہ رہی تھی تو فرشتہ لوہے کا گرز اٹھا کر کہہ رہا تھا کہ کیا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ کہہ رہی ہے' اگر میں ہاں کہتا تو وہ مجھے اس گرز سے مار لگاتا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب عبداللہ بن رواحہ ﷛ پر غشی طاری ہوئی تو رونے والیاں واویلا کرنے کھڑی ہوگئیں۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف

لائے اور انہیں افاقہ ہوا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو عورتوں نے واویلا کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت ایک فرشتہ اٹھا۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز تھا اور اس نے اسے میرے پاؤں کے درمیان کر کے کہا' کیا تو ایسا ہی ہے۔ جیسا عورتیں کہہ رہی ہیں؟ میں نے کہا' نہیں۔ اگر میں ہاں کرتا وہ مجھے گرز سے مار لگاتا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن سے روایت کی کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی بہن بین کرنے لگیں اور کہنے لگی واجبلاہ' جب انہیں افاقہ ہوا تو انہوں نے اپنی بہن سے کہا' آج کے دن تم ہمیشہ کے لئے عذاب دینے والی بن گئی تھیں۔ انہوں نے کہا' اگر میں ایذا دینے والی ہوتی تو یہ بات مجھ پر گراں ہوتی۔ انہوں نے کہا جب تم واجبلاہ کہہ رہی تھیں تو فرشتہ مجھے خوب جھڑک رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا' کیا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تیری بہن کہہ رہی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔

ابن ابی الدنیا اور حاکم و بیہقی رحمہما اللہ نے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہوئے اور ان پر غشی طاری ہوگئی تھی حتیٰ کہ لوگوں نے گمان کیا کہ ان کی جان نکل گئی ہے اور لوگ ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے چادر ڈال دی۔ اس کے بعد جب انہیں افاقہ ہو گیا تو انہوں نے کہا میرے پاس دو فرشتے آئے جو بڑے درشت خو تھے۔ ان دونوں نے کہا' ہمارے ساتھ چلو تا کہ ہم العزیز الامین سے تمہارا فیصلہ کرائیں تو وہ دونوں مجھے لے کر چلے۔ پھر ان دونوں کو دو اور فرشتے ملے جو ان دونوں سے بہت ہی نرم اور رحم والے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اسے کہاں لئے جاتے ہو؟ ان دونوں نے کہا' ہم عزیز امین کے دربار میں فیصلے کیلئے لئے جاتے ہیں۔ فرشتوں نے کہا اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے لئے سعادت پہلے ہی لکھی جا چکی ہے جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ایک ماہ تک زندہ رہے' پھر انہوں نے وفات پائی۔

ابن ابی الدنیا و طبرانی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بطریق عروہ بن رویم غرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور یہ غرباض رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں بوڑھے شخص تھے اور وہ مرنے کو دوست رکھتے تھے۔ وہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے خدا! میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری ہڈیاں گھل گئی ہیں۔ اب مجھے اپنی طرف بلا لے۔

غرباض رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن میں دمشق کی مسجد میں تھا اور میں نماز پڑھ پڑھ کر اپنی موت کی دعا مانگ رہا تھا۔ اچانک ایک جوان دیکھا جو لوگوں میں بہت خوبصورت اور سبز چادریں اوڑھے ہوئے تھا۔ اس نے کہا' کیا بات ہے؟ تم ایسی دعا کیوں مانگتے ہو؟ میں نے کہا' اے بھتیجے

پھر میں کیا دعا مانگوں؟ اس نے کہا' تم یہ دعا مانگا کرو کہ اے خدا! عمل اچھے ہوں اور مدت پوری ہو۔ میں نے پوچھا' اے جوان تم کون ہو؟ اللہ ﷻ تم پر رحم کرے۔ اس نے کہا' میں رتائیل ہوں اور مسلمانوں کے سینوں سے حزن و ملال کو دور کرتا ہوں۔ پھر وہ مڑ کر چلا گیا اور میں نے کسی کو نہ دیکھا۔

بخاری اور نسائی رحمہما اللہ نے بسند ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان کے مہینے' زکوٰۃ کی حفاظت کا کام سپرد فرمایا۔ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور وہ غلہ کے ڈھیر سے لپوں سے بھرنے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا' میں ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کے جاؤں گا۔

اس نے کہا' میں محتاج ہوں۔ میرے اہل وعیال ہیں اور مجھے شدید احتیاج ہے تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب میں نے صبح کی تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا'

اے ابو ہریرہ ﷺ تم نے رات اپنے قیدی کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس نے شدید احتیاج اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا'

سنو! اس نے تم سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا اور تم اسے دوبارہ آنے پر پہچان لو گے'

لہٰذا میں اس کی گھات میں رہا۔ چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا' اب میں ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے کہا' مجھے چھوڑ دیجئے' کیونکہ میں محتاج ہوں اور میرے اہل وعیال ہیں۔ اب نہیں آؤں گا۔ مجھے اس پر رحم آ گیا اور اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا'

آج رات تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟

میں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس نے حاجت اور عیال کی شکایت کی' مجھے رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ فرمایا،

سنو! اس نے تم سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا۔

تو میں تیسری مرتبہ اس کی گھات میں رہا۔ چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا' میں ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا اور یہ تیرا تیسرا پھیرا ہے اور تو یقین دلاتا رہا کہ اب نہ آؤں گا مگر تو آتا رہا۔ اس نے کہا' مجھے چھوڑ دیجئے۔ میں آپ کو چند ایسے کلمات بتاتا ہوں جن سے اللہ ﷻ تمہیں نفع دے گا۔

پھر کہا جب تم اپنے بستر پر سونے کے لئے آ ؤ تو آیت الکرسی پڑھو یہاں تک کہ اسے ختم کر لو۔ اللہ ﷻ کی جانب سے ہمیشہ تمہاری حفاظت ہو گی اور صبح تک تمہارے قریب شیطان نہ آئے گا۔ جب میں نے صبح کی تو نبی کریم ﷺ سے یہ عرض کیا' آپ نے فرمایا'

اس نے بات تو سچی کہی مگر وہ خود جھوٹا ہے۔ اے ابو ہریرہ ؓ! تم جانتے ہو کہ تین دن تک تم کس سے باتیں کرتے رہے ہو؟ میں نے عرض کیا' نہیں۔ فرمایا۔ وہ شیطان تھا۔

نسائی اور ابن مردویہ و ابو نعیم رحمہم اللہ نے بسند ابو متوکل ناجی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کی کہ ان کے پاس اموال صدقات کے گھر کی چابی تھی اور اس گھر میں کھجوریں تھی۔ ایک دن وہ گئے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ اس میں سے ایک لپ کھجوریں اٹھائی گئی ہیں۔ پھر دوسرے دن گئے تو دیکھا کہ پھر ایک لپ کھجوریں اٹھائی گئی ہیں۔ پھر تیسرے دن گئے تو دیکھا' پھر ایک لپ کھجوریں اٹھائی گئی ہیں تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آپ نے ان سے فرمایا' کیا تم پسند کرتے ہو کہ اس لینے والے کو تم پکڑ لو؟

انہوں نے عرض کیا' جی ہاں۔ فرمایا جب تم دروازہ کھولو تو کہنا "سُبْحَانَ مَنْ سَخَّرَكَ لِمُحَمَّدٍ ﷺ" تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص ان کے سامنے کھڑا ہے۔ انہوں نے کہا' او اللہ ﷻ کے دشمن! تو ہی یہاں سے اٹھانے والا ہے۔ اس نے کہا' ہاں مگر مجھے چھوڑ دیجئے۔ اب نہ آؤں گا۔ میں نے ان کھجوروں کو نہ لیا مگر جنات کے حاجت مندوں کے لئے تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر وہ دوسرے دن آیا' پھر تیسرے دن آیا۔ اس وقت انہوں نے کہا' کیا تو نے مجھ سے عہد نہ کیا تھا کہ اب نہ آؤں گا لیکن آج میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے کہا' ایسا نہ کیجئے۔ میں آپ کو ایسے کلمات بتاتا ہوں کہ جب تم اسے پڑھو گے تو کوئی جن تمہارے قریب نہ آئے گا اور وہ آیت الکرسی ہے۔

آیۃ الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تاریخ" میں اور طبرانی و بیہقی و ابو نعیم رحمہم اللہ نے اپنے معتبر راویوں کی سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کے کھجور میرے سپرد فرمائے اور میں نے انہیں ایک کوٹھڑی میں رکھ دیئے۔ میں روزانہ ان میں کمی پاتا تھا۔ اس کی شکایت میں نے رسول اللہ ﷺ سے کی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا' وہ شیطان کا کام ہے۔ تم اس کی گھات میں رہو تو۔

ایک رات میں اس کی گھات میں رہا۔ جب رات ڈھل گئی تو ہاتھی کی مانند ایک شبیہ نظر آئی۔ جب وہ دروازے پر پہنچ گیا تو وہ ایک سوراخ سے اس کوٹھڑی کے اندر داخل ہو گیا اور وہ کھجور کے قریب پہنچ کر اسے کھانے لگا۔ میں نے اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر انہیں باندھا اور نعرہ لگایا۔
''اَشْھَدُاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ''۔

اے دشمنِ خدا! تو صدقے کے کھجوروں کے درپے ہو گیا ہے اور میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا لوگ تجھ سے زیادہ اس کے حقدار تھے۔ میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ پھر اس نے مجھ سے عہد کیا کہ دوبارہ نہ آوں گا۔ صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا' تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟

میں نے کہا' اس نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ دوبارہ نہ آوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' وہ ضرور آئے گا اور تم اس کی گھات میں رہو تو میں دوسری رات بھی اس کی گھات میں بیٹھ گیا اور اس نے پہلے کی مانند وہی کیا اور میں نے بھی ویسا ہی کیا۔ اس نے پھر مجھ سے وعدہ کیا کہ اب نہ آوں گا۔ جب صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور میں نے واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا' وہ ضرور آئے گا اور تم اس کی گھات میں رہنا تو میں تیسری رات بھی اس کی گھات میں رہا اور اس نے پھر ویسا ہی کیا۔

میں نے کہا' اے دشمن خدا! تو نے مجھ سے دو مرتبہ وعدہ کیا' اب یہ تیسری مرتبہ ہے۔ اس نے کہا' میں عیالدار ہوں اور میں تمہارے پاس نصیبین سے آتا ہوں۔ اگر مجھے اس کے سوا کچھ میسر آتا تو میں تمہارے پاس نہ آتا اور میں تمہارے اس شہر میں رہتا تھا۔ یہاں تک کہ تمہارے آقا ﷺ مبعوث ہوئے اور ان پر دو آیتیں ایسی نازل ہوئیں جن کی بنا پر ہمیں نصیبین بھاگنا پڑا۔ وہ دو آیتیں جس گھر میں تین مرتبہ پڑھی جاتی ہیں اس گھر میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ اب اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں وہ دونوں آیتیں بتائے دیتا ہوں۔

میں نے کہا' بتاؤ میں چھوڑ دوں گا تو اس نے کہا' وہ آیت الکرسی اور سورہ بقر کی آخری آیتیں ''امن الرسول'' سے آخر تک ہیں۔ تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح کو جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا' اس نے بات سچی کہی لیکن خود جھوٹا ہے۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میرا غلے کا ڈھیر تھا۔ مجھے اس کی کمی معلوم ہوئی۔ تب میں رات کو گھات میں رہا۔ اچانک ایک عورت آئی اور وہ غلہ پر اتری۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ میں تجھے رسول اللہ

ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ اس نے کہا' میں ایسی عورت ہوں کہ میری عیال زیادہ ہے اور اب دوبارہ نہ آؤں گی اور اس نے مجھ سے قسم کھائی۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔

آپ نے فرمایا' اس نے جھوٹ کہا اور وہ جھوٹی ہے۔ چنانچہ وہ دوبارہ آئی اور میں نے اسے پکڑ لیا اور اس نے مجھ سے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی اور دوبارہ نہ آنے کی قسم کھائی۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا' اس نے جھوٹ کہا اور وہ جھوٹی ہے تو پھر وہ تیسری مرتبہ آئی۔ میں نے اسے پکڑ لیا۔

اس نے کہا' مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں آپ کو ایسی چیز بتاؤں۔ جب تم اسے پڑھو گے تو تمہارے مال واسباب کے قریب ہم میں سے کوئی نہ آئے گا۔ وہ یہ کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو اپنی جان اور اپنے مال پر آیت الکرسی پڑھ لو۔ میں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا' اس نے بات سچی کہی لیکن وہ خود جھوٹی ہے۔

امام احمد و ترمذی رحمہما اللہ نے حسن کہہ کر اور حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر' ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان کا ایک بالا خانہ تھا۔ ایک غول آتی اور غلہ وغیرہ لے جایا کرتی تھی۔ نبی کریم ﷺ سے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا' جب غول آئے تو تم بسم اللہ کہہ کر کہنا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں تو وہ غول آئی اور انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے کہا' اب نہیں آؤں گا اور انہوں نے اسے جانے دیا۔ جب وہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں آئے تو حضور ﷺ نے فرمایا' تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا۔ میں نے اسے پکڑ لیا تھا مگر اس نے کہا' اب نہیں آؤں گی۔ اس پر میں نے اسے جانے دیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا' وہ ضرور آئے گی۔ تیسری مرتبہ میں نے اسے پکڑا تو اس نے کہا' مجھے جانے دیجئے۔ میں آپ کو ایسی چیز بتاتی ہوں کہ آپ اسے پڑھیں گے تو کوئی چیز آپ کے پاس نہ آئے گی۔ وہ آیت الکرسی ہے۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا' اس نے سچ کہا مگر وہ خود جھوٹی ہے۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میرے بالا خانے میں میری کھجوریں تھیں۔ میں نے دیکھا تو وہ کم تھیں۔ اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا'

کل کو تم اس میں ایک بلی پاؤ گے۔ اس سے کہنا تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں۔ چنانچہ جب دوسرا دن ہوا تو انہوں نے اس میں بلی پائی۔ آپ نے کہا' تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں۔ وہ بلی بوڑھی عورت بن گئی۔ پھر انہوں نے مذکورہ حدیث کو بیان کیا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند کے ساتھ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بالا خانہ تھا۔ اس کے بعد انہوں نے مذکورہ حدیث بیان کی اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے کمرے میں تشریف فرما تھے اور ان کے طعام خانے میں کھجوریں بھری ہوئی تھیں تو کوئی چیز سوراخ سے بلی کی شکل میں داخل ہوتی اور طعام خانے سے اسے لے لیتی تھی۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا' وہ غول ہے اور جب وہ آئے تو کہنا تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں تو وہ آئی اور انہوں نے اس سے وہی کہا' اس نے کہا' مجھے چھوڑ دیجئے۔ اب نہیں آؤں گی۔ پھر مذکورہ حدیث مکمل بیان کی۔

طبرانی و ابونعیم رحمہما اللہ نے بسند جید رحمۃ اللہ علیہ ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے اپنے باغ سے کھجوریں توڑ کر گودام میں رکھیں تو ایک غول آئی اور گودام میں گھس کر کھجوریں چراتی اور اسے خراب کرتی تھی۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔

حضور ﷺ نے فرمایا' اے اسید رضی اللہ عنہ! وہ غول ہے۔ تم اس کی آہٹ پر کان رکھنا۔ جب تم اس کی آہٹ سنو تو بسم اللہ کہہ کر کہنا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس غول نے ان سے کہا اے اسید رضی اللہ عنہ! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کی تکلیف سے معاف رکھو۔ میں تم کو اللہ عزوجل کی جانب سے عہد دیتی ہوں کہ اب نہ آؤں گی اور میں تمہیں ایک قرآنی آیت بتاتی ہوں کہ تم اسے اپنے برتنوں پر پڑھو گے تو کوئی اسے نہ کھول سکے گا۔ وہ آیت الکرسی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس نے بات سچی کہی مگر وہ خود جھوٹی ہے۔

ابو یعلی اور حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان کی ایک جگہ کھجوریں خشک کرنے کے لئے تھی اور وہ خود اس کی نگہبانی کرتے تھے مگر وہ کھجوروں کو روز بروز کم ہوتے پاتے تھے۔ ایک رات انہوں نے اس جگہ کا پہرہ دیا۔ اچانک انہوں نے ایک جانور دیکھا جو بالغ بچے کی مانند تھا۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے اسے سلام کیا اور اس نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ پھر میں نے پوچھا تو جنات میں سے ہے یا انسانوں میں

سے؟ اس نے کہا' جنات میں سے۔ میں نے کہا' اپنا ہاتھ مجھے پکڑا تو اس نے مجھے ہاتھ پکڑایا۔ میں نے دیکھا کہ ہاتھ کتے کے ہاتھ کے مشابہ اور کتے کے بال جیسے بال ہیں۔

میں نے پوچھا' کیا جنات ایسے ہی پیدا کئے گئے ہیں؟ اس نے کہا' جنات مجھے خوب جانتے ہیں کہ ان میں مجھ سے زیادہ اشد کوئی نہیں ہے۔ میں نے پوچھا' کس بات نے تمہیں اس پر آمادہ کیا جو تم اب تک ان کھجوروں کے ساتھ کرتے ہو؟ اس نے کہا' مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایسے شخص ہو جو صدقہ کرنے کو محبوب سمجھتے ہو تو میں نے چاہا کہ تمہاری غذا سے ہم بھی حصہ حاصل کریں۔ میں نے پوچھا' تم سے محفوظ رہنے کی کوئی تدبیر ہے؟ اس نے کہا آیت الکرسی ہے۔ جب صبح ہوئی تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا' اس خبیث نے بات سچی کہی ہے۔

ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ''العظمت'' میں ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک رات زید بن ثابت ﷛ اپنے باغ گئے تو انہوں نے باغ میں شور وغل کی آواز سنی۔ انہوں نے پوچھا' یہ کیسا شور ہے؟ تو جنات میں سے ایک نے کہا' ہمیں خشک سالی کا سامنا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ تمہارے پھلوں میں سے مجھے کچھ حصہ ملے' لہٰذا خوشدلی سے عنایت فرمادیں۔ زید ﷛ نے کہا' ضرور دوں گا' ہمیں وہ چیز بتاؤ جس سے ہم تم سے محفوظ رہیں۔ اس نے کہا آیت الکرسی ہے۔

ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ نے ''فضائل القرآن'' میں اور دارمی وطبرانی بیہقی و ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود ﷛ سے روایت کی کہ ایک شخص کو مدینہ طیبہ کے ایک کوچے میں شیطان ملا اور ان دونوں کی کشتی ہوئی تو اس نے شیطان کو پچھاڑ لیا۔ شیطان نے کہا' مجھے چھوڑ دو' میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جس سے تمہیں تعجب ہوگا تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا' تم سورۂ بقرہ پڑھا کرتے ہو' اس نے کہا ہاں۔ شیطان اس میں سے کچھ نہیں سن سکتا مگر یہ کہ وہ پشت پھیر کر بھاگ جاتا ہے اور اس کی آواز ایسی ہوتی ہے جیسے گدھے کے گوز کی آواز۔ کسی نے حضرت ابن مسعود ﷛ سے پوچھا' وہ کون شخص تھا؟ انہوں نے کہا حضرت عمر بن خطاب ﷛۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند حسن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی کنیز سدیسہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب سے حضرت عمر ﷛ نے اسلام قبول کیا تو شیطان ان سے نہیں ملا مگر وہ اوندھا گر پڑا۔

حضرت عمار بن یاسر ﷛ کا شیطان کو تین بار پچھاڑنا

ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ''العظمت'' میں اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ

الکریم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ایک سفر میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا' تم جا کر ہمارے لئے پانی لاؤ تو وہ گئے اور انہیں حبشی کی صورت میں ایک شیطان ملا اور وہ ان کے اور چشمہ کے درمیان حائل ہو گیا۔

تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اسے پچھاڑ دیا۔ اس نے کہا' مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہارے اور چشمہ کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ پھر مقابل آیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے دوبارہ پکڑ لیا اور پچھاڑ ڈالا۔ اس نے کہا' مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہارے اور چشمہ کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ تیسری مرتبہ پھر مقابل آیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا اور پچھاڑ ڈالا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا'

شیطان حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور چشمہ کے درمیان حبشی غلام کی صورت میں حائل ہو گیا ہے اور اللہ عزوجل نے عمار رضی اللہ عنہ کو اس پر غالب کر دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ہم حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے ملے تو انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا' خدا کی قسم! اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ شیطان ہے تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک کنویں کی طرف بھیجا تو ایک شیطان انسانی صورت میں مجھے ملا اور وہ مجھ سے لڑا مگر میں نے اسے پچھاڑ دیا۔ پھر میرے ساتھ جو پتھر تھا' اس سے اس کا سر کچلنے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا'

کنویں کے قریب عمار رضی اللہ عنہ کو شیطان مل گیا ہے اور وہ ان سے لڑ رہا ہے۔ کچھ دیر بعد میں نے آ کر واقعہ عرض کیا' آپ نے فرمایا' وہ شیطان تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' اس حدیث کی تائید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا وہ قول کرتا ہے جو انہوں نے اہل عراق سے کہا تھا' کیا تم میں وہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں جن کو اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ کی زبان مبارک سے شیطان کے پنجے سے چھڑایا تھا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کی ہے۔

ابن سعد و ابن راہویہ رحمہما اللہ نے اپنی مسند میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہ کر انسانوں اور جنوں سے جنگ کی ہے۔ ہم نے پوچھا' آپ نے جن سے کس طرح جنگ کی ہے؟ فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک منزل میں اترے اور میں نے پانی لانے کے لئے رسی اور ڈول اٹھایا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا'

سنو! کوئی آنے والا تمہارے پاس آئے گا اور وہ تمہیں پانی سے روکے گا۔ چنانچہ میں جب کنویں کے سر پر پہنچا' اچانک کالا شخص نمودار ہوا گویا کہ وہ سخت جنگ آزمودہ تھا اور اس نے کہا' تم اس کنویں سے آج ایک ڈول پانی نہ لے سکو گے۔ پھر میں نے اسے اور اس نے مجھے پکڑ لیا اور میں نے اسے پچھاڑ دیا۔ پھر میں ایک پتھر لے کر اس کی ناک اور منہ کچلنے لگا۔ اس کے بعد میں نے اپنی مشک بھری اور اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' کیا کنویں پر تمہیں کوئی ملا تھا؟ پھر میں نے واقعہ عرض کیا' آپ نے فرمایا' وہ شیطان تھا۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ہم نبی کریم ﷺ کے دربار میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا جو انتہائی بدصورت تھا اور اس کے کپڑے بھی گندے اور اس سے بدبو آ رہی تھی۔ وہ لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آیا اور رسول اللہ ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا اور اس نے پوچھا' آپ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ عزوجل نے۔ اس نے پوچھا آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا' اللہ عزوجل نے۔ اس نے پوچھا زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ فرمایا اللہ عزوجل نے۔ اس نے پوچھا اللہ عزوجل کو کس نے پیدا کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا،

سبحان اللہ (اللہ عزوجل پیدا ہونے سے پاک ہے) اور حضور ﷺ نے اپنی پیشانی پکڑ لی اور اپنا سر مبارک جھکا لیا۔ پھر وہ شخص اٹھا اور چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا' اس شخص کو میرے پاس بلا کے لاؤ تو ہم نے اسے تلاش کیا مگر وہ ایسا غائب ہوا کہ گویا وہ تھا ہی نہیں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا وہ ابلیس لعین تھا۔ وہ تم کو تمہارے دین میں شک ڈالنے کے لئے آیا تھا۔

حضور ﷺ نے حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کو چند آیات تحریر کرا دیں جنہوں نے شیطان کو جلا ڈالا

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ابودجانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی اور یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ اچانک میں نے چکی چلنے جیسی آواز اور شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند آواز سنی اور میں نے ایسی چمک دیکھی جیسے بجلی کوندتی ہے تو میں نے خوفزدہ ہو کر اپنا سر اٹھایا اور دیکھا کہ سیاہ سایہ ہے جو اوپر بلند ہو رہا ہے اور میرے صحن میں دراز ہو رہا ہے تو میں اس کے قریب گیا اور اس کی جلد کو چھوا تو اس کی

جلد سیہہ کے کانٹے جیسی تھی اور اس نے میرے چہرے پر آگ کے شرارے پھینکے۔ میں نے گمان کیا کہ میں جل گیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'

اے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ! وہ تیرے مکان کا رہنے والا ہے۔ پھر فرمایا' میرے پاس کاغذ و دوات لاؤ تو میں لایا اور حضور ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دے کر فرمایا لکھو۔

''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ' هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اِلٰى مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الْعُمَّارِ وَالزُّوَّارِ وَالصَّالِحِيْنَ اِلَّا طَارِقٌ يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ' اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْحَقِّ سِعَةٌ فَاِنْ تَكُ عَاشِقًا مُوْلِعًا اَوْ فَاجِرًا مُقْتَحِمًا اَوْ رَاعِيًا حَقًّا مُبْطِلًا ○ هٰذَا كِتَابُ اللّٰهِ يَنْطِقُ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَرُسُلُنَا يَكْتُبُوْنَ مَا كُنْتُمْ تَمْكُرُوْنَ اُتْرُكُوْا صَاحِبَ كِتَابِيْ هٰذَا ○ وَانْطَلِقُوْا اِلٰى عَبَدَةِ الْاَصْنَامِ وَاِلٰى مَنْ يَّزْعَمُ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ' لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْئٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ تُغْلَبُوْنَ حٰمٓ لَا تُنْصَرُوْنَ حٰمٓ عٓسٓقٓ تَفَرَّقَ اَعْدَاءُ اللّٰهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔''[1]

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میں رسول اللہ ﷺ کی اس تحریر کو لے کر اپنے گھر گیا اور اپنے سر کے نیچے اسے رکھ لیا اور رات کو میں سو گیا اور مجھے ایک چیخ نے جگایا' وہ کہہ رہا تھا اے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ! لات و عزیٰ کی قسم! ان کلمات نے مجھے جلا ڈالا۔ قسم ہے اس تحریر کے مالک کی' جب تم اس تحریر کو مجھ سے اٹھا لو گے تو ہم نہ تمہارے گھروں کو آئیں گے اور نہ تمہارے ہمسایہ کے گھروں میں۔ جب صبح ہوئی تو میں نے نماز فجر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی اور جو بات جن سے میں نے سنی' آپ سے عرض کی۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ! اس قوم سے اسے اٹھا لو کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ وہ قوم نہایت عذاب کی تکلیف میں مبتلا رہے گی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صحابی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اندھیری رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں جا رہا تھا' آپ نے ایک شخص کو ''قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' پڑھتے سنا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سنو' یہ شخص شرک سے برأت کا اظہار کر رہا ہے۔ ہم آگے بڑھے تو ایک شخص کو ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پڑھتے سنا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' سنو! یہ شخص بلاشبہ بخشا گیا۔ پھر میں نے اپنی سواری کو روک لیا تاکہ دیکھوں کہ کون پڑھ رہا ہے تو میں نے اپنے دائیں اور بائیں جانب دیکھا مگر مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ (گویا یہ قرات جنات کی تھی۔)

ا۔ گویا کہ یہ تعویذ تھا جو نبی کریم ﷺ نے عطا فرمایا۔ (ادارہ)

حضور ﷺ کا غیب کی خبر دینا

نجاشی (شاہِ حبش) کے انتقال کی خبر دینا

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی دن صحابہ رضی اللہ عنہم کو نجاشی کے فوت ہونے کی خبر دی جس دن نجاشی فوت ہوا اور حضور ﷺ صحابہ کو لے کر جنازہ گاہ تشریف لائے اور ان کی صفیں باندھ کر چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' آج ایک مرد صالح (نجاشی) فوت ہو گیا ہے اور اصحمہ (نام شاہ حبشہ) کی نماز جنازہ پڑھو۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو آپ نے فرمایا' میں نے نجاشی کی طرف سے چند مشک کے اوقیے اور جوڑے بھیجے ہیں۔ میں اسے نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ فوت ہو گیا ہے اور میں ان ہدیوں کو نہیں دیکھتا مگر یہ کہ اسے میری طرف واپس کر دیا ہے تو یہ غیبی خبر ایسے ہی واقع ہوئی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نجاشی فوت ہو گیا اور ہدایہ واپس آ گئے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ "میں نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ فوت ہو گیا ہے" واللہ اعلم آپ نے ہدیوں کو اس کی طرف بھیجنے سے پہلے خبر دینے کا ارادہ فرمایا اور اس کے فوت ہونے سے پہلے آپ نے ان کلمات کو صادر فرمایا۔ اس کے بعد جب وہ فوت ہوا تو حضور ﷺ نے اسی دن اس کے فوت ہونے کی خبر دیدی اور اس پر نماز پڑھی تھی۔

جس چیز سے سحر کیا گیا اس کی خبر دینا

ابن سعد و حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مدینہ طیبہ کا رہنے والا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا۔ لوگ اس کے پاس امانت رکھا کرتے تھے۔ اس نے حضور ﷺ کے لئے ایک گنڈا بنایا اور اسے کنویں میں ڈال دیا۔ اس بنا پر نبی کریم ﷺ علیل ہو گے۔ پھر دو فرشتے آئے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی عیادت کرتے ہوئے بتایا کہ فلاں شخص نے آپ کے لیے گنڈا بنا کر فلاں کنویں میں ڈالا ہے اور اس گنڈے کی شدت سے کنویں کا پانی زرد ہو گیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے کسی کو اس گنڈے کو نکالنے کے لئے بھیجا اور اس نے اسے نکالا اور اس نے پانی کو زرد پایا۔ گنڈے کی جب گرہیں

کھولی گئیں تو نبی کریم ﷺ کو نیند آ گئی۔ اس کے بعد اس شخص کو بارگاہِ رسالت میں آتے ہوئے دیکھا گیا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس سے کچھ نہ فرمایا اور نہ اس پر ناراضگی کا اظہار کیا۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ پر سحر کیا گیا۔ اس کا اثر اتنا ظاہر ہوا کہ آپ کسی کام کے بارے میں خیال فرماتے کہ کر لیا ہے۔ حالانکہ آپ نے اسے کیا نہ ہوتا اور آپ نے اپنے رب سے دعا کی۔ پھر فرمایا'

اللہ ﷻ نے مجھے وہ بات بتا دی ہے جس کے بارے میں میں نے اس سے پوچھا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ بات کیا بتائی گئی؟ فرمایا' میرے پاس دو فرشتے آئے ایک پائنتی کی جانب دوسرا سرہانے آ کے بیٹھا۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا' آپ کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا' ان پر سحر کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا' کس نے سحر کیا ہے؟ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے۔ اس نے پوچھا' کس چیز میں کیا ہے؟ اس نے کہا کنگھی سے' کنگھی کے بالوں اور کھجور کے غلاف میں۔ اس نے پوچھا' وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا' ذروان کے کنویں میں ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اس کنویں پر تشریف لائے اور فرمایا' یہی وہ کنواں ہے جسے مجھے دکھایا گیا ہے۔ اس کے درخت شیطان کے سر جیسے ہیں۔ اس کا پانی بھیگی ہوئی مہندی کے پانی کی مانند تھا۔ آپ نے نکالنے کا حکم دیا اور اسے نکالا گیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق کلبی رحمۃ اللہ علیہ ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابن عباس ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ شدید بیمار ہوئے تو آپ کے پاس دو فرشتے آئے۔ ایک آپ کے سرہانے بیٹھا اور دوسرا آپ کے پائیں۔ اور ایک نے دوسرے سے کہا' تمہیں کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا' سحر کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا' کس نے سحر کیا ہے؟ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم یہودی نے۔ پہلے نے پوچھا وہ سحر کی چیزیں کس جگہ ہیں؟ دوسرے نے کہا آلِ فلاں کے کنویں میں ایک بڑے پتھر کے نیچے دبی ہوئی ہیں' لہٰذا وہاں جاؤ اور اس کا پانی نکال کے پتھر اٹھاؤ اور ان چیزوں کو نکال کر اسے جلا دو۔

رسول اللہ ﷺ نے جب صبح کی تو آپ نے حضرت عمار بن یاسر ؓ کو چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھیجا اور وہ کنویں پر آئے اور انہوں نے دیکھا کہ کنویں کا پانی بھیگی ہوئی مہندی کے پانی کی مانند ہے اور انہوں نے اس کا پانی نکالا اور پھر پتھر کو اٹھایا۔ اس کے نیچے سے وہ مورت نکلی جو مدفون تھی اور اسے جلا دیا۔

اس وقت غور سے دیکھا تو اس میں چلہ تھا اور اس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں اور حضور

ﷺ پر معوذتین نازل ہوئیں۔ جب بھی آپ اس کی ایک آیت پڑھتے تو ایک گرہ کھل جاتی۔ وہ معوذتین قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس ہیں۔

اور ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے بطریق جویبر رحمتہ اللہ علیہ ضحاک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔ اس میں دونوں سورتوں کے نازل ہونے کا ذکر ہے اور جوں جوں آپ اس کی ایک ایک آیت پڑھتے جاتے' اس کی گرہیں کھلتی جاتی تھیں۔

ابونعیم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' یہود نے رسول اللہ ﷺ کے واسطے کچھ کیا جس کی وجہ سے آپ کو شدید بیماری عارض ہوئی۔ اس وقت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس معوذتین لائے اور ان دونوں سورتوں سے آپ نے تعوذ کیا اور اپنے صحابہ کے پاس صحت مند ہو کے تشریف لائے۔

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا اعصم کی بیٹیوں یعنی لبید کی بہنوں نے حضور ﷺ کے لئے سحر کیا اور لبید وہ شخص تھا جو ان جادو کی چیزوں کو لے کر گیا اور کنویں کے اندر پتھر کے نیچے ان کو دبایا تھا اور اعصم کی ایک بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نظر کو کچھ بتایا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی بہنوں کے پاس پہنچی اور ان سے اس کا ذکر کیا۔ ایک نے کہا اگر وہ نبی ہوں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ اور اگر نبی نہ ہوئے تو یہ سحر دیوانہ کر دے گا اور ان کی عقل جاتی رہے گی تو اللہ عزوجل نے آپ کو اس کی اطلاع دے دی۔

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے عمر بن الحکم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حدیبیہ سے واپسی پر ماہ محرم میں نبی کریم ﷺ پر سحر کیا گیا۔

یاجوج و ماجوج کی دیوار فتح ہونے کی خبر دینا

شیخین رحمہما اللہ نے ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ خواب سے بیدار ہوئے تو روئے تاباں سرخ تھا اور آپ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا عرب پر اس شر سے افسوس ہے جو قریب آ گیا ہے۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا بڑا شگاف ہو گیا ہے اور آپ نے حلقہ بنا کر شکل بتائی۔

حضور ﷺ کا دوسروں کے دل کی باتوں سے آگاہ کرنا

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ

وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا' آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا' میں نبی ہوں۔ اس نے کہا' نبی کسے کہتے ہیں؟ فرمایا' اللہ کے رسول کو۔ اس نے کہا' قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا' یہ غیب ہے اور غیب کو اللہ کے سوا (بغیر اطلاع کے) کوئی نہیں جانتا۔ اس نے کہا' اپنی تلوار مجھے دکھایئے تو نبی کریم ﷺ نے تلوار اسے دیدی۔ اس نے تلوار کو دیکھا بھالا پھر آپ کو تلوار واپس کر دی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سن لے! تو ہرگز اس پر قادر نہ ہوگا جس کا تو ارادہ رکھتا ہے۔ اس نے کہا' بیشک میرا یہی ارادہ تھا۔ (طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے اتنا زیادہ کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ شخص آیا اور اس نے اپنے دل میں ارادہ کیا کہ جا کر سوالات کروں گا۔ پھر تلوار لے کر آپ کو قتل کر دوں گا۔ پھر اس نے تلوار نیام میں کر لی۔)

ابن ابی شیبہ' ابو یعلی' بزار اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے صحابہ نے ایک شخص کا ذکر کیا اور انہوں نے اس کی جہاد میں قوت اور اس کی عبادت میں ریاضت کا ذکر کیا۔ اچانک وہی شخص سامنے آیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اس کے چہرے میں شیطان کا سیاہ دھبہ دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ قریب آیا تو سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا تم نے اپنے دل میں یہ سوچا تھا کہ مسلمانوں میں مجھ سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے؟ اس نے کہا' ہاں میں نے سوچا تھا۔ پھر وہ چلا گیا اور وہ مسجد میں خط کھینچ کر نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'

کون اٹھتا ہے کہ اسے جا کر قتل کر دے تو حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کھڑے ہوئے اور وہ گئے۔ انہوں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا تو واپس آ گئے اور عرض کیا' میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ میں نے نماز کی حالت میں قتل کرنے سے خوف کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کون اس کی طرف جاتا ہے تا کہ اسے وہ قتل کر دے تو حضرت عمر ﷺ اٹھے اور انہوں نے بھی ایسا ہی کیا جیسا کہ حضرت ابوبکر ﷺ نے کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا' کون اس کی طرف جاتا ہے کہ اسے قتل کر دے تو حضرت علی مرتضی ﷺ نے عرض کیا' میں حاضر ہوں۔ فرمایا' جاؤ اگر تم اسے پا سکو تو' وہ گئے۔ دیکھا کہ وہ جا چکا تھا۔ وہ آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شخص میری امت میں سے پہلا سینگ تھا۔ اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری امت میں اس کے بعد دو آدمیوں کا اختلاف نہ ہوتا۔

حضور ﷺ نے وابصہ اسدی ﷺ کے دل کی بات بتا دی

امام احمد و بزار' ابو یعلی' بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے وابصہ اسدی ﷺ سے روایت کی۔

انہوں نے کہا' میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اس لئے آیا کہ میں نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھوں مگر میرے پوچھنے سے قبل حضور ﷺ نے فرمایا'

اے وابصہ ﷺ! کیا میں تمہیں بتا دوں جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے بتائیے۔ فرمایا تم مجھ سے نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا' قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ نے بالکل صحیح فرمایا۔

فرمایا نیکی وہ عمل ہے جس سے انشراحِ صدر تمہیں حاصل ہو اور بدی وہ ہے جس سے تمہارے دل میں انقباض ہو۔ اگرچہ لوگوں نے تم سے اس کے کرنے کو کہا ہو۔

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاضر تھا کہ دو شخص آئے۔ ایک انصاری تھا اور دوسرا ثقفی اور وہ دونوں کچھ پوچھنا چاہتے تھے۔ حضور ﷺ نے ثقفی سے فرمایا' تم اپنی حاجت کو پوچھو۔ اگر تم چاہو تو میں بتا دوں جو تم پوچھنا چاہتے ہو؟ ثقفی نے عرض کیا'

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہی بتائیے کیونکہ بے پوچھے آپ کا ارشاد فرمانا مجھے زیادہ محبوب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا'

تم اس لئے آئے ہو کہ تم رات میں اپنی نماز' اپنے رکوع' اپنے سجود' اپنے روزے اور اپنے غسل جنابت کے بارے میں پوچھو۔ اس نے عرض کیا' قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ یہی مسائل تھے جن کے بارے میں میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے انصاری سے فرمایا' تم پوچھو اور اگر تم چاہو تو جو پوچھنا چاہتے ہو' میں بتا دوں؟ اس نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے لئے یہ صورت تو اور بھی محبوب ہوگی۔

فرمایا' تم اس لئے آئے ہو کہ تم پوچھو کہ اپنے گھر سے بیت اللہ شریف حاضر ہونے کے ارادے سے نکلنے سے کیا اجر ہے؟ اور تم پوچھنا چاہتے ہو کہ عرفات میں ٹھہرنے' اپنا سر منڈانے اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور رمی جمار کرنے میں میرے لئے کیا ثواب ہے؟

اس نے کہا' قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ یہی وہ مسائل تھے جن کے بارے میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا تھا۔ حضرت انس ﷺ سے بھی اس کی مانند مروی ہے جو پہلے حجۃ الوداع کے باب میں گزر چکا ہے اور عبادہ بن صامت ﷺ کی حدیث سے بھی مروی ہے' اسے ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

کیا میں تم کو بتا دوں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو؟

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے عقبہ بن عامر جہنی ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' اہل کتاب کے کچھ لوگ اپنی کتابیں اٹھائے آئے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا' نہ انہیں مجھ سے کچھ حاصل اور نہ مجھے ان سے کچھ حاصل۔ وہ ایسی باتیں مجھ سے پوچھنا چاہتے ہیں جن کو میں ازخود نہیں جانتا۔ میں تو بندہ ہوں۔ اتنا ہی جانتا ہوں جتنا میرے رب نے مجھے بتایا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے وضو کیا اور مسجد میں تشریف لا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر رخ انور پھیر کر مجھ سے فرمایا اور میں نے روئے تاباں پر خوشی و سرور کے آثار دیکھے۔ انہیں آنے کی اجازت دے دو تو وہ لوگ آئے۔

آپ نے فرمایا' اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دوں جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟ قبل اس کے کہ تم بولو۔ انہوں نے کہا' ضرور ہمیں بتائیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا'

تم مجھ سے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔ ان کا ابتدائی واقعہ یہ ہے کہ وہ فرزندانِ روم میں سے تھے۔ اللہ عزوجل نے انہیں حکومت عطا فرمائی اور انہوں نے سیر کی۔ یہاں تک کہ وہ ارض مصر کے ساحل پر آئے اور انہوں نے ایک شہر بسایا۔ اس کا نام اسکندریہ رکھا۔ جب وہ اس کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو اللہ عزوجل نے ان کے پاس فرشتہ بھیجا اور وہ انہیں لے کر زمین آسمان کے درمیان چڑھا۔ پھر ان سے کہا' اپنے نیچے دیکھو۔ انہوں نے دو شہر دیکھے۔ پھر وہ فرشتہ انہیں لے کر اور اوپر چڑھا اور کہا' آپ اپنے نیچے دیکھئے۔ انہوں نے کہا' میں اپنے نیچے کچھ نہیں دیکھتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا' وہ دونوں شہر جسے آپ نے دیکھا' وہ بحر مستدیر ہے اور اللہ عزوجل نے تمہارے لئے ایک خاص راستہ مقرر کیا ہے جس پر تم چلو گے۔ جاہل کو تم سکھاؤ گے اور عالم کو برقرار رکھو گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا' پھر فرشتہ نے انہیں اتارا اور انہوں نے دو پہاڑوں کے درمیان دیوار بنائی۔ وہ پہاڑ اتنے چکنے تھے کہ کوئی چیز ان پر نہ ٹھہرتی تھی۔ جب وہ اس سے فارغ ہوئے تو انہوں نے روئے زمین کی سیر کی اور وہ ایسے لوگوں پر آئے جن کے چہرے کتوں کے چہروں کی مانند ہیں۔ جب ان سے آگے بڑھے تو ایک اور قوم ملی' پھر آگے بڑھے تو ایسی قوم ملی جو سانپوں کی مانند تھی اور ان میں سے ایک سانپ بڑے پتھر کو نگل جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ غرانیق پر آئے۔
اہل کتاب نے یہ حال سن کر کہا' ہم اپنی کتابوں میں اسی طرح پاتے ہیں۔

ایک بوڑھے کی فریاد پر حضور ﷺ کی اشکباری

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا' میرا باپ چاہتا ہے کہ میرا مال لے لے۔ آپ نے اس کے باپ کو بلایا۔ اسی لمحہ جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اس بوڑھے نے اپنے دل میں کچھ کہا ہے جسے اس کے کانوں نے نہیں سنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بوڑھے سے فرمایا' کیا تم نے اپنے دل میں کچھ کہا ہے جسے تمہارے کانوں نے نہیں سنا ہے؟

اس نے کہا اللہ عزوجل آپ کے ساتھ یقین و بصیرت کو ہمیشہ زیادہ فرمائے' یقیناً میں نے کہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' سناؤ تو اس نے یہ اشعار سنائے۔

غَذَوْتُکَ مَوْلُوْدًا وَمُنْتُکَ یَا فعاد   تَعَلُّ بِمَا اَجْنِیْ عَلَیْکَ وَتَنْهَلُ

اِذَا لَیْلَةٌ ضَاقَتْکَ بِالسُّقْمِ لَمْ اَبِتْ   وَلِسُقْمِکَ اِلَّاسَاهِرًا اَتَمَلْمَلُ

یعنی اے بچے! میں نے کتنی آرزو اور تمنا کے ساتھ تیرے ساتھ رات سے صبح کی ہے۔ جب بیماری کی وجہ سے تجھ پر رات تنگ ہو جاتی تو میں نہ سوتا اور بے چینی کے ساتھ جاگتا رہتا تھا۔

تَخَافُ الرَّدٰی نَفْسِیْ عَلَیْکَ وَاِنَّهَا   لَتَعْلَمُ اَنَّ الْمَوْتَ حَتْمٌ مُوَکَّلُ

کَاَنِّیْ اَنَا الْمَطْرُوْقُ دُوْنَکَ بِالَّذِیْ   طُرِقْتَ بِهٖ دُوْنِیْ فَعَیْنَایَ تَهْمِلُ

یعنی میرا دل تیرے مرنے سے لرزتا تھا باوجود یہ کہ جانتا تھا موت یقینی اور مقرر ہے جو بیماری تجھ پر آتی گویا وہ مجھ پر آتی تھی۔ تیری بیماری سے میری آنکھیں آنسو بہاتی تھیں۔

فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَالْغَایَةَ الَّتِیْ   اِلَیْکَ مَدَی مَاکُنْتُ فِیْکَ اُؤَمِّلُ

جَعَلْتُ جَزَائِیْ غِلْظَةً وَفَضَاظَةً   کَاَنَّکَ اَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمُتَفَضِّلُ

جب تو سن بلوغ اور حد کو پہنچا جس کا میں تیرے بارے میں تمنائیں کرتا تھا تو تو نے میرا بدلہ سختی اور بدخلقی سے دیا۔ گویا کہ تو ہی نعمت دینے والا اور مجھ پر بخشش کرنے والا ہے۔

فَلَیْتَکَ اِذْلَمْ تَرْعَ حَقَّ اُبُوَّتِیْ   کَمَا یَفْعَلُ الْجَارُ وَالْمُجَاوِرُ تُفْعَلُ

جب تو میرے والد ہونے کے حق کی پاسداری نہیں کرتا تو ایسا ہی کر جیسے ہمسایہ ہمسایہ کے ساتھ کرتا ہے۔ اس بوڑھے کی یہ باتیں سن کر رسول اللہ ﷺ رونے لگے اور اس کے بیٹے کا گریبان پکڑ کر فرمایا "اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ" "تو اور تیرا مال' تیرے باپ کا ہے۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت علی مرتضی ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا پیامِ نکاح آیا تو میری کنیز نے مجھ سے کہا' کیا

آپ کو معلوم نہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیام نکاح آیا ہے؟ آپ کو کیا چیز مانع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوں۔

تو میں آپ ﷺ کے حضور میں آیا۔ حال یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی جلالت و ہیبت مجھ پر طاری تھی۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا تو خاموش رہا۔ خدا کی قسم مجھ میں بات کرنے کی قدرت نہ تھی۔ میرا یہ حال ملاحظہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کس لئے آئے ہو؟ مگر میں خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا' کیا تم فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیام نکاح دینے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا' ہاں۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ابو سعید خدری ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ہمیں بھوک کی تکلیف ایسی پہنچی کہ اس کی مانند کبھی نہ پہنچی تھی۔ مجھ سے میری بہن نے کہا' تم رسول اللہ ﷺ کے حضور جاؤ اور آپ سے عرض کرو تو میں آیا۔ آپ اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا' جو پارسائی چاہے گا' اللہ عزوجل اسے پارسائی دے گا اور جو غنا چاہے گا' اللہ عزوجل اسے غنا دے گا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا' خدا کی قسم! ضرور یہ بات میرے دل کی حالت کو ملاحظہ کر کے مجھ سے ہی فرمائی گئی ہے۔ اب میں کچھ عرض نہ کروں گا اور میں اپنی بہن کے پاس واپس چلا گیا اور میں نے ان سے واقعہ بیان کیا۔ بہن نے کہا' تم نے بہت اچھا کیا۔ جب دوسرا دن آیا تو میں نے خدا کی قسم قلعہ کے نیچے اپنے آپ کو سخت مشقت میں ڈالا۔ جب یہود سے چند درہم مجھے ملے تو میں نے اس سے کھانا خریدا اور ہم نے اسے کھایا۔ پھر دنیا اتنی آئی کہ انصار کا کوئی گھر ہم سے مال میں زیادہ نہ تھا۔

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے اسی روایت کو اس طرح نقل کیا ہے کہ اس وقت میں نے دل میں کہا' حضور ﷺ نے یہ بات خاص میرے لئے ہی فرمائی ہے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اس کے بعد اللہ عزوجل نے مجھ پر رزق کی اتنی فراوانی فرمائی کہ میں اس کا گمان بھی نہ کر سکتا تھا۔

حضور ﷺ کا منافقوں کی بابت خبر دینا

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو!

بلاشبہ تم لوگوں میں منافقین موجود ہیں تو میں جس کا نام لوں وہ اٹھ جائے۔ او فلاں اٹھ جا' او فلاں اٹھ جا۔ اس طرح چھتیس منافقوں کے نام لئے۔

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے ثابت البنانی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ منافقین مجتمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں گفتگو کی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کچھ لوگ مجمع ہوئے اور انہوں نے ایسا ایسا کیا' لہٰذا تم لوگ اٹھ جاؤ اور اللہ عزوجل سے استغفار کرو۔ میں بھی

تمہارے لئے استغفار کروں گا مگر کوئی نہ اٹھا۔ پھر حضور ﷺ نے اس طرح تین مرتبہ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا' تم لوگ خود اٹھ جاؤ اور اللہ ﷻ سے استغفار کرو ورنہ میں تمہارے نام لے کر پکاروں گا۔ بالآخر آپ نے فرمایا "قُمْ يَا فُلَانُ" "او فلاں اٹھ جا اور وہ تمام کے تمام ذلیل و خوار ہو کر اٹھے۔

امام احمد و حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے کے سایہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے گرد بہت سے صحابہ موجود تھے۔ قریب تھا کہ حجرے کا سایہ ختم ہو جائے' حضور ﷺ نے فرمایا' تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جو تمہاری طرف شیطانی آنکھ سے دیکھے گا تو تم اس سے بات نہ کرنا۔ اتنے میں ایک شخص آیا جو بھینگی آنکھ کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم اور فلاں فلاں آدمی مجھے برا کیوں کہتے تھے؟ اور وہ شخص ان کی طرف چلا گیا اور انہیں بلا کر لایا اور ان سب نے قسمیں اٹھائیں اور معذرت خواہی کی۔ اس وقت اللہ ﷻ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ "يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ" (پ ۲۸ المجادلہ ۱۸) جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھا رہے ہیں۔ (ترجمہ کنز الایمان)

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے خبر دی کہ فلاں مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا' وہ مرا نہیں ہے۔ اس نے دوبارہ کہا کہ فلاں مر گیا ہے؟ آپ نے فرمایا' وہ مرا نہیں ہے۔ اس نے سہ بارہ یہی کہا۔ آپ نے فرمایا۔ فلاں نے چوڑے پیکان سے اپنے آپ کو ذبح کیا ہے اور حضور ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔

حضور ﷺ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر دی!

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بت پوجا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہما دونوں ان کے گھر کے اندر آئے اور ان کے بت کو توڑ ڈالا۔ جب ابو الدرداء رضی اللہ عنہ گھر واپس آئے اور بت کو ٹوٹا ہوا دیکھا تو کہا' تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے اپنا بچاؤ بھی نہ کیا۔ اس کے بعد وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جب انہیں سامنے سے آتے دیکھا تو عرض کرنے لگے' وہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ ہمیں ڈھونڈنے آ رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' نہیں بلکہ وہ مسلمان ہونے آ رہے ہیں کیونکہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ مسلمان

ہو جائیں گے۔

بادل کو ملاحظہ فرما کر خبر دینا کہ یہ یمن میں برسے گا اور دوسری خبریں

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ فرمایا کہ ہم نے ایک بدلی دیکھی اور رسول اللہ ﷺ باہر ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا' یہ بدلی کا موکل فرشتہ ابھی میرے پاس آیا اور اس نے مجھے سلام کر کے بتایا کہ اس بدلی کو یمن کی اس وادی کی طرف لے جا رہا ہوں جس کا نام صریح ہے۔ اس کے بعد ہمارے پاس ایک سوار آیا۔ اس نے اس سے اس بدلی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ بدلی اسی دن برسی تھی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس حدیث کی شاہد وہ مرسل روایت ہے جو بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابر کے فرشتہ کی خبر دی کہ یہ فرشتہ فلاں شہر سے آ رہا ہے اور فلاں دن ان پر بارش ہوئی ہے اور آپ نے پوچھا' ہمارے شہر میں کب بارش ہوگی؟ اس نے کہا' فلاں دن ہوگی۔ اس وقت کچھ منافقین موجود تھے۔ انہوں نے اس دن کو یاد رکھا کہ اس بات کی تصدیق کریں اور انہوں نے اس کی تصدیق کی اور وہ ایمان لائے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ نے ان کو دعا دی کہ ''زَادَکُمُ اللّٰہُ اِیْمَانًا''

بیعت لینے سے قبل ابوشہم رضی اللہ عنہ کی سابقہ حالت کی خبر دینا

ابن سعد و حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوشہم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے مدینہ منورہ کے ایک کوچے میں باندی کو دیکھا۔ میں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری بیعت لیجئے۔ آپ نے فرمایا' کیا تو وہ شخص نہیں ہے جس نے کل باندی کو کھینچا تھا؟ میں نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری بیعت قبول کیجئے۔ میں آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اچھا میں بیعت قبول کرتا ہوں۔

گوشت کھا کر بکری کی اصلیت کی خبر دینا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک انصاری سے روایت کی۔ اس نے کہا کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کے کھانے کی دعوت کی۔ جب کھانا رکھا گیا تو نبی کریم ﷺ نے لقمہ لے کر منہ میں اسے چبایا تو فرمایا' میں اس گوشت کو اس بکری کا پاتا ہوں جسے ناحق پکڑ لیا گیا تھا۔ اس عورت سے پوچھا گیا' اس نے کہا کہ اس کی ہمسایہ نے اس گوشت کو اپنے شوہر کی اجازت لئے بغیر بھیجا تھا۔

نسائی و حاکم رحمہا اللہ نے صحیح بتا کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ ایک عورت کے گھر کی طرف سے گزرے۔ اس نے ان کے لئے بکری ذبح کی اور اس کا کھانا پکایا۔ جب واپسی میں اس گھر سے گزرے تو عورت نے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے آپ سب کے لئے کھانا تیار کیا ہے۔ تشریف لا کر تناول فرمائیں تو حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ اندر تشریف لائے۔

آپ ﷺ نے لقمہ لے کر چبایا تو وہ چبا نہیں۔ آپ نے فرمایا' اس بکری کو بغیر اس کے مالک کی اجازت کے ذبح کیا گیا ہے۔ اس پر اس عورت نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم لوگ نہ آلِ معاذ سے تکلف کرتے ہیں اور نہ وہ ہم سے تکلف کرتے ہیں' خواہ ہم ان کی چیز لے لیں یا وہ ہماری چیز لے لیں۔

چور کی حالت کا زیادہ جاننا

حاکم رحمتہ اللہ عنہ نے صحیح بتا کر حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی نے چوری کی۔ اسے آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے فرمایا' اسے قتل کر دو۔ لوگوں نے عرض کیا' اس نے صرف چوری کی ہے۔

آپ نے فرمایا' اس کا ہاتھ قطع کر دو۔ اس نے پھر دوبارہ چوری کی اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر چوری کی یہاں تک کہ اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ اس نے پانچویں مرتبہ پھر چوری کی۔ اس وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس چور کی حالت زیادہ جانتے تھے' اسی بنا پر آپ نے پہلے اسے قتل کا حکم دیا تھا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اسے لے جاؤ اور قتل کر دو تو لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔

روزہ دار عورت کے روزہ دار نہ ہونے کو جاننا

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ابوالبختری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک عورت تھی جس کی زبان میں تیزی تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی۔ جب رات ہوئی تو حضور ﷺ نے اسے اپنے کھانے کی طرف مدعو کیا اور اس نے کہا' میں آج روزہ دار تھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا تو نے روزہ نہیں رکھا (فاقہ کیا ہے) جب دوسرا دن ہوا تو اس نے قدرے اپنی زبان کی حفاظت کی۔ جب شام ہوئی تو حضور ﷺ نے اپنے کھانے کی طرف مدعو کیا۔ اس نے عرض کیا میں آج بھی روزے دار تھی۔ فرمایا تو جھوٹ کہتی ہے۔ پھر جب تیسرا دن ہوا تو

اس نے اپنی زبان کی پوری نگہداشت کی اور اس سے غیبت کی کوئی بات صادر نہ ہوئی۔ جب شام ہوئی تو حضور ﷺ نے اپنے کھانے کی طرف بلایا۔ اس نے عرض کیا' میں آج بھی روزہ دار تھی۔ آپ نے فرمایا' آج تو نے روزہ رکھا ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

طیالسی و بیہقی رحمہما اللہ نے ''شعب'' میں اور ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے ''ذم الغیبت'' میں حضرت انس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو ایک دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا جب تک میں اجازت نہ دوں' روزہ افطار نہ کریں تو لوگوں نے روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! میں نے یہ دن روزے سے گزارا ہے تو کیا مجھے اجازت ہے کہ میں افطار کروں تو آپ نے اسے اجازت دیدی۔ اسی طرح لوگ حاضر ہوتے رہے اور آپ اجازت دیتے رہے۔

یہاں تک کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے اہل خانہ میں سے دو عورتوں نے روزہ رکھا ہے اور وہ دونوں آپ ﷺ کے حضور آنے سے حیا کرتی ہیں۔ آپ ان کو افطار کی اجازت مرحمت فرما دیں۔ حضور ﷺ نے اس شخص سے اعراض فرمایا۔ پھر اس نے عرض کیا' آپ نے پھر اعراض فرمایا۔ اس نے پھر عرض کیا' آپ نے فرمایا ان دونوں نے روزہ نہیں رکھا۔ وہ کیسے روزہ دار ہوسکتا ہے جس نے لوگوں کا گوشت کھایا۔ جاؤ ان دونوں سے کہہ دو' اگر تم روزے دار تھیں تو تمہیں قے کر دینا چاہیے تو وہ شخص ان دونوں کے پاس پہنچا اور ان کو بتایا اور ان دونوں نے قے کی تو ہر ایک کے پیٹ سے خون کا لوتھڑا برآمد ہوا۔ وہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر وہ لوتھڑے ان کے پیٹوں میں رہتے تو ان دونوں کو ضرور آگ کھاتی۔

امام احمد و ابو یعلی اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''الشعب'' میں اور ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے ''ذم الغیبت'' میں رسول اللہ ﷺ کے غلام عبید ﷺ سے روایت کی کہ دونوں عورتوں نے روزہ رکھا اور ایک شخص نے آ کر عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس جگہ دو عورتیں روزہ دار ہیں اور ان دونوں کی حالت ایسی ہے کہ قریب ہے کہ پیاس سے مر جائیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا' ان کو بلا لاؤ تو وہ آئیں اور حضور ﷺ نے ایک بڑا برتن دے کر ایک عورت سے فرمایا'

اس میں قے کر دے تو اس نے قے کر دی اور اس نے خون کچے لہو' پیپ اور گوشت کی قے کی۔ یہاں تک کہ آدھا برتن بھر گیا۔ پھر دوسری عورت سے فرمایا کہ اس میں یہ قے کر دے تو

اس نے کچے لہو' خون' پیپ اور تازہ گوشت کی قے کی۔ یہاں تک کہ وہ برتن بھر گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم دونوں نے خدا کے حلال کئے ہوئے رزق کو کھا کر روزہ رکھا اور اپنے روزوں کو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے افطار کیا کیونکہ تم دونوں ایک دوسرے کے پاس بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں یعنی غیبت کرتی رہیں۔

ابن ابی الدنیا رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک گزرنے والی عورت کی نسبت میں نے کہا کہ یہ عورت لمبے دامنوں والی ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا' تھوکو' تھوکو۔ تو میں نے گوشت کا لوتھڑا تھوکا۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر زید بن ثابت ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ اچانک آپ اٹھے اور اندر تشریف لے گئے۔ اس وقت بطور ہدیہ کچھ گوشت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا۔ لوگوں نے کہا' اے زید ﷺ! کاش تم حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر آپ سے عرض کرتے کہ اس گوشت میں سے کچھ حصہ ہمیں بھی عنایت فرمائیں۔ چنانچہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے زید ﷺ! تم ان کے پاس جاؤ۔ انہوں نے تمہارے آنے کے بعد گوشت کھا لیا ہے۔ تو میں نے جا کر انہیں بتایا۔ انہوں نے کہا' ہم نے تو گوشت نہیں کھایا ہے۔ ضرور یہ کوئی اہم بات ہے تو وہ لوگ حضور ﷺ کے پاس آئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا' گویا تمہارے دانتوں میں زید ﷺ کے گوشت کی سبزی دیکھ رہا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! سچ ہے۔ آپ ہمارے لئے استغفار کیجئے تو حضور ﷺ نے ان کے لئے استغفار فرمایا۔

الضیاء مقدسی رحمتہ اللہ علیہ نے ''المختارہ'' میں حضرت انس ﷺ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا' عرب میں دستور تھا کہ سفر میں ایک دوسرے کی خدمت کیا کرتے تھے اور ایک شخص تھا جو حضرت ابوبکر صدیق ﷺ اور حضرت عمر ﷺ دونوں کی خدمت کیا کرتا تھا۔ یہ دونوں بزرگ سو کر بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان دونوں کے لئے اس شخص نے کھانا تیار نہیں کیا ہے۔ اس پر ان دونوں بزرگوں نے کہا' وہ بہت سونے والا شخص ہے۔ پھر انہوں نے اسے جگایا اور کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور آپ سے عرض کرو کہ ابوبکر و عمر سلام عرض کرتے ہیں اور سالن مانگتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے اس سے فرمایا'

ان دونوں نے سالن کھا لیا ہے۔ پھر وہ دونوں آئے اور عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم نے کون سا سالن کھایا ہے؟ فرمایا تم دونوں نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یقیناً میں اس کا گوشت تمہارے دانتوں میں دیکھ رہا ہوں۔ پھر ان دونوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے لئے استغفار کیجئے۔ فرمایا جاؤ' اس شخص سے کہو کہ وہ تمہارے لئے استغفار کرے۔

بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس ہدیہ میں گوشت کا پرچہ آیا۔ میں نے خادم سے کہا' اسے رسول اللہ ﷺ کے لئے رکھ چھوڑو۔ اسی اثناء میں ایک سائل آیا اور اس نے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز لگائی۔ "تَصَدَّقُوْا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکُمْ" صدقہ دو' اللہ ﷻ تمہارے رزق میں برکت دے۔ ہم نے اسے جواب دیا۔ "بَارَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْکُم" اللہ ﷻ تم پر برکت کرے اور وہ سائل چلا گیا۔

پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے خادم سے کہا' اس گوشت کو پیش کر دو اور وہ اسے لایا۔ دیکھا تو وہ سفید پتھر بن گیا تھا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کیا آج تمہارے پاس کوئی سائل آیا تھا جسے تم نے واپس کر دیا تھا؟

میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا یہ گوشت اسی بنا پر پتھر ہو گیا ہے۔ اس کے بعد وہ پتھر ان کے گھر کے ایک گوشے میں پڑا رہا اور وہ اس پر کوٹتی اور پیستی رہیں یہاں تک کہ ان کی رحلت ہو گئی۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ لوگوں کو سخت مشقت و تکلیف پہنچی۔ یہاں تک کہ میں نے مسلمانوں کے چہروں پر غم و اندوہ اور منافقوں کے چہروں پر خوشی و مسرت دیکھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا یہ حال دیکھا تو فرمایا'

خدا ﷻ کی قسم! آفتاب غروب نہ ہو گا کہ تمہارے پاس اللہ ﷻ رزق بھیج دے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یقین کر لیا کہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی بات ضرور صادق ہو گی۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چودہ اونٹوں پر لدا ہوا غلہ خریدا اور نو اونٹ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیئے۔ یہ دیکھ کر مسلمانوں کے چہروں پر خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی اور منافقوں کے چہروں پر غم و اندوہ کے بادل چھا گئے اور میں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے دستِ اقدس اٹھائے۔ یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے ایسی دعا مانگی کہ

اس سے پہلے کسی کے لئے ایسی دعا میں نے نہیں سنی۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت مسعود بن ضحاک لخمی ؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا نام مطاع (جن کی اطاعت کی جائے) رکھا اور ان سے فرمایا تم اپنی قوم میں مطاع یعنی مخدوم ہو اور ان سے فرمایا تم رفقاء میں جاؤ اور جو تمہارے جھنڈے تلے آئے گا' وہ محفوظ ہوگا تو وہ ان کی طرف گئے اور ان سب نے ان کی اطاعت کی اور ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ان لوگوں نے عرض کیا' ہمارے لئے جرش پر دعا کیجئے۔ حضور ﷺ نے ان کے فرمایا' جرش الاجراش کی کثرت ہوگی اور لوگ کم ہوں گے۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ نے ان کے لئے کثرت کی دعا فرمائی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا' میرے پاس جبرئیل آئے اور مجھے خبر دی کہ مسعود ؓ صبح کے وقت حالتِ شرک میں مجھ سے جنگ کرے گا اور شام کو مومن بن کر میری خدمت میں آئے گا چنانچہ جب آفتاب ڈھل گیا تو مسعود ؓ مومن بن کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں آئے اور وہ ایسے مطاع تھے کہ جب قبائل کے درمیان جنگ ہوتی تو وہ جھنڈا تھام کر آتے اور ان کے درمیان صلح کرا دیتے تھے۔

ابن سعد عبدالرحمٰن جہنی ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک دو سوار آئے۔ جب حضور ﷺ نے ان کو آتے دیکھا تو فرمایا' یہ دونوں بنی کندہ اور مذحج ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ آئے تو وہ دونوں بنی کندہ اور مذحج کے تھے اور ان دونوں نے آپ کی بیعت کی۔

ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے بطریق ابی عاصم ؓ روایت کی۔ کہا کہ مجھ سے عثمان بن عفان ؓ کے ایک غلام نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان ؓ کے پاس کوئی چیز ہدیتاً بھیجی اور وہ قاصد کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ پھر وہ قاصد آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا' تم کس لئے ٹھہرے رہے؟ پھر فرمایا' اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ کس بنا پر تم ٹھہرے رہے؟

فرمایا تم ایک نظر حضرت عثمان ؓ پر ڈالتے تھے اور ایک نظر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پر اور یہ دیکھتے تھے کہ ان میں سے کون زیادہ حسین ہے۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اسی بات نے مجھے ٹھہرائے رکھا تھا۔

ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے بطریق زبیر بن بکار ؓ روایت کی کہ مجھ سے محمد بن سلام رحمتہ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے حضرت عثمان بن عفان ؓ کے غلام ابوالمقدام نے

حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ بکری کے پائے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے یہاں بھیجے۔ وہ آدمی کچھ دیر ٹھہرا رہا۔

نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا اگر تم چاہو تو میں بتا دوں کہ کس لئے تم وہاں ٹھہرے رہے۔ اس نے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ضرور بتایئے۔ آپ نے فرمایا تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر ان کے حسن پر تعجب کر رہے تھے۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تمہارے پاس اہل جنت کا ایک شخص آ رہا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اس دروازے سے جو سب سے پہلے داخل ہوگا' وہ شخص اہل جنت میں سے ہے۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔

ابو یعلیٰ' ابن عدی' بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور ﷺ نے فرمایا' اس دروازے سے جو تمہارے پاس آئے گا' وہ اہلِ جنت میں سے ہے تو وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے جو داخل ہوئے۔

بزار رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور حضور ﷺ نے تین دن تک یہی فرمایا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی داخل ہوتے رہے۔

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی آمد سے قبل ان کو جنتی فرمانا

امام احمد' بزار اور طبرانی رحمہم اللہ نے ''اوسط'' میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے اور آپ نے ان کے یہاں تشریف رکھی اور ہم بھی حضور ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا' اب تمہارے پاس اہلِ جنت میں سے آئے گا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر فرمایا تمہارے پاس اہلِ جنت میں سے آئے گا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر فرمایا تمہارے پاس اہلِ جنت میں سے آئے گا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر فرمایا تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا۔

اور فرمایا اے خدا اگر تو چاہے تو وہ علی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کی زوجہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھی۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا تو میں نے آنے کی آہٹ سنی تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن سابط رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی کلب کی ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے کے لئے بھیجا تو وہ گئیں۔ جب وہ واپس آئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا' تم نے کیا دیکھا؟ انہوں نے کہا' میں نے کوئی خاص بات نہیں دیکھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا' تم نے ایک خاص بات دیکھی ہے۔ تم نے دیکھا کہ اس کے رخسار پر ایک تل ہے جس کو دیکھ کر تمہارے بدن کے تمام رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اس پر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے یعنی آپ کو ہر شے کا علم ہے۔

خطیب اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے بطریق ابن سابط رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس عورت کو دیکھنے بھیجا جس کے لئے آپ نے پیغام نکاح دیا تھا تو انہوں نے آ کر کہا' میں نے کوئی خاص بات نہیں دیکھی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم نے اس کے رخسار پر تل دیکھا ہے جس سے تمہارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی۔ خواہ کوئی آپ سے کتنا ہی چھپائے۔ کس میں یہ جرأت ہے؟

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عباس بن عبداللہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی بکر کے اس شخص کو ساتھ لے جانے کی اجازت مانگی جو مکہ جانا چاہتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم اسے لے جاؤ مگر اپنے بکری بھائی سے بے خوف نہ رہنا تو حضرت انہیں لے کر روانہ ہو گئے۔ ایک روز حضرت خالد رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان کا ساتھی تلوار سونتے کھڑا ہے اور انہیں قتل کرنا چاہتا ہے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''المعرفہ'' اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن فغواء خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ مجھے مال لے کر ابوسفیان کے پاس مکہ مکرمہ بھیجیں تا کہ وہ فتح کے بعد قریش میں اسے تقسیم کر دیں اور میں سفر

میں اپنے رفیق کا متلاشی تھا۔ چنانچہ میرے پاس عمرو بن امیہ ضمری آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ رکھتے ہو تو میں تمہارا رفیقِ سفر رہوں گا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا جب تم اس کی قوم کے علاقہ میں اترو تو اس سے ڈرتے رہنا کیونکہ کسی کہنے والے نے کہا ہے کہ "اَخُوْکَ الْبِکْرِیُّ فَلَا تَأْمَنْہُ" اپنے بنی بکر بھائی سے بے خوف نہ رہنا۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب ہم منزل ابواء میں آئے تو میرے رفیق سفر عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہ مجھے اپنی قوم سے کچھ کام ہے تو تم میرا انتظار کرنا۔ میں نے کہا رشد کی حالت میں جاؤ۔

جب وہ چلا گیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت آ گئی اور میں نے اپنے اونٹ کو تیار کیا میں اسے تیز دوڑا کر لے گیا۔ یہاں تک کہ جب میں منزل اصافر میں تھا' اچانک میں نے دیکھا کہ وہ ایک جماعت کے ساتھ میرے تعاقب میں آ رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اونٹ کو خوب تیز دوڑایا اور میں آگے نکل گیا۔ جب اس کی قوم نے دیکھا کہ میں ان کے قابو سے باہر ہو گیا ہوں تو وہ پلٹ کر چلے گئے اور وہ تنہا میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا' مجھے اپنی قوم سے ایک کام تھا۔ میں نے کہا' ہو گا اور ہم سفر طے کر کے مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

ابو یعلی رحمتہ اللہ علیہ نے بسند حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ جلال کی حالت میں باہر تشریف لائے اور آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا' آج تم لوگ مجھ سے جو پوچھو گے' میں تمہیں ضرور بتاؤں گا اور ہم لوگوں نے خیال کیا کہ آپ کے ساتھ جبریل علیہ السلام ہیں۔ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم لوگ جاہلیت کے زمانے کے قریب رہ چکے ہیں۔ آپ ہماری برائیوں کو ہم پر ظاہر نہ فرمائیں۔ آپ ہمیں معاف رکھیں۔ عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ۔

ابو یعلی رحمتہ اللہ علیہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ قریش کا یہ قبیلہ ہمیشہ مامون و محفوظ رہے گا۔ یہاں تک کہ لوگ ان کو ان کے دین سے کفر پر لوٹا دیں۔ پھر ایک آدمی حضور ﷺ کے قریب آ کر کھڑا ہوا اور اس نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں؟ حضور ﷺ نے فرمایا' جنت میں۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا' کیا میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں؟ فرمایا جہنم میں۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا' تم لوگ میرے سامنے خاموش رہا کرو۔ جب تک کہ میں خود خاموش رہوں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم دفن کیے جاؤ گے تو میں اہل جہنم کے ایک گروہ کی تمہیں ضرور خبر دیتا۔ یہاں تک کہ تم پہچان لیتے اور مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا جاتا تو ضرور میں ایسا کرتا۔

ابن عبدالحکم رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتوح مصر'' میں بطریق مکحول ﷺ حضرت معاذ ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے جس دن ان کو یمن کی طرف بھیجا اور انہیں ان کی اونٹنی پر سوار کیا تو فرمایا' اے معاذ ﷺ! تم روانہ ہو جاؤ۔ جب تم جند میں پہنچو گے اور جس جگہ تمہاری یہ اونٹنی بیٹھ جائے تو وہاں اذان دینا اور نماز پڑھنا اور اس جگہ مسجد بنانا۔

تو حضرت معاذ ﷺ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب وہ جند میں پہنچے تو اونٹنی نے چکر لگایا مگر بیٹھنے سے انکار کیا۔ اس وقت انہوں نے پوچھا' کیا اس کے سوا کوئی اور جند بھی ہے۔ لوگوں نے کہا' ہاں جندِ رکامہ ہے تو جب وہ وہاں پہنچے تو اونٹنی کو پھیرا اور وہ بیٹھ گئی۔ حضرت معاذ ﷺ نے اتر کر نماز کے لئے اذان دی' پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

اسود عنسی کے قتل کی خبر دی اور قاتل کا نام بھی بتایا

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جس دن اسود عنسی قتل کیا گیا' نبی کریم ﷺ کے پاس آسمان سے خبر آئی۔ آپ ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا آج رات اسود عنسی قتل کر دیا گیا اور اسے اس مبارک شخص نے قتل کیا ہے جو مبارکوں کے اہل بیت سے ہے۔ کسی نے پوچھا' اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا' اس کا نام فیروز ہے۔

حافظ عبدالغنی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے ''المبہمات'' میں مدلوک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ضمضم بن قتادہ ﷺ کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا جس کا رنگ کالا تھا اور اس بچہ کی ماں بنی عجل سے تھی تو اس بنا پر ضمضم ﷺ کو وحشت ہوئی اور نبی کریم ﷺ سے آ کر شکایت کی۔

آپ ﷺ نے فرمایا' کیا تمہارے اونٹ ہیں۔ اس نے کہا' ہاں۔ فرمایا ان کے رنگ کیا ہیں۔ اس نے کہا' ان میں سرخ بھی ہیں' کالے بھی ہیں اور مختلف رنگ کے بھی ہیں۔ فرمایا ان میں یہ رنگ کہاں سے آئے؟ اس نے کہا' وہ اپنی اصل سے لیتے ہیں۔ فرمایا بچہ نے بھی رنگ اپنی اصل سے لیا ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ بنی عجل کی عورتوں میں آیا اور اس کی اصل کی بابت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی کی دادی کا رنگ کالا تھا۔

اصل حدیث بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے۔

ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک آدمی تھا جو کسی نیکی کے قریب نہیں گیا اور نہ اس کے اعمال خیر پہچانے جاتے تھے۔ جب وہ فوت ہوا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ ﷻ نے فلاں آدمی کو جنت میں داخل کر دیا ہے؟ لوگوں نے اس پر حیرت و تعجب کیا۔ ایک شخص اٹھ کر اس کی بیوی کے پاس گیا اور اس کے عمل کے بارے میں اس کی بیوی سے پوچھا' اس نے کہا' اس کے عمل خیر تو نہ تھے بجز ایک خوبی کے جو اس میں تھی۔ وہ یہ کہ دن اور رات میں جب بھی اذان کو سنتا تو وہ انہیں کلمات کو دہراتا تھا۔ پھر وہ شخص آیا اور وہ حضور ﷺ کے اتنے قریب پہنچا کہ وہ حضور ﷺ کی آواز سن سکتا تو نبی کریم ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا' تم ہی فلاں شخص کی بیوی کے پاس گئے تھے اور تم نے اس سے اس کے عمل کی بابت پوچھا تھا اور انہوں نے تم سے ایسا ایسا کہا۔ اس شخص نے کہا' میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ ﷻ کے رسول ﷺ ہیں۔

بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے ابن عمر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم اپنی عورتوں سے بات کرنے اور کشادہ روئی سے پیش آنے سے بچتے تھے۔ مبادا کہ ہمارے بارے میں کوئی چیز نازل نہ ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو ہم نے ان سے بات کی اور خوش روئی سے پیش آئے۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے سہل بن سعد ساعدی ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم! ہم میں سے ہر ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ہر بات سے بچتا تھا باوجودیکہ وہ اور اس کی بیوی ایک چادر میں ہوتے تھے۔ مبادا کہ ان کے بارے میں قرآن کریم کا کوئی حکم نازل نہ ہو جائے۔

حضور ﷺ نے ما کان و ما یکون کی بابت فرمایا

مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت حذیفہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے قیامت تک ہونے والی باتیں بیان فرمائیں۔

شیخین رحمتہ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ حضرت حذیفہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان ایک جگہ کھڑے ہوئے اور آپ نے قیامت تک ہونے والی کسی بات کو نہ چھوڑا مگر یہ کہ اسے آپ نے بیان کیا جس نے اسے یاد رکھا۔ اس نے اسے یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا' وہ اسے بھول گیا۔ یقیناً جب کوئی بات ایسی ہوتی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں تو فوراً وہ بات یاد آ جاتی ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص کسی کے چہرے کو یاد کر لیتا ہے۔ جب وہ اس سے غائب ہوتا ہے۔ پھر جب اس کے سامنے آتا ہے تو وہ اسے پہچان لیتا ہے۔

مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے ابو زید ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد منبر پر تشریف فرما ہو کر ہمیں خطبہ دیا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا تو حضور ﷺ نے کہا اور ہمیں جو کچھ ہو گیا اور جو کچھ قیامت تک ہوگا' سب بتا دیا تو ہم میں سے جس نے زیادہ یاد رکھا' وہ ہم میں عالم ہے۔

قیامت تک جو کچھ آپ کی امت کریگی' اس کی خبر دینا:

امام احمد و ابن سعد اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا ہے کہ فضائے آسمانی میں جو پرندہ پر مارتا ہے' آپ ﷺ نے ازروئے علم ہم سے اس کا ذکر کر دیا ہے اور

ابو یعلی و ابن منیع اور طبرانی رحمہم اللہ نے ابو درداء ﷺ سے اس کی مثل روایت کی۔

امام احمد و بخاری رحمہا اللہ نے اپنی ''تاریخ'' میں اور طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے مغیرہ بن شعبہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان ایک جگہ کھڑے ہوئے اور قیامت تک جو کچھ آپ کی امت کرے گی' آپ نے ان سب کی خبر ہمیں دے دی جس نے یاد رکھا' اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا' وہ بھول گیا۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے ابن عمر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ نے ساری دنیا کو اٹھا کر میرے پیش نظر کر دیا ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں اور قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے' میں اسے اس طرح واضح طور پر دیکھ رہا ہوں جیسے میری یہ ہتھیلی ہے۔ اللہ ﷻ نے اپنے نبی کے لئے اس طرح منکشف فرمایا جس طرح آپ سے پہلے نبیوں کے لئے منکشف کیا۔

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے سمرہ بن جندب ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' آفتاب کو گہن لگا اور نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھا کر فرمایا: خدا کی قسم! جب سے میں نماز کے لئے کھڑا ہوا' میں تمہاری دنیا اور تمہاری آخرت کی ان باتوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو پیش آئیں گی۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم آج خیر پر ہو لیکن اس کے بعد تم ایک دوسرے سے لڑو گے

مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے ابو سعید ﷺ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ آپ نے

فرمایا' دنیا سرسبز و شیریں ہے اور اللہ عزوجل تم کو دنیا میں حکومت دے گا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو' لہذا تم دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو۔ اس لئے کہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں میں تھا۔

شیخین رحمہما اللہ نے عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم! میں تم پر محتاجی و فقر سے نہیں ڈرتا لیکن میں تم پر اس سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کی فراخی ہو۔ جس طرح کہ تم سے پہلوں پر فراخی ہوئی تھی۔ تو تم اس طرح خود غرضی کرو گے جس طرح انہوں نے کی اور اس طرح لہو و لعب میں پڑ جاؤ گے جس طرح وہ پڑے تھے۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس نقشین فرش ہیں؟ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے پاس نقشین فرش کہاں سے آئے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' عنقریب تمہارے پاس نقشین فرش ہوں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' آج میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اس نقشین فرش کو مجھ سے دور رکھو تو وہ کہتی ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تمہارے لئے نقشین فرش ہوں گے؟

امام احمد و حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے طلحہ نضری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ بہت جلد ایسے زمانوں کو پاؤ گے کہ تم میں سے ہر ایک کے پاس صبح کو ایک کھانا اور شام کو دوسرا کھانا آئے گا اور تم ایسا لباس پہنو گے جیسے خانہ کعبہ کا غلاف۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم آج خیر پر ہیں یا اس وقت ہوں گے۔ فرمایا نہیں' بلکہ تم خیر پر ہو اور آج تم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو اور اس وقت تم ایک دوسرے سے بغض رکھو گے اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہیں کسی دعوت پر مدعو کیا گیا جب وہ اس گھر میں آئے تو انہوں نے دیواروں پر پردے لٹکے ہوئے دیکھے تو وہ باہر بیٹھ کر رونے لگے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دُنیا تمہاری طرف امنڈ کر آئے گی اور اسے تین مرتبہ فرمایا۔ پھر فرمایا تم آج اچھے ہو۔ اس وقت سے جب کہ تمہارے سامنے صبح کو ایک کھانا آئے گا اور شام کو دوسرا کھانا اور تم میں سے کوئی صبح کو ایک لباس پہنے گا اور شام کو دوسرا۔ اور تمہارے گھر کی دیواروں پر ایسے پردے پڑے ہوں گے جیسے خانہ کعبہ پر پردے پڑے ہیں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' پھر میں کیوں نہ روؤں جبکہ میں نے تم کو اس حال میں دیکھا کہ تمہارے گھروں پر ایسے پردے پڑے ہیں جیسے کعبہ پر پردے ہیں۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا' ہم لوگوں کو قحط سالی نے کھالیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں قحط سالی کے سوا سے تم پر ڈرتا ہوں کیونکہ تم پر دنیا ہر طرف سے آئے گی۔ کاش کہ میری امت سونے کا زیور نہ بناتی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل ابوذر اور حذیفہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔

حیرہ' یمن و شام اور عراق کے فتح ہونے کی خبر دینا

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' میں اور طبرانی نے بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے خریم بن اوس بن حارثہ بن لام ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نے رسول اللہ ﷺ کی جانب اس وقت ہجرت کی جب کہ آپ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا یہ حیرہ' بیضا ہے جسے میرے سامنے لایا گیا ہے اور یہ شیما بنت نفیلہ ازدیہ اپنے خچر شہباء پر کالا دوپٹہ اوڑھے موجود ہے۔

میں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر ہم حیرہ میں داخل ہوں اور میں اسے ویسا ہی پاؤں جیسا کہ آپ نے صفت بیان کی تو کیا وہ میرے لئے ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا' وہ تمہارے لئے ہے۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کا زمانہ خلافت آیا اور ہم مسیلمہ کذاب کے استیصال سے فارغ ہوئے تو حیرہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ہمارے داخل ہونے کے بعد جو عورت سب سے پہلے ہمیں ملی وہ شیما بنت نفیلہ تھی اور اسی حال میں تھی جس حالت کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی یعنی وہ اپنے خچر شہباء پر سوار کالا دوپٹہ اوڑھے تھی اور میں اس کے ساتھ متعلق ہوگیا اور میں نے کہا' یہی وہ عورت ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا تھا۔

حضرت خالد بن ولید ﷛ نے اس پر مجھ سے شہادت طلب فرمائی اور میں نے اس کی شہادت پیش کی۔ وہ شہادت محمد بن مسلمہ ﷛ اور محمد بن بشر انصاری ﷛ کی تھی تو حضرت خالد ﷛ نے اسے میرے حوالہ کردیا۔ پھر اس کا بھائی ہمارے پاس صلح کی غرض سے آیا اور اس نے کہا' اسے فروخت کردو۔ خدا کی قسم دس سو درہم سے کم نہ کروں گا تو اس نے مجھے ایک ہزار درہم دے دیئے۔ پھر مجھ سے کسی نے کہا' اگر تم ایک لاکھ درہم مانگتے تو وہ ضرور دیتا۔ میں نے کہا' میں دس سو درہم سے زیادہ گنتی جانتا ہی نہ تھا۔

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے عدی بن حاتم ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا' میرے روبرو حیرہ کو کتوں کے داڑھوں کی مانند شکل میں لایا گیا یا یہ فرمایا کہ تم لوگ اسے فتح کرو گے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! نفیلہ کی بیٹی مجھے عطا فرما دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' وہ تیرے لئے ہے۔ چنانچہ اسے اس کو دیا گیا۔ پھر اس کا باپ آیا اور اس نے کہا' اسے فروخت کرتے ہو؟ اس نے کہا' ہاں۔ اس نے پوچھا' کتنے میں؟ اس نے ایک ہزار درہم۔ اس نے کہا' اگر تم تیس ہزار درہم کہتے تو میں ضرور اسے لے لیتا۔ اس نے کہا' کیا ایک ہزار سے بھی زیادہ گنتی ہوتی ہے؟

اللہ ﷻ نے میرے لئے شام اور اہل شام کی کفالت کی ہے

شیخین رحمہما اللہ نے سفیان بن ابی زہیر ﷜ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ یمن فتح ہوگا اور ایسی قوم آئے گی جو جانوروں کو ہانکتے وقت بس بس کہے گی اور وہ لوگ اپنے اہل وعیال اور ان لوگوں کو جو ان کا کہنا مانیں گے' کوچ کرادیں گے۔ کاش کہ وہ جانتے کہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے۔ اس کے بعد شام فتح ہوگا اور ایک ایسی قوم آئے گی جو جانوروں کو ہانکتے وقت بس بس کہے گی اور وہ لوگ اپنے اہل وعیال کو اور جو ان کا کہنا مانیں گے' کوچ کرادیں گے۔ کاش کہ وہ جانتے مدینہ منورہ ان کے لئے بہتر ہے۔ اس کے بعد عراق فتح ہوگا اور ایسی قوم آئے گی جو جانور ہانکتے وقت بس بس کہے گی اور وہ لوگ اپنے اہل وعیال کو اور جو ان کا کہنا مانیں گے' کوچ کرادیں گے۔ کاش کہ وہ جانتے مدینہ ان کے لئے بہتر ہے۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے عبداللہ بن حوالہ ازدی ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم لوگ لشکر لشکر بن جاؤ گے۔ ایک لشکر شام کو ایک لشکر عراق کو اور ایک لشکر یمن کو جائے گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے لئے کوئی لشکر خاص فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا' تم شام کے لشکر میں ہونا اور اگر کوئی انکار کرے تو یمن کے لشکر میں ہو جانا اور وہاں کے چشموں کا پانی پینا کیونکہ اللہ ﷻ نے میرے لئے شام اور اہل شام کی کفالت کی ہے۔

ابن سعد ﷜ نے سعد بن ابراہیم ﷜ سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن عوف ﷜ نے فرمایا' نبی کریم ﷺ نے شام کے علاقہ میں مجھے قطعہ زمین عطا فرمایا' اس قطعہ کا نام سلیل تھا۔ پھر حضور ﷺ نے وفات سے قبل مجھے اس قطعہ کی دستاویز لکھ کر عنایت فرمائی۔ مجھ سے صرف اتنا فرمایا کہ اللہ ﷻ جب شام کو فتح کردے گا تو وہ تمہارا ہے۔

ابوداؤد و نسائی اور دار قطنی رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے اہل عراق کے لئے ذات عرق کو ان کا میقات مقرر فرمایا۔

بیت المقدس اور اس کے ملحقہ علاقوں کی فتح کی خبر دینا

بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اور حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم قیامت کے وقوع کے درمیان چھ باتوں کو یاد رکھو۔ میرا وصال کرنا' پھر بیت المقدس کا فتح ہونا' پھر دو موتیں ہونی جو بکری کے قصاص (سینہ میں درد اور گردن توڑ بیماری) کی مانند تم میں ہوں گی۔ پھر تم میں مال کا اس حد تک پھیلنا کہ ایک شخص کو سو اشرفیاں دی جائیں گی اور وہ اس پر راضی نہ ہوگا۔ پھر ایسے فتنے کا رونما ہونا کہ عرب میں کوئی گھر باقی نہ رہے گا جہاں وہ فتنہ داخل نہ ہو۔ پھر صلح کا ہونا جو تمہارے اور بنی الاصغر کے درمیان ہوگی۔ بنی الاصغر تم سے غداری کریں گے اور اسی۸۰ جھنڈوں کے سایہ میں تم پر آئیں گے اور ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے اتنا زیادہ بیان کیا کہ پھر وہ تم سے غداری کریں گے یہاں تک کہ عورت کا حمل بھی غداری کرے گا۔ چنانچہ عمواس (طاعون کی صبا) کا سال ہوا تو لوگوں نے گمان کیا کہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا چھ باتوں کو گنتے جانا تو ان میں سے تین باتیں تو واقع ہو چکیں' اب تین باتیں رہ گئی ہیں۔ اس پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا' ان باتوں کے وقوع کے لئے مدت درکار ہے لیکن پانچ باتیں ایسی ہیں۔ اگر تم میں سے کسی کے زمانہ میں ان میں سے کوئی واقع ہو تو اگر وہ مر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ مر جائے۔ وہ تین باتیں یہ ہیں (1) منبروں پر بیٹھ کر لعنت کی جائے گی۔ (جیسے خوارج و روافض کرتے ہیں) اللہ عزوجل کا مال جھوٹوں کو دیا جائے گا۔ (2) اونچی اونچی عمارتیں بنیں گی۔ (3) ناحق خونریزی ہوگی اور قطع رحم کیا جائے گا۔

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے ذی الاصابع رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر میں آپ کے بعد زندہ رہنے کی مصیبت میں رہا تو آپ مجھے کہاں رہنے کا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا تم بیت المقدس میں رہنا۔ ممکن ہے کہ اللہ عزوجل تم سے ایسی اولاد پیدا کرے جو صبح و شام مسجد میں جا کر اسے آباد کرے۔

فتح مصر اور وہاں رونما ہونے والے واقعات کی خبریں

مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا تم لوگ ایسے علاقے کو فتح کرو گے جس میں قیراط کا ذکر ہوگا' لہٰذا تم لوگ وہاں کے رہنے والوں کو بھلائی کی نصیحت کرنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ جب تم دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتا دیکھو تو وہاں سے نکل جانا۔

راوی نے کہا کہ جب ابن شرجیل بن حسنہ ﷺ' ربیعہ ﷺ اور عبدالرحمٰن ﷺ کے پاس گئے تو ان دونوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے دیکھا اور وہ وہاں سے نکل گئے۔

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے کعب بن مالک ﷺ سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب تم مصر کو فتح کرو تو قبطیوں کو بھلائی کی نصیحت کرنا ان کی میرے ساتھ قرابت داری بھی ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا انہی میں سے تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماریہ قبطیہ تھیں۔

ابونعیم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ خبردار مصر کے قبطیوں کے معاملہ میں اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا کیونکہ تم ان پر غالب آؤ گے اور وہ لوگ تمہارے لئے اللہ عزوجل کی راہ میں معین و مددگار ہوں گے۔

مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عراق نے اپنے درہم اور قفیز سے روکا ہے اور شام نے اپنے مد اور اپنے دینار سے روکا ہے اور مصر نے اپنے اردب اور اپنے دینار سے روکا ہے اور جہاں سے تم نے ابتداء کی تھی' تم پلٹ گئے۔

یحییٰ بن آدم رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قفیز و درہم کا ذکر' حضرت عمر فاروق ﷺ کے ان کی زمین پر خراج مقرر کرنے سے پہلے فرمایا۔ ہروی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ان باتوں کی خبر دی جو ابھی واقع نہ ہوئی تھیں اور وہ اللہ عزوجل کے علم میں آئندہ ہونے والی تھیں اور حضور ﷺ نے ماضی کے صیغہ کے ساتھ ذکر فرمایا کیونکہ وہ علم الٰہی میں ماضی ہے۔

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے ''الام'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ آنے والوں کے لئے ذوالحلیفہ اور شام و مصر اور مغرب والوں کے لئے جحفہ کو میقات مقرر فرمایا۔

میری امت کے لوگ وسط دریا میں سوار ہو کر جہاد کریں گے

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ ام حرام رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے یہاں آپ نے خواب استراحت فرمایا۔ جب آپ بیدار ہوئے

تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! تبسم کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا میرے سامنے میری امت کے ایسے لوگ پیش کئے گئے جو وسط دریا میں سوار ہو کر خدا کی راہ میں جہاد کریں گے اور وہ اپنی قوم کے لوگوں پر بادشاہ ہوں گے۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اللہ ﷻ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا' تم ان کے اول لوگوں میں سے ہو گی۔

چنانچہ ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے شوہر عبادہ بن صامت ﷛ کے ہمراہ حضرت امیر معاویہ ﷛ کے زمانہ میں دریائی جہاد میں غازیہ تھیں۔ جب وہ لوگ اپنے جہاد سے واپس ہو رہے تھے تو ام حرام کے قریب سواری لائی گئی تا کہ وہ اس پر سوار ہوں مگر سواری نے انہیں گرا دیا اور وہ فوت ہو گئیں۔

بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے عمیر بن اسود ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے ام حرام رضی اللہ عنھا نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کا پہلا وہ لشکر جس کے سپاہی بحری جنگ کریں گے۔ ان کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا میں ان میں سے ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں تم ان میں سے ہو۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا: میری امت کا وہ لشکر جو قیصر کے شہر میں جائے گا' ان کے لئے مغفرت ہے۔ میں نے عرض کیا' میں بھی ان میں ہوں گی؟ فرمایا نہیں۔

مسلمانوں کو آئندہ دیگر فتوحات کی خبر دینا

بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی جب تک خوز و کرمان کے لوگوں سے تم جنگ نہ کرو گے۔ وہ لوگ عجمی ہیں' ان کے چہرے سرخ' ناک چپٹی' چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوں گی۔ گویا کہ ان کے چہرے چپٹی ڈھال کی مانند ہوں گے اور قیامت قائم نہ ہو گی۔ جب تک تم ان لوگوں سے جنگ نہ کرو گے جو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' یہ غیبی خبر اسی طرح واقع ہوئی کیونکہ خوارج کی قوم نے رے کے علاقے سے خروج کیا اور ان کی جوتیاں بالوں کی تھیں اور ان سے جنگ کی گئی۔

غزوۂ ہند کی خبر دینا

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

ﷺ نے ہم سے غزوۂ ہند کا وعدہ فرمایا ہے۔ ابن سعد و حاکم رحمہا اللہ نے صحیح بتا کر ذی مخبر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا' اہل روم تم سے ایسی صلح کریں گے جو امن کی صلح ہوگی۔

فارس و روم کی فتح کی خبر دینا

بیہقی و ابونعیم اور ثابت رحمہم اللہ نے ''الدلائل'' میں عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دربار میں موجود تھے کہ لوگوں نے آپ سے لباس کی کمی' مفلسی اور قلت اشیاء کی شکایت کی۔ اس وقت آپ نے فرمایا' تمہیں بشارت ہو۔ خدا کی قسم! بلاشبہ میں کثرتِ اشیاء کے ساتھ اس کی کمی کی شکایت سے زیادہ تم پر خوف رکھتا ہوں اور یہ مال کی کثرت تم میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گی حتیٰ کہ اللہ عزوجل تمہارے لئے سرزمینِ فارس و روم اور حمیر کے علاقہ کو فتح کرائے گا اور تم لوگ تین لشکروں میں منقسم ہو جاؤ گے۔

ایک لشکر شام کی طرف' ایک لشکر عراق کی طرف اور ایک لشکر یمن کی طرف جائے گا اور مال کی فراوانی اتنی ہوگی کہ ایک شخص کو سو درہم دیئے جائیں گے تو وہ اس سے ناراض ہوگا۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ شام پر حملہ کرنے کی کس میں طاقت ہے؟ کیونکہ وہاں بڑے بڑے رومی سردار ہیں؟

فرمایا اللہ عزوجل شام کو ضرور تم پر فتح کر دے گا اور تم کو ضرور وہاں کی حکومت دے گا اور یہاں تک ہوگا کہ ان میں کے گورے رنگ کی ایک جماعت تم میں سے کالے رنگ اور سر منڈے شخص کی سواری کے گرد کھڑے ہوں گے اور وہ شخص ان کو جو حکم دے گا' اسے وہ لوگ کریں گے۔ عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو صفت بیان فرمائی۔ آپ کے اصحاب میں یہ صفت جز بن سہیل سلمی رضی اللہ عنہ میں پہچانی جاتی۔ وہ اس زمانہ میں عجمیوں پر حاکم تھے اور ان کا حال یہ تھا کہ جب وہ مسجد کی طرف جاتے تو لوگ انہیں دیکھتے اور ان کے پاس ان کے گرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہوتے اور ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو صفت بیان فرمائی' اس پر وہ تعجب کرتے تھے۔

بیہقی و ابونعیم رحمہا اللہ نے عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے' اللہ عزوجل فارس و روم کو ضرور فتح کرائے گا اور غلہ کی اتنی کثرت ہوگی کہ لوگ کھانے پر بسم اللہ پڑھنا بھول جائیں گے۔

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس وقت میری امت کے لوگ ہاتھ ہلا کر چلیں گے اور ان کی خدمت میں فارس کے لوگ ہوں گے۔ اس وقت ان کے اشرار ان کے اخیار پر مسلط ہو جائیں گے۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے زبیر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ سنو! تم پر ایسا ایسا ہونا ضرور ہے۔ یہاں تک کہ اللہ ﷻ تم پر فارس و روم کو فتح کرے گا اور تم میں سے ایک صبح کو ایک لباس بدلے گا اور شام کو دوسرا۔ اور تمہارے آگے صبح کو ایک کھانا آئے گا اور شام کو دوسرا۔

ابونعیم رحمتہ اللہ علیہ نے عوف بن مالک ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں کھڑے ہو کر فرمایا۔ تم لوگ مفلسی کا خوف رکھتے ہو حالانکہ اللہ ﷻ تمہارے لئے فارس و روم کو فتح کرائے گا اور تم پر دنیا اس طرح اُمنڈ کر آئے گی کہ میرے بعد تم حق سے پھر و گے اور دنیا ہی کی وجہ سے پھرو گے۔

حاکم و ابونعیم رحمہما اللہ نے ہاشم بن عتبہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں تھا۔ میں نے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم جزیرۃ العرب میں جہاد کرو گے۔ اللہ ﷻ انہیں تم پر فتح کرائے گا۔ پھر تم فارس پر جہاد کرو گے اللہ ﷻ اسے فتح کرائے گا۔ پھر تم روم پر جہاد کرو گے۔ اللہ ﷻ اسے فتح کرائے گا۔ پھر تم دجال سے جہاد کرو گے۔ اللہ ﷻ تمہیں فتح دے گا۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے عمرو بن شرجیل ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کالی بکریاں میرا اتباع کر رہی ہیں۔ اس کے بعد ان کے پیچھے سے سفید بکریاں آئیں۔ یہاں تک کہ کالی بکریاں ان میں دکھائی نہیں دیتیں۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ عرب ہیں جو آپ کا اتباع کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ان میں عجمی لوگ آ کے مل جائیں گے۔ یہاں تک کہ ان میں وہ دکھائی نہ دیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' تم نے ٹھیک کہا۔ ایسا ہی ہوگا۔ فرشتہ نے آج صبح اس کی تعبیر بتائی۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی تقسیم اور ان کی ہلاکت کی خبر دینا

شیخین رحمہما اللہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ ان دونوں کے خزانے اللہ ﷻ کی راہ

میں خرچ ہوں گے۔

مسلم و بیہقی رحمہا اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مسلمانوں کی ایک جماعت کسریٰ کے اس خزانے کو کھولے گی جو سفید محل میں محفوظ ہے۔ جن لوگوں نے اس خزانے کو کھولا' ان میں میں اور میرے والد تھے اور ہم سب کو اس میں سے ایک ایک ہزار درہم ملے۔

امام احمد و ابو یعلی اور طبرانی رحمہم اللہ نے عفیف الکندی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ آیا اور میں حضرت عباس ﷺ کے پاس پہنچا تا کہ ان سے تجارت کروں۔ میں ان کے پاس منیٰ کے مقام میں تھا کہ ان کے قریب کے خیمہ سے ایک شخص نکلا۔ جب اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور سورج کو دیکھا کہ وہ ڈھل گیا ہے تو کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ اس کے بعد ایک عورت نکلی اور اس کے پیچھے کھڑے وہ کر نماز پڑھنے لگی۔ پھر ایک بچہ نکلا اور اس کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ میں نے پوچھا اے عباس ﷺ! یہ کون ہے؟

انہوں نے کہا کہ یہ محمد ﷺ میرے بھتیجے اور ان کی زوجہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور ان کے چچا کے صاحبزادے علی مرتضیٰ ﷺ ہیں۔ یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ نبی ہیں۔ اس معاملے میں ان کا اتباع ان کی بیوی اور ان کے چچا کے بیٹے کے سوا ابھی کوئی نہیں کرتا اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ کسریٰ و قیصر کے خزانے فتح ہوں گے۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت حسن ﷺ سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروق ﷺ کے پاس کسریٰ کے کنگن لائے گئے اور ان دونوں کنگنوں کو سراقہ بن مالک ﷺ کو پہنایا گیا اور وہ کنگن اس کے شانوں تک پہنچے۔ اس وقت حضرت عمر ﷺ نے کہا' اللہ ﷻ کی حمد ہے کہ کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سراقہ بن مالک ﷺ بنی مدلج کے اعرابی کے ہاتھوں میں ہیں۔

امام شافعی ﷺ نے کہا کہ سراقہ رحمتہ اللہ علیہ نے ان دونوں کنگنوں کو اس بنا پر پہنا کہ نبی کریم ﷺ نے سراقہ ﷺ سے فرمایا تھا کہ اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھ' گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے کسریٰ کے کنگن پہن رکھے ہیں اور اس کا بندِ کمر اور اس کا تاج اوڑھ رکھا ہے۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے بروایت ابن عتبہ رحمتہ اللہ علیہ' اسرائیل بن ابو موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ سے انہوں نے حسن ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ کسریٰ کے کنگن پہنتے وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ راوی نے کہا کہ جب کسریٰ کے کنگن دربارِ فاروقی میں لائے گئے تو حضرت فاروق اعظم ﷺ نے سراقہ ﷺ کو بلا کر پہنایا اور کہا کہ اللہ ﷻ کی حمد ہے جس نے کسریٰ بن ہرمز سے ان کنگنوں کو

چھین کر سراقہ ﷛ اعرابی کو پہنایا۔

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن محیریز ﷛ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' فارس سے ایک یا دو بار ٹکر لینے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد نہ کہیں فارس رہے گا اور روم کے کئی سردار ہوں گے۔ جب ایک ہلاک ہوگا تو دوسرا اس کا جانشین خودبخود ہوتا جائے گا۔

خلافت راشدہ کے بعد ملوکیت کی خبر دینا

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷛ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بنی اسرائیل کی سیاست وفرمانروائی انبیاء علیہم السلام کرتے تھے۔ جب کوئی نبی دنیا سے تشریف لے جاتا تو دوسرا نبی ان کی قائم مقامی کرتا۔ چونکہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ نہیں ہے تو خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا اول اور اول کی بیعت کرو اور ان کو ان کا حق ادا کرو کیونکہ اللہ ﷻ ان سے پوچھے گا جن کا نگہبان ان کو بنایا ہے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن سمرہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ دین قائم رہے گا۔ جب تک کہ قریش کے بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اس کے بعد قیامت آنے تک جھوٹے لوگ خروج کرتے رہیں گے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرے بعد خلفا ہوں گے وہی عمل کریں گے جس کا علم رکھیں گے اور وہی کریں گے جس کا حکم دیا گیا ہوگا۔ ان کے بعد ایسے خلفاء ہوں گے جو ایسے عمل کریں گے جن کا انہیں علم نہ ہوگا اور وہ کریں گے جن کا حکم نہ دیا گیا ہوگا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن عبداللہ ﷛ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے کعب بن عجرہ ﷛ سے فرمایا' اللہ ﷻ تمہیں ان لوگوں کی حکومت سے پناہ میں رکھے جو سفہا یعنی نادان ہوں گے۔ انہوں نے پوچھا' ان سُفہا کی خصلت کیا ہوگی؟ فرمایا' وہ امراء میرے بعد ایسے ہوں گے جو میری ہدایت کے ساتھ ہدایت نہ پائیں گے اور نہ میری سنت پر وہ عمل کریں گے۔

شیخین رحمہما اللہ نے عبداللہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بہت سے ایسے ناخوشگوار باتیں اور امور ہوں گے جن کو تم پسند نہ کرو گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا' ہم میں سے کوئی جب ان باتوں اور امور کو پائے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا جو حق تمہارے ذمہ ہے اسے ادا کرنا اور جو تمہارے حق ہیں' ان کے لئے اللہ ﷻ سے دعا کرنا۔

تم اطاعت کرنا خواہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو

ابن ماجہ و حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے عرباض بن ساریہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے بلیغ انداز سے ہمیں خطاب فرمایا کہ اس سے دل بے قرار ہو کر آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ نصیحت تو ایسی ہے جیسے کسی کو رخصت کے وقت کیا کرتا ہے تو آپ ﷺ ہمیں کیا نصیحت فرماتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا' میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ ﷻ سے ڈرتے رہنا اور سمع و طاعت کو لازم رکھنا۔ اگرچہ حبشی غلام ہی حاکم ہو۔ کیونکہ تم میں سے جو زندہ رہے گا' وہ اختلاف کثیر کو دیکھے گا۔ تم نئی نئی باتوں سے بچتے رہنا کیونکہ وہ گمراہی ہے' لہٰذا تم میں سے جو کوئی ایسے وقت کو پائے تو اس پر میری سنت اور میرے بعد کے خلفاء راشدین' ہدایت یافتہ کی سنت لازم ہے اور ان کو خوب مضبوطی سے تھامے رہنا۔

حضور ﷺ نے خلفائے راشدین کی ترتیب کی پہلے ہی خبر دیدی تھی

ابو یعلی و حارث بن اسامہ' ابن حبان و حاکم رحمہم اللہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے سفینہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ نے مسجد کی بنیاد رکھی تو حضرت ابوبکر صدیق ﷛ پتھر لائے۔ آپ نے اسے رکھا۔ پھر حضرت عمر فاروق ﷛ پتھر لائے۔ آپ نے اسے رکھا' پھر حضرت عثمان ﷛ پتھر لائے اور آپ نے اسے رکھا۔ اس وقت آپ نے فرمایا' میرے بعد اسی ترتیب سے خلفاء ہوں گے۔

ابو یعلی و حاکم او ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا' نبی کریم ﷺ نے مسجد کی بنیاد کے لئے سب سے پہلے خود پتھر اٹھایا۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ﷛ نے پتھر اٹھایا' پھر حضرت عمر فاروق ﷛ نے پتھر اٹھایا' پھر حضرت عثمان ﷛ نے پتھر اٹھایا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد (اسی ترتیب سے) یہ حضرات خلفا ہوں گے۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے قطبہ بن مالک ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کے پاس میں حاضر ہوا تو آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان ﷛ تھے اور آپ مسجد قبا کی تعمیر فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ اس کی تعمیر فرما رہے ہیں۔ در آں حالیکہ آپ کے ساتھ صرف یہی تین حضرات ہیں۔ آپ نے فرمایا' میرے بعد یہی تین صاحبان خلافت ہیں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر ﷛ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' آج رات میں نے مرد صالح کو دیکھا کہ اس نے حضرت ابوبکر ﷛ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور حضرت عمر فاروق ﷛ کو حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کے ساتھ اور حضرت عثمان ذوالنورین ﷛ کو حضرت عمر ﷛ کے ساتھ متعلق کر دیا ہے۔ حضرت جابر ﷛ نے بیان کیا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے دربار سے اٹھے تو ہم نے باہم ذکر کیا کہ مرد صالح سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں اور وہ جو ایک دوسرے سے متعلق کرنے کا ذکر فرمایا تو ان سے مراد وہ صاحبان امر ہیں جس امر کے ساتھ اللہ ﷻ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا۔

ابن ماجہ و حاکم رحمہما اللہ نے حذیفہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو میرے بعد ہیں' تم ان کی اقتدا کرنا' وہ حضرت ابوبکر و عمر ﷛ ہیں اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت ابن مسعود ﷛ سے حدیث روایت کی ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں سو رہا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر ہوں جس پر ڈول رکھا ہوا ہے تو میں نے اس ڈول سے جتنا خدا نے چاہا' پانی نکالا۔ پھر اس ڈول کو حضرت ابوبکر صدیق ﷛ نے تھام لیا اور انہوں نے اس سے ایک یا دو ڈول پانی نکالا اور ان کے پانی نکالنے میں کمزوری تھی اور اللہ ﷻ ان کی مغفرت فرمائے۔ اس کے بعد وہ ڈول بہت بڑے ڈول میں بدل گیا اور حضرت عمر بن خطاب ﷛ نے اسے تھام لیا تو میں نے اس سے پانی نکالنے میں لوگوں میں سے کسی کو ان سے قوی و مضبوط نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے سیراب ہو کر جگہ پکڑ لی۔ شیخین رحمہما اللہ نے اس کو حضرت ابن عمر ﷛ کی حدیث سے بھی روایت کیا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابو ہریرہ ﷛ نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں کالی بکریوں کو سیراب کر رہا ہوں۔ جب کالی بکریوں میں سفید بکریاں آ کر مخلوط ہو گئیں تو حضرت ابوبکر صدیق ﷛ بڑھے اور انہوں نے ایک یا دو ڈول پانی کھینچا مگر ان میں ضعف تھا۔ جب حضرت عمر ﷛ آگے بڑھے اور انہوں نے ڈول تھام لیا تو وہ ڈول بہت بڑے ڈول میں بدل گیا اور لوگ خوب سیراب ہو گئے اور تمام بکریاں سیراب ہو کر ہٹ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ سیاہ بکریاں عرب ہیں اور سفید بکریاں وہ تمہارے عجمی بھائی ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' انبیاء علیہم السلام خواب وحی ہوتی ہے۔ حدیث میں جو ضعف و کمزوری کا ذکر ہوا ہے' اس سے حضرت ابوبکر ﷛ کی خلافت کی مدت کی کمی اور بہت جلد ان کی وفات ہو جانا مراد ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں ارشاد کہ وہ دو سال رہے گی

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے حسن رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں ہمیشہ خواب دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے فضلات کو روند رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' تم لوگوں کے لئے سیدھی راہ ہموار کرو گے۔ عرض کیا' میں دیکھتا ہوں کہ میرے سینے پر رقمہ کی مانند دو نشان ہیں۔ آپ نے فرمایا' اس سے دو سال مراد ہیں۔

ابن سعد نے ابن شہاب رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک خواب دیکھا اور اس خواب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہوئے فرمایا'

اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے دیکھا کہ میں اور تم دونوں ایک سیڑھی کی طرف دوڑے ہیں مگر میں تم سے سیڑھی کے ڈھائی ڈنڈے اوپر چڑھ گیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اللہ عزوجل آپ کو اپنی رحمت میں مغفرت کی جانب بلا لے گا اور میں آپ کے بعد ڈھائی سال زندہ رہوں گا۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مرضِ وفات میں مجھ سے فرمایا کہ اپنے والد ماجد اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلا لو تاکہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی کہنے والا دعویٰ کرے اور تمنا رکھنے والا آرزو کرے۔ حالانکہ اللہ عزوجل اور تمام مسلمان انکار کرتے ہیں بجز ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا ہے' آپ فرماتے ہیں کہ تم میں بارہ خلیفہ ہوں گے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے بعد بہت تھوڑی مدت رہیں گے اور عرب کی چکی کا مالک ایسی زندگی گزارے گا جو محمود ہوگی اور وہ شہید ہو کر فوت ہوگا۔ ایک شخص نے پوچھا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ شخص کون ہے' فرمایا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ اس کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا' اے عثمان! تم سے لوگ اس قمیص کو اتروانا چاہیں گے جو اللہ عزوجل نے تمہیں پہنائی ہوگی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا' اگر تم نے اس قمیص کو اتار دیا تو تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو گے جب تک کہ سوئی کے ناکے سے اونٹ نہ گزر جائے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی المصطلق کے سفیروں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ تم حضور ﷺ سے دریافت کرو۔ اگر ہم آئندہ سال حاضر ہوں اور آپ کو موجود نہ پائیں تو اپنے صدقات کس کے حوالہ کریں؟ تو میں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا' ان سے کہہ دو کہ ابوبکر صدیق ﷜ کے حوالہ کر دیں اور میں نے ان سے ایسا ہی کہہ دیا۔ انہوں نے کہا جا کر یہ دریافت کرو کہ اگر ابوبکر صدیق ﷜ کو بھی ہم نہ پائیں تو؟ میں نے جا کر عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' ان سے کہہ دو' حضرت عمر ﷜ کے حوالہ کر دیں تو میں نے ان سے یہ کہہ دیا۔ انہوں نے کہا' آپ سے عرض کرو کہ اگر ہم حضرت عمر ﷜ کو بھی نہ پائیں؟ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا' ان سے کہہ دو' حضرت عثمان ﷜ کے حوالہ کر دیں اور فرمایا جس دن حضرت عثمان ﷜ قتل کیے جائیں' اس دن تم لوگوں کی ہلاکت ہو۔

طبرانی و ابونعیم رحمہما اللہ نے جابر بن سمرہ ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ ﷜ سے فرمایا تم امیر و خلیفہ بنو گے اور تم کو قتل کیا جائے گا اور یہ داڑھی تمہارے سر کے خون سے رنگین ہوگی۔

حضرت طلحہ ﷜ کا دمِ واپسیں

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ثور بن مجزاۃ ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جنگ جمل کے دن میں حضرت طلحہ ﷜ کے پاس اس وقت پہنچا جب ان میں تھوڑی سی جان باقی تھی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا' تم کس گروہ سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے کہا' میں امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ ﷜ کی جماعت سے ہوں۔ انہوں نے کہا' اپنا ہاتھ بڑھاؤ کہ میں تمہاری بیعت کروں تو میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کی روح پرواز کر گئی۔

پھر میں حضرت علی مرتضیٰ ﷜ کے پاس آیا اور آپ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے سن کر فرمایا' اللہ اکبر۔ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا کہ اللہ ﷻ اس بات سے انکار کر دے گا کہ طلحہ ﷜ جنت میں داخل ہوں مگر یہ کہ میری بیعت ان کی گردن میں ہو۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کرنے بطریق سہل بن ابی حشمہ رحمۃ اللہ علیہ' عبدالرحمٰن بن سہل انصاری حارثی ﷜ سے جو کہ شہداء احد میں سے ہیں' روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کبھی نبوت نہ ہوئی مگر یہ کہ اس کے بعد خلافت ہوئی اور کبھی خلافت نہ ہوئی مگر یہ کہ اس کے بعد بادشاہت ہوئی اور کبھی صدقہ نہ ہوا مگر یہ کہ وہ ٹیکس بن گیا۔

بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے ابو عبیدہ بن جراح ﷺ اور معاذ بن جبل ﷺ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا' یہ امر جو نبوت و رحمت ظاہر ہوا ہے' اس کے بعد خلافت و رحمت ہوگی۔ اس کے بعد ظلم و جور سے بھرپور بادشاہت ہوگی۔ اس کے بعد امت میں سرکشی و جبر اور فساد برپا ہوگا۔ جو زنا اور شراب اور ریشم کو حلال جانیں گے اور ان کے مرتکب ہونے پر مدد کریں گے۔ ان کو ہمیشہ رزق ملتا رہے گا۔ یہاں تک کہ خدا سے ملیں۔

ابو داؤد ترمذی رحمہما اللہ نے حسن بتا کر اور نسائی و حاکم اور بیہقی نے اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے سفینہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نبوت کی خلافت ہوگی۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ میری امت میں خلافت تیس برس رہے گی' اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔ یہ مدت خلافت چاروں خلفا کی ہے۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ابو بکرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ نبوت کی خلافت تیس سال رہے گی۔ اس کے بعد اللہ ﷻ جسے چاہے گا' بادشاہ کرے گا۔ یہ سن کر امیر معاویہ ﷺ نے کہا' ہم بادشاہت کے ساتھ خوش ہیں۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے حذیفہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم لوگ جب تک اللہ ﷻ چاہے نبوت کے عہد میں رہو گے۔ اس کے بعد جب خدا چاہے اسے اٹھا لے گا۔ پھر تم خلافت علی منہاج نبوت میں جب تک اللہ ﷻ چاہے' رہو گے۔ اس کے بعد اللہ ﷻ اسے اٹھا لے گا۔ پھر ظلم سے بھرپور بادشاہت ہوگی۔ پھر ظلم و جور ہوگا۔ جب تک خدا چاہے تم اس میں رہو گے۔ پھر جب خدا چاہے اسے اٹھا لے گا۔ پھر خلافت علی منہاج النبوت ہوگی۔

چنانچہ جب حضرت بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ مقرر ہوئے تو ان سے یہ حدیث بیان کی گئی اور ان سے عرض کیا گیا کہ ہم تمنا رکھتے ہیں کہ آپ کا عہد ظلم و جور کے بعد والا ہو۔ یہ سن کر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا' خلافت مدینہ میں ہے اور بادشاہت شام میں

حاکم و بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' خلافت مدینہ منورہ میں ہے اور بادشاہت شام میں۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن حوالہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم خلافت کو دیکھو کہ ارض مقدسہ میں نازل ہوئی

ہے تو اس وقت زلزلے اور حزن وغم اور بڑے بڑے امور رونما ہوں گے اور قیامت لوگوں سے اتنی قریب ہوگی جیسے ہاتھ اپنے سے قریب ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' اس قیامت سے مراد زمانہ خلافت کی مدت کا خاتمہ ہے۔

بزار و بیہقی رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں سو رہا تھا کہ میں نے دیکھا لشکروں کی تلوار میرے سر کے نیچے سے اٹھالی گئی۔ میں نے گمان کیا' اب وہ جاتی رہے گی اور میں نے نگاہوں سے اس کا پیچھا کیا تو وہ تلوار شام پہنچی تو جب فتنوں کا وقوع ہوگا تو ایمان شام میں ہوگا اور اس کی مانند حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد مدینہ' مدینہ نہ رہے گا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد آرام و کشائش نہ رہے گی۔

اے معاویہ رضی اللہ عنہ جب تم بادشاہت کرو تو حسن سلوک سے پیش آنا

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مسند'' میں بطریق عبدالمالک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ جب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ''اے معاویہ رضی اللہ عنہ! اگر تم بادشاہت کرو تو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔'' اس وقت سے میں خلافت کی خواہش رکھنے لگا تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' خدا کی قسم خلافت پر مجھے کسی بات نے برانگیختہ نہ کیا مگر نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد نے کہ اے معاویہ رضی اللہ عنہ جب تم حکومت کے والی بنو تو اللہ عزوجل سے ڈرنا اور انصاف کرنا تو میں برابر گمان رکھتا تھا کہ میں ضرور امرِ خلافت میں مبتلا ہوں گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمادیا ہے۔

بنو امیہ کی ملوکیت کے سلسلے میں حضور ﷺ کا خبر دینا

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا' اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا اگر اللہ عزوجل تمہیں ایک قمیص پہنائے یعنی امر خلافت سپرد کرے۔ اس پر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا واقعی اللہ عزوجل میرے بھائی کو قمیص پہنائے گا؟ فرمایا' ہاں لیکن اس میں بلا و سختی ہے۔ اسے تین مرتبہ فرمایا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا'

اے معاویہ! بلاشبہ اللہ ﷻ تمہیں اس امت کے امر کا والی بنائے گا تو تم خیال رکھنا کہ تم کیا کر رہے ہو؟ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا اللہ ﷻ میرے بھائی کو ولایت عطا کرے گا؟ آپ نے فرمایا' ہاں! مگر اس میں بلاو سختی ہے اور یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اے معاویہ ﷺ! اگر تم حکومت کے والی بنو تو اللہ سے ڈرنا اور انصاف کرنا۔ انہوں نے کہا اس کے بعد میں گمان رکھنے لگا کہ میں امارت کے ساتھ ضرور مبتلا ہوں گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ میں مبتلا ہوا۔

ابویعلی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت امیر معاویہ ﷺ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے بروایت حسن رحمتہ اللہ علیہ حضرت امیر معاویہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سنو! میرے بعد میری امت کے معاملات کے تم والی بنو گے تو جب ایسا ہو تو امت کے محسنوں کو آگے بڑھانا اور امت کے بدکاروں سے درگزر کرنا تو میں اس کا امیدوار رہا۔ یہاں تک کہ میں اس جگہ پہنچا۔

دیلمی رحمتہ اللہ علیہ نے حسن بن علی ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نے علی مرتضیٰ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ یہ دن و رات ختم نہ ہوں گے جب تک کہ معاویہ ﷺ کی بادشاہت نہ ہو۔

ابن سعد و ابن عساکر رحمہا اللہ نے مسلمہ بن مخلد ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے امیر معاویہ ﷺ سے فرمایا ''اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَمَكِّنْ لَهُ فِي الْبِلَادِ وَقِهِ الْعَذَابَ'' اے خدا معاویہ ﷺ کو کتاب کا علم دے اور انہیں شہروں میں قدرت دے اور انہیں عذاب سے محفوظ رکھ۔

ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے عرہ بن اویم ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا' کشتی کیجئے تو امیر معاویہ ﷺ اس کی طرف بڑھے اور فرمایا میں تجھ سے کشتی لڑتا ہوں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا' معاویہ ﷺ کبھی مغلوب نہ ہوں گے اور انہوں نے اعرابی کو پچھاڑ دیا۔ چنانچہ جب صفین کا دن آیا تو حضرت علی مرتضیٰ ﷺ نے فرمایا' اگر یہ حدیث مجھے یاد ہوتی تو میں معاویہ ﷺ سے جنگ نہ کرتا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کی امارت کی خبر

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے نافع رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے

کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میری نسل میں ایک شخص ہوگا جس کے چہرے پر بدنما نشان ہوگا مگر وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا' میں گمان نہیں رکھتا مگر یہ کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ اس نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں اس شخص کو جان لیتا کہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسل میں سے ہے اور اس کے چہرے پر بدنما نشان ہے اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھرے گا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ دنیا کے بارے میں یقین رکھتے ہیں کہ وہ اس وقت تک ختم نہ ہوگی' جب تک کہ آل عمر سے اس شخص کی خلافت نہ ہو جس کی خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے مشابہ ہے تو لوگ بلال بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا گمان رکھتے تھے کیونکہ ان کے چہرے پر بدنما نشان تھا مگر وہ نہ ہوئے اور وہ شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہوئے کیونکہ ان کی والدہ عاصم بن عمر ابن خطاب' کی بیٹی تھیں۔

عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''الزوائد'' میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی امیہ پر لعنت نہ کرو کیونکہ ان میں ایک امیر ایسا ہے جو مرد صالح ہے یعنی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ خلفاء حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دو عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ کسی نے ان سے پوچھا' دوسرے عمر کون ہیں؟ فرمایا قریب ہے کہ تم اسے جان لو گے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ' حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے دو سال پہلے فوت ہوئے اور انہوں نے یہ بات توفیق الٰہی سے سنائی۔

ابو یعلی و بیہقی رحمہما اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابوالعاص کے بیٹوں کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے گی تو لوگ اللہ عزوجل کے دین سے فریب کریں گے اور اللہ عزوجل کے مال کو دوست سمجھیں گے اور اللہ عزوجل کے بندوں کا تمسخر اڑائیں گے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن موھب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو ان کے پاس مروان آیا اور اس نے کہا' اے امیر المومنین میری حاجت پوری کیجئے۔ خدا کی قسم میں عظیم مشقت میں مبتلا ہوں۔ میں دس بچوں کا باپ ہوں' دس کا چچا اور دس بہنوں کا بھائی ہوں۔ جب مروان پشت پھیر کر گیا تو حضرت ابن عباس معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تخت پر بیٹھے

ہوئے تھے تو معاویہ ﷺ نے کہا' اے ابن عباس ﷺ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب الحکم کے بیٹوں کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو لوگ اللہ ﷻ کے مال کو اپنے درمیان دولت سمجھیں گے اور اللہ ﷻ کے بندوں کا تمسخر اڑائیں گے اور کتاب اللہ کے ساتھ فریب کریں گے اور جب ان کی تعداد چار سو ننانوے تک پہنچ جائے گی تو ان کی ہلاکت کھجور کے چبانے سے زیادہ جلدی ہوگی۔

یہ سن کر ابن عباس ﷺ نے فرمایا' خدا گواہ ہے۔ بالکل درست ہے۔ پھر مروان کو اپنی کوئی حاجت یاد آئی اور اس نے عبدالمالک کو امیر معاویہ ﷺ کے پاس بھیجا اور عبدالملک نے معاویہ ﷺ سے اس کی حاجت کے بارے میں گفتگو کی۔ جب عبدالملک واپس چلا گیا تو امیر معاویہ ﷺ نے کہا' اے عباس ﷺ کیا آپ کو علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں ذکر فرمایا اور کہا کہ یہ چار ظالم و جابر بادشاہوں کا باپ ہے۔ اس پر حضرت ابن عباس ﷺ نے فرمایا' خدا گواہ ہے۔ بالکل صحیح ہے۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے ابو ذر ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب بنو امیہ کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ ﷻ کے بندوں سے تمسخر' اللہ ﷻ کے مال کو دولت اور کتاب اللہ سے فریب کریں گے۔

ابو یعلی و حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میں نے خواب میں دیکھا کہ بنی الحکم میرے منبر پر اس طرح کود رہے ہیں جیسے بندر کودتے ہیں۔ حضرب ابو ہریرہ ﷺ نے فرمایا' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو نہ تبسم کرتے دیکھا اور نہ خاطر جمع کی حالت میں۔ یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ابن المسیب ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ بنی امیہ آپ کے منبر پر ہیں۔ آپ نے اسے برا جانا تو اللہ ﷻ نے آپ پر وحی فرمائی۔ یہ دنیا ہے انہیں دنیا ہی دوں گا۔ اس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔

ترمذی و حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حسن بن علی مرتضیٰ ﷺ سے روایت کی۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ بنو امیہ آپ کے منبر پر فرداً فرداً خطبہ دے رہے ہیں۔ آپ کو یہ ناگوار معلوم ہوا تو اس وقت آیہ کریمہ "اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ" (پ۳۰ الکوثر ۱) اور "اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ○ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ" (پ۳۰ القدر ۱ تا ۳) نازل ہوئیں تو بنی امیہ کی حکومت ہزار مہینہ تک رہی۔ قاسم بن فضل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' ہم نے بنی امیہ کی

حکومت کی مدت شمار کی تو وہ ہزار مہینہ تھی۔ نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ۔

ابو یعلی و حاکم اور بیہقی رحمہا اللہ نے عمرو بن مرہ جہنی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ ان کو حضور کی صحبت حاصل تھی۔ انہوں نے کہا کہ حکم بن ابوالعاص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا' اس سانپ کو یا سانپ کے بچے کو آنے کی اجازت دے دو۔ اللہ ﷻ اس پر اور جو اس کے صلب سے نکلے اس پر سوائے مسلمانوں کے جو کہ بہت کم ہوں گے' لعنت کرے۔ یہ لوگ دنیا کو چاہیں گے اور آخرت میں ذلیل و خوار ہوں گے۔ وہ لوگ مکاری و فریبی ہوں گے۔ ان کو دنیا میں مال و دولت ملے گی اور آخرت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہ ہوگا۔

فاکہی رحمتہ اللہ علیہ نے زہری رحمتہ اللہ علیہ اور عطاء خراسانی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ نبی کریم ﷺ نے حکم کے لئے فرمایا' جب اس کی اولاد تیس یا چالیس کو پہنچے گی تو وہ ملکوں کے بادشاہ بن جائیں گے۔

ابن نجیب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ''رسالہ'' میں جبیر بن مطعم ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو حکم بن العاص آپ کے سامنے سے گزرا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو اولاد اس کے صلب میں ہے' میری امت کے لئے افسوسناک ہے۔

ابن ابی اسامہ رحمتہ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی امیہ کے ظالم و جابر لوگوں میں سے ایک کی ناک سے میرے اس منبر پر ضرور خون بہے گا تو عمر بن سعید بن العاص کی ناک سے نبی کریم ﷺ کے منبر پر خون بہا۔ یہاں تک کہ منبر کی سیڑھیوں سے خون بہنے لگا۔

حکومتِ بنی عباس کی خبر دینا

امام احمد و حاکم اور بیہقی و ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت عباس ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ایک رات میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا۔ آپ نے فرمایا' دیکھو کیا آسمان میں کسی ستارہ کو دیکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا' ہاں ثریا کو دیکھ رہا ہوں۔

فرمایا سنو! ان ستاروں کی تعداد کے موافق تمہارے صلب کی اولاد اس امت کی حکمراں ہوگی اور وہ فتنہ کے وقت حکمراں ہوں گے۔

بزار' ابن عدی' بیہقی ار ابو نعیم رحمہم اللہ نے ابو ہریرہ ﷛ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس ﷛ سے فرمایا' تم میں نبوت و مملکت ہے۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' مجھ سے ام الفضل رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے سامنے سے گزری تو آپ نے فرمایا' تم ایک فرزند کی حاملہ ہو۔ جب وہ بچہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لانا۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے بچہ کیسے ہوگا۔ جب کہ قریش نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ وہ عورتوں کے پاس نہ آئیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' یہ ایسا ہی ہوگا جیسا میں نے تم سے فرمایا۔

وہ کہتی ہیں جب میرے بچہ پیدا ہوا تو اسے آپ کے پاس لائی اور حضور ﷺ نے اس کے داہنے کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور اس بچے کے منہ میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ پھر فرمایا' خلفاء کے باپ کو اب لے جاؤ۔ جب میں نے حضرت عباس ﷺ سے واقعہ عرض کیا تو وہ حضور کی خدمت میں آئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا' جو بات تم سے ام الفضل رضی اللہ عنہا نے کہی ہے' وہ حقیقت ہے۔ یہ ابوالخلفاء ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کچھ بدکار ہوں گے اور کچھ ان میں سے ہدایت یافتہ ہوں گے حتیٰ کہ ان میں سے ایک وہ ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا۔

ابن عدی وابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور میں نے دیکھا کہ دحیہ کلبی ﷺ کی شکل میں جبریل علیہ السلام ہیں مگر میں یہی گمان کرتا رہا کہ دحیہ کلبی ﷺ ہیں۔ میں سفید لباس پہنے ہوئے تھا۔ جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے کہا' یہ تو سفید لباس پہنے ہوئے ہیں اور ان کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا' میں آپ کے ساتھ جا رہا تھا تو آپ کے ساتھ دحیہ ﷺ تھے۔ پھر حضور ﷺ نے جبریل علیہ السلام کی بات ان سے بیان کی اور ان کی آنکھیں جانے کا ذکر کیا اور فرمایا' وہ بینائی موت کے وقت واپس آجائے گی۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا' خراسان سے سیاہ جھنڈے آئیں گے اور قتال عظیم کریں گے

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ثوبان ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تمہارے اس خزانے یعنی کعبہ معظمہ کے پاس تین شخص جنگ کریں گے اور وہ تینوں خلفاء کی نسل سے ہوں گے اور ان میں سے کسی کو اس کا حق نہ پہنچے گا۔ پھر خراسان سے سیاہ جھنڈوں والے

آئیں گے اور وہ تم کو اس طرح قتل کریں گے کہ تم نے اس کی مانند قتال کبھی نہ دیکھا ہوگا۔

بیہقی و ابو نعیم رحمہا اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ فرمایا خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے۔ کوئی چیز انہیں نہ پھیر سکے گی۔ یہاں تک کہ وہ ایلیاء میں نصب ہو جائیں گے۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ابان بن ولید بن عتبہ امی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو میں موجود تھا۔ ان سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا' کیا تمہارے لئے دولت (حکومت) ہوگی؟ انہوں نے کہا' ہاں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہارے مددگار کون ہوں گے۔ کہا' اہل خراسان اور بنی امیہ' بنی ہاشم سے کئی مرتبہ لڑیں گے۔

حاکم و ابو نعیم رحمہا اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا' ہم وہ اہل بیت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دی ہے اور میرے بعد میرے اہل بیت شدید بلاؤں سے دوچار ہوں گے اور ان کو منتشر کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس جگہ سے ایک قوم آئے گی اور دست اقدس سے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا اور وہ سیاہ جھنڈے تھامے ہوں گے اور وہ حق کو مانگیں گے مگر کوئی انہیں حق نہ دے گا تو وہ جنگ کریں گے اور غالب رہیں گے اور انہیں حق دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں ایک شخص کے اسے سپرد کریں گے اور وہ زمین کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح ظلم و جور سے زمین بھر گئی ہوگی۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرے اہل بیت میں سے ایک شخص زمانہ کے خاتمہ اور فتنوں کے ظاہر ہونے کے وقت ظاہر ہوگا۔ اس کا نام سفاح ہوگا۔ اس کی داد و دہش دونوں ہاتھوں سے مال میں ہوگی۔

بیہقی و ابو نعیم رحمہا اللہ نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ فرمایا ہم میں سے سفاح' منصور اور مہدی ہوں گے۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے بسند صحیح ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ فرمایا کہ ہم میں سے تین شخص ہوں گے جو اہل بیت سے ہوں گے۔

زبیر بن بکار رحمتہ اللہ علیہ نے ''موفقیات'' میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ جس وقت ابن ملجم نے آپ کو مجروح کیا اور آپ نے وصیت فرمائی تو اس وصیت میں آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان باتوں کی خبر دی ہے جو آپ کے بعد اختلافات رونما ہوں گے اور مجھے

عہد شکنوں' دین سے نکل جانے والوں اور ظلم و جور کرنے والوں سے لڑنے کا حکم دیا ہے۔ مجھے ان زخموں کی خبر دی جو مجھے پہنچے ہیں اور مجھے بتایا کہ امیر معاویہ ﷺ اور اس کا بیٹا یزید حکومت کرے گا۔ اس کے بعد بنی مروان کو حکومت پہنچ جائے گی اور وہ اسے وراثت بنا لیں گے۔

اب امر خلافت بنی امیہ کو پہنچنے والا ہے۔ اس کے بعد بنی عباس کی طرف جائے گا اور مجھے اس جگہ کی مٹی دکھائی گئی جہاں حسین ﷺ قتل کیے جائیں گے۔

نیز انہوں نے مغیرہ بن شعبہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے مجھ سے فرمایا' خدا کی قسم بنو امیہ اسلام کو ننگا کر کے رکھ دیں گے۔ اس کے بعد اسے اندھا کر دیں گے۔ پھر یہ نہ جانا جائے گا کہ اسلام کہاں ہے اور یہ نہ معلوم ہوگا کہ اسلام کا والی کون ہے اور اسلام ادھر ادھر پھرتا رہے گا جہاں خدا چاہے یہ حالت ایک سو چھتیس تک رہے گی۔ اس کے بعد اللہ ﷻ سفراء کو بھیجے گا جس طرح بادشاہوں کے سفراء ہوتے تھے۔ ان کی خوشبو پاکیزہ ہوگی اور اللہ ﷻ اسلام کی سماعت و بصارت کو پھیر دے گا۔ میں نے پوچھا' وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا وہ عراقی' مشرقی اور عجمی ہوں گے اور کم ہے جو ہو گیا اور کم ہے جو ہو رہے گا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر ابو مسعود انصاری ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا یہ دین تم میں ہمیشہ رہے گا اور تم ہی اس کے والی ہو۔ جب تک تم نئے نئے اعمال نہ کرو ورنہ تم سے یہ ولایت چھن جائے گی' لہٰذا جب تم ایسا کرو گے تو تم پر اللہ ﷻ شریروں کو مسلط کرے گا اور وہ تمہاری کھال اس طرح ادھیڑیں گے جس طرح درخت سے پوست چھیلا جاتا ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امیر معاویہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ امر قریش میں رہے گا۔ جب تک قریش دین پر قائم ہیں' جو بھی ان سے دشمنی کرے گا' اللہ ﷻ اسے منہ کے بل اوندھا کر دے گا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ضحاک بن قیس ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا حکمراں ہمیشہ قریش میں سے رہے گا۔

حکومتِ ترکیہ کی خبر دینا

طبرانی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے ابن مسعود ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ترکوں کو اپنے حال پر رہنے دو۔ جب تک وہ تم سے کچھ نہ کہیں' کیونکہ میری امت

ہیں سب سے پہلے جوان کا ملک چھینے گا اور ان کو اللہ ﷻ جس چیز کا مالک کرے گا' وہ بنو قنطوراء ہیں۔ (کہا گیا ہے کہ قنطورا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باندی کا نام ہے۔ ان سے ان کی اولاد ہوئی اور انہیں میں سے ترک اور چینی ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ قنطوراء ترکوں کے باپ کا نام تھا۔)

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک علاقہ ہے جس کا نام بصرہ یا بصیرہ ہے۔ وہاں کچھ مسلمان اتریں گے۔ ان کے قریب نہر ہوگی جس کا نام دجلہ ہے۔ اس پر ان کا پل ہوگا اور وہاں رہنے والے کثرت سے ہو جائیں گے۔ جب آخر زمانہ ہوگا تو بنو قنطوراء آئیں گے۔ ان کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ یہاں تک کہ وہ نہر کے کنارے پر اتریں گے اور لوگ تین فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک فرقہ اپنی اصل کے ساتھ ملحق رہے گا اور وہ ہلاک ہو جائے گا اور ایک فرقہ اپنی جانوں کو بچائے گا اور وہ کافر ہو جائے گا۔ اور ایک فرقہ ان سے جنگ کرے گا اور خوب شدت سے جنگ کرے گا اور اللہ ﷻ ان کے بقیہ لوگوں کو فتح دے گا۔

امام احمد و بزار اور حاکم رحمہم اللہ نے بسند صحیح بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا' میری امت کو ایسی قوم کھینچے گی جن کے چہرے چپٹے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ گویا ان کے چہرے ڈھال کی مانند ہوں گے۔ یہ تین مرتبہ ہوگا یہاں تک کہ ان کو جزیرۃ العرب میں پہنچا دیں گے۔ پہلی مرتبہ کے حملے میں جو لوگ بھاگ جائیں گے' وہ نجات پائیں گے اور دوسری مرتبہ کے حملے میں کچھ لوگ نجات پائیں گے لیکن تیسری مرتبہ کے حملے میں جو لوگ ان میں سے باقی رہ جائیں گے' ان کا وہ استیصال کر دیں گے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا' وہ ترک ہوں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ وہ اپنے گھوڑوں کو مسلمانوں کی مسجدوں کے ستونوں سے باندھیں گے۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا اہل عرب پر ترک ضرور غالب ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ اہل عرب کو شیخ و قیوم کے پودوں کی مانند کر دیں گے۔

طبرانی و حاکم رحمہما اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا گویا میں ترکوں کو دیکھ رہا ہوں جو ایسے اونٹوں پر تمہارے اوپر آئے ہیں جن کے کان چرے ہوئے ہیں اور وہ ان کو فرات کے کنارے باندھ رہے ہیں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر حذیفہ ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا' یہ قبیلہ مضر' ہمیشہ مردِ صالح کو قتل کرتے رہیں گے اور ان کو ہلاک کر کے نابود کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ ﷻ اپنی جانب سے ایسے لشکر سواروں کو بھیجے گا جو انہیں قتل کرے گا۔

امام احمد و طبرانی اور ابو یعلی رحمہم اللہ نے بسند صحیح عمار بن یاسر ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ نے فرمایا میرے بعد ایک قوم آئے گی جو ایک دوسرے کو قتل کر کے حکومت حاصل کرے گی۔

شہادتِ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غنی کی خبر دینا

امام احمد و ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت عمر ﷺ سے مرفوعاً اس کی مثل اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر ﷺ سے اس کی مانند روایت کی ہے۔

حضور ﷺ کا کوہِ اُحد پر ارشاد کہ تجھ پر دو شہید موجود ہیں

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح سہل بن سعد ﷺ سے روایت کی کہ کوہ احد نے حرکت کی اور اس پر رسول اللہ ﷺ ابوبکر صدیق' عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین ﷺ تشریف فرما تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' احد قائم رہ۔ تجھ پر نبی اور صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں تشریف فرما تھے تو ابوبکر صدیق ﷺ نے آنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا' انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو۔ پھر حضرت عمر ﷺ نے اجازت مانگی' آپ نے فرمایا' انہیں اجازت دے دو اور جنت و شہادت کی بشارت دے دو۔ پھر حضرت عثمان ﷺ نے اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا' انہیں جنت و شہادت کی بشارت اور اجازت دے دو۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح عبدالرحمٰن بن یسار ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں حضرت عمر فاروق ﷺ کی رحلت کے دن موجود تھا۔ اس دن آفتاب کو گہن ہوا تھا۔

حضرت عثمانِ غنی ﷺ کی شہادت کے بارے میں ارشاد گرامی

شیخین رحمہما اللہ نے ابو موسیٰ اشعری ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ بیرِ اریس تشریف لے گئے اور اس کنویں کی دیوار پر بیٹھے اور آپ اس کے وسط میں تھے۔ اس کے بعد آپ نے

اپنے قدمہائے مبارک کنویں میں لٹکا کر اپنی پنڈلیاں کھول لیں۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا' آج میں رسول اللہ ﷺ کا ضرور دربان رہوں گا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ آئے۔ میں نے عرض کیا' آپ اپنی جگہ رہئے اور میں نے جا کر نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ ابوبکر صدیق ؓ تشریف لائے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو تو وہ آئے اور نبی کریم ﷺ کے پہلو میں آپ کی داہنی جانب دیوار پر بیٹھ گئے اور پاؤں لٹکا دیئے۔ پھر حضرت عمر فاروق ؓ آئے۔ میں نے عرض کیا' حضرت عمر ؓ آئے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا انہیں اجازت دے کر جنت کی بشارت دے دو تو وہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کی بائیں جانب دیوار پر بیٹھ گئے اور پاؤں لٹکا دیئے۔ پھر حضرت عثمان ؓ آئے اور میں نے عرض کیا' حضرت عثمان ؓ آئے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا انہیں اجازت دے کر اس بلوے پر جو انہیں پہنچے گا' جنت کی بشارت دے دو۔ تو وہ آئے اور انہوں نے دیوار پر بیٹھنے کی جگہ نہ پائی تو وہ ان کے مقابل کنویں کی دیوار پر بیٹھ گئے اور پاؤں لٹکا دیئے۔ حضرت سعید بن المسیب ؓ نے فرمایا' میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں سے لی ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ارقم ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا اور فرمایا' جاؤ اور ابوبکر صدیق ؓ کے پاس پہنچو اور ان کو تم اپنے گھر میں چادر لپیٹے بیٹھا ہوا پاؤ گے اور ان کو جنت کی بشارت دے دو۔ وہاں سے چل کر ثنیہ پر آ جانا اور تم حضرت عمر ؓ کو دراز گوش پر سوار اس حال میں پاؤ گے کہ ان کے سر کا اگلا حصہ کھلا ہوگا اور انہیں جنت کی بشارت دے دو۔ اس کے بعد تم حضرت عثمان ؓ کے پاس پہنچو۔ ان کو بازار میں خرید و فروخت کرتا پاؤ گے اور انہیں شدید بلا و مصیبت کے بعد جنت میں داخل ہونے کی بشارت دے دو تو میں گیا اور ان سب کو اسی حال میں پایا جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے احوال کی خبر دی تھی۔

ابن ابی خثیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' اور ابو یعلی و بزار اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت انس ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک باغ میں تھا تو کسی آنے والے نے دستک دی تو حضور ﷺ نے فرمایا'

اے انس ؓ! جاؤ دروازہ کھول کر اسے جنت کی بشارت دے کر میرے بعد خلافت کی بشارت دے دو تو میں نے دیکھا کہ وہ ابوبکر صدیق ؓ تھے۔ پھر کسی شخص نے دستک دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اے انس ؓ جاؤ انہیں جنت اور میرے بعد خلافت کی بشارت دے دو۔ تو

میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمر فاروق ﷛ تھے۔ اس کے بعد پھر کسی نے دستک دی۔ آپ نے فرمایا دروازہ کھول کر انہیں جنت اور میرے بعد خلافت کی بشارت دے دو کیونکہ وہ شہید کیے جائیں گے تو میں نے دیکھا کہ وہ عثمان ﷛ تھے۔

امام احمد وطبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر ﷛ سے روایت کی۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے ایک نخلستان میں تشریف فرما تھے تو کسی نے آہستہ آواز کے ساتھ اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا' انہیں اجازت دے دو اور اس بلوے پر جس کا انہیں واسطہ ہوگا' جنت کی بشارت دے دو تو وہ عثمان ﷛ تھے۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے زید بن ثابت ﷛ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا' میرے ساتھ عثمان ﷛ چلے۔ اس وقت میرے پاس ایک فرشتہ تھا۔ اس نے کہا' یہ شہید ہوں گے اور ان کی قوم ان کو شہید کرے گی اور ہم تمام فرشتے ان سے حیاء کرتے ہیں۔

بزار وطبرانی رحمہما اللہ نے ''اوسط'' میں حضرت زبیر بن عوام ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک قریشی آدمی کو قتل کر کے فرمایا' آج کے بعد جبر کے ساتھ کسی قریشی کو قتل نہیں کیا جائے مگر ایک آدمی عثمان بن عفان ﷛ کو قتل کرے گا' لہٰذا تم اس آدمی کو قتل کر دینا۔ اگر تم نے اسے قتل نہ کیا تو تم بکریوں کی مانند قتل کیے جاؤ گے۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے اس وقت فرمایا جبکہ حضرت عثمان ﷛ کو بلوائیوں نے محصور کر رکھا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا فتنہ واختلاف رونما ہوگا۔ ہم نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے لئے اس وقت کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا تم امیر اور ان اصحاب کے دامن سے وابستہ رہنا اور حضرت عثمان ﷛ کی طرف اشارہ کیا۔

رسول اکرم ﷺ نے یوم الدار میں

حضرت عثمان ﷛ سے جنگ نہ کرنے کا وعدہ کرلیا

ابن ماجہ وحاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی وابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان ﷛ کو بلایا اور آپ ان کی طرف اشارہ فرما رہے تھے اور حضرت عثمان ﷛ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔

چنانچہ جب یوم الدار یعنی وہ دن آیا جس میں انہیں محصور کیا گیا تو ہم نے عرض کیا' کیا آپ جنگ نہیں کریں گے؟ تو حضرت عثمان ﷛ نے فرمایا' نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے اس امر کا عہد لیا ہے' لہٰذا میں اس پر اپنی جان کا خیال نہ کروں گا۔ صابر رہوں گا۔

حاکم و ابن ماجہ اور نعیم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان ﷛ سے فرمایا' بلاشبہ اللہ ﷻ تمہیں ایک قمیض پہنائے گا۔ (یعنی خلافت دے گا) تو اگر منافقین تم سے اسے اتارنا چاہیں تو اسے نہ اتارنا۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے کسی کو حضرت عثمان ﷛ کے پاس بھیجا اور ان سے کہلوایا کہ تم مقتول و شہید ہو گے' لہٰذا تم صبر کرنا اور اللہ ﷻ تمہیں صبر کا اجر دے گا اور اس قمیص کو نہ اتارنا جسے اللہ ﷻ بارہ سال چھ مہینے پہنائے رکھے گا۔ پھر جب حضرت عثمان ﷛ واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ ﷻ تمہیں صبر دے کیونکہ تم بہت جلد شہید کئے جاؤ گے اور اس حال میں جان دو گے کہ تم روزے سے ہو گے اور میرے ساتھ افطار کرو گے۔

ابن عدی و ابن عساکر رحمہا اللہ نے حضرت انس ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا' اے عثمان ﷛! میرے بعد تمہیں خلافت دی جائے گی اور منافقین چاہیں گے کہ تم اسے چھوڑ دو تو تم اسے نہ چھوڑنا اور تم اس دن روزہ رکھنا کیونکہ تم میرے پاس افطار کرو گے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر عبداللہ بن حوالہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا' تم لوگ ایک ایسے شخص پر بلوہ کرو گے جو چادر سے عمامہ باندھے ہو گا اور وہ جنتی لوگوں کی بیعت لے گا تو جب لوگوں نے حضرت عثمان ﷛ پر بلوہ کیا تو وہ حیری چادر کا عمامہ باندھے بیعت لے رہے تھے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے عثمان ﷛! تم اس حال میں قتل کئے جاؤ گے کہ تم سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے ہو گے اور تمہارے خون کا قطرہ آیت کریمہ "فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ" پر گرے گا۔

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا' یہ روایت موضوع ہے۔

امام احمد و طبرانی و حاکم رحمہم اللہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن حوالہ ﷛ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو تین باتوں سے محفوظ رہا' اس نے نجات پائی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ کیا باتیں ہیں؟ فرمایا

میری رحلت ہے اور اس خلیفہ کا قتل ہے جو حق پر قائم رہ کر حق پر جان دے گا اور دجال کے فتنے سے اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی چکی پینتیس ۳۵ یا چھتیس ۳۶ یا سینتیس ۳۷ سال کے بعد گھومے گی تو اگر وہ لوگ ہلاک ہوئے تو راہِ صواب ہلاک ہونے والوں میں ہے اور اگر ان کا دین ان کے لئے قائم رہا تو ستر سال تک قائم رہے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ مدت گزشتہ سال سے ہے؟ فرمایا نہیں جو آئندہ آئے گا۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا۔ بنی امیہ کی حکومت اس حال میں رہی۔ یہاں تک کہ جب ان میں سستی در انداز ہوئی تو ۷۰ھ کے قریب خراسان سے دعویٰ کرنے والوں کا ظہور ہوا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ قریب تر ہونے والے فتنوں کا ذکر فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں ایک شخص کپڑے سے منہ لپیٹے گزرا۔ آپ نے فرمایا' اس دن یہ شخص ہدایت پر ہوگا۔ میں اٹھ کر اس کے پاس گیا تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم اپنے امام کو قتل نہ کرو گے اور ایک دوسرے کو اپنی تلوار سے قتل کرو گے اور تمہارے شریر لوگ تمہاری دنیا کے وارث بن جائیں گے۔

لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر!

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے ''المعرفہ'' میں عبدالرحمٰن بن عدیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے اور وہ لوگ لبنان کے پہاڑوں میں قتل کئے جائیں گے۔ ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عدیس ان بلوائیوں میں شامل تھا جو اہل مصر کے ساتھ قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی غرض سے چلے تھے۔ ان بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا۔ اس واقعہ کے ایک یا دو سال بعد لبنان کے پہاڑ میں ابن عدیس کو قتل کیا گیا۔

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں مہاجر بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو کسی کو بھیج کر بلوایا اور وہ اس وقت

محصور تھے۔ حضرت عثمان ﷜ نے عبداللہ ﷜ سے کہا' اپنا سر اٹھا کر اس روزن کو دیکھو۔ آج رات رسول اللہ ﷺ اس روزن سے رونق افروز ہوئے اور فرمایا' اے عثمان ﷜ کیا تم محصور ہو؟ میں نے عرض کیا' ہاں تو آپ نے ایک ڈول لٹکایا اور میں نے اس سے پانی پیا اور میں اپنے اندر اس کی ٹھنڈک اب تک پا رہا ہوں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا' اگر تم چاہو تو میں اللہ ﷻ سے دعا کروں۔ وہ تمہیں ان پر غالب کر دے گا اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس آ کر افطار کرو تو میں نے آپ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کو اختیار کیا ہے اور وہ اسی دن شہید کیے گئے۔

محصور حضرت عثمان ﷜ کو حضور اکرم ﷺ کا پانی پلانا

ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مسند'' میں بطریق نعمان بن بشیر ﷜ روایت کی کہ جب حضرت عثمان ﷜ محصور ہو گئے تو وہ روزے سے رہنے لگے۔ ایک دن افطار کا وقت آیا تو انہوں نے بلوائیوں سے افطار کے لئے شیریں پانی مانگا مگر انہوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا۔ آپ نے تشنگی کے عالم میں رات بسر کی۔ پھر جب سحر کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس چھت سے رونق افروز ہوئے۔ آپ کے ساتھ پانی کا ڈول تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا' اے عثمان ﷜! پانی پیو تو میں نے پیا یہاں تک کہ میں سیراب ہو گیا۔ پھر فرمایا اور زیادہ پیو تو میں نے پیا۔ یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عدی بن حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان کی شہادت کے دن ایک آواز سنی۔ اس نے کہا۔ ''اَبْشِرْ یَا ابْنَ عَفَّانَ' بِرُوْحٍ وَّرِیْحَانٍ' اَبْشِرْ یَا ابْنَ عَفَّانَ' بِرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانَ' اَبْشِرْ یَا ابْنَ عَفَّانَ' بِغُفْرَانٍ وَرِضْوَانٍ'' اے ابن عفان ﷜ تجھے مبارک ہو جنتی پھولوں کی خوشبو اور راحت۔ اے ابن عفان تجھے مبارک ہو اپنے رب سے ملاقات جبکہ وہ تجھ سے ناراض نہیں۔ اے ابن عفان تجھے مبارک ہو مغفرت اور رضاء الٰہی۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔

طبرانی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے مسہر بن جنیش ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ہم نے حضرت عثمان ﷜ کو رات میں دفن کیا تو ہمیں ہمارے پیچھے سے ایک انبوہ نے ڈھانپ لیا اور ہم لوگ ڈر گئے۔ قریب تھا کہ منتشر ہو جائیں' ایک منادی نے پکارا۔ ڈرو نہیں اپنی جگہ جمے رہو۔ ہم اس لئے آئے ہیں کہ تمہارے ساتھ حضرت عثمان ﷜ کے جنازے میں شریک ہوں تو مسہر ﷜ کہا کرتے تھے خدا کی قسم وہ انبوہ فرشتوں کا تھا۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جنازہ ''حش کوکب'' میں تین دن رکھا رہا۔ لوگوں نے انہیں دفن نہیں کیا تھا۔ یہاں تک کہ ایک ہاتف نے ندا دی' ان کو دفن کرو اور ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو کیونکہ اللہ عزوجل نے ان پر صلوٰۃ پڑھ لی ہے۔

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے مالک بن ابی عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا۔ لوگ ''حش کوکب'' میں اپنے مردوں کو دفن کرنے سے بچا کرتے تھے۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک مرد صالح فوت ہوگا اور اسے اس جگہ دفن کیا جائے گا اور لوگ اس کی اقتدا کریں گے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جو اس جگہ دفن کئے گئے۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے بروایت عثمان بن مرہ رضی اللہ عنہ' ان کی والدہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے اوپر تین دن تک جنات کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرتے سنا ہے۔ ان کے نوحہ کا ایک بند یہ ہے۔

"لَيْلَةَ الْحَصبَةِ اِذْ يَرْمُوْنَ بِالصَّخْرِ الصِّلَابِ

ثُمَّ جَاؤُا بُكْرَةً يَبْغُوْنَ صَقْرًا كَالشِّهَابِ

زَيَّنَهُمْ فِي الْحَيِّ وَالْمَجْلِسِ فَكَّاكَ الرِّقَابِ

ابن سعید رحمتہ اللہ علیہ نے مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے سامنے جنہوں نے محاصرہ کر رکھا تھا' چھت پر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا' تم لوگ مجھے قتل کر کے پھر کبھی (مقبول) نماز نہ پڑھ سکو گے اور (اخروی ثواب کی خاطر) تم کبھی جہاد نہ کر سکو گے اور نہ تم میں تمہارے درمیان غنیمت تقسیم ہوگی۔ جب وہ لوگ ارادہ قتل سے باز نہ آئے تو آپ نے دعا کی۔ ''اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا' وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا' وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا۔'' اے خدا ایک ایک کو گھیر لے اور ان کو چن چن کر قتل کر دے اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔ مجاہد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ان میں سے فتنہ کے دن جو مارے گئے' سو مارے گئے اور یزید نے اہل مدینہ کی طرف بیس ہزار کا لشکر بھیجا اور تین دن تک انہوں نے قتل مباح رکھا اور اس کی مداہنت سے انہوں نے جو چاہا کیا۔

حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کی خبر دینا

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے کہا' مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تمہیں اس جگہ اور اس جگہ ضرب لگائی جائے گی اور حضور ﷺ نے دونوں کنپٹیوں کی طرف اشارہ کیا اور ان دونوں زخموں سے خون بہہ کر تمہاری داڑھی کو رنگین کر دے گا۔

اس کی علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کئی سندیں ہیں۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور ابونعیم رحمتہ اللہ علیہ نے عمار بن یاسر ﷺ سے روایت کی۔ آپ نے کہا کہ میرے سامنے رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضٰی ﷺ سے فرمایا' وہ شخص بڑا اشقی ہے جو تمہاری اس جگہ پر ضرب لگائے گا۔ کنپٹی پر یہاں تک کہ اس کے خون سے داڑھی رنگین ہو جائے گی اور حضرت جابر بن سمرہ اور صہیب رومی رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل وارد ہے جن کو ابونعیم رحمتہ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا حضرت علی ﷺ فوت نہ ہوں گے مگر مقتول

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ علی مرتضٰی ﷺ کے یہاں پہنچا' وہ اس وقت علیل تھے۔ آپ کے پاس حضرت ابوبکر صدیق ﷺ اور حضرت عمر فاروق ﷺ موجود تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا' میرا گمان یہ ہے کہ اب یہ فوت ہونے والے ہیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ہرگز فوت نہ ہوں گے مگر مقتول ہو کر اور ہرگز فوت نہ ہوں گے مگر اس حال میں کہ غیظ سے بھرے ہوں گے۔

حاکم بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے زہری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب صبح کا وقت ہوا تو حضرت علی بن ابی طالب ﷺ قتل کیے گئے۔ بیت المقدس میں جس پتھر کو اٹھایا جاتا' اس کے نیچے سے خون برآمد ہوتا۔

ابونعیم رحمتہ اللہ علیہ نے بطریق زہری رحمتہ اللہ علیہ حضرت سعید بن المسیب ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جس دن حضرت علی مرتضٰی ﷺ کو قتل کیا گیا' اس کی صبح کو زمین سے جس کنکری کو اٹھایا جاتا' اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا تھا۔

چند اور صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین) کی شہادت کی خبر دینا

مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کوہِ حرا پر تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ' عمر فاروق ﷺ' عثمان ذوالنورین ﷺ' علی مرتضٰی ﷺ' طلحہ اور زبیر ﷺ تھے تو ایک بڑے پتھر نے جنبش کی تو حضور ﷺ نے فرمایا' ٹھہر رہ' تجھ پر نبی یا صدیق یا شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے۔

حاکم' ابن ماجہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے جابر ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو

محبوب رکھتا ہے کہ زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھے تو اسے چاہئے کہ طلحہ بن عبید اللہ ﷺ کو دیکھے۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے طلحہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب بھی مجھے دیکھتے تو فرماتے جو چاہتا ہے کہ زمین کے اوپر شہید کو چلتا پھرتا دیکھے تو اسے چاہئے کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ ﷺ کو دیکھے۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے بطرق زہری رحمتہ اللہ علیہ روایت کی۔ کہا کہ مجھے اسمٰعیل بن محمد بن ثابت انصاری ﷺ نے اپنے والد سے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے ثابت بن قیس بن شماس ﷺ سے فرمایا' اے ثابت ﷺ! کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تمہاری زندگی محمود اور شہید ہو کر فوت ہو اور جنت میں داخل کیے جاؤ؟ انہوں نے عرض کیا' میں اس پر خوش ہوں تو انہوں نے محمود زندگی گزاری اور مسلمہ کذاب کے قتل کے دن وہ شہید ہو کر داخل جنت ہوئے۔

حضرت حسین ابن علی ﷺ کی شہادت کی خبر دینا

حاکم و بیہقی رحمہا اللہ نے ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ایک دن میں امام حسین ﷺ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے انہیں آپ کی آغوش میں دے دیا۔ کچھ دیر بعد میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی چشمان مبارک آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی تھیں۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو شہید کر دے گی اور میرے پاس ان کے مقتل کی سرخ مٹی لائے۔

ابن راہویہ' بیہقی اور ابو نعیم رحمہا اللہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن محو استراحت تھے۔ آپ بیدار ہوئے تو غمگین تھے اور آپ کے دست اقدس میں سرخ مٹی تھی جسے آپ پلٹ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! یہ مٹی کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا' میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ حسین ﷺ سرزمین عراق میں قتل کیے جائیں گے اور یہ ان کے مقتل کی مٹی ہے۔

ہم سنا کرتے تھے کہ حسین ﷺ کربلا میں شہید کیے جائیں گے

بیہقی و ابو نعیم رحمہا اللہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بارش کے فرشتے نے رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی اور اسے اجازت دی گئی۔ اسی

دوران امام حسین ﷜ اندر آئے اور نبی کریم ﷺ کے دوش مبارک پر سوار ہونے لگے۔ فرشتے نے پوچھا' آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ہاں۔ اس نے کہا' آپ کی امت ان کو قتل کردے گی۔ اگر چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھادوں جہاں انہیں قتل کیا جائے گا تو فرشتے نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور سرخ مٹی آپ کو دکھائی اور اس مٹی کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے لے لیا اور اسے اپنے کپڑے میں باندھ لیا اور ہم سنا کرتے تھے کہ حسین ﷜ کو کربلا میں شہید کیا جائے گا۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ امام حسن و حسین ﷜ میرے گھر میں آکر کھیل رہے تھے۔ اسی وقت جبریل ؑ آئے اور کہا' یارسول اللہ ﷺ! آپ کی امت آپ کے اس فرزند کو آپ کے بعد شہید کردے گی اور جبریل ؑ نے امام حسین ﷜ کی طرف اشارہ کیا اور انہوں نے مٹی لاکر دی۔ آپ نے اسے اسے سونگھ کر فرمایا' کرب وبلا کی بو ہے اور فرمایا اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب یہ مٹی خون سے بدل جائے تو جان لینا کہ میرا فرزند شہید کردیا گیا تو انہوں نے اس مٹی کو شیشی میں محفوظ کرلیا۔

ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے محمد بن عمرو بن حسن ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ہم امام حسین ﷜ کے ساتھ کربلا کی نہر پر تھے۔ آپ نے شمر بن ذی الجوشن کو دیکھ کر فرمایا' اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔ گویا میں چتکبرے کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میری اہل بیت کا خون پی رہا ہے۔ چونکہ شمر ملعون برص کے مرض میں مبتلا تھا۔

ابن سکن و بغوی رحمہما اللہ نے "الصحابہ" میں ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے بطریق سحیم رحمتہ اللہ علیہ حضرت انس بن حارث ﷜ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا یہ فرزند حسین ﷜ ایسی زمین میں شہید کیا جائے گا جس کا نام کربلا ہے تو جو تم میں سے موجود ہو' اسے چاہئے کہ ان کی مدد کرے تو انس بن حارث ﷜ کربلا گئے اور امام حسین ﷜ کے ساتھ شہید ہوئے۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن ﷜ سے روایت کی کہ امام حسین ﷜ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ اس وقت جبریل ؑ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تھے تو حضور ﷺ سے جبریل ؑ نے کہا' آپ کی امت ان کو شہید کردے گی۔ اگر آپ چاہیں تو وہ مٹی آپ کو بتادوں جہاں انہیں شہید کیا جائے گا اور جبریل ؑ نے اپنے ہاتھ سے مقام طف کی طرف اشارہ کیا جو عراق میں ہے اور سرخ مٹی لے کر آپ کو دکھائی۔ اس روایت کو دوسری سند کے ساتھ ابو سلمہ ﷜ سے انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متصلا روایت کی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا' آپ شہید ہیں

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے شعبی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے۔ انہیں معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ عراق کی طرف روانہ ہو چکے ہیں تو وہ مدینہ سے دو دن کی مسافت پر جا کر ان سے ملے اور ان سے کہا' اللہ عزوجل اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار کرنے کو فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کو اختیار کیا اور دنیا کو رد کر دیا۔ چونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جزو ہیں۔ خدا کی قسم آپ میں سے کسی کو دنیا کبھی نہیں حاصل ہوگی اور اللہ عزوجل نے آپ حضرات سے اس دنیا کو اس چیز کے ساتھ پھیر دیا ہے جو آپ حضرات کے لئے اس سے بہتر ہے' لہٰذا آپ واپس چلیے مگر امام حسین رضی اللہ عنہ نے واپسی سے انکار کر دیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ کہتے ہوئے معانقہ کیا کہ میں آپ کو اللہ عزوجل کے سپرد کرتا ہوں کیونکہ آپ شہید ہیں۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ہم اہل بیت کی کثرت تعداد کی بنا پر شک نہیں کرتے تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ عراق میں شہید کر دیئے جائیں گے۔

ابونعیم رحمتہ اللہ علیہ نے یحییٰ حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی معیت میں صفین تک سفر کیا۔ جب آپ نینوا میں پہنچے تو آپ نے پکارا' اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! فرات کے کنارے ٹھہرو۔ میں نے عرض کیا' کس لئے؟ آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو فرات کے کنارے قتل کیا جائے گا اور مجھے اس جگہ کی مٹی اٹھا کر دکھائی تھی۔

ابونعیم رحمتہ اللہ علیہ نے اصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی جگہ آئے۔ آپ نے فرمایا اس جگہ ان کے اونٹ باندھے جائیں گے۔ اس جگہ ان کا سامان رکھا جائے گا اور اس جگہ ان کا خون بہایا جائے گا۔ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت اس میدان میں قتل کی جائے گی اور ان پر زمین و آسمان روئیں گے۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی بھیجی کہ میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے بدلے ستر ہزار کو قتل کرایا اور میں آپ کے نواسے کے قتل کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار قتل کراؤں گا۔

امام احمد و بیہقی رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن دوپہر کے وقت خواب میں اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے بال گرد آلود ہیں

اور آپ کے دست مبارک میں خون کی بوتل ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا' یہ حسین ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ آج میں شروع دن سے اس خون کو اس وقت تک جمع کرتا رہا ہوں تو میں نے اپنی خواب کے وقت کو یاد رکھا تو یہ وہی وقت تھا جس دن وہ شہید کیے گئے۔

حاکم نے بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر مبارک اور آپ کی داڑھی شریف گرد آلود ہے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا' ابھی ابھی مقتل حسین سے آرہا ہوں۔

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے بصرہ ازدیہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' جب امام حسین ﷺ شہید ہوئے تو آسمان سے خون برسا۔ جب ہم نے صبح کی تو ہمارے خیمے' ہمارے مشکیزے اور ہماری ہر چیز خون سے بھری ہوئی تھی۔

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے زہری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس دن امام حسین ﷺ شہید ہوئے' ہم اس دن بیت المقدس کے جس پتھر کو اٹھاتے اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ام حبان رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جس دن امام حسین ﷺ شہید ہوئے' ہم پر تین راتیں اندھیری چھائی رہی اور ہم میں سے کسی نے اپنے زعفران کو ہاتھ نہ لگایا جس نے بھی اپنے چہرے پر زعفران ملا' اس کا چہرہ جھلس گیا اور بیت المقدس میں جس پتھر کو پلٹتے' اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے جمیل بن مرہ رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جس دن امام حسین ﷺ شہید کیے گئے لوگوں نے ان کے لشکر کا ایک اونٹ پایا اور انہوں نے ذبح کر کے اسے پکایا تو وہ حنظل کی مانند کڑوا ہو گیا اور کسی کو قدرت نہ ہوئی کہ اس کا کچھ حصہ نگل سکے۔

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے سفیان ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' مجھ سے میری دادی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا جس وقت امام حسین ﷺ شہید ہوئے تو میں نے زعفران کو دیکھا تو وہ خاکستر ہو گیا تھا اور میں نے گوشت کو دیکھا تو وہ آگ بن گیا تھا۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے علی بن مسہر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا جب امام حسین ﷺ شہید کیے گئے تو میں ان دنوں جوان لڑکی تھی۔ میں نے دیکھا کہ کئی دنوں تک آسمان سرخ رہا اور وہ آپ کے لئے روتا رہا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق سفیان رحمۃ اللہ علیہ ان کی دادی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جعفیین کے دو آدمی قتل حسین ﷺ میں موجود تھے تو ان میں سے ایک کا آلۂ تناسل اتنا دراز ہوا کہ وہ اسے لپیٹ لیتا تھا اور دوسرے کا حال یہ تھا کہ مشکیزہ اس منہ سے لگایا جاتا اور وہ اس کا آخری قطرہ تک پی جاتا مگر وہ سیراب نہ ہوتا یعنی اس کی پیاس نہ بجھتی۔

حضرت حسین ﷺ کی شہادت پر جنات نے نوحہ کیا

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حبیب بن ابی ثابت ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا۔ میں نے امام حسین ﷺ پر جنات کو نوحہ کرتے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں

مَسَحَ النَّبِیُّ جَبِیْنَهٗ فَلَهٗ بَرِیْقٌ فِی الْخُدُوْدِ
اَبَوَاهُ فِیْ عُلْیَا قُرَیْشٍ وَجَدُّهٗ خَیْرُ الْجُدُوْدِ

نبی کریم ﷺ نے حسین ﷺ کی پیشانی پر دستِ اقدس پھیرا ہے۔ ان کے رخساروں میں نور کی چمک ہے۔ ان کے ماں باپ قریش میں بلند رتبہ ہیں اور ان کے جد ساری مخلوق کے اجداد سے بہتر ہیں۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق حبیب بن ابی ثابت ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا' جب سے نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی ہے' میں نے جنات کو نوحہ کرتے نہیں سنا بجز آج کی رات کے۔ میرا خیال ہے کہ میرا فرزند یعنی امام حسین ﷺ ضرور شہید کر دیئے گئے ہیں۔ پھر میں نے اپنی باندی سے کہا' جاؤ پوچھ کر آؤ تو اس نے آ کر خبر دی کہ وہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اس وقت جنات اس طرح نوحہ کرتے تھے۔

اَلَا یَاعَیْنُ فَاحْتَفِلِیْ بِجَهْدٍ وَمَنْ یَّبْکِیْ عَلَی الشُّهَدَاءِ بَعْدِیْ
عَلٰی رَهْطٍ تَقُوْدُهُمُ الْمَنَایَا اِلٰی مُتَجَبِّرٍ فِیْ مُلْکِ عَبْدٍ

اے آنکھ تو کوشش کے ساتھ آنسو بہا۔ میرے بعد ان شہیدوں پر کون روئے گا۔ یہ رونا ان شہیدوں پر ہے جو موتیں' تجبیر' ابن زیادہ ملعون اور عبد بادشاہ یعنی یزید شقی کی طرف کھینچے لئے جا رہی ہیں۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فریدہ بن جابر حضرمی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنی والدہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نے جنات کو امام حسین ﷺ پر نوحہ کرتے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں

اَنْعِیْ حُسَیْنًا هَبْلًا کَانَ حُسَیْنٌ جَبَلًا

میں حسین کی شہادت کی خبر دیتا ہوں۔ وہ بڑے بردبار تھے۔ حسین نکوئی کے پہاڑ تھے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ' ابو قبیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' جب امام حسین ﷜ شہید ہو گئے تو ناپاکوں نے آپ کا سرِ اقدس تنِ مبارک سے جدا کر دیا اور وہ ایک منزل میں بیٹھ کر نبیذ پینے لگے تو ایک دیوار سے لوہے کا قلم ان پر نمودار ہوا اور اس نے خون سے یہ سطر لکھی۔

اَتَرْجُوْا اُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا شَفَاعَةَ جَدِّهٖ يَوْمَ الْحِسَابِ

وہ امت جس نے حسین ﷜ کو قتل کیا' قیامت کے دن ان کے جد کریم ﷺ کی شفاعت کی کیا امید رکھتی ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے منہال بن عمرو ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' خدا کی قسم میں نے سرِ امام کو دیکھا ہے جب وہ اسے بلند کئے لئے جا رہے تھے۔ میں اس وقت دمشق میں تھا۔ اس سر مبارک کے آگے کسی نے سورہ کہف کی تلاوت کی۔ جب وہ آیت کریمہ " اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا " (پ۱۵ الکہف۹)

تو اللہ ﷻ نے سر مبارک کو گویائی عطا فرمائی اور فرمایا "أَعْجَبُ مِنْ أَصْحَابِ الْكَهْفِ قَتْلِيْ وَ حَمْلِيْ" اصحاب کہف سے زیادہ تعجب کی بات میرا قتل کرنا اور میرے سر کو اٹھائے پھرنا ہے۔

حضور ﷺ نے اپنے بعد لوگوں کے مرتد ہونے کی خبر دی اور دیگر اخبار

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ثوبان ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ میری امت کے بہت سے قبیلے مشرکوں کے ساتھ مل جائیں گے اور وہ بتوں کی پوجا کریں گے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سنو! میرے حوض پر بہت سے لوگوں کو دھتکار دیا جائے گا جس طرح کہ بھٹکا ہوا اونٹ دھتکار دیا جاتا ہے اور میں انہیں پکاروں گا۔ ادھر آؤ' اس وقت کہا جائے گا۔ ان لوگوں نے اپنا دین بدل ڈالا ہے۔ تو میں ان سے کہوں گا' دور ہو جاؤ' دور ہو جاؤ۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابن عباس ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا' سنو میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے۔ پھر ان کو شمال والے پکڑ لیں گے۔ میں کہوں گا' یہ تو میرے پاس کے بیٹھنے والے ہیں۔ اس وقت بتایا جائے گا' آپ نہیں جانتے۔ انہوں نے آپ کے بعد کیا ایجادات کی ہیں تو میں وہ کہوں گا جو مرد صالح نے کہا ہے کہ

''وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ'' (پ۷ المائدہ ۱۱۷) اور کہا جائے گا' یہ وہ لوگ ہیں جب سے آپ نے ان کو چھوڑا ہے' یہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ کر ہمیشہ مرتد رہے ہیں۔

مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' شیطان جزیرۃ العرب میں نماز پڑھنے والوں سے مایوس ہو گیا ہے کہ وہ اسے پوجیں۔ البتہ شیطان نمازیوں کے درمیان تحریش یعنی امور مکروہہ کی رغبت دلاتا رہے گا۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے مستورد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں سخت ترین لوگ رومی ہیں۔ ان کا استیصال قیامت کے ساتھ ہے۔

حاکم و بیہقی رحمہا اللہ نے بطریق سفیان بن عینیہ عمرو رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے اجازت دیجئے کہ میں سہیل بن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کے بڑے دانت توڑ دوں تاکہ وہ اپنی قوم میں کبھی کھڑے ہو کر بدگوئی نہ کر سکے۔ آپ نے فرمایا' اس سے درگزر کرو' ممکن ہے کہ اللہ عزوجل ایک دن تمہیں خوش کر دے۔ سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا' جب نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو کچھ لوگ بھاگ کر مکہ پہنچے۔ اس وقت سہیل بن عمر کعبہ معظّمہ کے پاس کھڑا ہوا اور اس نے خطبہ دیا کہ جو محمد ﷺ کی پرستش کرتا تھا' جان لے کہ آپ نے وفات پا لی ہے مگر اللہ عزوجل زندہ ہے' اسے موت نہیں۔

یونس بن بکیر رحمتہ اللہ علیہ نے ''مغازی'' میں اور ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے بطریقہ ابن اسحاق رحمتہ اللہ علیہ' محمد بن عمرو بن عطاء رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا' جب سہیل بن عمرو گرفتار ہو کر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا میں اس کے سامنے کے دانت توڑ دوں تاکہ اس کی زبان باہر لٹک پڑے اور یہ کبھی کھڑے ہو کر خطبہ نہ دے سکے اور سہیل زیادہ جانتا تھا کہ اس کے ہونٹوں سے کیا نکلتا ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مثلہ کرنے کی اجازت نہ دوں گا۔ مبادا اللہ عزوجل میرے ساتھ بھی اسی طرح پیش آئے گا۔ اگرچہ میں نبی ہوں۔ ممکن ہے کہ اللہ عزوجل اسے ایسے مقام پر کھڑا کرے جسے تم برا نہ جانو۔ چنانچہ سہیل رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ

میں جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی ایسا خطبہ جیسا حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے دیا تھا۔ گویا کہ اس نے ان کا خطبہ سنا تھا۔ جب سہیل ؓ کے خطبہ کی خبر حضرت عمر فاروق ؓ کو پہنچی تو انہوں نے کہا ''اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ'' چونکہ حضور ﷺ نے خبر دی تھی کہ ممکن ہے سہیل ؓ ایک دن ایسے مقام میں کھڑا ہو جسے تم برا نہ جانو۔

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے بطریق ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ؓ حضرت ابوعمرو بن عدی بن حمراء خزاعی ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا' میں نے سہیل بن عمرو ؓ کو اس دن دیکھا جس دن رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر مکہ مکرمہ آئی تو سہیل ؓ نے ہمیں ایسا خطبہ دیا جیسے ابوبکر صدیق ؓ نے مدینہ منورہ میں خطبہ دیا تھا۔ گویا کہ اس نے ان کا خطبہ سنا تھا۔ جب سہیل ؓ کے اس خطبہ کی خبر حضرت عمر فاروق ؓ کو پہنچی تو فرمایا ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' اور جو کچھ حضور لائے' وہ حق ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی جبکہ آپ نے مجھ سے فرمایا ''ممکن ہے وہ ایسے مقام میں کھڑا ہو جسے تم برا نہ جانو''

اور محاملی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ''کتاب فوائد'' میں بطریق سعید بن ابو ہند عمرہ رحمتہ اللہ علیہ سے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے موصولاً روایت کیا ہے۔

حضرت براء بن مالک ؓ کے بارے میں ارشاد

ترمذی و حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت انس ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کتنے ہی کمزور بندے ایسے ہیں جن کو لوگ ضعیف جانتے ہیں اور ان کے جسموں پر صرف دو چادریں ہوتی ہیں۔ اگر وہ اللہ ﷻ کو قسم دے دیں تو اللہ ﷻ ان کی قسم ضرور پوری فرما دے۔ ان حضرات میں سے ایک حضرت براء بن مالک ؓ ہیں۔ چنانچہ حضرت براء ؓ نے تستر کے میدان میں کفار سے مقابلہ کیا مگر مسلمان منتشر ہو گئے۔ مسلمانوں نے براء ؓ سے کہا' اے براء ؓ بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر تم اللہ ﷻ کی قسم دے دو تو اللہ ﷻ تمہاری قسم ضرور پوری فرما دے' لہٰذا آپ اپنے رب کو قسم دیجئے تو انہوں نے کہا'

اے رب ﷻ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب تو ہم کو ان کے شانے دے گا تو وہ پشت پھیر کر فرار ہو جائیں گے۔ اس کے بعد کفار مسلمانوں سے ''قنطرۃ السوس'' پر مقابل آئے اور انہوں نے مسلمانوں کو بڑی تکلیف پہنچائی تو مسلمانوں نے کہا' اے براء ؓ! اپنے رب کو قسم

دیجئے تو انہوں نے کہا' اے رب ﷻ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب تو ہمیں ان کے شانے دے تو وہ اپنے شانے ہمیں دے دیں اور تو مجھے اپنی نبی کے ساتھ ملا دے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے حملہ کیا اور فارسی کفار ہزیمت کھا گئے اور حضرت براء رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

ابن السکن اور ابن مندہ رحمہما اللہ دونوں نے ''الصحابہ'' میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' میں کئی سندوں کے ساتھ اقرع بن شفیعکی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' نبی کریم ﷺ میری بیماری کے زمانہ میں تشریف لائے۔ اس وقت میں نے عرض کیا' میرا گمان یہی ہے کہ میں اپنے اس مرض سے جانبر نہ ہو سکوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہرگز نہیں۔ تم ضرور زندہ رہو گے اور سرزمین شام کی طرف ضرور ہجرت کرو گے اور وہاں فوت ہو کر فلسطین کے ٹیلہ پر دفن ہو گے۔ چنانچہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئے اور رملہ میں مدفون ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا شمار محدثین میں

شیخین رحمہما اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' گزشتہ امتوں میں محدثین ہوتے تھے اور میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر یہ کہ اس نبی کی امت میں محدثین ہوتے تھے۔ اگر میری امت میں محدثین میں سے کوئی ہے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! محدثین کیسے ہوتے ہیں؟ فرمایا' فرشتے ان کی زبان پر کلام کرتے ہیں۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ہر نبی کے ساتھ اس کی امت میں ایک یا دو معلم ہوتے رہے۔ میری امت میں اگر کوئی معلموں میں سے ہے تو وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

طبرانی نے ''اوسط'' میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا' ہم اصحاب محمد ﷺ اگرچہ بکثرت تھے لیکن ہمیں اس میں کوئی شک نہ تھا کہ سکینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلام کرتا ہے۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے طارق بن شہاب ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' ہم باہم کہا کرتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ کی زبان پر فرشتہ کلام کرتا ہے۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے ابن عمر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نے نہیں سنا کہ حضرت عمر ﷺ کسی چیز کے بارے میں فرماتے ہوں کہ میرا ایسا ایسا خیال ہے مگر یہ کہ وہ ایسا ہی ہوتا جیسا کہ آپ نے گمان کیا ہوتا تھا۔

ازواجِ مطہرات میں سے سب سے پہلی زوجہ مطہرہ کا آپ ﷺ سے ملنا

مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم ازواج میں سے وہ زوجہ مجھے سب سے پہلے ملے گی جو تم سب میں دراز دست ہے۔ تو ہم ناپتی تھیں کہ کس کے ہاتھ طویل ہیں تو وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کے ہاتھ طویل تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے عمل کرتیں اور صدقہ دیا کرتی تھیں۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے شعبی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ازواج مطہرات نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم میں سے سب سے پہلے کون آپ سے ملے گا؟ فرمایا جس کے ہاتھ سب سے زیادہ دراز ہیں تو وہ سب اپنے ہاتھوں کو ناپتی تھیں کہ کس کے ہاتھ دراز ہیں؟ جب ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو ازواج مطہرات نے جانا کہ وہ خیر وصدقہ میں سب سے زیادہ دراز دست تھیں۔

قرآن کریم کی کتابت کے بارے میں آپ ﷺ کی خبر

ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے نبیط اشجعی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' جب حضرت عثمان ذوالنورین ﷺ نے قرآن کریم کے نسخوں کی کتابت کرائی تو حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے ان سے کہا' آپ نے راہ ثواب اختیار کی اور آپ نے توفیق حق پائی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

آپ فرماتے تھے' میری امت میں مجھ سے زیادہ محبت رکھنے والے لوگ جو میرے بعد آئیں گے' وہ ہیں جو بغیر دیکھے مجھ پر ایمان رکھیں گے اور جو "ورقِ معلق" میں ہے' اس پر عمل کریں گے۔ میں دل میں کہتا وہ "ورق معلق" کیا ہوگا۔ یہاں تک کہ میں نے مصاحف قرآنیہ کو دیکھا۔ حضرت عثمان ﷺ نے یہ سن کر بہت تعجب کیا اور حکم دیا کہ حضرت ابو ہریرہ ﷺ کو دس ہزار درہم دیئے جائیں اور فرمایا' خدا کی قسم میں نہیں جانتا تھا کہ تم ہم سے نبی کی حدیث کو روک کے رکھو گے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی خبر دینا

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ اہل یمن کا ایک شخص تمہارے پاس آئے گا اور یمن میں صرف اپنی والدہ کو ہی چھوڑ کر آئے گا۔ اس کے جسم پر سفیدی تھی تو اس نے اللہ عزوجل سے اسے دور کرنے کی دعا کی تو وہ سفیدی اس سے جاتی رہی۔ صرف ایک دینار کے برابر سفیدی باقی ہے۔ اس کا نام اویس رحمۃ اللہ علیہ ہے تو تم میں سے جو کوئی اس سے ملاقات کرے تو اسے چاہئے کہ اس سے مغفرت کی دعا کی درخواست کرے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تابعین میں قرن کا ایک شخص ہوگا۔ اس کا نام اویس بن عامر رحمۃ اللہ علیہ ہوگا۔ اس کے جسم میں سفیدی ظاہر ہوگی وہ اللہ عزوجل سے اسے دور کرنے کی دعا کرے گا اور وہ دور ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ دعا کرے گا ''اَللّٰھُمَّ دَعْ لِیْ فِیْ جَسَدِیْ مِنْہُ مَا اَذْکُرُ بِہٖ نِعْمَتَکَ عَلَیَّ'' اے خدا میرے جسم سے اس سفیدی کو دور کر دے اور میرے جسم میں اتنی سفیدی چھوڑ دے کہ میں تیری نعمت کو یاد رکھوں تو اللہ عزوجل اس کے جسم میں اتنی سفیدی چھوڑ دے گا' لہٰذا تم میں سے کوئی اگر اس سے ملے تو اور وہ استطاعت رکھتا ہو کہ اس سے استغفار کرائے تو اسے لازم ہے کہ اس سے استغفار کی درخواست کرے۔

ابن سعد و حاکم رحمہما اللہ نے عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جنگ صفین کے روز اہل شام کے ایک آدمی نے پکارا کہ کیا تم میں اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا' ہاں ہیں۔ اس نے کہا' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا' اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ خیر التابعین ہیں۔ اس کے بعد وہ شخص اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اپنے لشکر میں چلا گیا۔

ابن سعد و حاکم رحمہما اللہ نے بطریقہ اسیر بن جابر رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ میرے لئے استغفار فرمائیں۔ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا' میں آپ کے لئے کیونکر استغفار کروں جبکہ آپ خود رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا' خیر التابعین وہ شخص ہے جس کا نام اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے حال کی خبر دینا

شیخین رحمہما اللہ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا' وہ شہداء کا مقام ہے اور تم اس مقام کو ہرگز نہ پاؤ گے۔

ابن سعد و حاکم رحمہما اللہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ کے حضور میں ایک پیالہ کھانا لایا گیا۔ حضور ﷺ نے اس میں سے کچھ نوش فرمایا اور پیالہ میں کھانا بچ رہا۔ آپ نے فرمایا' اس طرف سے ایک شخص آئے گا جو اہل جنت میں سے ہے وہ اس کھانے کو کھائے گا تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اسے کھایا۔

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا

طیالسی و ابن سعد و بیہقی رحمہم اللہ نے یحییٰ بن عبدالحمید بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ رافع کو یوم احد یا یوم حنین ان کی چھاتی میں تیر لگا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! تیر کو نکال دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اے رافع رضی اللہ عنہ اگر تم چاہو تو میں تیر اور اس کے پیکان کو نکال دوں اور اگر تم چاہوں تو میں تیر کو نکال دوں اور اس کے پیکان کو رہنے دوں تاکہ میں قیامت کے دن تمہاری شہادت کی گواہی دوں کہ تم شہید ہو۔ رافع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! تیر کو نکال دیجئے اور پیکان کو رہنے دیجئے اور میرے شہید ہونے کی گواہی قیامت کے دن دیجئے کہ میں شہید ہوں تو وہ اس کے بعد زندہ رہے یہاں تک کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا تو وہ زخم پھٹا اور اس سے ان کی وفات ہوئی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خبر دینا

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ام ذر رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' خدا کی قسم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو نہیں جدا کیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے چونکہ ان سے فرمایا کہ جب مقام سلع پہاڑ سے عمارتیں تجاوز کر جائیں تو تم یہاں سے نکل جانا۔ چنانچہ جب سلع سے بستی تجاوز کر گئی تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے گئے۔

حاکم و ابونعیم رحمہما اللہ نے ام ذر رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ

نے ان لوگوں سے جن میں میں بھی تھا' فرمایا تم میں سے ایک شخص بیابان سرزمین میں فوت ہوگا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے پاس آئے گی تو ان لوگوں میں کوئی فرد ایسا نہیں ہے جس نے آبادی اور جماعت میں وفات نہ پائی ہو۔ البتہ ایک میں ہی وہ شخص رہ گیا ہوں' لہٰذا تم سرِ راہ انتظار کرو اس پر میں نے کہا' اس زمانے میں لوگ کہاں آتے جاتے ہیں کیونکہ حجاج گزر چکے ہیں اور راستہ رک چکا ہے۔ ہم اسی حال میں تھے اور وہ وفات پا چکے تھے کہ اچانک چند سواروں کو اونٹوں پر دیکھا اور میں نے ہاتھ اور کپڑے سے انہیں اشارہ کیا اور وہ لوگ تیزی سے ساتھ آ کر کھڑے ہو گئے اور وہ لوگ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ٹھہر کر انہیں دفن کیا۔

ابن ابی شیبہ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا' میرے بعد اللہ عزوجل تم پر رحم کرے۔ یہ سن کر میں رونے لگا اور عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا میں آپ کے بعد زندہ رہوں گا؟ فرمایا' ہاں جب کوہِ سلع سے آبادی کو تجاوز کرتے دیکھو تو عرب میں سرزمین قضاعہ چلے جانا کیونکہ ایک دن آنے والا ہے جو ایک کمان یا دو کمان یا ایک تیر یا دو تیر کی مقدار میں قریب ہے۔

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اے ابوذر رضی اللہ عنہ اس وقت تم کیا کرو گے جب تم پر ایسے حاکم آئیں گے جو مال غنیمت کو بے دریغ خرچ کریں گے۔ میں نے عرض کیا' میں اپنی تلوار سے ماروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' کیا میں تمہیں اس سے بہتر صورت نہ بتاؤں' وہ یہ کہ تم صبر کرنا۔

ابونعیم و ابن عساکر رحمہما اللہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ لوگ ہرگز میرے قتل پر قابو نہ پائیں گے اور میرے دین میں لوگ ہرگز فتنہ نہ ڈالیں گے اور مجھے خبر دی کہ میں تنہا اسلام لایا اور تنہا فوت ہوں گا اور تنہا قیامت کے دن اٹھایا جاؤں گا۔

ابونعیم رحمتہ اللہ علیہ نے اسماء بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں سوتا ہوا پایا تو آپ نے ان سے فرمایا' کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں مسجد میں سوتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا' پھر میں کہاں سوؤں جبکہ مسجد کے سوا میرا کوئی گھر ہی نہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا' اس وقت تم کیا کرو گے جب تم کو یہاں سے نکالا جائے گا؟

انہوں نے عرض کیا' میں شام چلا جاؤں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اس وقت تم کیا کرو گے جب شام سے نکالے جاؤ گے؟ تو عرض کیا' اس جگہ پھر پلٹ آؤں گا۔ فرمایا اس وقت تم کیا کرو گے جب تم کو اس جگہ سے دوبارہ نکالا جائے گا۔ عرض کیا' اس وقت اپنی تلوار لے کر ماروں گا۔

یہاں تک کہ فوت ہو جاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' کیا میں اس سے بہتر تدبیر تمہیں نہ بتاؤں۔ وہ یہ کہ تم کو لوگ جس طرف لے جائیں تم چلے جانا اور جدھر وہ تمہیں چلائیں' چلتے رہنا یہاں تک کہ تم اپنی اسی حالت کے ساتھ مجھ سے آ کے ملو۔

حارث بن ابی اسامہ رحمتہ اللہ علیہ نے ابوالمثنیٰ ملیکی ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف لاتے تو فرماتے عمویمر ؓ میری امت کا دانشور ہے اور جندب (ابوذر ؓ) میری امت کا تنہا شخص ہے۔ یہ تنہا زندگی گزارے گا اور تنہا فوت ہوگا اور صرف اللہ ﷻ ہی اس کی کفایت کرے گا۔

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر ؓ سے فرمایا جب آبادی سلع پہاڑ سے بڑھ جائے تو یہاں سے نکل جانا اور شام کی طرف جانے کا دست اقدس سے اشارہ فرمایا اور میں گمان نہیں رکھتا کہ تمہارے حکماء تمہیں اپنے حال پر چھوڑیں۔ انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جو لوگ میرے اور آپ کے حکم کے درمیان حائل ہوں' کیا میں ان سے جنگ نہ کروں؟ آپ نے فرمایا' نہیں ان کی سمع وطاعت کرنا۔ اگرچہ حبشی غلام ہی تمہارا حاکم ہو۔ چنانچہ جب وہ شام چلے گئے تو امیر معاویہ ؓ نے حضرت عثمان ذوالنورین ؓ کو خط لکھا کہ ابوذر ؓ نے شام کے لوگوں کو خراب کر دیا ہے۔ اس پر حضرت عثمان ؓ نے حضرت ابوذر ؓ کے پاس کسی کو بھیجا۔ پھر وہ ربذہ کی طرف چلے گئے۔ جب ربذہ پہنچے تو نماز کی اقامت ہو رہی تھی۔ اس جگہ حضرت عثمان ؓ کی جانب سے حبشی غلام حاکم تھا' وہ حضرت ابوذر ؓ کو دیکھ کر پیچھے ہٹا۔ آپ نے اسے آگے بڑھایا' فرمایا کہ نماز پڑھاؤ کیونکہ مجھے سمع وطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اگرچہ حبشی غلام ہی حاکم ہو تو تم حبشی غلام ہو۔

ایک اعرابی کو اس کے قتل کی خبر دینا

ابن خزیمہ ؒ اور طبرانی رحمہم اللہ نے کدیر ضبی ؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا' آپ مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت سے قریب کر دے اور دوزخ سے دور کر دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' عدل وانصاف سے بولو اور بچا ہوا مال لوگوں کو دیا کرو۔ اس نے عرض کیا' خدا کی قسم میں اس کی قدرت نہیں رکھتا کہ ہر لحظہ عدل وانصاف سے بولوں اور نہ اس کی ہی قدرت رکھتا ہوں کہ بچا ہوا مال لوگوں کو دے سکوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' تم کھانا کھلایا کرو اور بکثرت لوگوں کو سلام کیا کرو۔ اس نے کہا' یہ بھی بہت دشوار ہے۔ حضور ﷺ نے

فرمایا' کیا تمہارے پاس اونٹ ہے؟ اس نے کہا' ہاں! حضور ﷺ نے فرمایا' اپنے اونٹ اور اپنے مشکیزہ کا دھیان رکھو اور ان گھروں میں جایا کرو جو ایک دن کے بعد پانی پیتے ہیں اور انہیں پانی پلایا کرو۔ توقع ہے کہ اللہ ﷻ تمہارے اونٹ کو نہ مارے گا اور تمہارے مشکیزے کو نہ پھاڑے گا۔ یہاں تک کہ تمہارے لئے جنت واجب کر دے گا۔ چنانچہ وہ اعرابی گیا۔ ابھی نہ اس کا مشکیزہ پھٹا تھا اور نہ اس کا اونٹ مرا تھا کہ وہ شہید ہو کر فوت ہو گیا۔

المنذری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا' اس کے راوی ہیں مگر یہ کہ کدیر ؓ تابعی ہے اور یہ حدیث مرسل ہے اور ابن خزیمہ رحمتہ اللہ علیہ کو وہم ہوا ہے کہ انہیں صحبت رسول میسر آئی ہے اور اپنی صحیح میں اسے نقل کیا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی شاہد ایک اور متصل روایت ہے جسے طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ثقہ راویوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ بجز یحییٰ حمانی رحمتہ اللہ علیہ کے جو ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا' وہ کون سا عمل ہے جسے اگر میں کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم ایسے علاقے میں ہو جہاں پانی ڈھو کر لایا جاتا ہے؟ اس نے کہا' ہاں! حضور ﷺ نے فرمایا' تم نیا مشکیزہ خرید لو۔ پھر اس میں پانی بھرا کرو۔ یہاں تک کہ وہ پھٹ جائے۔ ابھی وہ پھٹنے نہ پائے گا کہ تم اس کے ذریعہ ایسے عمل کو پہنچ جاؤ گے جو جنت میں لے جائے۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے ''مسند الشامیین'' میں اور ابن حبان رحمتہ اللہ علیہ نے ''الثقات'' میں بطریق ابراہیم بن ابی عبلہ شریک بن خباشہ نمیری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی کہ وہ بیت المقدس گئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے کنویں سے پانی کھینچ رہے تھے کہ ان کے ڈول کی رسی ٹوٹ گئی تو وہ ڈول نکالنے کیلئے کنویں میں اترے۔ ابھی وہ ڈول کو تلاش ہی کر رہے تھے کہ ان کی نظر ایک درخت پر پڑی اور انہوں نے اس کا ایک پتہ توڑ لیا اور اس پتے کو اپنے ساتھ نکال لائے۔ جب اسے باہر دیکھا وہ دنیاوی درختوں کے پتوں کی مانند نہ تھا۔

پھر وہ اعرابی حضرت عمر فاروق ؓ کی خدمت میں اسے لائے۔ آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا' میں شہادت دیتا ہوں کہ حضور ﷺ کی وہ خبر حق ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا' اس امت کا ایک شخص دنیا میں رہتے ہوئے جنت میں داخل ہو گا۔ اس کے بعد حضرت عمر ؓ نے اس پتے کو مصحف شریف کے دونوں گتوں کے درمیان رکھ دیا۔

اور کلبی رحمتہ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ قصہ مذکورہ بیان کیا۔ اس میں مذکور ہے کہ پھر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا تم کتاب میں یہ پاتے ہو کہ اس امت کا ایک شخص دنیا میں رہتے ہوئے جنت میں داخل ہوگا؟ انہوں نے کہا' ہاں اس کا ذکر موجود ہے۔

حضور ﷺ کا کذاب اور حجاج ثقفی کی خبر دینا

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میری امت میں ستائیس' کذاب و دجال ہوں گے۔ ان میں سے چار عورتیں ہوں گی۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد نبی نہیں۔

ابن عدی وابو یعلی و بزار وطبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تیس کذاب ظاہر نہ ہوں۔ ان میں سے مسیلمہ' عنسی اور مختار ہے۔ عرب کے شریر ترین قبائل بنو امیہ' بنو حنیفہ اور بنو ثقیف ہیں۔

مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے حجاج ثقفی سے کہا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا بنو ثقیف میں کذاب اور ظالم ہوگا۔ چنانچہ کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے۔ اب رہا ظالم تو میرا خیال ہے وہ تو ہی ہے۔

اور بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند مرفوعاً روایت کی۔

ابن سعد و بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کسی آنے والے نے آپ کو خبر دی کہ اہل عراق نے اپنے امام کو کنکریاں ماری ہیں تو وہ غضبناک ہو کر باہر نکلے اور نماز پڑھی اور ان کی نماز میں سہو واقع ہو گیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو دعا کی کہ اے خدا جن لوگوں نے مجھے وسوسہ میں ڈالا تو ان کو اس پریشانی میں ڈال دے اور اس ثقفی غلام کو ان پر مسلط کرنے میں جلدی کر جو ان میں جاہلیت کے طریقہ کے ساتھ حکومت کرے گا اور وہ ان کے محسنوں کا عذر قبول نہ کرے گا اور نہ ان کے بروں سے درگزر کرے گا۔ حالانکہ حجاج اس وقت تک پیدا بھی نہ ہوا تھا۔ ابوالیمان رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم تھا کہ حجاج یقیناً خروج کرے گا۔ چنانچہ جب اہل عراق نے ان کو غضبناک کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے بطور سزا اس کے ظہور کی عجلت فرمائی جس کا ظاہر ہونا اس کے لئے لازمی امر تھا۔

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے ''الزہد'' میں اور بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے حسن رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ پر بددعا کی کہ اے خدا! جیسے میں نے ان پر بھروسہ کیا مگر انہوں نے خیانت و بدعہدی کی اور جس طرح میں نے ان کی خیر خواہی کی مگر انہوں

نے خیر خواہی کی قدر نہ کی۔ اب ان پر اس ثقفی جوان کو مسلط کر دے جو لمبے لمبے دامن والا اور ادھر ادھر بھٹکنے والا ہے جو عراق کی تروتازگی کو کھا لے گا اور عمدہ پوشاکیں پہنے گا اور ان میں جاہلیت کے طریقہ پر حکومت کرے گا۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس وقت تک حجاج پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت مالک بن اوس بن حدثان رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی مرتضیٰ ﷺ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا' وہ جوان جو بڑے بڑے دامن والا ہوگا' مصریوں کا امیر ہوگا۔ عمدہ پوشاک پہنے گا۔ اعلیٰ نعمتیں کھائے گا' جو عزت والے اس کے دربار میں حاضر ہوں گے' انہیں وہ قتل کرے گا۔ مخلوق اس سے بہت ڈرے گی۔ اس دور میں لوگوں کی نیندیں اڑ جائیں گی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حبیب بن ابو ثابت ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا تو اس وقت تک نہ مرے جب تک کہ تو ثقفی جوان کو نہ پائے۔ اس نے پوچھا' وہ ثقفی جوان کون ہے؟ فرمایا (یہ وہ ہے) روز قیامت اس سے کہا جائے گا کہ جہنم کے گوشوں میں سے کسی گوشے کو ہماری طرف سے اختیار کر لے۔ وہ جوان بیس سال یا کچھ اوپر بیس سال حکومت کرے گا اور وہ اللہ ﷻ کی کسی معصیت کو نہ چھوڑے گا مگر یہ کہ وہ اس کا ارتکاب کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک معصیت کے سوا کوئی معصیت باقی نہ چھوڑے گا اور اس معصیت کے اور اس کے درمیان ایک بند دروازہ حائل ہوگا' وہ اسے توڑ ڈالے گا اور وہ اس معصیت کا بھی مرتکب ہو جائے گا۔ جو لوگ اس کی اطاعت کریں گے۔ ان کے ساتھ وہ اپنے نافرمانوں کو قتل کرے گا۔

حضرت امام حسن ﷺ کے بارے میں خبر دینا

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت امام حسن ﷺ کی بابت فرمایا' میرا یہ فرزند سردار ہے اور توقع ہے کہ اللہ ﷻ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان اس کے ذریعہ صلح کرائے گا۔

اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر ﷺ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

حضرت محمد بن حنیفہ ﷺ کی خبر دینا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی مرتضیٰ ﷺ سے روایت کی۔ فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرے بعد تم سے ایک بچہ پیدا ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کنیت میری کنیت پر تم رکھو گے۔

صلہ بن اشیم رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دینا

ابن سعد و بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے "الحلیہ" میں بطریق ابن المبارک رضی اللہ عنہ روایت کی کہ ہمیں عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی۔ انہوں نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام صلہ بن اشیم رضی اللہ عنہ ہوگا۔ اس کی شفاعت سے اتنے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

وہب رضی اللہ عنہ' قرظی رضی اللہ عنہ' غیلان اور ولید کی خبر دینا

ابن عدی و بیہقی رحمہما اللہ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام وہب ہوگا۔ اللہ عزوجل اسے حکمت عطا فرمائے گا اور ایک شخص ہوگا جس کا نام غیلان ہوگا۔ وہ شیطان سے زیادہ لوگوں کو ضرر پہنچائے گا۔

(غیلان دمشقی' قدریہ' فرقہ کا سردار ہے۔ اسی نے سب سے پہلے قدر کے باب میں اختراعات کیں۔)

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ایک شیطان شام میں پکارے گا اور دو تہائی شامی قدر کو جھٹلائیں گے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' اس حدیث میں غیلان قدری کی طرف اشارہ ہے۔

ابن سعد و بیہقی رحمہما اللہ نے ابو بردہ ظفری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا دو کاہنوں میں سے ایک کاہن مرد میں ظاہر ہوگا جو قرآن کریم کی اس خوبی کے ساتھ تلاوت کرے گا کہ اس کے بعد کوئی شخص اس جیسی تلاوت نہ کر سکے گا۔ نافع بن یزید نے کہا' ہم کہا کرتے تھے کہ وہ کاہن محمد بن کعب قرظی تھے اور دو کاہن قریظہ و بنو نضیر کے تھے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کاہنوں میں سے ایک کاہن شخص ایسا ہوگا جو قرآن کریم کو بڑی خوبی کے ساتھ پڑھے گا۔ اس کے سوا کوئی دوسرا ایسا جیسا نہ پڑھ سکے گا۔

راوی نے کہا' لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ محمد بن کعب قرظی تھے اور دو کاہن قریظہ اور نضیر کے تھے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کر کے فرمایا' ہم نے قرظی رضی اللہ عنہ سے زیادہ عالم تاویل قرآن میں کسی کو نہ دیکھا۔

بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کا بچہ پیدا ہوا اور انہوں نے اس کا نام ولید رکھا۔ رسول اللہ ﷺ

نے یہ نام سن کر فرمایا' تم لوگ اپنے فرعونوں کے نام پر نام رکھتے ہو۔ اس امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ولید ہوگا' وہ شخص اس امت کے لئے بہت شریر ہوگا۔ جس طرح فرعون اپنی قوم کے لئے بدتھا۔ اوزاعی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا' لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ شخص ولید بن عبدالمالک ہے۔ اس کے بعد ہم نے دیکھا کے وہ ولید بن یزید تھا۔ بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' یہ حدیث مرسل حسن ہے اور حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں لفظوں کے ساتھ بروایت ابن المسیب ﷛ حضرت ابو ہریرہ ﷛ اسے متصلا روایت کر کے صحیح بتایا اور امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن الخطاب ﷛ سے روایت کر کے فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کا بچہ پیدا ہوا۔ اس کے بعد مذکورہ حدیث کی مثل روایت کی۔

شام میں طاعون کی خبر دینا

اس بارے میں ایک حدیث عوف بن مالک ﷛ سے مروی پہلے گزر چکی ہے۔

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے معاذ بن جبل رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ تم لوگ شام کی طرف جاؤ گے اور تمہارے لئے شام فتح ہوگا اور تم میں ایک وبا پھیلے گی جو گلٹی کے یا گوشت کے طویل ٹکڑوں کی مانند ہوگی اور وہ پاؤں کے جھنگاسوں (یا بغل وغیرہ) کو گھیرے گی۔ اس وباء کے ذریعے اللہ ﷻ تمہیں شہادت کی موت دے گا اور تمہارے اعمال کو ستھرا بنائے گا۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے معاذ رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم ایک منزل میں اترو گے۔ اس جگہ کا نام جابیہ ہے۔ وہاں تم کو ایک بیماری لاحق ہوگی جو اونٹ کے غدود (گلٹی) کی مانند ہوگی۔ اللہ ﷻ اس کے ذریعے تمہیں اور تمہاری اولاد کو شہادت کی موت دے گا اور اس کے ذریعے تمہارے اعمال کو ستھرا کرے گا۔

امام احمد و طبرانی اور بزار و ابویعلی اور حاکم و ابن خزیمہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ابو موسیٰ اشعری ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت طعن اور طاعون سے فنا ہوگی۔ صحابہ نے پوچھا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس طعن یعنی نیزے کے زخم کو تو ہم جانتے ہیں' طاعون کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا طاعون تمہارے دشمن جنات کا کونچہ ہے اور طعن و طاعون دونوں میں شہادت ہے۔

امام احمد و ابویعلی اور طبرانی رحمہم اللہ نے ''اوسط'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میری امت فنا نہ ہوگی مگر طعن اور طاعون سے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس طعن کو ہم جانتے ہیں' طاعون کیا ہے؟ فرمایا

اونٹ کے غدود کی مانند غدود ہے۔ طاعون کی جگہ رہنے والا شخص شہید کی مانند ہے اور وہاں سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا کہ جہاد سے بھاگنے والا شخص۔

ابن ماجہ و بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کسی قوم میں کبھی فواحش کا غلبہ نہ ہوا۔ جب تک کہ انہوں نے اس کا علانیہ ارتکاب نہ کیا۔ اس کے بعد ان میں طاعون کی وبا پھیلی۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس قوم میں زنا کاری جب عام ہوئی تو ان میں موت کی کثرت واقع ہوئی۔

اُم ورقہ رضی اللہ عنہا کو شہادت کی خبر دینا

ابو داؤد و ابو نعیم رحمہما اللہ نے جمیع اور عبد الرحمٰن بن خلاد انصاری رضی اللہ عنہا سے ان دونوں نے ام ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ جب بدر گئے تو کسی نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے غزوہ بدر میں اپنی معیت میں جانے کی اجازت دیجئے۔ ممکن ہے کہ اللہ ﷻ مجھے شہادت نصیب فرمائے۔ آپ نے فرمایا' تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو۔ اللہ ﷻ تمہیں شہادت نصیب فرمائے گا۔ تو ان کو لوگ شہیدہ کے نام سے پکارتے تھے۔

اس کی شہادت کا واقعہ یہ ہوا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہی تھیں اور انہوں نے ایک غلام اور باندی کو مدبر کیا تھا۔ وہ دونوں رات کے وقت ان کے پاس آئے اور ایک چادر سے ان کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئیں۔ یہ واقعہ حضرت عمر فاروق ﷺ کے زمانہ خلافت کا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو حکم دیا اور دونوں کو سولی دی گئی۔ یہ دونوں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے سولی چڑھنے والے تھے۔

ابن راہویہ' ابن سعد' بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دوسری سند کے ساتھ اسے روایت کیا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عمر فاروق ﷺ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا' آؤ شہیدہ کی زیارت کریں۔

حضرت اُم الفضل رضی اللہ عنہا کا گریہ

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن علی بن حسین ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اظہار نبوت کے بعد کسی ایسی عورت کی گود میں اپنا سر مبارک نہ رکھا جو آپ کے لئے حلال نہ ہو۔ بجز ام الفضل زوجہ حضرت عباس ﷺ کے۔ وہ آپ کے سر مبارک کو سنوارتیں اور چشمان مبارک

میں سرمہ لگاتی تھیں۔ چنانچہ ایک دن آپ نے سرمہ لگایا تو اچانک ان کی آنکھوں سے آنسو کا قطرہ بہہ کر حضور ﷺ کے رخسار مبارک پر گرا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' کیا بات ہے' کیوں رو رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا' اللہ ﷻ نے ہمیں آپ کی رحلت کی خبر دی ہے۔ کاش کہ آپ بتا دیتے کہ آپ کے بعد ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا' میرے بعد تم لوگ مقہور و ضعیف خیال کئے جاؤ گے۔

اس فتنہ کی خبر دینا جس کی ابتداء شہادتِ حضرت عمر ؓ سے ہوئی

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت حذیفہ ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عمر فاروق ؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا' تم میں کون شخص رسول اللہ ﷺ کے قول کو فتنوں کی بابت یاد رکھتا ہے؟ حضرت حذیفہ ؓ نے کہا' میں ہوں۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا قریب آؤ اور بیان کرو تو میں نے بیان کیا کہ مرد کا فتنہ اس کے اہل' مال' اولاد اور اس کے ہمسائے میں اگر ہو تو اس کا کفارہ نماز اور صدقہ ہے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا میرا مقصود اس قسم کی فتنوں کی بابت دریافت کرنا نہیں ہے بلکہ وہ فتنے دریافت کرتا ہوں جو دریا کے موج کی مانند امنڈ کے آئیں گے۔ میں نے عرض کیا'

اے امیر المومنین! ایسے فتنوں کا آپ کو کوئی اندیشہ نہیں ہے کیونکہ آپ کے اور اس کے درمیان بند دروازہ حائل ہے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا' تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ میں نے عرض کیا' نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ پھر وہ دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ لوگوں نے اس دروازے کی بابت پوچھا کہ وہ کون ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ حضرت عمر ؓ ہیں۔

امام احمد و بیہقی اور طبرانی رحمہم اللہ نے عروہ بن قیس ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید ؓ سے لوگوں نے ظاہر ہونے والے فتنوں کی بابت پوچھا تو انہوں نے فرمایا' سنو جب تک عمر فاروق ؓ زندہ ہیں' وہ ظاہر نہ ہوں گے۔ ان فتنوں کا ظہور ان کے بعد ہوگا۔

ابن راہویہ ؒ نے ابو ذر ؓ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے عہد نبوت کا ذکر کر کے اس کی تعریف و ثناء کی۔ اس کے بعد حضرت عمر ؓ کے عہد خلافت کا ذکر کر کے اس کی تعریف و ثناء کی۔ اس کے بعد فرمایا' جب تیس سال پورے ہو جائیں تو جدھر تمہارا جی چاہے چلے جانا کیونکہ اس کے بعد کسی طرف نہیں پھیرا جا سکتا مگر عجز و فجور ہی کی طرف۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کعب ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق ؓ سے

کہا' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ ماہ ذی الحجہ کا چاند تمام نہ ہوگا کہ آپ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور میں آپ کی بابت کتاب اللہ ﷻ میں لکھا پاتا ہوں کہ آپ جہنم کے ایک دروازے پر ہیں اور لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روک رہے ہیں۔ جب آپ وفات پائیں گے تو لوگ جہنم میں قیامت تک گرتے رہیں گے۔

بزار' طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بابت فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ فتنوں کی رکاوٹ ہیں۔ جب تک یہ تم میں موجود و زندہ رہیں گے' اس وقت تک تمہارے اور فتنوں کے درمیان دروازہ مضبوطی سے بند رہے گا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تمہیں فتنوں کا ہرگز سامنا نہ کرنا پڑے گا۔ جب تک عمر رضی اللہ عنہ تم میں موجود ہیں۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس وقت میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی' پھر وہ تلوار قیامت تک ان سے نہ اٹھے گی (یعنی امت برابر کٹی جاتی رہے گی)

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قیامت سے پہلے ہرج واقع ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا' ہرج کیا ہے؟ فرمایا' یہ قتل مشرکوں کا نہیں ہوگا' مسلمان ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔

امام احمد و بیہقی اور بزار و طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فتنے اس طرح واقع ہوں گے جس طرح شبنم گرتی ہے۔ اور تم اس وقت سانپ بن جاؤ گے اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کالا سانپ جب ڈسنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس طرح کھڑا ہو جاتا ہے اور انہوں نے اپنا ہاتھ کھڑا کر کے بتایا اس کے بعد وہ ڈستا ہے۔

امام احمد و بزار اور طبرانی و حاکم رحمہم اللہ نے خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا' عنقریب حادثات' فتنے' فرقے اور اختلاف واقع ہوں گے اگر تم قدرت رکھو کہ مقتول ہو جاؤ تو مقتول ہو جانا قاتل نہ بننا۔

طبرانی و حاکم رحمہم اللہ نے صحیح بتا کر عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فتنے واقع ہوں گے وہ لوگ زیادہ سلامتی میں رہیں گے جو مغربی لشکر میں

ہونگے۔ابن الحمق ﷺ نے کہا اسی بنا پر میں مصر میں تمہارے پاس آیا ہوں۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عمران بن حصین ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب چار فتنے رونما ہوں گے۔ پہلا فتنہ یہ ہے کہ اس میں خون بہانے کو حلال جانیں گے اور دوسرا فتنہ یہ ہوگا کہ اس میں خونریزی اور مال کو حلال سمجھا جائے گا اور تیسرا فتنہ یہ ہوگا کہ اس میں خونریزی اور مال وفروج (شرمگاہ) کو حلال سمجھا جائے گا (اس روایت میں چوتھے فتنے کا ذکر نہیں ہے ممکن ہے کہ چوتھا فتنہ تاتار کا ہو جنہوں نے آخری خلفاء عباسیہ کو قتل کیا)۔ واللہ اعلم بمراد رسول اللہ ﷺ

حضرت ابوالدردار ﷺ کی وفات کی خبر دینا

بیہقی وابونعیم رحمہما اللہ نے ابوالدرداء ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے فرمایا بہت سے لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ٹھیک سنا ہے۔ مگر تم ان میں سے نہیں ہو۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء ﷺ حضرت عثمان ﷺ کی شہادت سے پہلے فوت ہو گئے۔

طیالسی رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن ابو حبیب ﷺ سے روایت کی کہ دو آدمی بالشت بھر زمین پر جھگڑتے ہوئے حضرت ابوالدرداء ﷺ کے پاس آئے۔ اس وقت ابوالدرداء ﷺ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم ایسی زمین پر ہو جہاں دو آدمی بالشت بھر زمین پر جھگڑ رہے ہوں تو تم وہاں سے نکل جانا۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء ﷺ شام کی طرف چلے گئے۔

محمد بن مسلمہ ﷺ کے بارے میں ارشاد

ابوداؤد و حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حذیفہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں ہر آدمی کو فتنے میں مبتلا ہونے کا خوف رکھتا ہوں سوائے محمد بن مسلمہ ﷺ کے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ محمد بن مسلمہ ﷺ کو فتنہ ضرر نہ پہنچائے گا۔

ثعلبہ بن ضبیعہ ﷺ نے کہا ہم مدینہ منورہ آئے تو ہم نے ایک خیمہ نصب دیکھا اور دیکھا کہ خیمہ میں محمد بن مسلمہ انصاری ﷺ موجود ہیں۔ میں نے ان سے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں کسی آبادی میں اس وقت نہ رہوں گا جب تک کہ مسلمانوں کے درمیان سے یہ فتنہ وفساد دور نہ ہو جائے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں محمد بن مسلمہ ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگوں کو دیکھو کہ وہ بنیادی غرض سے خونریزی کر رہے ہیں تو تم اپنی تلوار لے کر حرہ میں بڑے پتھر کے پاس جانا اور تلوار کو اس پر اتنا مارنا کہ وہ ٹوٹ جائے اور اس کے

بعد اپنے گھر آ کر بیٹھ جانا یہاں تک کہ تمہارے پاس کوئی خطا کار ہاتھ آئے یا پورا ہونے والا خدا کا حکم آئے تو میں نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن مسلمہ ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے تلوار عطا کر کے فرمایا کہ اس سے خدا کی راہ میں جہاد کرو جب تک کہ تم دیکھو کہ مسلمانوں کے دو گروہ باہم لڑیں اس وقت تم اپنی تلوار کو پتھر پر مارنا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے اور اپنی زبان و ہاتھ کو روکے رہنا۔ جب تک کہ پورا ہونے والا خدا کا حکم یا خطا کار ہاتھ تمہارے پاس آئے' چنانچہ جب حضرت عثمان ﷺ شہید ہوئے اور مسلمانوں میں وہ سب کچھ ہوا جو ہوا تو وہ ایک پتھر کے پاس گئے اور اپنی تلوار اس پر ماری یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گئی۔

جنگ جمل وصفین ونہروان کی خبر دینا اور دو حکم کے بارے میں ارشاد

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے بعض امہات المومنین کے خروج کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہنسیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

اے حمیرا رضی اللہ عنہا! دھیان رکھنا تم ان میں نہ ہونا۔ اس کے بعد حضرت علی مرتضیٰ ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اگر تمہیں ان حالات کا سامنا کرنا پڑے تو ان کے ساتھ نرمی برتنا۔

امام احمد ابو یعلی و بزار و حاکم و بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے قیس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب ام المومنین سید عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنی عامر کے ہاں پہنچیں تو ان پر کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا۔ انہوں نے پوچھا اس منزل کا کیا نام ہے؟ بتایا کہ اس جگہ کا نام حواب ہے۔ انہوں نے کہا میرا خیال ہے کہ میں واپس چلی جاؤں۔ حضرت زبیر ﷺ نے عرض کیا نہیں بلکہ آگے بڑھیے لوگ آپ کو دیکھیں گے تو اللہ ﷻ ان کے درمیان صلح کرا دے گا۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا تم میں کوئی زوجہ اس وقت کیا کرے گی جب حواب کے کتے اس پر بھونکیں گے۔

بزار اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ایک عورت سرخ رنگ کے زیادہ بالوں والے اونٹ پر سوار ہو کر نکلے گی یہاں

تک کہ حواب کے کتے بھونکیں گے اور اس کے چاروں طرف مقتولوں کا ڈھیر ہو گا پھر قریب ہو گا کہ ہلاک ہو جائے مگر نجات پائے گی۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے حذیفہ ﷛ سے روایت کی کہ ان سے کسی نے عرض کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے جو حدیثیں سنی ہیں ہمیں بیان فرمائیے۔ حضرت حذیفہ ﷛ نے کہا اگر میں تم سے بیان کروں تو تم مجھے سنگسار کر دو گے۔ ہم نے کہا سبحان اللہ! یہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ حضرت حذیفہ ﷛ نے کہا اگر میں تم سے یہ حدیث بیان کروں کہ تمہاری بعض امہات المومنین تم سے جنگ کریں گی اور وہ لشکر تم کو تلوار سے قتل کر دے گا تو تم میری تصدیق نہ کرو گے۔ لوگوں نے عرض کیا سبحان اللہ!

کون ہے وہ جو تمہاری بات کی تصدیق نہ کرے گا۔ انہوں نے کہا وہ الحمراء اونٹ پر سوار ہو کر تم پر حملہ کریں گی جنہیں اہل لشکر زبردستی لے کر آئیں گے۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا حذیفہ ﷛ نے اس واقعہ کی خبر دی حالانکہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روانگی سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔

بزار اور بیہقی رحمہما اللہ نے ابو بکرہ ﷛ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ایک ایسی قوم خروج کرے گی جو ہلاک ہو گی اور وہ فلاح پائے گی ان کی قائد ایک عورت ہو گی مگر انکی قائد عورت جنت میں داخل ہو گی۔

امام احمد و بزار اور طبرانی رحمہم اللہ نے ابو رافع ﷛ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ ﷛ سے فرمایا عنقریب تمہارے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ایک واقعہ ہو گا لہٰذا جب اس واقعہ کا ظہور ہو تو ان کو امن کی جگہ واپس کر دینا۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ابوالاسود ﷛ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب حضرت زبیر ﷛ اپنی جگہ سے نکلے اور وہ حضرت علی ﷛ کا ارادہ کر رہے تھے تو اس وقت میں موجود تھا۔ حضرت علی مرتضیٰ ﷛ نے حضرت زبیر ﷛ سے اللہ ﷯ کی قسم دے کر کہا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم علی ﷛ سے جنگ کرو گے حالانکہ تم ظالم ہو گے۔ حضرت زبیر ﷛ نے کہا مجھے تو یاد نہیں ہے اس کے بعد حضرت زبیر ﷛ واپس چلے گئے۔

ابو یعلی و حاکم اور بیہقی و ابو نعیم رحمہم اللہ نے ابو جروہ مازنی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ ﷛ کو حضرت زبیر ﷛ سے کہتے سنا ہے کہ ہم تمہیں اللہ ﷯ کی قسم دیتے ہیں کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا آپ نے فرمایا کہ تم علی ﷛ سے جنگ

کرو گے۔ درآں حالیکہ تم ان کے بارے میں ظالم ہو گے۔ انہوں نے کہا ہاں میں نے سنا ہے مگر میں بھول گیا تھا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں جب میں اور تم دوبار رسالت میں موجود تھے اور تم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتے ہو؟ اس وقت تم نے کہا مجھے ان سے محبت کرنے میں کون سی چیز مانع ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا سنو! تم ان پر خروج کرو گے اور ان سے جنگ کرو گے درآں حالیکہ تم ظالم ہو گے۔ یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس پلٹ گئے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالسلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یوم الجمل حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں تمہیں اللہ عزوجل کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا تم ان سے ضرور جنگ کرو گے درآں حالیکہ تم ان کے معاملے میں ظالم ہو گے۔ اس کے بعد علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تم پر فتح حاصل ہو گی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یقیناً میں نے یہ سنا ہے اب میں ہرگز تم سے جنگ نہیں کرونگا۔

جنگ صفین

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں اختلاف واقع ہوا تو وہ ہمیشہ اپنے اختلافات میں پڑے رہے یہاں تک کہ انہوں نے دو ثالث مقرر کیے۔ یہ ثالث خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کی گمراہی کا باعث بھی بن گئے اور اس امت میں بھی اختلاف واقع ہوگا اور وہ اختلاف ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ وہ دو حکم بھیجیں گے جو کہ دونوں گمراہ ہوں گے اور جو ان کی پیروی کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا۔[1]

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس امت میں دو حکم ہوں گے اور وہ دونوں گمراہ ہوں گے اور جو ان کی پیروی کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا۔ سوید بن غفلہ نے کہا یہ سن کر میں نے کہا اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کو پوچھتا ہوں کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس فرمان سے تمہیں مراد نہیں لیا تھا اور فرمایا تھا کہ اے موسیٰ رضی اللہ عنہ! میری امت میں فتنہ رونما ہوگا اور تم اس میں شامل ہو گے۔ سونے والا تم بیٹھے ہوؤں سے بہتر ہوگا اور بیٹھا ہوا تم کھڑوں سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والے تم چلنے والوں سے بہتر ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے اس ارشاد میں تمہیں خاص نہیں کیا اور آدمیوں کو عام نہیں فرمایا تھا۔

1۔ مطلب یہ کہ وہ ثالث خود بھی درست فیصلہ نہ کر پائیں گے اور ان کے متبعین درست فیصلہ کریں گے۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے حارث رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں حضرت علی ﷜ کے ساتھ صفین میں تھا میں نے ایک اونٹ کو شام سے آتا ہوا دیکھا اس اونٹ پر سوار اور بوجھ تھا تو وہ اونٹ اپنے سوار اور بوجھ کو گرا کر صفوں کو چیرتا ہوا حضرت علی مرتضیٰ ﷜ کے آگے کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنا ہونٹ حضرت علی مرتضیٰ ﷜ کے سر اور شانے کے درمیان رکھ دیا اور اپنے جبڑے کو ہلانے لگا یہ دیکھ کر حضرت علی مرتضیٰ ﷜ نے فرمایا خدا کی قسم یہ وہ علامت ہے جو میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہے۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ابو سعید ﷜ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ کی نعلین مبارک ٹوٹ گئی تو حضرت علی مرتضیٰ ﷜ پیچھے رہ کر اسے سینے لگے پھر کچھ دور چل کر فرمایا تم میں سے ایک شخص وہ ہے جو قرآن کی تاویل پر جنگ کرے گا جس طرح کہ میں اس کی تنزیل پر جنگ کرتا ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق ﷜ نے عرض کیا کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا نہیں۔ حضرت عمر فاروق ﷜ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں ہوں؟ فرمایا نہیں۔ لیکن وہ شخص نعلین مبارک کو سینے والا شخص ہے یعنی حضرت علی مرتضیٰ ﷜

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے ابو ایوب ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ ﷜ کو عہد شکنوں' ظالموں اور دین سے نکل جانے والوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں اس کی مثل حضرت ابن مسعود ﷜ سے اور حضرت علی مرتضیٰ ﷜ سے بلفظ ''مجھے حکم دیا گیا'' اور بلفظ کہ ''مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے عہد لیا ہے''

روایت کیا ہے اور ابو یعلی و حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر اور ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے علی مرتضیٰ ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے جو عہد لئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے بعد یہ امت میرے ساتھ بے وفائی کرے گی۔

ابو یعلی و حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر ابن عباس ﷜ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے علی مرتضیٰ ﷜ سے فرمایا سنو! میرے بعد تمہیں بڑی تکلیفیں پہنچیں گی انہوں نے عرض کیا۔ کیا اپنے دین کی سلامتی میں یہ تکلیفیں پہنچیں گی؟ فرمایا ہاں۔

حمیدی' ابن ابی عمر' بزار' ابو یعلی' ابن حبان' حاکم اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے ابو الاسود دیلمی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی کہ عبد اللہ بن سلام ﷜' حضرت علی مرتضیٰ ﷜ کے پاس آئے۔ اس وقت حضرت علی مرتضیٰ ﷜ نے اپنی رکاب میں پاؤں رکھا ہوا تھا انہوں نے کہا آپ عراق نہ جائیے کیونکہ وہاں آپ کو تلواروں کی نوکوں سے تکلیفیں پہنچیں گی۔ یہ سن کر علی مرتضیٰ ﷜ نے کہا خدا کی قسم

رسول اللہ ﷺ نے تم سے پہلے مجھے اس کی خبر دیدی ہے۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا عنقریب فتنے اٹھیں گے اور لوگ تم سے فیصلہ چاہیں گے میں نے عرض کیا اس وقت میرے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا تم کتاب الٰہی سے فیصلہ دینا۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا میں تم کو سات فتنوں سے خبردار کرتا ہوں ایک فتنہ مدینہ منورہ سے رونما ہوگا۔ ایک فتنہ مکہ مکرمہ سے۔ ایک فتنہ یمن سے۔ ایک فتنہ شام سے۔ ایک فتنہ مشرق سے۔ ایک فتنہ مغرب سے اور ایک فتنہ بطن شام سے اٹھے گا اور وہ فتنہ سفیانی ہوگا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کچھ لوگ تو ان میں سے پہلے فتنے کو پائیں گے اور اس امت کے کچھ لوگ اس کے آخری فتنہ کو پائینگے۔ ولید بن عیاش نے کہا مدینہ منورہ کا فتنہ حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہا کی جانب سے تھا اور مکہ مکرمہ کا فتنہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا فتنہ تھا اور شام کا فتنہ بنو امیہ کی جانب سے تھا اور مشرق کا فتنہ بھی انہیں لوگوں کی جانب سے تھا۔

۶۰ ھ میں پیش آنے والے حوادث اور دیگر اخبار کی اطلاع

شیخین رحمہما اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا میری امت قریش کے نوعمروں کے ہاتھوں ہلاک ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ان کے نام بتا سکتا ہوں کہ فلاں کے بیٹے اور فلاں کے بیٹے ہوں گے۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ۶۰ ھ کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو نماز کو ضائع کرینگے اور شہوات کے پیچھے دوڑیں گے اور قریب ہوگا کہ وہ ہلاکت میں پڑیں اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے شعبی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب صفین سے واپس تشریف لائے تو فرمایا اے لوگو! معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو نہ جانو کیونکہ اگر تم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو گم کر دیا تو تم دیکھو گے کہ سر اپنے کندھوں سے حنظل کی مانند گرتے ہوں گے۔

امام احمد بزار رحمتہ اللہ علیہ نے بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۶۰ ھ کی ابتداء سے اور نوجوانوں کی حکومت سے اللہ عزوجل سے پناہ مانگو اور دنیا فنا نہ

ہو گی یہاں تک کہ احمق اور احمق کے بیٹوں کے لئے دنیا ہو گی۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ وہ مدینہ منورہ کے بازار میں جا رہے تھے اور دعا کرتے جاتے تھے اے خدا مجھے ساٹھواں سن نہ پاوے اور اے لوگو تم امیر معاویہ ﷺ کی کنپٹی کے بالوں کو مضبوطی سے تھامے رہو خدا تم پر رحم کرے۔ اے خدا مجھے نو عمروں کی امارت نہ پاوے۔

ابن ابی شیبہ و ابو یعلی اور بیہقی رحمہم اللہ ابو ذر ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا سب سے پہلے جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنی امیہ کا آدمی ہو گا۔ بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا شبہ ہوتا ہے کہ غالباً وہ آدمی یزید بن معاویہ ہے۔

ابن منیع و ابو یعلی و بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے ابو عبیدہ بن الجراح ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دین ہمیشہ معتدل اور عدل و انصاف پر قائم رہے گا البتہ بنی امیہ کا ایک آدمی جس کا نام یزید ہے اس میں رخنہ ڈالے گا۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے معاذ بن جبل ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم پر اندھیری رات کے ٹکڑے کی مانند فتنے آئے جب ایک رسول گیا دوسرا رسول آ گیا اور نبوت منسوخ ہو گئی اور بادشاہت آ گئی۔ اے معاذ ﷺ یاد رکھو اور گنو۔ پھر جب پانچ تک پہنچے تو فرمایا یزید۔ اللہ ﷻ یزید میں برکت نہ دے اس کے بعد آپ کے چشمان مبارک سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا مجھے امام حسین ﷺ کی شہادت کی خبر دی گئی اور ان کے مقتل کی مٹی لائی گئی ہے اور مجھے ان کے قاتل کی خبر دی گئی۔ اس کے بعد جب شمار دس تک پہنچی تو فرمایا ولید۔ یہ فرعون کا نام ہے۔ وہ اسلامی شریعت کا ڈھانے والا ہو گا۔ اس کے اہلبیت کا ایک آدمی اس کا خون بہائے گا۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل عرب پر افسوس ہے کہ ۶۰ ھ کی بربادی قریب آ گئی ہے۔ اس وقت امانت غنیمت بن جائے گی اور صدقہ تاوان ہو جائے گا اور گواہی جان پہچان کے ساتھ ہو گی اور خواہشات پر فیصلے ہوں گے۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر ابو ہریرہ ﷺ نے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا عنقریب لوگ اونٹوں کا جگر پھاڑ کر دور دراز کا سفر کرینگے مگر مدینہ منورہ کے عالم سے زیادہ عالم کسی کو نہ پائیں گے۔ سفیان نے کہا ہمارا خیال ہے کہ وہ عالم حضرت امام مالک بن انس ﷺ ہیں۔

طیالسی اور بیہقی رحمہا اللہ نے المعرفہ میں ابن مسعود ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قریش کو گالی نہ دو۔ کیونکہ ان کا ایک عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔ امام احمد ﷺ وغیرہ نے فرمایا یہ عالمِ قریش حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس لئے کہ جو علم روئے زمین پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پھیلا ہے کسی قریشی صحابی عالم وغیرہ کے علم سے نہیں پھیلا ہے۔

زید بن صوحان ﷺ اور جندب ﷺ کے بارے میں ارشاد گرامی

ابو یعلیٰ و ابن مندہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت علی مرتضیٰ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اس سے خوش ہوتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو دیکھے جس کے بعض اعضاء جنت میں پہلے داخل ہوں گے اسے چاہئے کہ وہ زید بن صوحان ﷺ کو دیکھے۔

ابن مندہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے بریدہ ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو لے کر جا رہے تھے اور آپ فرما رہے تھے۔

جندب ﷺ بھی کتنا عجیب جندب ہے اور زید کتنا اقطع خیر ہے۔ ان دونوں کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا تو فرمایا سنو! جندب ایک ضرب ایسی لگائے گا کہ وہ اس ضرب میں ایک امت ہوگا اور زید میری امت کا ایسا شخص ہے جس کا ہاتھ اس کے پورے جسم سے ایک عرصہ پہلے جنت میں جائے گا۔ چنانچہ جب ولید بن عقبہ ﷺ حضرت عثمان ﷺ کی طرف سے کوفہ میں والی مقرر ہوا تو اس نے ایک شخص کو بٹھایا جو جادو کرتا اور لوگوں کو زندہ و مردہ کرتا تھا اس وقت حضرت جندب ﷺ اپنی تلوار کے ساتھ آئے اور جادوگر کی گردن اڑا کر فرمایا اب اپنے آپ کو زندہ کر کے دکھا اور زید بن صوحان ﷺ کا واقعہ یہ ہے کہ جنگ قادسیہ میں ان کا ہاتھ قطع ہو گیا اور خود جنگ جمل میں شہید ہوئے تھے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضرت علی مرتضیٰ ﷺ سے اور ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بطریق اور مجاز مرسلاً روایت کی ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت اجلح رحمۃ اللہ علیہ عبید بن لاحق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے ایک شخص اترا اور وہ لشکر کو لے کر چلا اور رجز پڑھتا جاتا تھا اس کے بعد دوسرا شخص اترا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی غمخواری کے لئے تشریف لائے اور اتر کر فرمانے لگے۔

جندب ﷺ بھی کتنا عجیب جندب ہے اور زید ﷺ کتنا اقطع خیر ہے اس کے بعد آپ سوار ہو گئے اور صحابہ نے آپ کے نزدیک ہو کر دریافت کیا کہ آپ نے ان دونوں کے بارے میں کیا فرمایا

ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا یہ دونوں اس امت میں ایسے ہوں گے کہ ایک تو تلوار کی ایسی ضرب لگائے گا جس سے حق و باطل جدا ہو جائے گا او دوسرا اپنے ہاتھ کو اللہ کی راہ میں کٹائے گا پھر اللہ عزوجل آخر میں اس کے جسم کو اس کے پہلے جزو کے ساتھ بھیجے گا۔ اجلح رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جندب رضی اللہ عنہ کا حال تو یہ ہوا کہ انہوں نے ولید بن عقبہ کے پاس ایک جادوگر کو قتل کیا اور زید رضی اللہ عنہ کا واقعہ یہ ہے کہ ان کا ہاتھ یوم جلولا میں قطع ہوا اور وہ خود یوم الجمل کو شہید ہوئے۔

اجلح رحمتہ اللہ علیہ کی صحابیت مختلف فیہ ہے۔ آیا انہیں صحبت حاصل ہوئی یا نہیں۔ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو ترجیح دی ہے کہ اجلح رحمتہ اللہ علیہ نے زمانہ رسالت تو پایا ہے لیکن انہیں رویت حاصل نہیں ہوئی۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کوفہ کے ایک گورنر نے جادوگر بلایا اور وہ لوگوں کو اپنا کرتب دکھا رہا تھا۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو وہ اپنی تلوار لے کر چلے جب اسے دیکھا تو اپنی تلوار کی ایک ضرب لگائی اور لوگ ان کے پاس سے جدا ہو گئے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو ڈرو نہیں مجھے صرف جادوگر ہی مارنا تھا۔

ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے حارث اعور رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے جن زید الخیر کا ذکر فرمایا تھا وہ زید بن صوحان رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد تابعین میں سے ایک شخص ہو گا اور وہ زید الخیر ہے۔ وہ اپنے جسم کا ایک حصہ بیس سال پہلے جنت کی طرف بھیجے گا چنانچہ ان کا بایاں ہاتھ نہاوند میں قطع ہوا۔ اس کے بعد وہ بیس سال زندہ رہے۔ پھر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے یوم الجمل شہید ہوئے۔ زید بن صوحان رضی اللہ عنہ نے شہید ہونے سے پہلے فرمایا کہ میں اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آسمان سے نکلا ہے اور اپنی طرف آنے کا اشارہ کر رہا ہے اور میں اس سے ملنے والا ہوں۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا

شیخین رحمہما اللہ نے ابو سعید و مسلم رحمہما اللہ سے انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہیں باغی جماعت شہید کرے گی۔

یہ حدیث متواتر ہے اسے دس سے زیادہ صحابیوں نے روایت کیا ہے جیسا کہ احادیث متواترہ میں میں نے اسے بیان کیا ہے۔

بیہقی و ابونعیم رحمہا اللہ نے حضرت عمار ﷺ کی کنیز سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عمار ﷺ کو سخت بیماری لاحق ہوئی اور ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ پھر انہیں افاقہ ہوا تو دیکھا کہ ہم سب ان کے گرد رو رہے ہیں۔ اس وقت انہوں نے فرمایا کیا لوگ ڈر رہے تھے کہ میں اپنے بستر پر مر جاؤں گا مجھے میرے حبیب رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ مجھے باغی جماعت قتل کرے گی اور دنیا میں میری آخری غذا پانی ملا ہوا دودھ ہو گا۔

امام احمد و ابن سعد اور طبرانی و حاکم رحمہم اللہ نے صحیح نے بتا کر اور بیہقی و ابونعیم رحمہا اللہ نے ابو البختری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی کہ یوم صفین حضرت عمار بن یاسر ﷺ کے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا اور اسے دیکھ کر انہوں نے تبسم کیا۔ لوگوں نے ان سے پوچھا اس میں ہنسنے کی کون سی بات ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا میں آخری غذا جسے تم پیو گے وہ دودھ کا شربت ہے۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور شہید ہو گئے۔ یہ روایت حضرت عمار ﷺ سے دوسری سندوں سے بھی مروی ہے۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر حضرت حذیفہ ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے حضرت عمار ﷺ سے فرمایا تم کو باغی گروہ قتل کرے گا اور دنیا میں تمہارا آخری رزق پانی ملا دودھ کا گھونٹ ہو گا۔

امام احمد و طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے عمرو بن العاص ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا اے خدا تو نے قریش کو عمار ﷺ پر برانگیختہ کیا ہے۔ عمار ﷺ کا قاتل اور ان کا سامان لوٹنے والا جہنمی ہے۔

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے ہذیل ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو لوگوں نے عرض کیا حضرت عمار ﷺ پر چھت گر گئی ہے اور وہ فوت ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا عمار ﷺ فوت نہیں ہوئے ہیں۔

اہل حرہ کے قتل کی خبر

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ایوب بن بشیر معاوی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ ایک سفر میں تشریف لے چلے اور جب حرہ زہرہ میں پہنچے تو آپ نے ٹھہر کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

صحابہ رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا میرے صحابہ کے اچھے اچھے حضرات اس حرہ میں قتل کیے جائیں گے۔ یہ حدیث مرسل ہے بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس ﷺ

سے ایک آیۃ کریمہ کی تفسیر میں جو وارد ہوا ہے وہ اس کی تائید کرتا ہے اس کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی انہوں نے فرمایا اس آیت کی تاویل ۶۰ ھ کے آغاز میں رونما ہو گی وہ آیت یہ ہے ''وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا الاية'' (پ۲۱ الاحزاب ۱۴) ابن عباس ﷺ نے ''اٰتَوْهَا'' کے معنی ''عَطَوْهَا'' سے کئے ہیں اور اس سے یہ تاویل فرمائی کہ بنی حارثہ نے اہل شام کو مدینہ میں داخل کیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا حرہ کا دن آیا تو اہل مدینہ یہاں تک قتل کئے گئے کہ قریب تھا کہ ان میں سے کوئی زندہ نہ بچے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مالک بن انس ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ یوم حرہ سات سو حافظ قرآن شہید کئے گئے جن میں تین تو صحابی تھے۔ یہ واقعہ یزید کی حکومت میں ہوا۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مغیرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ کو تین دن تک لٹوایا اور ایک ہزار باکرہ لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے لیث بن سعد ﷺ سے روایت کی کہ حرہ کا واقعہ بدھ کے دن ستائیس ماہ ذی الحجہ ۶۳ ھ کو رونما ہوا۔

ان شہدا کی خبر دینا جو مقام عذراء میں ظلماً شہید کئے گئے

یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' میں اور بیہقی و ابن عساکر رحمہما اللہ نے ابوالاسود ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ امیر معاویہ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اہل عذراء کے حجر اور ان کے اصحاب کو قتل کرنے پر کس بات نے تمہیں برانگیختہ کیا؟ امیر معاویہ ﷺ نے کہا میں نے ان کے قتل میں امت کی اصلاح اور ان کو زندہ چھوڑنے میں امت کا فساد دیکھا۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا عذراء میں ایسے لوگ قتل کئے جائیں گے جس کی وجہ سے اللہ ﷻ اور تمام آسمان والے غضب میں آجائیں گے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

بیہقی و ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت علی مرتضیٰ ﷺ سے روایت کی انہوں نے اہل عراق سے فرمایا تم میں سے سات آدمی عذراء میں ایسے قتل کئے جائیں گے جن کی مثال اصحاب اخدود (کھائی) کی سی ہے چنانچہ حجر اور ان کے اصحاب قتل کئے گئے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ زیاد بن سمیہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر حضرت علی مرتضیٰ

ﷺ کا ذکر کیا تو حجر نے ایک مٹھی کنکریاں لے کر اس کو ماریں۔ اس کے گرد کے لوگوں نے زیاد پر کنکریاں پھینکیں۔ اس پر زیاد نے امیر معاویہ ﷺ کو خط لکھا کہ حجر ﷺ نے منبر پر مجھے کنکریاں ماریں۔ امیر معاویہ ﷺ نے اسے خط لکھا کہ حجر ﷺ کو میرے پاس بھیجدو۔ چنانچہ حجر جب دمشق کے قریب پہنچے تو معاویہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو بھیجا کہ وہ ان سے مقابلہ کریں تو حجر ﷺ نے ان سے عذراء میں مقابلہ کیا اور ان لوگوں نے حجر ﷺ کو شہید کر دیا۔ بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضٰی ﷺ نے جو خبر بتائی اس کی بنیاد یہی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہوگا۔

اسلام میں پہلا سر جو کاٹ کر بھیجا گیا

ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے رفاعہ بن شداد بجلی ﷺ سے روایت کی کہ وہ عمرو بن الحمق ﷺ کے ساتھ چلے جب کہ امیر معاویہ ﷺ نے انکو طلب کیا تھا۔ رفاعہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن الحمق ﷺ نے مجھ سے کہا کہ اے رفاعہ ﷺ! یہ لوگ میرے قاتل ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ جن وانس میرے خون میں مشترک ہیں۔ رفاعہ ﷺ نے کہا ابھی عمرو ﷺ نے اپنی بات پوری نہ کی تھی کہ میں نے گھوڑوں کی باگیں دیکھیں اور میں نے ان کو رخصت کر دیا۔ اسی وقت ایک سانپ نے جست کی اور اس نے ان کو ڈس لیا پھر سواروں نے قریب آ کر ان کا سر تن سے جدا کر ڈالا۔ اسلام میں یہ پہلا سر ہے جو کاٹ کر بھیجا گیا۔

حضرت زید بن ارقم ﷺ کے نابینا ہونے کی خبر دینا

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے زید بن ارقم ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس ان کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے اور آپ نے ان سے فرمایا اس بیماری کا تمہیں اندیشہ نہیں ہے لیکن اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب میرے بعد زندہ رہو گے اور تم نابینا ہو جاؤ گے انہوں نے عرض کیا اس وقت میں ثواب کی امید پر صبر کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت تم بغیر حساب کے جنت میں جاؤ گے۔ چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کے رحلت کے بعد نابینا ہو گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی بینائی لوٹا دی پھر وہ فوت ہوئے۔

ان پیشواؤں کی خبر دینا جو بے وقت نمازیں پڑھیں گے

ابن ماجہ و بیہقی رحمہما اللہ نے ابن مسعود ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ممکن ہے تم ایسے لوگوں کو پاؤ جو نماز کو اس کے غیر وقت میں پڑھیں گے۔ لہٰذا اگر تم ایسے

لوگوں کو پاؤ اس وقت کی نماز جسے تم پہچانتے ہو اپنے گھر میں پڑھ لینا۔ اس کے بعد ان کے ساتھ پڑھ لینا اور اسے تم نفل شمار کر لینا۔

بیہقی و ابو نعیم رحمہا اللہ نے ابن مسعود ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد تمہارے امور کے والی ایسے لوگ ہونگے جو سنت کے نور کو بجھا دیں گے اور علانیہ بدعت کو رواج دیں گے اور نماز کو اپنے وقت سے موخر کر دیں گے۔

ابن ماجہ ﷺ نے بروایت عبادہ بن صامت ﷺ نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایسے امراء ہوں گے جنکو دنیا مشغول رکھے گی اور نمازوں کو ان کے وقتوں سے موخر کر دیں گے تو ان کے ساتھ نفلی نماز پڑھا کرو (فرائض کو گھروں میں اپنے وقت میں پڑھا کرو) علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ امراء بنی امیہ تھے کیونکہ وہ امراء اس عادت میں معروف تھے یہاں تک کہ جب حضرت عمر بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے نمازوں کو ان کے اوقات میں شروع کیا۔

حیاتِ مبارکہ کی شب آخر

شیخین رحمہا اللہ نے ابن عمر ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کی آخری عشاء کی نماز ہمیں پڑھائی جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو کر فرمایا کیا تم لوگ آج کی اس رات کو دیکھ رہے ہو۔ آج کی رات سے صدی کا آغاز ہو رہا ہے۔ آج کا دن روئے زمین پر آج سے سو سال کے اندر اندر تم میں سے کوئی شخص زندہ باقی نہ رہے گا۔ حضور ﷺ نے اس ارشاد سے قرن کا تمام ہونا مراد لیا۔

مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے جابر بن عبد اللہ ﷺ سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے اپنی رحلت سے ایک ماہ قبل فرمایا تم لوگ جب قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو اس کا علم تو اللہ ﷻ ہی کو ہے مگر میں اللہ ﷻ کی قسم کے ساتھ کہتا ہوں کہ پشت زمین پر کوئی سانس لینے والا آج ایسا باقی نہیں ہے جس پر سو سال گزریں۔

مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے ابو الطفیل ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میرے سوا کوئی شخص ایسا زندہ نہیں رہا جس نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی ہو اور یہ ابو الطفیل ﷺ صدی کے آغاز میں فوت ہوئے۔

حاکم و بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ علیہ نے بطریق محمد بن زیاد الہانی رحمتہ اللہ علیہ عبد اللہ بن بسر

ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر پر رکھا اور فرمایا یہ بچہ ایک قرن تک زندہ رہے گا تو وہ ۱۰۰ھ تک زندہ رہے اور ان کے چہرے پر مہاسہ تھا حضور ﷺ نے فرمایا یہ بچہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک یہ مہاسہ اس کے چہرے سے دور نہ ہو جائے تو وہ فوت نہ ہوئے جب تک وہ مہاسہ دور نہ ہوا۔

ابن سعد و بغوی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے ''الصحابہ'' میں اور بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے حبیب بن مسلمہ فہری ﷺ سے روایت کی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور حضور اس وقت مدینہ منورہ میں ہی رونق افروز تھے تاکہ وہ حضور ﷺ کے جمال جہاں آرا کو دیکھیں مگر اس کے باپ نے آ کر انہیں پکڑ لیا اور اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ فرزند میرا ہاتھ اور میرا پاؤں ہے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ کیونکہ یہ بہت جلد مر جائے گا' چنانچہ وہ اسی سال مر گیا۔

ابونعیم و ابن عساکر رحمہما اللہ نے ابن ابی ملیکہ رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حبیب بن مسلمہ ﷺ نبی کریم ﷺ کے دربار میں جہاد کرنے کے ارادہ سے مدینہ منورہ آئے مگر ان کے باپ نے ان کو مدینہ منورہ میں پکڑ لیا اور مسلمہ ﷺ نے کہا یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس کے سوا میرا کوئی فرزند نہیں ہے۔ یہی میرے مال' میری زمین اور میرے گھر بار کا انتظام کرتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے ان کو اس کے ساتھ واپس کر دیا اور فرمایا ممکن ہے اسی سال تم خود مختار ہو جاؤ اور تمہیں کوئی روکنے والا نہ رہے۔ لہٰذا اے حبیب ﷺ تم اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ اور وہ چلے گئے اور مسلمہ ﷺ اسی سال فوت ہو گیا اور اسی سال میں حبیب ﷺ نے جہاد کیا۔

حضرت نعمان بن بشیر ﷺ کی شہادت کی خبر دینا

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے عاصم بن عمر بن قتادہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ عمرہ بنت رواحہ ﷺ اپنے بیٹے نعمان بن بشیر ﷺ کو بچھونے میں لپٹے اٹھائے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس کے مال و اولاد میں کثرت کی اللہ ﷻ سے دعا کیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ یہ اپنے ماموں کی مانند زندگی بسر کرے کیونکہ اس نے قابل ستائش زندگی بسر کی اور شہید ہو کر جنت میں داخل ہوئے۔

ابن سعد ﷺ نے عبدالملک بن عمیر ﷺ سے روایت کی بشیر بن سعد ﷺ' نعمان بن بشیر ﷺ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے اس فرزند کے لئے اللہ ﷻ سے دعا کیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اس سے راضی نہیں کہ یہ اس درجہ کو پہنچے

جس درجے پر تم پہنچے ہو۔ اس کے بعد وہ شام جائے اور شامی منافق اسے شہید کردے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمہ بن محارب رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی کہ مروان بن حکم کے زمانے میں جب حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ بمقام مزرح راھط قتل ہوئے تو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے حمص سے بھاگ جانے کا ارادہ کیا کیونکہ وہ حمص کے گورنر تھے مگر انہوں نے مخالفت کی اور انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے لوگوں کو دعوت دی اس پر حمص والوں نے انہیں تلاش کر کے ان کا سر تن سے جدا کر دیا۔

روایتِ حدیث میں کذب کرنیوالوں کی خبر دینا

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آخر زمانے میں میری امت کے ایسے لوگ ہوں گے جو ایسی حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے آباء واجداد نے لہٰذا تم ان سے ہوشیار رہو اور ان سے بچو۔

ابن عدی و بیہقی رحمہما اللہ نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ ابلیس بازاروں میں چکر لگا کر کہتا نہ پھرے گا کہ مجھے فلاں بن فلاں نے ایسی اور ایسی حدیث بیان کی ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ شیطان آدمی کی صورت میں لوگوں کے پاس آ کے ایسی حدیثیں بیان کرے گا جو جھوٹی ہوں گی اور لوگوں میں انتشار پھیل جائے گا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے مسجد حنیف میں قصہ گوئی کرتے ایک شخص کو دیکھا تھا پھر میں نے اسے تلاش کیا تو وہ شیطان تھا۔

ابن عدی و بیہقی رحمہما اللہ نے عیسیٰ بن ابی فاطمہ فزاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ مسجد حرام میں بیٹھا اپنے شیخ سے حدیث لکھ رہا تھا تو شیخ نے فرمایا مجھ سے شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی اس پر ایک شخص نے کہا مجھ سے شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے۔ شیخ نے کہا کہ انہوں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے اس شخص نے کہا مجھ سے شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے شیخ نے کہا حارث رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ اس شخص نے کہا خدا کی قسم! میں نے حارث رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے اور میں نے اس سے حدیث سنی ہے شیخ نے کہا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس شخص نے کہا خدا کی قسم میں نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور میں ان کے ساتھ

صفین میں حاضر تھا۔ جب میں نے اس شخص کی طرف نظر کی اور میں نے آیۃ الکرسی پڑھی جب میں نے ''وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُھُمَا'' تک پڑھا اور اس کی طرف دیکھا تو وہ شخص غائب تھا۔

چوتھے قرن میں لوگوں کے اندر تغیر

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہتر لوگ میرے قرن کے ہیں اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں اس کے بعد وہ لوگ ہوں گے جو خیانت کریں گے امانت دار نہیں ہوں گے اور بغیر طلب کے گواہی دیں گے وہ عہد کریں گے مگر وہ عہد پورا نہ کریں گے اور ان لوگوں میں سمن ظاہر ہوگا یعنی موٹاپا، سستی و کاہلی پیدا ہوگی۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشادِ گرامی

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے گھر میں دس آدمیوں کی بابت فرمایا تم میں جو سب سے آخر میں مرے گا اس کی موت آگ میں ہے۔ چنانچہ ان میں سے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ابونضرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سمرہ رضی اللہ عنہ ان میں سے سے آخر میں مرے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو دوسری سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابن سعد وطبرانی اور بیہقی وابونعیم رحمہم اللہ نے بروایت اوس بن خالد رحمۃ اللہ علیہ، ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سمرہ رضی اللہ عنہ ایک گھر میں تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا،

تم میں جو آخر میں مرے گا اس کی موت آگ میں ہے چنانچہ پہلے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے پھر حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اس کے بعد سمرہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا،

ہم سے معمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے ابن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے سنا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص سے فرمایا تم میں جو آخر میں مرے گا اس کی موت آگ میں ہے چنانچہ وہ شخص تو ان دونوں سے پہلے فوت ہوا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سمرہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے چنانچہ جب کوئی شخص یہ چاہتا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جوش میں لائے تو وہ کہہ دیتا کہ سمرہ رضی اللہ عنہ مر گیا یہ سنتے ہی وہ بے ہوش ہو جاتے اور چیخیں مارنے لگتے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سمرہ رضی اللہ عنہ سے پہلے فوت ہو گئے۔

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے ابی یزید مدینی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا جب سمرہ ﷺ اس مرض میں مبتلا ہوا جس میں وہ مرا ہے تو وہ شدید سردی پاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے لئے آگ روشن کی گئی اور ایک انگیٹھی ان کے آگے ایک انگیٹھی ان کے پیچھے ایک ان کے بائیں اور ایک ان کے دائیں رکھی جاتی تھی مگر یہ چاروں طرف کی آگ ان کو نفع نہ پہنچاتی تھی اور وہ اسی سردی میں مر گئے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ سمرہ ﷺ کو شدید لرزہ لاحق ہوا اور کسی طرح گرمی نہ پاتے تھے انہوں نے بڑی دیگ میں پانی بھرنے کا حکم دیا اور اس کے نیچے آگ جلائی گئی اور اسکے اوپر انہیں بٹھایا گیا تو اس کی بھاپ ان کی سردی کو کچھ کم کرتی تھی اور وہ اسی حال میں تھے کہ اچانک دیگ میں گر پڑے اور جل گئے۔

حضور ﷺ کا ایک جماعت کے بارے میں ارشاد گرامی کہ اس میں ایک شخص دوزخی ہے

واقدی و طبرانی اور ابونعیم و ابن عساکر رحمہم اللہ نے رافع بن خدیج ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رجال بن عنفوہ رحمۃ اللہ علیہ خشوع و خضوع اور قرأت قرآن کے لزوم اور نیکی کرنے میں بہت عجیب تھا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ساتھ ایک گروہ کی معیت میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس گروہ میں ایک شخص جہنمی ہے۔

رافع ﷺ نے کہا میں نے تمام لوگوں کو بنظر غائر دیکھا۔ میں نے حضرت ابوہریرہ ﷺ ' ابواروی دوسی رضی اللہ عنہم' طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہم اور رجال بن عنفوہ کو بیٹھے دیکھا اور میں حیرت و تعجب کے ساتھ انہیں دیکھ رہا تھا اور دل میں کہہ رہا تھا ایسا شقی بدبخت کون ہوگا؟ غرضکہ جب رسول اللہ ﷺ نے رحلت فرمائی اور بنو حنیف پلٹ کے آئے تو میں نے پوچھا کہ رجال بن عنفوہ کہاں گیا؟ لوگوں نے بتایا وہ فتنہ میں مبتلا ہو گیا اور اس نے مسیلمہ کذاب کے حق میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف گواہی دی کہ (معاذ اللہ) حضور ﷺ نے مسیلمہ کو اپنے بعد اپنی نبوت میں شریک کر لیا ہے یہ سن کر میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا وہی حق ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رجال جیم کے ساتھ ہے ایک قول یہ ہے کہ حاء کے ساتھ ہے۔ رجال اس کا لقب تھا اور اس کا نام نہار تھا۔

سیف بن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الفتوح'' میں مخلد بن قیس بجلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔
انہوں نے کہا کہ فرات بن حیان ؓ اور رجال بن عنفوہ اور ابو ہریرہ ؓ' رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکلے تو حضور ﷺ نے فرمایا ان میں سے ایک شخص کی داڑ جہنم میں کوہ احد سے زیادہ بڑی ہے اور فرمایا کہ اس کے ساتھ فریب کار کی گدھی ہے اور اس ارشاد نبوی ﷺ کی خبر ان سب کو پہنچی۔ چنانچہ جب حضرت ابو ہریرہ ؓ اور فرات ؓ کو رجال کے مرتد ہونے کی اطلاع ملی تو یہ دونوں صحابی سجدہ شکر میں گر پڑے۔

ولید بن عقبہ کے انجام کی خبر دینا

حاکم و بیہقی رحمہما اللہ نے ولید بن عقبہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ مکرمہ کو فتح فرمایا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو حضور ﷺ کی خدمت میں لائے اور حضور ان کے سروں پر دست اقدس پھیر کر ان کے لئے دعا فرماتے۔
چنانچہ میری والدہ مجھے لے کر آپ کے پاس آئی اس وقت میرے جسم پر خلوق ملا ہوا تھا تو حضور ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ نہ پھیرا اور نہ مجھے چھوا۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضور کا دست اقدس نہ پھیرنا اس علم غیب کی وجہ سے تھا جو اللہ عزوجل نے دیا۔ ولید کے بارے میں تھا اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ کو برکت عطا فرمانے سے روک دیا ولید کے حالات کے بارے میں جب کہ وہ حضرت عثمان ؓ کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا خبریں معروف و مشہور ہیں کہ اس نے شراب پی اور اپنی نماز میں تاخیر کی اور یہ ولید ان اسباب اذیت کا ایک سبب بھی بنا جو حضرت عثمان ؓ کو اذیتیں برداشت کرنی پڑیں اور جس کے نتیجہ میں بلوائیوں نے ان کو شہید کر دیا۔

قیس بن مطاعہ کے انجامِ بد کی خبر دینا

خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ''رواۃ مالک'' میں ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ قیس بن مطاعہ اس حلقہ کی جانب آیا جس میں حضرت سلیمان فارسی ؓ صہیب رومی ؓ اور بلال حبشی ؓ تھے اور اس نے کہا اوس و خزرج کے لوگ تو اس شخص (یعنی حضور ﷺ) کی مدد پر کھڑے ہیں ان لوگوں کا یہاں کیا کام ہے؟
ابو سلمہ نے کہا یہ سن کر حضرت معاذ ؓ کھڑے ہوئے اور اسے گریبان سے پکڑ کر نبی کریم ﷺ کے حضور میں لے آئے اور حضور ﷺ کو اس کی بکواس کی خبر دی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ غضب ناک ہو کر اپنی چادر شریف کھینچتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے اس کے بعد اَلصَّلوٰۃُ

جَامِعَۃُ کی ندا دی گئی جب لوگ آ گئے تو حضور نے خطبہ دیا اور اللہ ﷻ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا اے لوگو!

بیشک رب ایک ہی رب ہے اور باپ ایک ہی باپ ہے اور دین ایک ہی دین ہے اور عربیت تمہارا باپ نہیں ہے اور نہ تمہاری ماں ہے وہ تو ایک زبان ہے لہٰذا جو عربی بولتا ہے عربی ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اسے پکڑے ہوئے اور اپنی تلوار کھینچے ہوئے کھڑے تھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس منافق کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اسے جہنم کی طرف چھوڑ دو۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ شخص مرتدین میں سے ہو گیا اور ارتداد کی بنا پر اسے قتل کیا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حال کی خبر دینا

بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے اپنے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کسی ضرورت سے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تو انہوں نے کسی شخص کو موجود پایا اور واپس ہو گئے اور اس شخص کی موجودگی کے سبب حضور سے کچھ بات نہ کی۔ پھر اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے ملے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے آپ کی خدمت میں اپنے فرزند کو بھیجا تھا مگر اس نے ایک شخص کو آپ کے پاس موجود دیکھا تو اسے قدرت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے عرض کرتا اور پلٹ کر چلا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا اس نے اس شخص کو دیکھا ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں دیکھا ہے۔ حضور نے فرمایا وہ شخص جبرئیل علیہ السلام تھے وہ ہرگز فوت نہ ہوگا یہاں تک کہ اس کی بینائی جاتی رہے گی اور اسے علم وحکمت دیا جائے گا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سفید لباس پہنے حاضر ہوا تو میں نے دیکھا آپ دحیہ رضی اللہ عنہ سے سرگوشی میں گفتگو کر رہے ہیں۔ حالانکہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور میں اس سے لاعلم تھا اور میں نے سلام تک نہ کیا۔

مجھے دیکھ کر جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ کتنے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں لیکن ان کی اولاد ان کے بعد خوب سیاہ کپڑے پہنے گی اگر یہ سلام کرتے تو میں ان کو سلام کا جواب دیتا۔

جب وہ چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم کو کس بات نے سلام کرنے سے روکا؟ میں نے عرض کیا میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے

ہیں تو میں نے مکروہ جانا آپ دونوں کے درمیان بات کو قطع کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نے ان کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں دیکھا ہے فرمایا سنو!

تمہاری بینائی جاتی رہے گی اور بوقت وفات وہ بینائی لوٹ آئے گی۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روح قبض ہوئی اور ان کو تختہ پر رکھا گیا تو نہایت سفید ایک پرندہ آیا اور ان کے کفن میں داخل ہو گیا اور کسی نے اسے باہر نکلتے نہ دیکھا یہ دیکھ کر عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ کی وہ بشارت ہے جو حضور ﷺ نے ان کے لئے فرمائی تھی پھر جب ان کو لحد میں رکھا گیا تو ان کی قبر کے کنارے کھڑے ہوئے لوگوں نے سنا کہ ان کو کلمہ کی تلقین کی گئی "يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ" (پ۳۰ الفجر ۳۰۔۲۹۔۲۸)

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میری بینائی جاتی رہے گی تو وہ جاتی رہی اور مجھ سے فرمایا کہ میں غرق ہوں گا تو میں بحیرہ طبریہ میں غرق ہوا اور مجھ سے فرمایا کہ میں فتنہ کے بعد ہجرت کروں گا تو اے خدا میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ آج میری ہجرت محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی

بیہقی و حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود کے اکہتر یا بہتر فرقے بنے اور النصاری کے بھی اکہتر فرقے ہوئے لیکن میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔

حاکم و بیہقی رحمہما اللہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل کتاب اپنے دین میں بہتر ملتوں پر بٹ گئے اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی یعنی اہل ہواء ہو جائیں گے۔ یہ سب کے سب جہنم میں جائیں گے بجز ایک فرقہ کے اور وہ فرقہ الجماعت ہے اور میری امت میں ایسے لوگوں کا ظہور ہو گا جن کے ساتھ خواہشات اس طرح چپٹی ہوں گی جس طرح کتا اپنے مالک سے چپٹا ہوتا ہے اور ان لوگوں کی کوئی رگ اور کوئی جوڑ ایسا نہ رہے گا جس میں خواہشات داخل نہ ہوئی ہوں۔

بیہقی و ترمذی اور حاکم رحمہم اللہ نے ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت پر وہ سب آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا تھا اور جوتی جوتی کے برابر ہو

جائے گی یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ نکاح کیا تھا تو میری امت میں بھی اس کی مانند ہوگا۔ بلاشبہ بنی اسرائیل اکہتر ملتوں میں بٹے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی جو سب کے سب ناری ہیں بجز ایک ملت کے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ ناجی ملت کون سی ہے؟ ''مَا اَنَا عَلَیْهِ الْیَوْمَ وَ اَصْحَابِیْ'' آج جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں وہی ناجی ملت ہے۔

بیہقی و حاکم رحمہما اللہ نے عمرو بن العوف ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ ضرور پچھلی امتوں کی راہ پر چلو گے بلاشبہ بنی اسرائیل ٹکڑے ٹکڑے ہوئی تھی۔

بیہقی و حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر ابن عباس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گزشتہ امتیں جس راہ پر تھیں ضرور تم بھی اسی راہ کو اختیار کرو گے بالشت کے مطابق بالشت بھر' گز کے مطابق گز بھر اور باع کے مطابق باع بھر تم بھی چلو گے یہاں تک کہ اگر ان میں کا کوئی شخص گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہے تو تم بھی داخل ہو گے حتی کہ اگر کسی نے اپنی ماں سے جماع کیا ہے تو تم میں سے بھی کوئی ایسا ضرور کرے گا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ باعتبار امت بنی اسرائیل کی امتوں کے بہت مشابہہ ہو ضرور تم لوگ ان کے قدم بہ قدم چلو گے حتی کہ بنی اسرائیل میں کوئی شئے نہ ہوگی مگر یہ کہ تم میں اس کی مثل ضرور ہوگی یہاں تک کہ لوگ مجتمع ہوں گے ان پر ایک عورت گزرے گی اور ان لوگوں میں سے ایک آدمی اٹھے گا اور وہ اس عورت سے جماع کرے گا پھر اپنے نشینوں کے پاس لوٹ آئے گا وہ لوگوں کی طرف دیکھ کر ہنسے گا اور لوگ اس کی طرف دیکھ کر ہنسیں گے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں بسند حسن رحمۃ اللہ علیہ مستورد بن شداد ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ امت پچھلی امتوں کی کسی بات کو نہ چھوڑے گی یہاں تک کہ وہ اس پر عمل کرے گی۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عوف بن مالک اشجعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تم کیا کرو گے جب یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی۔ صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی تمام جہنمی ہوں گے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کب ہوگا؟

فرمایا جب رذیلوں کی کثرت ہوگی اور باندیاں مالک ہوں گی اور بوجھ اٹھانے والے (جاہل و بے علم) منبروں پر بیٹھیں گے اور قرآن کو مزامیر بنایا جائے گا مسجدیں نقش و نگار سے آراستہ

ہوں گی۔اونچے اونچے منبر ہونگے۔مال غنیمت کو دولت بنالیا جائے گا اور زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھ لیا جائے گیا اور امانت غنیمت ٹھہرائی جائے گی اور دین میں غور خوص غیر خدا کی خوشنودی کے لئے ہوگا اس کے دوست کمینے وذلیل ہوں گے اس امت کے بعد والے لوگ اپنے پہلوں پر لعنت کریں گے۔ قبیلہ کا سرداران کا فاسق ہوگا۔قوم کا مدبران کا ذلیل شخص ہوگا۔آدمی کی عزت اس کے شر سے بچنے کے لئے کی جائے گی۔جس دن یہ باتیں ہوں گی اس وقت یہ امت تہتر فرقوں میں ہو جائے گی اور لوگ شام کی طرف بے چینی سے بھاگیں گے۔

میں نے عرض کیا کیا شام فتح ہو جائے گا۔حضور ﷺ نے فرمایا شام تو عنقریب فتح ہو جائے گا۔اس کی فتح کے بعد فتنوں کا ظہور واقع ہوگا۔

حاکم ؓ نے ابو ہریرہ ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اپنی پچھلی امتوں کا اتباع باع کا باع سے' ذراع کا ذراع سے بالشت کا بالشت سے ضرور کرو گے حتی کہ اگر کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہے تو تم ضرور اس کے ساتھ داخل ہو گے۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ لوگ یہود ونصاریٰ ہیں؟ فرمایا اس وقت کون ہوگا یعنی تم ہی لوگ ہو گے۔

خوارج کے فتنے کی خبر اور دیگر اخبارِ آئندہ

شیخین رحمہما اللہ نے ابو سعید خدری ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے اس وقت آپ مال تقسیم فرمارہے تھے اچانک ذوالخویصرہ نے آپ کے پاس آکر کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! عدل کیجئے! حضور ﷺ نے فرمایا تیری خرابی ہو جب کہ میں ہی عدل نہ کروں گا تو پھر کون عدل کرے گا اگر میں ہی عدل نہ کروں گا تو پھر کون کرے گا۔

حضرت عمر فاروق ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑادوں؟

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو کیوں کہ اس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں گے کہ تم میں سے کوئی اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ اپنے روزے کو ان کے روزوں کے سامنے حقیر جانے گا۔یہ لوگ قرآن کی تلاوت کرینگے مگر ان کے حلقوم سے نیچے نہ اترے گا (یعنی دلوں پر کچھ اثر نہ ہو گا) وہ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے ان کی نشانی یہ ہے کہ ایک مرد سیاہ ہوگا جس کے ایک بازو پر عورت کی چھاتی کی مانند یا گوشت لوتھڑے کی مانند

ہو گا جو ہلے گا۔ وہ لوگ بہترین امت پر خروج کریں گے۔

ابو سعید ﷛ نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت علی مرتضیٰ ﷛ نے اس سے جنگ کی ہے اور میں ان کے ساتھ تھا۔ حضرت علی مرتضیٰ ﷛ نے اس نشانی والے آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا اور ڈھونڈا گیا تو وہ مل گیا اور اسے لایا گیا حتیٰ کہ میں نے اس میں وہ نشانی دیکھی جس کی صفت رسول اللہ ﷺ نے بیان کی تھی۔

ابو یعلی رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث کو روایت کیا اس کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ ﷛ نے پوچھا تم میں سے کون اسے پہچانتا ہے ان لوگوں نے کہا اس کا نام حرقوص ہے اور اس کی ماں اسی جگہ ہے پھر اس کی ماں کو بلایا اور اس سے پوچھا یہ کس کا بیٹا ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتی کہ اس کا باپ کون ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میں زمانہ جاہلیت میں ایک چراگاہ میں میں بکریاں چرا رہی تھی اچانک مجھے ایسی چیز نے ڈھانپ لیا جیسے اندھیری ہوتی ہے (یعنی کسی نے مجھ سے جماع کیا) اس سے میں حاملہ ہوئی اور یہ پیدا ہوا۔

مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے ابو سعید ﷛ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی فرمایا مسلمانوں کے فرقہ فرقہ ہو جانے کے بعد ایک فرقہ دین سے نکل جائے گیا اور وہ مسلمان جو بہتر اور حق پر ہوں گے اس فرقہ کو قتل کر دیں گے۔

مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے عبیدہ ﷛ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا حضرت علی مرتضیٰ ﷛ جب اصحاب نہر (خارجیوں) سے فارغ ہوئے تو فرمایا ان لوگوں کو تلاش کرو یہ وہی ہیں جن کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اور ان میں ضرور ایک ناقص الید آدمی ہو گا تو ہم نے اسے تلاش کیا اور وہ ہمیں مل گیا اور ہم اسے پکڑ کر ان کے پاس لائے۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے یہاں تک کہ اس کے قریب کھڑے ہو کر دیکھا اور تین مرتبہ اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

پھر فرمایا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم لوگ گھمنڈ کرو گے تو میں تم کو وہ بات بتاتا جسے اللہ ﷻ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے ان لوگوں کے بارے میں مطلع کرایا جو ان خارجیوں کو قتل کریں گے۔ میں نے عرض کیا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد نہیں سنا ہے؟ حضرت علی مرتضیٰ ﷛ نے فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم میں نے سنا ہے اور یہ تین مرتبہ فرمایا۔

ازارقہ جہنم کے کتے ہیں

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے سعید بن جمہان رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں عبد اللہ

بن ابی اوفی ﷺ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا تیرا باپ کیا ہوا؟ میں نے کہا ان کو ازارقہ نے قتل کر دیا ہے فرمایا اللہ ﷻ ازارقہ پر لعنت کرے ہم سے رسول اللہ ﷺ نے حدیث فرمائی کہ ازارقہ جہنم کے کتے ہیں۔

فرقہ روافض، قدریہ، مرجیہ اور زنادقہ کی خبر دینا

عبداللہ بن امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے ''زوائد المسند'' میں اور بزار و ابو یعلی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت علی مرتضی ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے باپ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے ان سے یہود نے بغض و عداوت کی یہاں تک کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان رکھا اور ان سے نصاری نے اس حد تک محبت کا دعویٰ کیا کہ ان کو اس منزلت تک پہنچایا جو ان کے شایان شان نہ تھی۔ حضرت علی مرتضی ﷺ نے فرمایا سنو! میرے بارے میں دونوں گروہ ہلاک ہوں گے وہ بھی جو بہت زیادہ محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور میری طرف اس چیز کی نسبت کرتا ہے جو مجھ میں نہیں ہے اور وہ بھی جو مجھ سے بغض و عداوت رکھتا ہے اور مجھ پر عیب لگانے اور مجھ پر بہتان رکھنے پر ابھارتا ہے۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت علی مرتضی ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے ایک قوم ہوگی جس کا نام رافضہ ہوگا وہ اسلام کو چھوڑ دینگے۔ بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے اس کی مثل حدیث روایت کی۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے معاذ بن جبل ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ ان کی امت میں قدریہ اور مرجیہ ہوئے ہیں جو نبی پر ان کی امت کے معاملہ کو پراگندہ کر دیتے ہیں۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قدریہ اور مرجیہ اس امت کے مجوسی ہیں۔ طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر ﷺ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے ابوسعید ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے دو گروہ ایسے ہوں گے جن کا حصہ اسلام میں نہیں ہے ایک قدریہ ہے دوسرا مرجیہ اور طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت جابر ﷺ اور واثلہ ﷺ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے اور ابن ماجہ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس ﷺ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے ''الکبیر'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ممکن ہے تم اس زمانہ تک زندہ رہو اور ایسی قوم پاؤ جو اللہ عزوجل کی تقدیر کی تکذیب کرتے ہوئے کہے کہ گناہ اس کے بندوں پر ہیں جب تم ان کو پاؤ تو ان سے کنارہ کش ہو کر اللہ عزوجل کی طرف رجوع کرنا۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ نے سنا ہے آپ نے فرمایا میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو تقدیر کو جھٹلائیں گے۔

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا اس امت میں مسخ (عقول) ہوگا اور وہ مسخ تقدیر کے جھٹلانے والوں اور زندیقوں پر ہوگا۔

طبرانی و بزار رحمہما اللہ نے بسند صحیح ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس امت کے معاملات اعتدال پر رہیں گے جب تک کہ وہ مشرکوں کے بچوں کے بارے میں (کہ وہ اہل جنت ہیں یا اہل جہنم) اور قدر کے بارے میں کلام نہیں کریں گے۔

بزار وطبرانی رحمہما اللہ نے ''اوسط'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امت کے برے لوگوں کا آخری کلام قدر میں ہوگا۔

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے بسند صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا میری امت میں مسخ اور قذف ہوگا اور وہ اہل زندقہ پر ہوگا۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت مضبوطی کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہے گی جب تک کہ وہ قدر کو نہ جھٹلائیں اس وقت انکی ہلاکت ہوگی۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے مقام وفات کی خبر دینا

ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے یزید بن اصم رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں بیمار ہوئیں تو انہوں نے فرمایا مجھے مکہ مکرمہ سے باہر لے جاؤ کیونکہ میری وفات مکہ مکرمہ میں نہیں ہے چونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خبر دی ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں فوت نہ ہوں گی۔ تو لوگ لے کر چلے یہاں تک کہ جب مقام سرف میں اس جگہ پہنچیں جس درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ نے ان سے عقد کیا تھا تو وہ رحلت فرما گئیں۔

محمد بن ربیع جنیری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''من دخل مصر من الصحابۃ'' میں ابو ریحانہ ﷺ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا اے ابو ریحانہ ﷺ جس دن تم ایسے لوگوں پہ گزرو گے جنہوں نے جانوروں کو بغیر دانہ پانی کے بھوکا رکھ چھوڑا ہو گا اور تم کہو گے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے اور وہ کہیں گے ہمارے سامنے ایسی کوئی آیت لائیے جو خاص اس بارے میں نازل ہوئی ہو (گویا وہ قول رسول کی حجیت کا انکار کریں گے اور صرف قرآن پر اس کا دعویٰ کریں گے)۔

چنانچہ ابو ریحانہ رضی اللہ عنہا ایسے لوگوں پر گزرے جنہوں نے مرغیوں کو بغیر دانہ پانی کے بھوکا رکھ چھوڑا تھا تو انہوں نے ان کو اس سے منع کیا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اس بارے میں نازل شدہ کوئی آیت پڑھکر سنائیے یہ سن کر ابو ریحانہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔

خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ''رواۃ مالک'' میں اسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب ﷺ نے خیبر کے سردار سے فرمایا تمہارا خیال ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو بھول گیا ہوں حضور ﷺ نے تم سے فرمایا تھا کہ تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب تمہارا اونٹ تمہیں شام میں چھوڑ جائے گا پھر ایک دن پھر ایک دو دن تک وہ اونٹ تمہیں چھوڑے رکھے گا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں بسند حضرت حذیفہ ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا میری امت میں ایک شخص ہو گا جو مرنے کے بعد کلام کرے گا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ربعی بن خراش رحمۃ اللہ علیہ روایت کی انہوں نے کہا کہ میرا بھائی ربیع فوت ہو گیا۔ وہ ہم میں گرمی کے دنوں میں زیادہ روزہ دار اور سردی کی راتوں میں زیادہ قیام کرنے والا تھا۔ میں نے اس کے جسد پر چادر ڈالی تو وہ ہنسنے لگا اس پر میں نے کہا اے بھائی! کیا مرنے کے بعد بھی (دنیاوی) زندگانی ہے؟

اس نے کہا نہیں بات یہ ہے کہ میں اپنے رب سے ملا اور میرا رب مجھ سے روح و ریحان اور ایسے وجہ کریم کے ساتھ ملا جو غضب ناک نہ تھا میں نے پوچھا تم نے امر کو کیسا دیکھا اس نے کہا جتنا تم گمان کر سکتے ہو اس سے زیادہ آسان میں نے دیکھا اس کے بعد یہ واقعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ تو انہوں نے فرمایا ربیع ﷺ نے سچ کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا،

میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ

میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا اور وہ خیر التابعین سے ہوگا۔

علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت کی بکثرت سندیں ہیں جن کو میں نے ''کتاب البرزخ'' میں مرنے کے بعد کلام کرنے والوں کی خبروں کے ضمن میں جمع کیا ہے۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے مقدام بن معدیکرب ﷺ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا خبردار مجھے کتاب الٰہی اور اس کے ساتھ اس کی مثل (حدیث وسنت) دی گئی ہے خبردار ایک آدمی ہوگا جو پیٹ بھرا اور اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوگا۔ وہ کہے گا تم پر یہ قرآن ہی لازم ہے لہٰذا قرآن میں جو چیز تم حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو تم حرام پاؤ اسے حرام جانو۔

ابوداؤد و بیہقی رحمہا اللہ نے بروایت ابو رافع ﷺ' نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کسی کو میں ایسا نہ پاؤں کہ وہ اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے ہو اس کے سامنے میرا کوئی ایسا حکم آئے جسے میں نے حکم دیا ہو یا ایسی مخالفت آئے جس کی میں نے مخالفت کی ہو اور وہ لکھے کہ ہم نہیں جانتے ہمیں تو وہی لازم ہے جو کتاب اللہ میں ہم پائیں ہم اسی کا اتباع کریں گے۔

شیخین رحمہا اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے آیۃ کریمہ " هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ " (پ۳ آل عمران ۷) تلاوت کرکے فرمایا جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو قرآن کے متشابہات کا اتباع کریں تو یہ لوگ وہی ہیں جنکے بارے میں اللہ ﷻ نے فرمایا ''فاحذروهم'' ان سے بچو۔ بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے اسے اس طرح نقل کیا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو اس کے ساتھ جدال کرتے ہیں ابو ایوب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میں اہل ہوا میں سے کسی ایک کو ایسا نہیں جانتا جس نے متشابہات کیساتھ جدال نہ کیا ہو۔

طبرانی و بیہقی رحمہا اللہ نے محمد بن یزید بن ابی زیاد ثقفی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ قیس بن خرشہ ﷺ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے اللہ ﷻ کی جانب سے جو کچھ آیا اس پر اور اس پر کہ میں ہمیشہ حق بات کہوں گا آپ کی بیعت کرتا ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے قیس ﷺ! تم ایک زمانے تک زندہ رہو گے اور میرے بعد ایسے لوگ تمہیں ملیں گے جن کے ساتھ حق بات کہنے کی تمہیں استطاعت نہ ہوگی۔ قیس ﷺ نے کا خدا کی قسم میں کسی بات پر آپ کی بیعت نہ کروں گا مگر یہ کہ آپ کے عہد کو پورا کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس وقت تمہیں کوئی بشر نقصان نہیں پہنچائے گا۔ چنانچہ قیس ﷺ' زیاد بن ابوسفیان اور اس کے بیٹے عبید اللہ کی عیب چینی کرتا تھا۔ عبید اللہ کو جب اس کی اطلاع پہنچی تو اس نے قیس ﷺ کو

بلوایا اور کہا تو وہی ہے جو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ پر افتراء کرتا ہے اور قیس نے کہا نہیں، لیکن اگر تو چاہے تو میں اسے بتا دوں جو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ پر افتراء کرتا ہے اور جس نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کو چھوڑ رکھا ہے؟ عبید اللہ نے پوچھا وہ کون ہے؟ قیس رضی اللہ عنہ نے کہا تو ہے اور تیرا باپ ہے اور وہ شخص ہے جس نے تم دونوں کو حکم دیا ہے۔ اس کے بعد قیس رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کون سی بات ہے جس کا میں نے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ پر افتراء کیا ہے؟ عبید اللہ نے کہا تو یقین رکھتا ہے کہ کوئی بشر تجھے نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ قیس رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں یقین رکھتا ہوں۔ عبید اللہ نے کہا آج تو جان لے گا کہ تو کتنا جھوٹا ہے۔ عبید اللہ نے حکم دیا کہ عذاب والے کو عذاب کے سامان کے ساتھ میرے پاس لاؤ۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ دیکھ کر قیس جھک گیا اور مر گیا۔

حاکم و ابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار سے فرمایا تم لوگ میرے بعد تقسیم اور امر میں ناگواری دیکھو گے لہٰذا تم صبر کرنا۔ یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے مقسم رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کوئی اپنی حاجت بیان کی مگر انہوں نے اس سے جفا کی اور انکی طرف سر تک نہ اٹھایا۔ یہ حال دیکھ کر ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا سنو!

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دیدی ہے کہ ہمیں انکے بعد ناگوار باتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایسی صورت میں تمہیں کیا حکم دیا گیا ہے۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں صبر کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ ہم حضور ﷺ کے پاس حوض کوثر پر حاضر ہوں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو اب صبر کرو۔ یہ سنکر ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور قسم اٹھائی کہ ان سے کبھی بات نہ کروں گا۔

ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے حسن بن حسن رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ انصار کا ایک قبیلہ تھا ان کے لئے رسول اللہ ﷺ کی دعا پہلے سے تھی۔ جب ان میں سے کوئی مرتا تو بادل آتا اور اس کی قبر پر بارش برساتا تھا۔ چنانچہ اس انصاری قبیلہ کا ایک غلام فوت ہوا۔ مسلمانوں نے کہا آج ضرور دیکھیں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ مَوْلَی الْقَوْمِ اَنْفُسِهِمْ (قوم کا غلام انہیں میں سے ہوتا ہے) چنانچہ جب اس غلام کو دفن کیا گیا تو بادل آیا اور وہ اس کی قبر پر برسا۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ علم کا ظرف (برتن) ہے۔

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے ابن عمر ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا حضرت ابو ہریرہ ﷺ رسول اللہ ﷺ کو ہم سے زیادہ جاننے والے اور آپ کی حدیث کو ہم سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں۔

آنے والی قوم کی خبر دینا

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے بعد ایسے آئیں گے جو تمنا رکھیں گے کہ کاش کہ میری حدیث کو اپنی آل واولاد اور مال کے بدلے خرید سکتے۔

انصیاء کے بارے میں ارشاد

ابن عدی و دارقطنی رحمہا اللہ نے ''الافراد'' میں اور ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے امیر معاویہ ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک قوم آئے گی جن کو انصیاء یعنی خواجہ سرا کہا جائے گا لہٰذا تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

شُرطی کی خبر حضور ﷺ نے دی

مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا توقع ہے کہ تماری عمر اتنی طویل ہو کہ تم ایسی قوم کو دیکھو جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی مانند کوڑا ہوا۔ وہ لوگ اللہ کے غضب میں صبح کریں گے اور شام بھی اسی کی ناراضگی میں کریں گے۔

مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل جہنم دو قسم کے ہوں گے جن کو تم نے نہیں دیکھا ایک قسم تو وہ ہو گی جن کے ساتھ گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے اور اس سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہو گی جو لباس پہنے ہوں گی مگر وہ ننگی ہوں گی (یعنی لباس اتنا باریک ہوگا کہ ان کا جسم نظر آئے گا) اور وہ تھرکنے مٹکنے والی اپنے بدن کو ادھر ادھر مٹکانے والی ہوں گی ان کے سر اونٹ کے کوہان کی مانند ہوں گے۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے کہا اس حدیث میں جن عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے ایک قول تو یہ ہے کہ یہ عراقی مغنیات یعنی ناچنے گانے والیاں ہیں جو باکرہ ہیں اور بڑے بڑے پگڑ اپنے سروں پر باندھتی ہیں اور ان پگڑوں پر دوپٹے اوڑھتی ہیں۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر ابو امامہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا اس امت میں ایسے مرد ہوں گے جن کے ساتھ گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے وہ لوگ صبح بھی خدا کے غضب اور شام بھی خدا کی ناراضگی میں رہیں گے۔

اس آگ کی خبر دینا جو حجاز سے بلند ہوگی

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ ارض حجاز سے وہ آگ نہ نکلے جس سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے ابوذر ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ پھر جب ہم واپس آئے تو لوگوں نے مدینہ منورہ میں داخل ہونے میں عجلت کا مظاہرہ کیا اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا قریب ہے کہ تم لوگ مدینہ کو جس حالت میں پہلے تھا اس سے بہتر حالت پر چھوڑو۔ کاش کہ میں جانتا وہ آگ کوہ ورقان سے کب نکلے گی جس سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔

علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ آگ جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی ۶۵۴ھ میں نکلی تھی۔

بصرہ اور کوفے کے بارے

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے ابوذر ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا میں اس زمین کو پہچانتا ہوں جس کا نام بصرہ ہے وہ باعتبار قبلہ زیادہ صحیح ہے۔ وہاں بکثرت مسجدیں ہوں گی اور کثرت کے ساتھ اذانیں دی جائیں گی وہاں سے اتنی بلائیں دور کی جائیں گی کہ اتنی تمام شہروں سے دور نہ کی جائیں گی۔

عبداللہ بن امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے "زوائد الزہد" میں اور ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ ابوذر ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل کوفہ کا ذکر کیا اور آپ نے بیان کیا کہ ان لوگوں پر عظیم بلائیں نازل ہوں گی اس کے بعد اہل بصرہ کا ذکر کیا اور فرمایا اہل بصرہ باعتبار قبلہ اعتدال پر رہیں گے اور ان میں اذان دینے والے کثرت سے ہوں گے جس امر کو وہ ناگوار جانیں گے اللہ ﷻ ان سے ان کو دور کر دے گا۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے عثمان بن العاص ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا مسلمانوں کے تین شہر ہوں گے ایک شہر وہ جہاں بحرین ملتے ہیں اور ایک شہر

وہ جو جزیرہ میں ہے اور ایک شہر وہ جو شام میں ہے۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ بہت سے شہروں کو آباد کرو گے مگر ان میں ایک شہر ایسا ہوگا جس کا نام بصرہ ہے اس میں خسف زمین میں دھنس جانا اور مسخ واقع ہوگا۔

تعمیر بغداد کے بارے میں ارشاد

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے جریر بن عبد اللہ ﷺ سے روایت کی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا دجلہ دجیلہ اور صراۃ قطربل کے درمیان ایک شہر بسایا جائے گا اور اس شہر میں روئے زمین کے جبابرہ جمع ہوں گے اور اس کی طرف روئے زمین کا خراج آئے گا اور وہ سرزمین دھنسنے میں زمینِ شور میں میخ گھس جانے سے زیادہ سریع ہوگی۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے حذیفہ ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا مشرق کی دونوں نہروں کے درمیان شہر بسایا جائے گا اور اس کی طرف روئے زمین کے خزانے اور دفینے لائے جائیں گے اس شہر کے رہنے والے مخلوق الٰہی میں سب سے زیادہ شریر ہوں گے۔ اللہ ﷻ تلوار کے عذاب کے بعد انہیں دھنسا دے گا۔

علامہ سیوطی رحمتہ اللہ نے فرمایا یہ شہر یعنی بغداد دوسرے قرن میں بسایا گیا اور ساتویں قرن (صدی) میں تاتاریوں کی طرف سے تلوار کے شدید عذاب میں مبتلا ہوا اور اب اس کا دھنسنا باقی رہ گیا ہے۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر ابو ثعلبہ خشنی ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا میری امت کے لئے نصف دن کا مقرر کیا جانا اللہ ﷻ کے نزدیک ہرگز ہرگز مجھے عاجز نہ کرے گا۔ صحابہ نے پوچھا نصف دن کتنا ہے؟ فرمایا پانچ سو سال کا۔

امت کے اس گروہ کی خبر دینا جو تا قیامت حق پر رہے گا

بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے مغیرہ بن شعبہ ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا یہاں تک کہ اللہ ﷻ کا حکم (قیامت) آ جائے۔

امام احمد و حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر جابر بن سمرہ ﷺ سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت ہمیشہ قائم رہے گی اور مسلمانوں کی ایک جماعت ہمیشہ دین پر جنگ کرتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

طبرانی اور حاکم رحمہا اللہ نے صحیح بتا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہ کر دین کی مدد کرتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میری امت کی ایک جماعت اس دین پر ہمیشہ قائم رہے گی کسی خلاف کرنے والے کی مخالفت انہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے گی یہاں تک کہ اللہ عزوجل کا حکم (قیامت) آ جائے۔

ہر صدی کے آغاز پر مجدد ہونے اور خروج دجال کی خبر دینا

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ عزوجل اس امت میں ہر صدی کے آغاز پر ایسا شخص پیدا فرمائے گا جو اس کے دین کو امت کے لئے تازہ کرے گا۔ عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''زوائد المسند'' میں صعب بن حبثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا دجال کا خروج اس وقت تک نہ ہوگا جب تک لوگ اس کے ذکر سے غافل نہ ہو جائیں یہاں تک کہ ائمہ بھی اس کے ذکر کو منبروں پر چھوڑ دیں گے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم نے اپنے زمانے میں کسی خطیب کو نہیں دیکھا ہوگا کہ اس نے منبر پر اس کا ذکر کیا ہو۔

چند مزید خبریں جو نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمائیں

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے خشک یا تر کھجوریں لائیں گئیں اور سب نے مل کر اسے کھایا۔ یہاں تک کہ بجز گٹھلیوں کے کچھ باقی نہ رہا اور وہ گٹھلیاں کسی کام کی نہ تھیں۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا بات ہے؟ یکے بعد دیگرے اچھے لوگ ختم ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ تم میں سے کوئی باقی نہ رہے گا بجز ان کے جو ان گٹھلیوں کی مانند بیکار ہیں۔

شیخین رحمہا اللہ نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ لوگ تو رسول اللہ ﷺ سے خیر و نیکی کی باتیں پوچھا کرتے تھے مگر میں آپ سے شر و فساد کی ہی باتیں پوچھا کرتا تھا۔ اس خوف سے کہ مجھے اس سے سابقہ نہ پڑ جائے۔

چنانچہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم زمانہ جاہلیت اور شر و فساد میں تھے

مگر اللہ ﷻ نے آپ کو اس خیر کے ساتھ ہمارے پاس بھیج دیا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ فرمایا ہاں ہے۔ میں نے عرض کیا کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہے؟ فرمایا ہاں ہے مگر اس کے ساتھ دفن ہے میں نے عرض کیا وہ دفن (شدہ چیز) یعنی بے دینی کیا ہے؟

فرمایا وہ میری سنت کو چھوڑ کر چلیں گے اور میری ہدایت کے سوا اور راستہ اختیار کریں گے۔ اس سے وہ پہچانے جائیں گے اور ان کو برا جانا جائیگا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا اس کے بعد بھی شر ہے؟

فرمایا ہاں ہے وہ جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے جو ان کی بات مان لے گا وہ انہیں جہنم میں ڈال دیں گے۔

میں نے عرض کیا مجھے ان لوگوں کی صفت بتایئے۔

فرمایا اچھا سنو۔ وہ لوگ ہماری ہی طرح گوشت پوست کے ہوں گے اور ہماری ہی زبانوں میں کلام کریں گے۔ امام اوزاعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا پہلا شر جس کے بعد خیر ہے وہ ارتداد ہے جو رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد واقع ہوا۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ بنو سلیم اپنی کان سے سونے کا ٹکڑا لائے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کانیں ہوں گی۔ ایک روایت میں ہے کہ معاون ظاہر ہونگے اور اشرار خلق اس کے گرد جمع ہوں گے۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریب ہے کہ امتیں تمہارے پاس جمع ہوں گی جس طرح کھانے والے طباق کے گرد جمع ہوتے ہیں کسی کہنے والے نے کہا اس دن کیا ہم کم تعداد میں ہوں گے فرمایا،

نہیں بلکہ تم کثیر تعداد میں ہو گے لیکن غایت درجہ ذلیل و پست ہو جاؤ گے۔ اللہ ﷻ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری و بزدلی ڈال دے گا کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ بزدلی و کمزوری کیا ہے؟ فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے کراہت۔

بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی مال کے لینے میں اس کی پرواہ نہ کرے گا کہ حلال طریقہ سے آیا ہے یا حرام ذرائع سے۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

تم میں سے کسی پر وہ دن ضرور آئے گا کہ اگر وہ مجھے دیکھے اور پھر وہ مجھے دیکھے تو اسے اپنے اہل و عیال کے دیکھنے سے زیادہ میرا دیکھنا محبوب ہو۔

مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمنا رکھتا ہوں کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھوں صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا تم تو میرے صحابہ ہو۔ میرے بھائی تو وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے ہیں۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ کو ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ براہ راست مجھ سے سنتے ہو اور تم سے دوسرے لوگ حدیث سنیں گے اور تمہارے سننے والوں سے اور دوسرے لوگ سنیں گے۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے ثابت بن قیس ﷺ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابو بکرہ ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حاضر کو چاہئے کہ وہ غائب کو حدیث پہنچائے ممکن ہے جس کو وہ پہنچائے ان سننے والوں میں سے کوئی شخص ان سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے ثابت بن قیس ﷺ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ابن ماجہ و بیہقی رحمہما اللہ نے ابو ہارون عبدی ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم ابو سعید خدری ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے وصیت کے لوگو! مرحبا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے حدیث فرمائی کہ آفاق سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے اور وہ دین میں تفقہ کے طالب ہوں گے تو تم لوگ ان کے ساتھ خیر کی وصیت کرنا۔

ابن ماجہ رحمتہ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے اس کی مانند حدیث روایت کی۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابن عمرو ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ علم کو عالم کے سینوں سے نکال کر قبض نہیں فرماتا بلکہ علماء کو قبض کر کے علم کو قبض کرتا ہے۔ جب علما باقی نہ رہیں گے تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور ان سے مسئلہ پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے جس سے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے ابُو ہریرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر علم ثریا پر پہنچ جائے تب ابنائے فارس کے لوگ وہاں سے بھی علم ضرور حاصل کرلیں گے۔ مسلم و بیہقی رحمہما اللہ نے بھی ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں ابو ہریرہ ﷺ کے

پاس تھا ان سے کسی شخص نے کوئی بات پوچھی میں اسے نہ سمجھ سکا۔ اس پر ابو ہریرہ ﷺ نے فرمایا:
اللہ اکبر۔ اس مسئلہ کو دو شخصوں نے پوچھا اور یہ تیسرا شخص ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جن کے سبب سوال بلند ہو جائے گا یہاں تک کہ لوگ یہ کہیں گے کہ اللہ ﷻ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اسے (معاذ اللہ) کس نے پیدا کیا۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں حضرت انس ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اپنی امت کے اندیشوں میں سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے کہ وہ نمازوں کو ان کے اوقات سے تاخیر کر کے پڑھیں گے اور نمازوں کو ان کے اوقات سے تعجیل کر کے پڑھیں گے یا تو بہت زیادہ دیر کر کے یا بہت جلد۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت عباس بن عبد المطلب ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین اتنا پھیلے گا کہ دریاؤں سے تجاوز کر جائے گا اور یہاں تک کہ اللہ ﷻ کی راہ میں دریاؤں میں گھوڑے ڈال دیں گے اس کے بعد ایک قوم ایسی آئے گی جو قرآن کی تلاوت کرے گی اور وہ کہیں گے ہم نے قرآن پڑھا ہے۔ ہم نے زیادہ پڑھا ہوا کون ہے اور ہم سے زیادہ فقیہ اور عالم کون ہے؟ پھر حضور ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ان لوگوں میں خیر ہوگی؟ ہرگز نہیں یہ لوگ تو جہنم کے ایندھن ہیں۔

امام احمد و بزار، طبرانی و ابو نعیم اور حاکم رحمہم اللہ نے بسند صحیح سمرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریب ہے کہ اللہ ﷻ عجم کے خزائن سے تمہارے ہاتھوں کو بھر دے اس کے بعد وہ شیر ہو جائیں گے اور وہ نہ بھاگیں گے اور وہ تم سے خوب جنگ کریں گے اور تمہارا مال غنیمت وہ کھائیں گے۔

اور بزار رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت انس اور حذیفہ رضی اللہ عنہما سے اس کی مانند اور بزار و طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر ﷺ سے اس کی مثل اور طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے ابو موسیٰ ﷺ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک قطعہ زمین کو دیکھ کر فرمایا اس قطعہ میں ایسی بکثرت قسمیں ہوں گی جو اللہ ﷻ سے صعود نہیں کریں گی۔ میں نے آج تک اس جگہ نخاسہ (بازار مویشی وغیرہ) ہی دیکھا ہے۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے عبادہ بن صامت ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا میرے بعد تم پر ایسے حکمران آئیں گے جن کو تم معروف کی کہو گے وہ ان کو

منکر خیال کریں گے۔ اور جن کو تم منکر جانو گے وہ ان کو معروف سمجھیں گے تو تم میں سے جو کوئی ایسے حکمران کو پائے تو اللہ ﷻ کی نافرمانی میں اس شخص کی اطاعت نہیں ہے۔

ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ بن جبل ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عطیات کو لو جب تک کہ وہ عطیہ ہو اور جب وہ دین کے خلاف رشوت بن جائے تو اسے نہ لو۔ میری اس ہدایت کے باوجود تم لوگ اسے نہ چھوڑو گے اور فقر و فاقہ کے خوف سے اس سے باز نہ آؤ گے۔ سن لو! ایمان کی چکی گردش میں ہے جس طرف کتاب اللہ ﷻ ہو اس طرف تم گھوم جاؤ، خبردار سن لو! بادشاہ اور کتاب اللہ ﷻ دونوں جدا جدا ہو جائیں گے تو تم لوگ کتاب اللہ ﷻ کو نہ چھوڑنا۔ خبردار آگاہ رہو تم پر ایسے حکمران آئیں گے اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم گمراہ ہو جاؤ گے اور اگر تم نے ان کی نافرمانی کی تو تم قتل کر دیئے جاؤ گے۔

صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ایسے زمانے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

حضور ﷺ نے فرمایا: اس زمانہ میں وہ کرنا جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے اصحاب نے کیا۔ انہیں سولی پر چڑھایا گیا اور آروں سے انہیں چیرا گیا۔ اللہ ﷻ کی اطاعت میں مرنا خدا ﷻ کی معصیت میں جینے سے بہتر ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن حارث ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا میرے بعد ایسے سلاطین ہوں گے جن کے دروازوں پر فتنوں کی ایسی جگہ ہو گی جیسے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے وہ سلاطین کسی کو کچھ نہ دیں گے مگر یہ کہ اس کے عوض اتنا ہی ان کا دین لے لیں گے۔

ابن قانع رحمۃ اللہ علیہ نے حجر بن عدی ﷺ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے مگر اس کا نام کچھ اور رکھیں گے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مثل روایت کی۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دن رات کا یہ سلسلہ اس وقت تک ختم نہ ہو گا جب تک کھڑا ہونے والا کھڑے ہو کر یہ نہ کہے کہ ایک مٹھی بھر درہم کے بدلے اپنے دین کو ہمارے ہاتھ کون فروخت کرتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عمران بن حصین ﷺ سے روایت کی کہ بصرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ امیر تھے اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص بار بار یہ کہہ رہا ہے کہ "اللہ ﷻ اور اس

کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا'' تو عمران ﷺ اس کے پاس گئے اور یہ کہنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں قبیلہ کے ایک سردار کے بیٹے کا فدیہ لے کر گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ وہ ہے اور ایک کے باپ کو جا کر یہ دیدو۔

میں نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ فدیہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہم آل محمد کے لئے جو اولاد اسمعیل میں سے ہیں سزاوار نہیں ہے کہ ہم کسی کی جان کی قیمت کھائیں۔ اس کے بعد فرمایا مجھے قریش پر کوئی خوف نہیں ہے مگر ان کی اپنی ہی جانوں سے۔

میں نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! قریش کے لئے کیا خوف ہے؟ فرمایا اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم ان کو اس جگہ دیکھ لو گے حتی کہ لوگوں کو ان بکریوں کی مانند دیکھو گے جو دو حوضوں سے پانی پیتی ہیں کبھی ایک حوض سے اور کبھی دوسرے حوض سے۔

لہٰذا اب میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ حضرت ابن عباس ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگ رہے ہیں اور اسی سال میں نے دیکھا کہ یہ لوگ امیر معاویہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کر رہے تھے۔ یہ صورت حال دیکھ کر مجھے رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان یاد آ گیا۔

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو ایسی سیاہی سے خضاب کریں گے جیسے پرندوں کے پوٹے رنگیں ہوتے ہیں وہ لوگ جنت کی بو بھی نہ سونگھیں گے۔

ابن سعد و ابن ماجہ رحمہا اللہ نے سلامہ بنت حر رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا میری امت کے لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ ایک گھڑی تک کھڑے انتظار کرتے رہیں گے مگر وہ کسی امام کو نہ پائیں گے جو انہیں نماز پڑھائے۔

امام احمد و ابو یعلی و بزار اور طبرانی رحہم اللہ نے جابر بن سمرہ ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا میں اپنی امت پر تین باتوں کا خوف رکھتا ہوں ایک یہ کہ ستاروں سے بارش چاہیں گے دوسرے یہ کہ ان پر سلطان ظالم ہو گا تیسرے یہ کہ وہ تقدیر کو جھٹلائیں گے۔

ابو یعلی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اپنی امت پر اندیشہ ہے کہ وہ قدر (تقدیر) کو جھٹلائیں گے اور ستاروں کی تصدیق کریں گے۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے ابو امامہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کہ اپنی امت کے خوف میں سے ایک خوف یہ ہے کہ آخر زمانے میں ستاروں کی تصدیق کریں گے اور تقدیر کی تکذیب کریں گے اور سلطان کا ان پر ظلم ہوگا۔

بخاری نے اپنی ''تاریخ'' میں اور ابن سعد و ابن سکن رضی اللہ عنہما اور طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے بروایت جنادہ ازدی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔

آپ نے فرمایا جاہلیت کے تین فعل ایسے ہیں جن کو اہل اسلام ترک نہیں کریں گے۔ ستاروں سے پانی مانگنا' نسب میں طعن کرنا' اور مردے پر واویلا کرنا۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی امت پر تین باتوں کا خوف رکھتا ہوں۔ عالم کا بھٹکنا' منافق کا قرآن کے ساتھ جھگڑنا اور قدر کا جھٹلانا۔

ابویعلی و طبرانی رحمہما اللہ نے مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا ہر امت کی ایک مدت مقرر ہے اور میری امت کی مدت سو سال ہے جب میری امت پر ایک صدی گزر جائے گی تو جس چیز کا اللہ تعالیٰ کا ان سے وعدہ ہے وہ آ جائے گی۔ ابن لہیعہ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا اس سے مراد فتنوں کی کثرت ہے۔

بزار رحمتہ اللہ علیہ نے بسند حسن ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے وہ سو سال میں ہوگی۔

ابویعلی و بزاز رحمہما اللہ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا کی زیبائش ایک سو پچیس سال میں بڑھ جائے گی۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس دین کے لئے اقبال بھی ہے ادبار بھی' آگاہ رہو۔

اس دین کا اقبال یہ ہے کہ سارا قبیلہ دین میں تفقہ رکھے گا یہاں تک کہ تفقہ فی الدین میں کوئی نہ بچے گا۔ بجز ایک یا دو فاسقوں کے اور وہ قبیلہ میں ذلیل و خوار ہوں گے۔ اگر وہ بات کریں گے تو قہر کیا جائے گا اور ان پر غضب ہوگا اور اس دین کا ادبار یہ ہے کہ سارا قبیلہ جفاشعار ہوگا اس سے کوئی نہ بچے گا مگر یہ کہ ایک یا دو فقیہ ہوں گے اور وہ دونوں ان لوگوں میں ذلیل ہوں گے اگر کلام کریں گے تو قہر کیا جائے اور ان پر غضب ہوگا اور یہ بھی اس کے ادبار میں سے ہے کہ بعد والے لوگ اپنے پچھلوں پر لعنت و ملامت کریں گے حالانکہ خود انہیں پر لعنت حلال ہوگی حتی کہ وہ علانیہ شراب پئیں گے یہاں تک کہ ایک عورت قوم پر گزرے گی اور ایک آدمی اس قوم میں سے

کھڑا ہوگا اور وہ اس عورت کا دامن اس طرح اٹھائے گا جس طرح بھیڑ کی دم اٹھائی جاتی ہے اس وقت کوئی کہنے والا یہ کہے گا کہ تم نے اس عورت کو دیوار کے پیچھے کیوں نہ چھپالیا اس دن ان لوگوں میں یہ کہنے والا شخص ایسا ہوگا جیسے ابوبکر و عمر ﷺ آج تم میں ہیں۔ لہٰذا اس دن جو معروف (بھلائی) کا حکم دے گا اور منکر (برائی) سے باز رہنے کی تلقین کرے گا اس کے لئے پچاس ایسے صحابیوں کا اجر ہوگا جنہوں نے مجھے دیکھا اور وہ مجھ پر ایمان لائے اور انہوں نے میری اطاعت کی اور میری بیعت کی۔

امام احمد و بزار اور حاکم رحمہم اللہ نے صحیح بتا کر ابن عمرو ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا جب تم دیکھو کہ میری امت ظالم کا اتنا خوف رکھتی ہے کہ وہ اس سے وہ کہہ سکے کہ "تو ظالم ہے" تو تم ان سے وداع کر لئے جاؤ گے۔

طبرانی رحمۃ اللہ نے "اوسط" میں ابوبکرہ ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ اس زمانے میں معروف (بھلائی) کا حکم کرنے والا اور منکر (برائی) سے باز رہنے کی تلقین کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔

ابویعلی وطبرانی رحمہا اللہ نے اوسط میں ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

اے لوگو! اس وقت تمہارا کیا حال ہو گیا جب تمہاری عورتیں سرکشی کریں گی اور تمہارے جوان فسق و فجور کریں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا ایسا زمانہ آنے والا ہے؟ فرمایا ہاں بلکہ اس سے اشد ہوگا۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دو گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا ایسا ہوگا؟ فرمایا ہاں بلکہ اس سے اشد۔ فرمایا اس وقت تم کیا کرو گے جب تم معروف کو منکر اور منکر کو معروف دیکھو گے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر حضرت انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا وہ اپنی مسجدوں میں حلقہ بنا کر بیٹھیں گے لیکن ان کی غرض خالص دنیاوی ہوگی اور انہیں اللہ ﷻ سے کوئی حاجت نہ ہوگی تو ایسے لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی انہوں نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مسلمان اپنے علماء سے بغض رکھیں گے اور اپنے بازار کی عمارتوں کو ظاہر کریں گے اور روپیہ جمع کرنے کی غرض سے نکاح کریں گے اس وقت اللہ ﷻ ان کو چار باتوں میں مبتلا کر دے

گا۔

(1) زمانے میں قحط سالی عام ہوگی　(2) بادشاہ کا ظلم ہوگا

(3) حکمران طبقہ خیانت کرے گا　(4) اور دشمن کی صولت ان پر ہوگی۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر ابن عمر ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس امت کے آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو اونچی اونچی سواریوں پر سوار ہوں گے یہاں تک کہ مسجدوں کے دروازوں پر آئیں گے ان کی عورتیں ایسا لباس پہنیں گی کہ وہ ننگی ہوں گی (یعنی اس قدر باریک لباس ہوں گے کہ جسم نظر آئے گا) اور ان کے سروں پر اونٹ کی مانند پگڑ ہوگا۔ (جیسے اونٹوں کے کوہان ہوتے ہیں)۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابوہریرہ ﷛ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ ان میں دھنسنا مسخ ہونا اور پتھر مارنا واقع نہ ہو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کب واقع ہوگا؟

فرمایا جب تم دیکھو کہ عورتیں اونچے بالاخانوں پر ہوں اور گانے والیوں کی کثرت ہو۔ جھوٹی گواہیاں دی جائیں اور نماز پڑھنے والے مشرکین کے سونے چاندی کے برتنوں میں پانی پئیں۔ مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے مستغنی ہوں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ بن انس ﷛ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ امت شریعت پر ہمیشہ قائم رہے گی جب تک ان میں یہ تین باتیں ظاہر نہ ہوں۔ جب تک علم ان سے قبض نہ کیا جائے اور ان میں خبیث اولاد کی کثرت نہ ہو اور ان میں سقاروں کا ظہور نہ ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! سقاروں کیا ہے؟ فرمایا وہ لوگ ہیں جو آخر زمانہ میں ہوں گے بوقت ملاقات ان کی تحیت باہم لعنت ہوگی۔ (دعا سلام کے بجائے ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں گے)

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت حذیفہ ﷛ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت فنا نہ ہوگی جب تک میں ان میں تمایز (گروہ بندی)، تمایل (فتنہ فساد) اور معامع (جنگ و جدل) کا ظہور نہ ہو۔ میں نے عرض کیا تمایز (گروہ بندی) کیا ہے؟ فرمایا عصبیت، جسے میرے بعد لوگ اسلام میں پیدا کریں گے میں نے پوچھا تمایل (فتنہ و فساد) کیا ہے؟ فرمایا ایک قبیلہ کا دوسرے قبیلہ پر اس طرح مائل ہو جانا کہ اس کی حرمت کو حلال جانیں۔ میں نے پوچھا معامع کیا ہے؟ فرمایا ایک شہر کے لوگوں کا دوسرے شہر میں جانا اور برسرپیکار ہو جانا۔

امام احمد وطبرانی اور حاکم رحمہا اللہ نے صحیح بتا کر بروایت ابوامامہ باہلی ﷺ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسلام کی سیڑھی کے ایک ایک کر کے ڈنڈے ٹوٹ جائیں گے جب بھی ایک ڈنڈا ٹوٹے گا تو لوگ اس کے متصل ڈنڈے کو پکڑ لیں گے۔ اسلام کی سیڑھی کا پہلا ڈنڈا ٹوٹنا نقض حکم ہے اور اس کا آخری ڈنڈا نماز ہے۔

بزار وطبرانی رحمہا اللہ نے ابن مسعود ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے پیچھے صبر کے ایام ہیں۔ ان دنوں میں صبر کرنا ایسا ہے جیسے شعلہ کو ہاتھ میں پکڑنا۔ اس زمانے میں عمل کرنے والے پچاس آدمیوں کا اجر ہے۔ حضرت عمر ﷺ نے دریافت کیا کیا ہم میں سے کے پچاس آدمیوں کا اجر ملے گا یا ان میں کے؟ فرمایا تم میں کے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوثعلبہ ﷺ سے اس کی مانند حدیث روایت کی۔

بزار وطبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے صحیح بتا کر ابن مسعود ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا تم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ تم کسی شخص کی اولاد کی کمی پر رشک کرو گے جس طرح تم آج مال و اولاد کی کثرت پر رشک کرتے ہو۔ یہاں تک کہ تم میں کا ایک شخص اپنے بھائی کی قبر پر گزرے گا اور وہ اس کی قبر پر اس طرح لوٹے گا جس طرح جانور لوٹتا ہے اور وہ کہے گا کاش میں تیری جگہ ہوتا۔ اس کا یہ لوٹنا نہ خدا کی طرف شوق کی بنا پر ہوگا اور نہ اپنے بھیجے ہوئے کسی عمل صالح کی بنا پر مگر اس کی وجہ وہ بلائیں ہوں گی جو اس پر نازل ہوں گی۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام سلمہ ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ اس زمانے میں سچ کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا گردانا جائے گا اور اس زمانے میں امین کو خائن اور خائن کو امین سمجھا جائے گا اور آدمی گواہی دے گا اگرچہ گواہی طلب نہ کی ہو اور آدمی قسم اٹھائے گا اگرچہ اس سے قسم طلب نہ کی گئی ہو اور کم ظرف اور کمینہ ظرف آدمی دنیاوی جاہ وحشمت اور مال و دولت سے بہرہ اندوز ہوگا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ باہلی ﷺ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا لوگ میوہ دار درخت ہیں مگر قریب ہے کہ وہ کانٹے دار درخت ہو جائیں اگر تم ان کی بات کا جواب دو گے تو وہ تمہیں جواب دیں گے اور اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں نہ چھوڑیں گے اور اگر تم ان سے بھاگ جاؤ گے تو وہ تمہیں ڈھونڈ لیں گے۔ راوی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ان سے چھٹکارے کی کیا صورت ہے؟ فرمایا اپنے فاقہ کے دنوں کے لئے اپنا مال انہیں قرض دو (مطلب یہ کہ خود فاقہ کرو مگر انہیں مال ضرور دو)۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے ابو امامہ باہلی ﷜ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا یہ امر زیادہ نہ ہوگا مگر شدت میں اور مال زیادہ نہ ہوگا مگر اضافہ میں لوگ زیادہ نہ ہوں گے مگر بخل میں۔ قیامت قائم نہ ہوگی مگر شریر اور بدوں پر۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں حذیفہ ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو لوگ کب چھوڑ دیں گے۔ فرمایا جب تم ایسے ہو جاؤ گے جیسے بنی اسرائیل ہوئے۔ جب تم میں کے اچھے لوگ تاجروں سے متابعت کریں گے اور تفقہ فی الدین تم میں کے بدوں میں چلا جائے گا اور حکومت چھوکروں میں پہنچ جائے گی۔

ابن ماجہ رحمتہ اللہ علیہ نے جابر ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اس امت کے آخر کے لوگ اپنے پچھلوں پر لعنت کریں گے اور جو حدیث کو چھپائے گا گویا وہ اللہ ﷻ کے نازل کردہ کلام کو چھپائے گا۔

بزار و طبرانی رحمہما اللہ نے ''اوسط'' میں معاذ بن جبل ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو ظاہر میں تو بھائی بنیں گے مگر باطن میں وہ دشمن ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ حالت کیوں ہوگی؟ فرمایا بعض بعض کی طرف رغبت کرے گا اور بعض بعض سے خوف رکھے گا۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے اوسط میں ابن عباس ﷜ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

آخر زمانے میں ایسے لوگ آئیں گے جن کے منہ تو آدمیوں جیسے ہوں گے لیکن ان کے دل، قلوب الشیاطین ہوں گے۔ وہ امر قبیح سے باز رہیں گے۔ اگر تم ان کی متابعت کرو گے تو وہ تمہاری مدارات کریں گے اور اگر ان سے کنارہ کش ہو گئے تو وہ تمہیں برا کہیں گے اور اگر تم ان سے بات کرو گے تو وہ تمہیں جھٹلائیں گے اور اگر تم ان کے پاس امانت رکھو گے تو وہ تمہاری خیانت کریں گے۔ ان کے بچے بے حیا بے شرم ہوں گے۔ ان کے جوان شاطر و چالاک ہوں گے ان کے بوڑھے امر بالمعروف اور نہی عن والمنکر نہ کریں گے۔ ان سے عزت کے ساتھ پیش آنا ذلت ہوگی اور جو ان کے ہاتھوں میں ہوگا اسے طلب کرنا محتاجی ہوگی۔ ان لوگوں میں بردبار شخص کو بداندیش و خطار کار ٹھہرایا جائے گا۔ ان میں نیکی کا حکم دینے والا متہم ہوگا۔ ان میں ایماندار مومن کمزور سمجھا جائے گا۔ ان میں فاسق و فاجر عزت دار ہوگا ان کی زبان پر بدعت بدعت ہوگی اور جو بدعت ہوگی وہ ان میں سنت کہلائے گی۔ اس وقت ان لوگوں پر بدترین لوگ حاکم بنا دیئے جائیں

گے۔ ان میں سے اچھے لوگ دعا مانگیں گے مگر ان کی دعا مقبول نہ ہوگی۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں حضرت انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ بھیڑیے بن جائیں گے اور جو بھیڑیا نہ ہوگا اسے بھیڑئے کھا جائینگے۔

امام احمد و ابو یعلی اور بیہقی رحمہم اللہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی بے بسی اور فسق و فجور میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہوگا۔ تو جو کوئی ایسے زمانے کو پائے تو اسے چاہئے کہ فسق و فجور کے مقابلے میں عاجزی و بے بسی کو اختیار کرے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا میری امت کو گزشتہ امتوں کی بیماریاں پہنچیں گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ گزشتہ امتوں کی بیماریاں کیا ہیں؟

فرمایا عجب مال پر اترانا' بیگانگی' نفسانیت' ایک دوسرے سے بغض رکھنا اور بخل کرنا۔ یہاں تک کہ زنا کاری بڑھ جائے گی اس کے بعد فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔

امام احمد و طبرانی رحمہما اللہ نے بعض اصحاب سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ ذلیل و کمینوں کا دور دورہ نہ ہو۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں مستورد بن شداد ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک ایک کر کے صلحاء دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ دنیا میں وہی ناکارہ لوگ رہ جائیں گے جو کھجور کی چھال کی مانند ہیں۔ اللہ ﷻ ان کی کوئی پرواہ نہ کرے گا۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس امت سے سب سے پہلے جو چیز اٹھے گی وہ حیا اور امانت ہے اور اس امت پر آخری جو چیز رہ جائے گی وہ نماز ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سعد ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ ایسے لوگ ہوں گے جو اس طرح اپنی زبانوں سے کھائیں گے جس طرح گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخر زمانے میں عبادت گزار لوگ جاہل ہوں گے اور قاری فاسق ہوں گے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر جابر ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی امت سے جن باتوں کا میں خوف رکھتا ہوں سب سے زیادہ خوف قوم لوط کے عمل سے ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''المعرفہ'' میں عبید الجہنی ﷺ سے روایت کی انہیں صحبت حاصل تھی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا کہ آپ کی امت میں تین عمل ایسے ہوں گے جن کو ان سے پہلی امتوں نے نہیں کیا ہے۔ (1) نباشی (مردوں کا کفن چرانا) (2) متسمنی (خود کو موٹا بنانا) (3) اور عورت کا عورت سے جماع کرنا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمرو ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا میری امت میں اسلام سے انحراف کی پہلی بات جھکاؤ کی ایسی ہوگی جیسے شراب میں برتن کا جھکاؤ ہوتا ہے (هٰكَذَا فِي النُّسَخِ فَلْيَتَدَبَّرْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ)۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الشعب'' میں حسن ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے کہ وہ اپنی مسجدوں میں بیٹھ کر دنیاوی باتیں کریں گے لہٰذا تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا۔ اللہ ﷻ کو ان کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے ''الموفقیات'' میں عمر بن حفص ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ بادشاہ سیر و تفریح کے لئے حج کریں گے (مقصود عبادت گزاری نہ ہوگی) اور تونگر لوگ تجارت کے لئے اور محتاج بھیک مانگنے کے لئے حج کرینگے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''الزہد'' میں بکر بن سوادہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد میری امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور دین میں تفقہ کریں گے۔ شیطان ان کے پاس آ کر کہے گا کاش کہ تم سلطان کے پاس جاتے تو تمہاری دنیا سنور جاتی اور تم ان کو اپنے دین کی طرف پھیر لیتے۔ حالانکہ ایسا نہ ہوگا۔ جس طرح کہ قتاد کے درخت سے کانٹوں کے سوا کوئی پھل نہیں حاصل کر سکتا۔ اسی طرح بادشاہوں کے قرب سے خطا و عصیان کے سوا کسی فائدے کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الزہد'' میں ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ دیندار کا اپنا دین سلامت نہ رہے گا۔ بجز اس شخص کے جو اپنا دین لے کر ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک یا ایک پتھر سے دوسرے پتھر تک بھاگ جائے (گویا آبادی سے

کنارہ کش ہو جائے) جب ایسا زمانہ ہوگا تو زندگانی بجز اللہ ﷻ کی ناراضگی میں گزارنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا جب ایسا ہوگا تو یہی انجام ہوگا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بیوی یا اس کی اولاد کے ہاتھوں ہو گی اور اگر اس کی بیوی اور اولاد نہ ہو تو اس کی ہلاکت اس کے ماں باپ کے ہاتھوں سے ہے اور اگر اس کے ماں باپ نہ ہوں تو اس کی ہلاکت اس کے قرابت داروں اور اس کے ہمسایوں کے ہاتھوں سے ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کیونکر ہوگا؟

فرمایا یہ لوگ معیشت کی تنگی پر عار دلائیں گے جس وقت وہ عار دلائیں گے تو آدمی خود کو اس مقام میں لے آئے گا جہاں اس کی ہلاکت واقع ہوگی۔

قیامت کی نشانیوں کی خبر دینا اور خبر کے مطابق ان کا ظہور

شیخین رحمہما اللہ نے انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھ جائے گا اور جہالت جڑ پکڑ جائے گی۔ شراب نوشی عام ہوگی اور زنا کاری ظاہر ہوگی۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! قیامت کب آئے گی فرمایا جب امانت ضائع ہونے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس نے پوچھا امانت کا ضیاع کیسے ہوگا فرمایا جب امر' غیر اہل کو سونپ دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ فرمایا "مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ" البتہ میں اس کی نشانیاں تمہیں بتاتا ہوں جب تم دیکھو کہ باندی نے اپنی مالکہ کو جنا ہے تو یہ اس کی ایک نشانی ہے اور جب تم برہنہ پاؤں' اور گونگے بہروں کو زمین کا بادشاہ دیکھو تو یہ اس کی ایک نشانی ہے اور جب تم دیکھو کہ جانور چرانے والے اونچی اونچی عمارتیں بنا رہے ہیں تو یہ بھی قیامت کی ایک نشانی ہے۔

بزار رحمتہ اللہ علیہ نے عمرو بن عوف ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرب قیامت عین مکر و فریب کے سن ہونگے جن میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا اور خائن امانت دار ہوگا اور امانتدار خائن ان سالوں میں رویبضہ گویا ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا رویبضہ کیا ہے؟ فرمایا: حقیر و خسیس آدمی عام لوگوں کے معاملات میں بحث کرے گا حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ﷺ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علامات قیامت میں سے ہے کہ فحش و فحش یعنی بدی کرنا اور بدی کا حد سے بڑھنا اور قطع رحمی اور امین کو خائن بتانا اور خائن کو امین کہنا ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ اولاد غصہ ور ہو گی۔ بارش کم ہو جائے گی۔ بدلوگوں کا دور دورہ ہو گا اور علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ اجنبی لوگوں سے تو حسن سلوک ہو گا مگر رحمی رشتہ داروں سے قطعیت ہو گی اور ہر قبیلہ کے منافق قبیلہ کے سردار بن جائیں گے اور علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ محرابوں کو منقش کیا جائیگا۔ مگر دل ویران وخراب ہوں گے اور قبیلہ میں مسلمان غلام سے زیادہ ذلیل ہو گا۔ مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ اکتفا کریں گے اور علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ بچوں کی بادشاہت اور عورتوں کی حکومت ہو گی اور ان سے مشورے لئے جائیں گے دنیا کی ویران جگہیں آباد ہوں گی اور آباد جگہیں ویران ہوں گی۔ آلات موسیقی ڈھول باجا وغیرہ اور شراب نوشی کی فراوانی ہو گی اور زنا سے بکثرت بچے پیدا ہوں گے۔ حضرت ابن مسعود ﷺ سے لوگوں نے پوچھا کیا وہ لوگ مسلمان ہوں گے؟ فرمایا ہاں مسلمان ہی ہوں گے۔ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا شوہر بیوی کو طلاق دے دے گا پھر وہ مرد اسی فرش پر مقیم رہے گا جب تک یہ دونوں یکجا رہیں گے زنا کرتے رہیں گے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوموسیٰ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ کتاب اللہ ﷻ کو عار جانا جائے گا اور دُنیا کی مدت سمٹ جائے گی۔ قحط سالی کی وجہ سے پھل کم پیدا ہوں گے۔ امانت دار کو مشکوک اور مشکوک کو امانتدار سمجھا جائے گا اور جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ فتنہ وفساد کی کثرت ہو گی۔ بغاوت وحسد اور بخل کا غلبہ ہو گا۔ لوگوں کے درمیان امور مختلف ہو جائیں گے۔ خواہشات کی پیروی ہو گی۔ ظن و گمان سے فیصلہ کیا جائے گا۔ علم قبض کر لیا جائے گا اور جہالت عام ہو گی۔ اولاد غصہ ور ہو گی اور سردی میں گرمی ہو گی۔ بُرائیاں علی الاعلان کی جائیں گی اور زمین کو خون سے سیراب کیا جائے گا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ بدعملی، بخل عام ہو جائے گا۔ خائن کو امین اور امین کو خائن کہنے کا ظہور ہو گا اور دعول ہلاک ہوں گے اور تحوت کا غلبہ ہو گا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! دعول اور تحوت کیا ہے؟

فرمایا دعول' لوگوں کے چہرے اور ان کے عزت دار لوگ اور تحوت وہ لوگ ہیں جو پست و خوار ہیں۔ جو لوگوں کے پاؤں تلے رہتے تھے جن کی کوئی پرواہ تک نہ کرتا تھا۔

نیز ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ غصہ ور بچے پیدا ہوں گے اور بارش گرمی برسائے گی اور کمینوں کا غلبہ ہوگا اور عزت والے کمتر ہو جائیں گے اور چھوٹے بڑوں پر اور کمینے عزت والوں پر جرأت کریں گے۔

تجارت کی بہتات اور مال کی فراوانی قیامت کی نشانیاں ہیں

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب زمانہ متقارب ہو جائے گا تو اطلیس کے لباس کی کثرت ہو جائے گی۔ تجارت کی بہتاب ہوگی اور مال کی فراوانی ہوگی اور مالدار کی تعظیم اس کے مال کی وجہ سے کی جائے گی۔ فواحش کی کثرت ہوگی اور چھوکروں کی حکومت ہوگی عورتیں زیادہ ہوں گی اور حکمران ظالم ہوں گے۔ ناپ تول میں کمی ہوگی اور آدمی کتوں کے بچوں کو پالے گا اور کتوں کی پرورش اولاد کی پرورش سے بہتر کی جائے گی۔ بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم نہ ہوگا۔ زنا کے بچوں کی کثرت ہو گی۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی فرمایا قیامت کے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ بُروں کی عزت وتوقیر ہوگی اور اخیار (نیکوں) کی ذلت وپستی۔ باتوں کے دروازے کھلے ہوں گے اور عمل مفقود ہوگا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ ہلال کو روبرو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ دو راتوں کا چاند ہے مسجدیں رہ گزر ہو جائیں گی اور اچانک [illegible]ت کی کثرت ہوگی۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ'' میں طلحہ بن ابی حدار رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا علامات قیامت میں سے ہے کہ لوگ ہلال کو دیکھ کر کہیں گے یہ دو راتوں کا چاند ہے حالانکہ وہ پہلی ہی رات کا ہوگا۔

بزار و طبرانی رحمہم اللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ سر راہ جماع کریں گے جس طرح گدھے جفتی کرتے ہیں۔

قیامت اس وقت قائم ہوگی جب ہر قبیلے کا سردار منافق ہوگا

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قبیلہ کا سردار منافق ہوگا۔

امام احمد و بزار اور طبرانی و حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ آدمی سلام کرے گا اور وہ سلام کا جواب نہیں دے گا مگر جان پہچان والے کو اور تجارت پھیل جائے گی یہاں تک کہ بیوی اپنے شوہر کی مدد کرے گی صلہ رحمی منقطع ہو جائے گی اور جھوٹی گواہی دی جائے گی اور سچی گواہی چھپائی جائے گی۔ آدمی مسجد کے قریب سے گزر جائے گا مگر مسجد میں نماز نہ پڑھے گا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عداء بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی سلام نہیں کرے گا مگر اسی کو جسے وہ جانتا ہوگا اور یہاں تک کہ مسجدیں رہگذر بن جائیں گی۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرب قیامت کی علامات میں سے ہے کہ بارش کی کثرت ہوگی مگر سبزہ کم ہوگا۔ قاری کثرت سے ہوں گے مگر فقیہ کم ہوں گے۔ امراء کی کثرت ہوگی مگر امینوں کی کمی ہوگی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ عرب کی سرزمین سبزہ زاروں اور نہروں سے بدل جائے گی۔ یہاں تک کہ عراق سے مکہ کو سوار روانہ ہوگا اسے خوف نہ ہوگا مگر راستہ بھٹکنے کا۔

ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ زمانہ سمٹ جائے گا اور سال مہینہ کے برابر اور مہینہ جمعہ کے برابر اور جمعہ ایک دن کے برابر معلوم ہوگا اور دن اتنی جلدی گزر جائے گا جیسے پھونس کا گٹھر جلتا ہے۔

امت جب چھ چیزوں کو حلال جان لے گی تو اس کی ہلاکت لازمی ہوگی

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میری امت چھ چیزوں کو حلال جان لے گی تو اس کی ہلاکت لازمی ہو جائے گی۔ جب ان میں سے ایک دوسرے پر لعنت کا ظہور ہوگا اور وہ شراب نوشی کریں گے اور ریشم کا لباس پہنیں گے اور لوگوں کو غلام بنا لیا جائے گا اور مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے

ساتھ اکتفا کریں گے تو ان کی ہلاکت قریب ہوگی۔

ابن ماجہ وبیہقی رحمہما اللہ نے "سنن" میں حضرت انس ﷜ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ مسجدوں میں فخر ومباہات کریں گے۔

ابن ماجہ رحمتہ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷜ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ میرے بعد تم مسجدوں کو اونچا بناؤ گے جس طرح کہ یہود نے اپنے کنیساؤں کو اونچا بنایا اور جس طرح نصاریٰ نے اپنے گرجاؤں کو بلند بام بنایا۔

ابن ماجہ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن الخطاب ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کبھی کسی قوم کا عمل اتنا برا نہ ہوا جتنا کہ ان کا جنہوں نے اپنی مسجدوں کو نقش ونگار سے مزین کیا۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے ابن مسعود ﷜ سے روایت کی فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میراث تقسیم نہ کی جائے گی اور دشمن کی غنیمت سے خوشی نہ ہوگی۔

علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا امر ثانی تو پایا جاتا ہے اور امر اول کے مبادی ظاہر ہو چکے ہیں۔ اس لئے کہ موجودہ زمانہ کے وزراء نے بہت سے وارثوں کو ان کی میراث سے محروم کر دیا ہے۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے سنن میں ابن مسعود ﷜ سے مرفوعاً روایت کی کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسجدیں رہگزر بن جائیں گی یہاں تک کہ آدمی جانے پہچاننے والے شخص کو ہی سلام کرے گا۔ یہاں تک کہ بیوی اور اس کا شوہر دونوں تجارت کریں گے۔ یہاں تک کہ گھوڑوں اور عورتوں کی قیمت گراں ہو جائے گی اس کے بعد دونوں ارزاں ہو جائیں گے پھر قیامت تک گراں نہ ہوں گے۔

دیلمی رحمتہ اللہ علیہ نے ابوالدرداء ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی حارثہ کے ایک شخص سے فرمایا اے فلاں! کیا تم جہاد نہ کرو گے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے پودے لگائے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے جہاد کیا تو وہ پودے ضائع ہو جائیں گے حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے پودوں سے جہاد بہتر ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر اس نے جہاد کیا۔ واپسی پر پودوں کو دیکھا تو وہ نہایت عمدہ احسن پودے تھے۔

ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے الحسن بن محمد علوی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں

بچپن میں کوفہ کی جامع مسجد میں تھا جب کہ قرامطہ (جو کہ ملاحدہ روافض کی قوم تھی اور خلافت عباسیہ میں انہوں نے خروج کیا تھا) حجر اسود کو لائے تو اہل کوفہ نے امیر المومنین حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی ایک روایت بیان کی کہ حضرت علی مرتضی ﷺ نے فرمایا،

گویا میں اسود دندانی کو جو کہ حام کی اولاد سے ہے دیکھ رہا ہوں کہ اس نے میری اس مسجد کے ساتویں کنگرے سے حجر اسود کو گرایا ہے۔ اس کا نام رخمہ ہے۔ (علماء اس کا نام رحمہ حاء کے ساتھ بتاتے ہیں)

راوی نے بیان کیا جب قرامطہ مسجد کے اندر آئے تو ان کے سردار نے کہا اے رخمہ اٹھ! تو اسود دندانی (جو کہ اولاد حام سے تھا جیسا کہ امیر المومنین علی مرتضی ﷺ نے بیان کیا تھا) اٹھا اور اسے حجر اسود دے کر کہا اسے مسجد کی چھت پر لے جا اور اوپر سے اسے گرا دے تو وہ حجر اسود کو لے کر مسجد کی چھت پر چڑھا اور وہ پہلے کنگرے کے قریب سے اسے گرانے لگا تو ایک انسان نے دوسرے کنگرے کی طرف دھکیل دیا پھر جب وہ اسے وہاں سے گرانے لگا تو تیسرے کنگرے کی طرف دھکیل دیا۔ یہاں تک کہ وہ ساتویں کنگرے کے پاس پہنچے اور وہاں سے اس نے حجر اسود کو گرا دیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر امیر المومنین ﷺ کے قول کی صداقت پر لوگوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا کہ کس طرح ان کی غیبی خبر صحیح ثابت ہوئی۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت علی ﷺ کا یہ خبر دینا رائے زنی کے قبیل سے نہیں کہا جا سکتا۔ بلاشبہ انہوں نے ربانی تائید اور اس کی توفیق سے یہ خبر دی۔ حالانکہ قرامطہ کا فتنہ اور ان کا حجر اسود کو لینا ۳۱۷ھ کا واقعہ تھا۔

وہ معجزات جو دعاؤں کے مقبول ہونے میں ظہور میں آئے

بارش کے لئے دعا فرمانا اور فوراً بارش کا ہونا

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں لوگوں کو خشک سالی پہنچی۔ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مال تباہ ہو گیا۔ بچے بھوکے مرنے لگے آپ اللہ ﷻ سے ہمارے لئے دعا کیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک دعاء کے لئے اٹھائے۔ حال یہ تھا کہ ہم بادل کا

ایک ٹکڑا بھی اس سے پہلے آسمان پر نہیں دیکھ رہے تھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ابھی آپ دست مبارک نیچے نہیں لائے تھے کہ بادل پہاڑ کی مانند امنڈ کے آگئے پھر حضور ﷺ نے منبر شریف سے اترے نہ تھے کہ حضور ﷺ کی ریش مبارک سے بارش کے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے تو وہ بارش اس دن بھی برسی اور اس کے دوسرے دن، تیسرے دن اور چوتھے دن بھی یہاں تک کہ دوسرا جمعہ آگیا پھر وہی اعرابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مکانات گرنے لگے۔

رسول ﷺ نے دست مبارک دعاء کے لئے اٹھائے اور کہا "اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا" اے خدا اردگرد برسے اور ہم پر نہ برسے اور حضور اکرم ﷺ ابر کے جس جانب دست اقدس سے اشارۃً فرماتے بادل پھٹتا جاتا تھا یہاں تک کہ مدینہ طیبہ خشک زمین کی مانند ہوگیا اور چاروں طرف صحرا کے ندی نالوں میں بارش ایک ماہ تک ہوتی رہی اور جدھر سے کوئی آدمی آتا یہی کہتا ایسی عمدہ بارش کبھی نہیں ہوئی۔ اس حدیث کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کئی سندیں ہیں۔

بیہقی و ابن عساکر رحمہما اللہ نے بطریق مسلم الملائی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! خدا کی قسم! ہم آپ کے حضور، اس حال میں آئے کہ ہمارے اونٹوں کی آوازیں نہیں نکلتیں نہ ہمارے بچوں میں رونے کی سکت رہی ہے اور یہ اشعار کہے:

اَتَیْنَاکَ وَالْعُذْرُ اَتَدْمٰی لِبَانُھَا	وَقَدْ شَغَلَتْ اُمُّ الصَّبِیِّ عَنِ الطِّفْلِ
وَاَلْقٰی بِکَفَّیْہِ الصَّبِیُّ اسْتِکَانَۃً	مِنَ الْجُوْعِ ضُعْفًا مَا یُمِرُّ وَمَا یُحْلِیْ
وَلَا شَیْئٌ مِمَّا یَاکُلُ النَّاسَ عِنْدَنَا	سِوَی الْحَنْظَلِ الْقَامِیِّ وَالْعِلْھِزِ الْغُسَلِ
وَلَیْسَ لَنَا اِلَّا اِلَیْکَ فِرَارُنَا	وَاَیْنَ فِرَارُ النَّاسِ اِلَّا اِلَی الرُّسُلِ

یعنی ہم اس حال میں آپ کے حضور آئے کہ کنواری لڑکیوں کے تالو خشک ہیں اور بچوں کی مائیں اپنے بچوں سے مایوس ہیں اور بچے بھوک کی ناتوانی میں ہاتھوں سے اپنے منہ میں ہر کڑوی یا میٹھی چیز کو ڈال لیتے ہیں اور ہم میں سے کسی کے پاس خوراک کی قسم سے کچھ نہیں رہا ہے جسے کھائیں بجز عام اندرائن پھل اور فرومایا علہز کے اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ ہم آپ کے حضور حاضر ہوں اور انسان بجز رسولوں کے دربار کے کہاں جاسکتے ہیں۔

یہ حال زار سن کر رسول اللہ ﷺ منبر شریف پر تشریف لائے اور آسمان کی جانب دست اقدس اٹھا کر دعا کی "اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مُرِیْئًا مُرِیْعًا غَدَقًا طَبَقًا عَاجِلًا غَیْرَ رَائِثٍ نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ تَمْلَأُ بِہِ الضَّرْعَ وَتُنْبِتُ بِہِ الزَّرْعَ وَتُحْیِیْ بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا

وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ " خدا کی قسم ! دست اقدس ابھی سینہ تک نہیں آئے تھے کہ موسلا دھار بارش برسنے لگی یہاں تک کہ مدینہ منورہ کے لوگوں نے آکر فریاد کی یارسول اللہ ﷺ ہم غرق ہو گئے ہم غرق ہو گئے۔اس وقت آپ نے دست اقدس آسمان کی جانب اٹھائے اور کہا " اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلاَ عَلَيْنَا " تو اسی وقت مدینہ سے بادل چھٹ گئے اور نبی کریم ﷺ نے اتنا تبسم فرمایا کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔اس کے بعد فرمایا " للہ در " اللہ ہی کی بڑی شان ہے۔کاش ابو طالب زندہ ہوتے تو یہ حال دیکھ کر انکی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔حضرت علی مرتضٰی ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! گویا آپ ان کا یہ شعر مراد لے رہے ہیں؟

وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

بنی کنانہ کے ایک شخص نے نعتیہ اشعار پڑھے

پھر بنی کنانہ کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا

لَكَ الْحَمْدُ وَالْحَمْدُ مِمَّنْ شَكَرَ سُقِيْنَا بِوَجْهِ النَّبِيِّ الْمَطَرُ
دَعَا اللّٰهُ خَالِقَهٗ دَعْوَةً اِلَيْهِ وَاَشْخَصَ مِنْهُ الْبَصَرُ
اَغَاثَ بِهِ اللّٰهُ عُلْيَا مُضَرُ وَهٰذَا الْعَيَانُ لِذَاكَ الْخَبَرُ
وَكَانَ كَمَا قَالَهٗ عَمُّهٗ اَبُوْ طَالِبٍ اَبْيَضُ ذُوْ غُرَرْ
فَلَمْ تَكُ اِلَّا كَكَفِّ الرِّدَاءِ اَوْ اَسْرَعَ حَتّٰى رَأَيْنَا الدُّرَرُ
بِهِ اللّٰهُ يَسْقِى صَوْبَ الْغَمَامِ وَمَنْ يَّكْفُرِ اللّٰهَ يَلْقَى الْغِيَرَ

اے خدا تیری ہی ثنا ہے اور ہر اس شخص کی طرف سے حمد جس نے تیرا شکر کیا تو نے ہمیں نبی کریم ﷺ کے روئے تاباں کے صدقے میں بارش سے سیراب کیا۔حضور ﷺ نے اللہ ﷻ سے جو آپ کا خالق ہے دعا کی اور اس کی جانب نظریں اٹھائیں۔اللہ ﷻ حضور ﷺ کے طفیل مضر قبیلہ کی فریاد کو پہنچا۔وہ خبر شنیدہ تھی اور یہ عینی مشاہدہ ہے۔

یہ واقعہ اس طرح ہوا جس طرح حضور کے چچا ابو طالب نے کہا کہ آپ ایسے حسین وجمیل ہیں کہ آپ کے چہرے سے بادل پانی لیتا ہو جتنی دیر میں چادر بدن سے لپٹی جاتی ہے یہ واقعہ اس سے بھی کم مدت میں ہو گیا یہاں تک کہ ہم نے موتیوں کو برستا دیکھا۔اللہ ﷻ آپ کے طفیل بارش برساتا ہے جو اللہ ﷻ کا انکار کرتا ہے وہ غیر حالت میں پڑا رہے گا۔نبی کریم ﷺ نے یہ اشعار سن کر فرمایا اگر کوئی شاعر عمدہ کلام کہہ سکتا ہے تو واقعتہً تم نے اچھا کلام کہا۔

بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ چاشت کے وقت مسجد میں کھڑے ہوئے اور تین تکبیریں کہیں پھر تین مرتبہ یہ دعا کی "اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا، اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا سَمْنًا وَّلَبَنًا، وَشَحْمًا وَّلَحْمًا" اے خدا ہمیں بارش سے سیراب کر، اے خدا ہمیں گھی، دودھ، چربی اور گوشت عطا فرما۔ ہم نے اس سے پہلے آسمان پر کوئی ابر کا نشان نہ دیکھا پھر ہوا و غبار اٹھا اور وہ مجتمع ہو کر بادل بنا اور خوب زور کی بارش ہونے لگی اور اہل بازار فریاد کرنے لگے مگر رسول اللہ ﷺ کھڑے رہے اور راستوں میں پانی بہنے لگا تو میں نے دودھ، گھی، چربی اور گوشت کی کثرت میں اس سے زیادہ کوئی سال نہ دیکھا یہ چیزیں راستہ میں موجود ہوتیں مگر خریدنے والا کوئی نہ ہوتا۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ کے ایک سفر میں بیٹھے ہوئے تھے جب لوگوں کو پانی کی ضرورت لاحق ہوئی تو انہوں نے قافلہ میں پانی کو تلاش کیا مگر پانی نہ ملا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اور بارش ہوئی یہاں تک کہ سب نے پیا اور پانی بھرا۔

بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے بطریق ابن المسیب رضی اللہ عنہ، ابو لبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے آپ نے فرمایا "اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا" ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کھجوریں کھلیانوں میں پڑی ہیں حضور ﷺ نے دعا کی "اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا" یہاں تک ابو لبابہ رضی اللہ عنہ برہنہ اٹھے اور اپنے تہبند و چادر سے کھلیانوں کے سوراخوں کو بند کرنے لگے باوجود یہ کہ ہم آسمان میں بادل کا نشان تک نہ دیکھ رہے تھے پھر بادل گرجا اور خوب بارش ہوئی۔ انصار نے ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کے گرد کھڑے ہو کر کہا اے ابو لبابہ رضی اللہ عنہ آسمان سے بادل ہرگز نہ چھٹیں گے یہاں تک کہ تم وہ کرو جو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے تو ابو لبابہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور برہنہ ہو کر اپنی چادر سے کھلیانوں کے سوراخوں کو بند کرنے لگے۔ پھر بادل کھل گیا۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رواۃ کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ سے لوگوں نے بارش کے قحط کی شکایت کی تو آپ عید گاہ تشریف لائے اور منبر پر تشریف رکھ کر دست اقدس دعا کے لئے اتنے بلند کئے کہ بغل شریف کی سفیدی نظر آنے لگی اور اللہ ﷻ نے ابر بھیجا اور گرج و چمک کے ساتھ بارش ہوئی۔ حضور اقدس ﷺ ابھی مسجد نبوی شریف سے واپس تشریف نہ لائے تھے کہ پانی راستوں میں بہنے لگا۔ اس وقت فرمایا "اَشْھَدُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی

كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ وَاَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ"۔

ابن ماجہ و بیہقی نے کعب بن مرہ ﷜ سے یا مرہ بن کعب ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مضر کے خلاف دعا کی تو ابوسفیان ﷜ آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آپ کی قوم ہلاک ہوگئی ہے آپ اللہ ﷻ سے ان کے لئے دعا کیجئے تو حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ "اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا غَدَقًا طَبَقًا مُرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلاً غَيْرَ رَائِثٍ" اس کے بعد ہم نے جمعہ بھی نہ گزارا کہ خوب ہم پر بارش ہوئی۔ پھر وہ لوگ آئے اور بارش کی کثرت کی شکایت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ مکانات گرنے لگے ہیں تو آپ نے دعا کی اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلاَ عَلَيْنَا" تو بادل دائیں بائیں سے پھٹ گیا۔

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہوں جن کے جانوروں کے لئے چارہ نہیں ہے اور اب وہ اپنے جانوروں کو نہیں روک سکتے تو ان کی فراخی کے لئے دعا کیجئے۔ یہ سن کر حضور ﷺ منبر پر تشریف لائے اور دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا غَدَقًا طَبَقًا مُرِيْعًا غَدَقًا عَاجِلاً غَيْرَ رَائِثٍ" اس کے بعد حضور ﷺ منبر سے اتر آئے پھر جس طرف سے بھی آدمی آتے یہی کہتے کہ ہماری زمین سرسبز ہوگئی۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر ﷜ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں اکثر اوقات شاعر کے اس شعر کو یاد کرتا اور رسول اللہ ﷺ کے چہرہ تاباں کو دیکھا کرتا تھا جب کہ آپ منبر پر بارش کی دعا کرتے اور ابھی آپ منبر سے نہ اترتے کہ پرنالوں سے پانی بہنے لگتا تھا۔ وہ شاعر کا شعر یہ ہے:

وَاَبْيَضُ يَسْتَسْقِي الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے "غریب الحدیث" میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس ﷜ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں لوگ قحط زدہ ہوئے تو آپ شہر مدینہ منورہ سے بقیع الغرقد سیاہ عمامہ باندھے جس کا ایک گوشہ آپ کے سامنے اور دوسرا گوشہ پشت اقدس پر دونوں شانوں کے درمیان تھا تیر کمان آویزاں کئے تشریف لے گئے اور رو بہ قبلہ ہو کر تکبیر کہہ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دو رکعت پڑھائی اور دونوں رکعتوں میں قرأت جہر کی پہلی رکعت میں سورہ اذا الشمس کوّرت اور دوسری رکعت میں سورہ الضحیٰ پڑھی۔ نماز کے بعد اپنی چادر شریف کو پلٹا تا کہ قحط سالی' فراخ حالی سے بدل جائے اس کے بعد اللہ ﷻ کی حمد و ثنا کی اور

دست اقدس اٹھا کر یہ دعا مانگی ''اَللّٰھُمَّ صَاحَتْ بِلَادُنَا وَاغْبَرَّتْ اَرْضُنَا وَھَامَتْ دَوَابُّنَا اَللّٰھُمَّ مُنَزِّلَ الْبَرَکَاتِ مِنْ اَمَاکِنِھَا وَنَاشِرَ الرَّحْمَةِ مِنْ مَّعَادِنِھَا بِالْغَیْثِ الْمُسْتَغِیْثِ اَنْتَ الْمُسْتَغْفِرُ مِنَ الْاٰلْمَامِ فَنَسْتَغْفِرُکَ لِلْجَمَّاتِ مِنْ ذُنُوْبِنَا وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ مِنْ عَظِیْمِ خَطَایَانَا ' اَللّٰھُمَّ اَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَیْنَا مِدْرَارًا وَاکْفِنَا مَغْرُوْرًا مِنْ تَحْتِ عَرْشِکَ مِنْ حَیْثُ یَنْفَعُنَا غَیْثًا مُغِیْثًا دَارِعًا رَائِعًا مُمْرِعًا طَبَقًا عَامًّا خَصْبًا تُسْرِعُ لَنَابِهِ النَّبَاتَ وَتُکْثِرُ لَنَا بِهِ الْبَرَکَاتِ وَتُقْبِلُ بِهِ الْخَیْرَاتِ ' اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ فِیْ کِتَابِکَ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ کُلَّ شَیْئٍ حَیِّ ' اَللّٰھُمَّ لَاحَیَاةَ لِشَیْئٍ خُلِقَ مِنَ الْمَاءُ اِلَّا بِالْمَاءِ ' اَللّٰھُمَّ وَقَدْ قَنَطَ النَّاسُ اَوْمَنْ قَنَطَ مِنْھُمْ وَسَآءَ ظَنُّھُمْ وَھَامَتْ بَھَائِمُھُمْ وَعَجَّتْ عَجِیْجُ الثَّکْلٰی عَلٰی اَوْلَادِھَا اِذْ حَبَسْتَ عَنَّاقَطْرَ السَّمَاءِ فَدَقَّتْ لِذٰلِکَ عَظْمُھَا وَذَھَبَ لَحْمُھَا وَذَابَ شَحْمُھَا اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اَنِیْنَ الْاٰنَةِ وَحَنِیْنَ الْحَانَّةِ وَمَنْ لَایَحْمِلُ رِزْقَهٗ غَیْرُکَ اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْبَھَائِمَ الْحَائِمَةَ وَالْاَنْعَامَ السَّائِمَةَ وَالْاَطْفَالَ الصَّائِمَةَ ' اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمَشَائِخَ الرُّکَّعَ وَالْاَطْفَالَ الرُّضَّعَ وَالْبَھَائِمِ الرُّتَّعَ ' اَللّٰھُمَّ زِدْنَا قُوَّتًا اِلٰی قُوَّتِنَا وَلَا تَرُدَّنَا مَحْرُوْمِیْنَ اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ''۔

رسول ﷺ نے ابھی دعا سے فراغت نہ پائی تھی کہ زوردار بارش ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک شخص فکر مند ہو گیا کہ کس طرح اپنے گھر لوٹیں گے تو اس بارش سے جانوروں نے زندگی پائی۔ زمین سرسبز ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی برکت سے ہر شخص خوشحال ہو گیا۔

حضور ﷺ کا اپنی آل اطہار کیلئے دعا فرمانا

شیخین رحمہما اللہ نے ابو ہریرہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا مانگی کہ ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا '' اے خدا محمد ﷺ کی آل کو اتنا ہی رزق دے جس سے حیات کا رشتہ قائم رکھ سکیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس دعا ہی کا اثر ہے کہ آل پاک کو اسی قدر رزق ملتا رہا ہے اور اسی پر انہوں نے قناعت کیا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مہمان آیا آپ نے اپنی ازواج مطہرات کے پاس اس کے کھانے کے لئے بھیجا انہوں نے اپنے یہاں سے بہت جستجو کی مگر کچھ کھانے کو ان کے یہاں نہ نکلا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے دعا کی ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ فَاِنَّهٗ لَایَمْلِکُھَا اِلَّا اَنْتَ '' اے خدا

میں تیرے فضل و رحمت کا تجھی سے خواہاں ہوں۔ کیونکہ تیرے سوا کوئی اس کا مالک نہیں ہے تو کسی نے بھنی ہوئی بکری ہدیہ میں بھیجی۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ اللہ ﷻ کے فضل سے ہے اور ہم رحمت کے منتظر ہیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند حدیث روایت کی اس میں ہے کہ بھنی ہوئی بکری اور روٹیاں ہدیہ میں کسی نے بھیجیں اور اسے تمام اہل صفہ نے کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اللہ ﷻ سے اس کے فضل و رحمت کو مانگا تھا تو یہ کھانا اس کے فضل سے ہے اور اپنی رحمت آخرت میں ہمارے لئے اپنے پاس ذخیرہ کر لی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بسند حسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سینہ پر اپنا دست اقدس مار کر تین مرتبہ یہ دعا مانگی جب کہ وہ اسلام لائے ''اَللّٰھُمَّ اخْرُجْ مَافِیْ صَدْرِ عُمَرَ مِنْ غِلٍّ وَّابْدِلْہُ اِیْمَانًا'' اے خدا عمر رضی اللہ عنہ کے سینے میں جو کدورت ہے اسے نکال دے اور اس کی جگہ ایمان کو بھر دے۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کیلئے دعا فرمانا

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کو تشریف لائے اس وقت میں یہ دعا مانگ رہا تھا کہ اے خدا اگر میرا وقت آ گیا ہے تو مجھے راحت کے ساتھ اٹھا لے اور اگر میرے وقت میں دیر ہے تو یہ تکلیف مجھ سے دور کر دے اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر عطا فرما۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اِشْفِہٖ اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ (اے خدا انہیں شفا دے اے خدا انہیں عافیت دے) اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا اٹھو۔ تو میں اٹھ گیا اس کے بعد وہ درد مجھے پھر کبھی نہ ہوا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے ہاں گیا اس نے حضور ﷺ کے لئے ایک بکری ذبح کی۔ اس وقت حضور نے فرمایا ضرور اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ داخل ہوئے پھر فرمایا ضرور اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔

پھر فرمایا ضرور ایک شخص اہل جنت میں سے آئے گا "اَللّٰھُمَّ اِنْ شِئْتَ جَعَلْتَہٗ عَلِیًا" اے خدا اگر تو چاہے تو وہ آنے والا علی مرتضیٰ ﷛ ہو' چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ ﷛ داخل ہوئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص ﷛ کیلئے دعا فرمانا

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے قیس بن ابو حازم رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی کہ رسول ﷺ نے حضرت سعد ﷛ کے لئے فرمایا "اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاکَ" اے خدا سعد ﷛ کی دعا کو قبول فرما جب تجھ سے یہ دعا مانگیں تو وہ جب بھی دعا مانگتے تو ان کی دعا ضرور مقبول ہوتی۔

اور طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے "اوسط" میں حضرت ابن عباس ﷛ سے اس کی مانند حدیث روایت کی۔

ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے بطریق قیس بن ابی حازم رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوبکر صدیق ﷛ سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے حضرت سعد ﷛ کے لئے دعا فرمائی کہ "اَللّٰھُمَّ سَدِّدْ سَھْمَہٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَہٗ وَحَبِّبْہُ" اے خدا سعد ﷛ کے تیر کو سیدھا رکھ اور ان کی دعا کو قبول کر اور انہیں اپنا محبوب بنا۔

شیخین اور بیہقی رحمہم اللہ نے بروایت عبد الملک بن عمیر رحمتہ اللہ علیہ حضرت جابر بن سمرہ ﷛ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ اہل کوفہ کے کچھ لوگوں نے حضرت عمر فاروق ﷛ سے حضرت سعد ﷛ کی شکایت کی تو حضرت عمر ﷛ نے تفتیش احوال کے لئے کسی کو کوفہ بھیجا تو وہ کوفہ کی تمام مسجدوں میں گیا مگر کسی ایک نے بھی خیر کے سوا کوئی بات نہ کہی۔ یہاں تک کہ ایک مسجد میں وہ قاصد پہنچا تو ابو سعدہ نامی ایک آدمی نے کہا سنو جب کہ تم نے ہمیں قسم دی ہے تو میں بتاتا ہوں کہ حضرت سعد ﷛ تقسیم مساوات نہیں برتتے اور نہ وہ لشکر کے ساتھ روانہ ہوتے ہیں نہ مقدمات میں عدل و انصاف کرتے ہیں۔

یہ بیان سن کر حضرت سعد ﷛ نے دعا کی اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ کَاذِبًا فَاَطِلْ عُمْرَہٗ وَاَطِلْ فَقْرَہٗ وَعَرِّضْہُ لِلْفِتَنِ" (اے خدا اگر یہ کہنے والا آدمی جھوٹا ہے تو اس کی عمر کو طویل کر اور اس کی محتاجی کو بڑھا دے اور اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے۔ ابن عمیر رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اس شخص کو دیکھا ہے وہ شخص بڑھاپے کی اس حد تک پہنچا کہ اس کی بھویں اس کی آنکھوں پر بڑھاپے کی وجہ سے آپڑی تھیں اور وہ محتاج ہو گیا تھا اور وہ راستہ میں نوعمر لڑکیوں کو پکڑ کر چھیڑتا تھا جب کوئی اس سے پوچھتا کہ یہ تیرا کیا حال ہوا ہے؟ تو وہ کہتا میں شیخ کبیر اور آفت زدہ مفتون ہو مجھے حضرت سعد ﷛ کی

بددعا پڑی ہے۔

ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے بطریق مصعب بن سعد ﷺ سے روایت کی کہ حضرت سعد ﷺ نے کوفہ میں لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے پوچھا میں تمہارے لئے کیسا امیر ثابت ہوا ہوں؟ اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کہا خدا شاہد ہے جہاں تک مجھے معلوم ہے آپ کا حال یہ ہے کہ "آپ نہ تو رعایا کے ساتھ انصاف کرتے ہیں اور نہ تقسیم میں مساوات رکھتے ہیں اور نہ لشکر کے ساتھ جہاد کرتے ہیں" یہ سن کر حضرت سعد ﷺ نے دعا کی کہا،

اے خدا اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کی نور بصارت کو چوپٹ کر دے اور اس کی محتاجی کو بعجلت لے آ اور اس کی عمر دراز کر کے اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے' چنانچہ وہ اندھا ہو کر مرا محتاجی کا حال یہ تھا کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگتا تھا اور مختار کذاب کا فتنہ اسے پہنچا اور وہ اس فتنے میں مارا گیا۔

طبرانی او ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے قبیصہ بن جابر ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک مسلمان نے حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ کی ہجو کی اس پر حضرت سعد ﷺ نے دعا مانگی کہ اے خدا! اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے جس طرح تو چاہے مجھے محفوظ رکھ۔ چنانچہ اس شخص کو جنگ قادسیہ میں تیر لگا جس سے اس کی زبان اور اس کا ہاتھ کٹ گیا اور وہ ایک بات بھی نہ کر سکا یہاں تک کہ کیفر کردار کو پہنچ گیا۔

ابن ابی الدنیا رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب "مجابی الدعوۃ" میں اور ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے مغیرہ ﷺ سے انہوں نے اپنی والدہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک عورت بچوں جیسے قد کی تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ سعد ﷺ کی بیٹی ہے اس نے بچپن میں ان کے وضو کے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تھا اس پر انہوں نے دعا کی "یُضِعُ اللہُ قَرْنَکَ" اللہ ﷻ تیرے زمانہ کو ضائع کر دے تو وہ اب تک نہ بڑھی اور نہ جوان ہوئی۔

ابن ابی الدنیا رحمتہ اللہ علیہ نے اور ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے میناء مولی عبد الرحمٰن بن عوف ﷺ سے روایت کی کہ ایک عورت حضرت سعد ﷺ کو ادھر سے جھانکا کرتی تھی اور وہ اسے منع کیا کرتے تھے مگر وہ باز نہ آتی تھی۔ ایک دن اس نے جھانکا تو فرمایا "شاہ وجھک" تو اس کا چہرہ لوٹ گیا۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت قیس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے حضرت علی مرتضیٰ ﷺ کو گالی دی اس پر حضرت سعد ﷺ نے دعا مانگی کہ "اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا یَشْتِمُ وَلِیًّامِنْ اَوْلِیَائِکَ فَلَا تُفَرِّقْ ھٰذَا الْجَمْعُ حَتّٰی تُرِیَھُمْ قُدْرَتَکَ" یعنی اے خدا اس شخص

نے تیرے ایک ولی مقرب کو گالی دی ہے۔ یہ مجمع جانے نہ پائے کہ تمام لوگ تیری قدرت کو دیکھ لیں۔ چنانچہ اللہ ﷻ نے مجمع کو متفرق ہونے سے پہلے اپنی قدرت کا مظاہرہ اس طرح کرایا کہ اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور اس نے اس کو سر کے بل پتھروں پر دے مارا اور اس کا دماغ پاش پاش ہو گیا اور وہ وہیں مر گیا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر بددعا کی تو اس کے پاس اونٹنی آئی اور اس نے اسے ہلاک کر دیا۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک غلام آزاد کر کے عہد کیا کہ آئندہ کسی کو بددعا نہ دوں گا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مروان نے کہا ''یہ مال ہمارا ہے ہم جس کو چاہیں دیں'' اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا کہ میں بددعا کر دوں؟ یہ دیکھ کر مروان اچھل کر آیا اور ان کو گلے سے لگا لیا اور کہنے لگا اے ابا اسحٰق رضی اللہ عنہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں آپ بددعا نہ کریں بلاشبہ یہ مال اللہ ﷻ ہی کا ہے۔

بیہقی و ابن عساکر رحمہما اللہ نے یحییٰ بن عبد الرحمٰن بن لبیبہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دعا کی اور کہا کہ اے رب! میری اولاد کمسن ہے میری عمر اتنی بڑھا کہ وہ بالغ ہو جائیں۔ چنانچہ ان کی موت ان سے بیس سال دور رہی۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اسے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کو برا کہتا پایا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا تو ان لوگوں کو برا کہتا ہے جن کے لئے اللہ ﷻ کی جانب سے وہ سبقت ہے جو سبقت ان کے لئے اس نے مقرر کر رکھی تھی۔ خدا کی قسم اگر تو ان حضرات کو برا کہنے سے زبان کو بند نہ رکھے گا تو میں تجھ پر اللہ ﷻ سے بددعا کروں گا۔ یہ سن کر اس نے کہا آپ مجھے ایسا ڈراتے ہیں کہ گویا نبی ہیں۔

اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے خدا! یہ شخص ایسے حضرات کو برا کہتا ہے جن کے لئے میری جانب سے وہ سبقت ہے جو تو نے ان کے لئے مقرر کر رکھی ہے تو آج ہی اس کو اس کا بدلہ دے دے تو ایک اونٹنی آئی۔ لوگوں نے اونٹنی کو راستہ دیدیا اور اس اونٹنی نے اس شخص کو کچل ڈالا پھر ہم نے دیکھا کہ لوگ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے کہا اے ابواسحاق رضی اللہ عنہ! اللہ ﷻ نے آپ کی دعا قبول فرمالی۔

دیگر صحابہ کرام ﷺ کیلئے دعا فرمانا

ابن مندہ و ابن عساکر رحمہما اللہ نے یزید بن ابو مریم رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے والد مالک بن ربیعہ سلولی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے یہ دعا کی کہ ان کی اولاد میں برکت ہو تو ان کے اسی لڑکے پیدا ہوئے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی ام ولد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے آقا عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ کو نبی کریم ﷺ کی کوئی بات یاد ہے؟ انہوں نے کہا مجھے یہ بات خوب یاد ہے کہ میں پانچ یا چھ برس کا بچہ تھا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میرے لئے اور میری اولاد کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس دعا کا اثر یہ پہچانتے ہیں کہ ہم بوڑھے نہیں ہوئے۔

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے بطریق یعلی بن اشدق رحمۃ اللہ علیہ روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس نابغہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے جو بنی جعدہ کا نابغہ رضی اللہ عنہ تھا وہ کہتا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک اپنا شعر سنایا تو حضور ﷺ نے فرمایا تم نے اچھا شعر کہا ہے "لَایُغْضِضُ اللّٰہُ فَمَاکَ" "اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو بے رونق نہ کرے۔" تو میں نے اس نابغہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ وہ ایک سو سال سے زیادہ کی عمر کا تھا مگر اس کا ایک دانت بھی نہ گرا تھا۔

اس کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے نابغہ رضی اللہ عنہ سے ایک سند کے ساتھ روایت کی ہے اور اسی سے ابن ابی الاسامہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ نابغہ رضی اللہ عنہ دانتوں میں احسن الناس تھا۔ جب اس کا کوئی دانت گرتا تو دوسرا دانت اس کی جگہ نمودار ہو جاتا تھا اور ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے نابغہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کی۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت سے نابغہ رضی اللہ عنہ کے دانت برف سے زیادہ سفید و چمکدار میں نے دیکھے ہیں۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الشامیین" میں اور ابن مندہ و ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعرفہ" میں حضرت ابن عائذ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ثابت بن یزید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول صلی اللہ علیک وسلم! اللہ میرے پاؤں میں لنگ ہے۔ وہ زمین کو نہیں لگتا۔ حضور ﷺ نے میرے لئے دعا کی اور میں اچھا ہو گیا اور وہ پاؤں دوسرے پاؤں کے برابر ہو کر زمین سے لگنے لگا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ضباعہ رضی اللہ عنہا حضرت

زبیر ﷺ کی زوجیت میں تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ایک دن مقداد ﷺ کسی کام سے بقیع تشریف لے گئے اور وہ ایک ویران جگہ میں پہنچے اور ایک جگہ بیٹھ گئے۔ اچانک ایک چوہا سوراخ سے دینار نکال کر لایا اور ایک ایک کر کے دینار برابر لاتا رہا۔ یہاں تک کہ سترہ جمع ہوگئے وہ ان تمام دیناروں کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ سے سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہا تم نے سوراخ میں اپنا ہاتھ ڈالا تھا۔ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا تم پر اس کی زکوۃ لازم نہیں ہے۔ اللہ ﷻ اس میں تمہارے لئے برکت عطا فرمائے۔ ضباعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ان دیناروں کا آخری دینار ختم نہیں ہوا کہ میں نے دیکھا مقداد ﷺ کا گھر عمدہ چاندی سے بھر گیا ہے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند" میں اور ابونعیم وابن عساکر رحمہما اللہ علیہ نے عمرو بن حمق ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دودھ پیش کیا تو آپ نے ان کے لئے یہ دعا فرمائی اے خدا! اس کے شباب کو قائم رکھ تو ان پر سال گزر گئے مگر ایک بال تک سفید دکھائی نہ دیا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسبرہ ﷺ سے روایت کی کہ ان کے والد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کی اولاد کے لئے دعا فرمائی تو وہ اب تک اپنی اولاد میں بزرگ ہیں۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ضمرہ بن ثعلبہ بہزی ﷺ سے روایت کی کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے لئے شہادت کی اللہ ﷻ سے دعا کیجئے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّمُ دَمَ اِبْنِ ثَعْلَبَةَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ" اے خدا میں ابن ثعلبہ ﷺ کے خون کو مشرکوں پر حرام کرتا ہوں تو انہوں نے طویل عمر پائی اور ہمیشہ کافروں پر حملہ کرتے اور ان کی صفوں کو چیر ڈالتے مگر پھر صحیح وسلامت واپس آجاتے رہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند مجہول حضرت انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضور نے چھینک لی تو اس یہودی نے "یرحمک اللہ" کہا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ھَدَاکَ اللہ" بالآخر وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت عبدالحمید بن سلمہ ﷺ ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ ان کے والدین نے ان کے بارے میں جھگڑا کیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس یہ مقدمہ لے گئے۔ ان کے والدین میں سے ایک کافر تھا اور ایک مسلمان۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو اختیار دیا کہ جس کے پاس رہنا چاہے چلا جائے تو وہ کافر کی طرف متوجہ ہوا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے خدا اس کی رہنمائی کر' پھر وہ مسلمان کی طرف متوجہ ہوا اور حضور ﷺ نے مسلمان کے

حق میں اس کا فیصلہ کر دیا۔

امام احمد و بیہقی رحمہما اللہ نے ''شعیب الایمان'' میں ابوامامہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک جوان رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے زنا کرنے کی اجازت دیجئے۔ یہ سن کر اس کی قوم کے لوگوں نے جھڑکا۔

مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے قریب آؤ۔ تو وہ حضور ﷺ کے قریب آیا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گیا۔ فرمایا کیا تم اپنی ماں کے لئے زنا کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا لوگ بھی پسند نہ کریں گے کہ ان کی ماؤں کے ساتھ زنا کیا جائے۔ پھر فرمایا کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہاری بیٹی سے کوئی زنا کرے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! خدا مجھے آپ پر قربان کرے۔ خدا کی قسم میں یہ بھی ہرگز پسند نہ کروں گا۔ فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کی بیٹیوں سے زنا کیا جائے' پھر فرمایا کیا تم پسند کرو گے کہ کوئی تمہاری بہن سے زنا کرے۔ اس نے کہا کہ خدا کی قسم! میں ہرگز یہ پسند نہیں کروں گا۔ اللہ ﷻ مجھے آپ پر قربان کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا لوگ بھی اسی طرح پسند نہیں کرتے کہ ان کی بہنوں سے زنا کیا جائے۔ کیا تم اپنی پھوپی کے لئے زنا پسند کرو گے' اس نے کہا خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ اللہ ﷻ مجھے آپ پر قربان کرے۔ فرمایا لوگ بھی اسی طرح پسند نہیں کرتے کہ کوئی ان کی پھوپھیوں سے زنا کرے۔ پھر فرمایا کیا تم پسند کرو گے کہ کوئی تمہاری خالہ سے زنا کرے۔ اس نے کہا خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ اللہ ﷻ مجھے آپ پر قربان کرے۔ فرمایا اسی طرح لوگ بھی پسند نہیں کرتے کہ ان کی خالاؤں سے زنا کیا جائے۔

راوی نے کہا کہ اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس اس کے سینے پر رکھا اور دعا فرمائی کہ ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَطَهِّرْ قَلْبَهٗ وَاحْصَنْ فَرْجَهٗ'' اے خدا! اس کے گناہ بخش دے اور اس کو پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کو محفوظ رکھ تو اس کے بعد وہ جوان کسی کی طرف ملتفت نہ ہوا۔

حضرت ابی بن کعب ﷛ کے لئے دعا فرمانا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان بن صرد ﷛ سے روایت کی کہ ابی بن کعب ﷛' نبی کریم ﷺ کے پاس ایسے دو شخصوں کو لائے جو قرأت میں اختلاف رکھتے تھے اور ہر ایک یہی کہتا تھا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا ہے تو حضور ﷺ نے ان دونوں کی قرأت سنی اور فرمایا دونوں نے اچھا پڑھا۔

ابی ﷛ بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر میرے دل میں ایسا شک واقع ہوا جو زمانہ جاہلیت

کے شک سے زیادہ شدید تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے میرے سینے پر دست اقدس رکھا اور فرمایا "اَللّٰھُمَّ اذْھَبْ عَنْهُ الشَّیْطَانَ" اے خدا اس سے شیطانی وسوسہ دور کر دے تو میں خشیت الٰہی ﷻ سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ گویا میں اللہ ﷻ کی طرف خوفزدہ ہو کر دیکھ رہا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا "اَللّٰھُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ" اے خدا! اس کو دین میں فضیلت عطا فرما اور اس روایت کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا اور بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے انہی سے دوسری سند کے ساتھ روایت کر کے زیادہ کیا کہ "وَعَلِّمْهُ التَّاوِیْلَ" اور اسے تفسیر کا علم عطا کر۔

امام احمد و ابونعیم رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر دست اقدس پھیر کر مجھے حکمت کی دعا دی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی دعاء نے ہمیشہ میری دستگیری کی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا "اَللّٰھُمَّ اَعْطِهِ الْحِکْمَةَ وَعَلِّمْهُ التَّاوِیْلَ"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا اے خدا! اسے قرآن کی تفسیر کا علم عطا فرما۔

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو دعا دی کہ اے خدا! عبداللہ رضی اللہ عنہ کو برکت دے اور اس سے علم کو پھیلا۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا اے خدا! انس رضی اللہ عنہ کے مال و اولاد میں کثرت دے اور جو تو رزق انہیں عطا فرمائے اس میں انہیں برکت دے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میرے مال میں بہت کثرت ہوئی اور میرے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد ایک سو تک پہنچی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے میری بیٹی آمنہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بصرہ میں حجاج کے آنے تک میرے صلب سے ایک سو انتیس اولاد دفن کی گئی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے دعا کی کہ اے خدا ان کی عمر زیادہ کر اور ان کے مال میں کثرت دے اور انہیں بخش دے۔

ترمذی و بیہقی رحمہما اللہ نے ابوالعالیہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت انس ﷺ کا باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل لاتا تھا اور اس باغ میں ایک خاص قسم کی بوتھی جس سے مشک کی مانند خوشبو مہکتی تھی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حمید ﷺ سے روایت کی کہ حضرت انس ﷺ کی عمر ننانوے سال ہوئی اور وہ ۹۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دی کہ اے خدا ان کے مال میں کثرت دے اور ان کی عمر میں زیادتی کر اور انہیں بخش دے تو میں نے ایک سو دو اپنی صلبی اولاد کو دفن کیا ہے اور میرے پھل سال میں دو مرتبہ آیا کرتے تھے اور میں اتنا جیا کہ میں اپنی زندگی سے اکتا گیا اب میں چوتھی دعائے مغفرت کا امیدوار ہوں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو میرے لئے اور میری اولاد کے لئے اور مال کے لئے دعا فرمائی اسے میں خوب پہچانتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہ ﷺ کیلئے دعا

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے فرمایا روئے زمین پر کوئی مومن مرد و عورت ایسا نہیں ہے جو مجھ سے محبت نہ رکھتا ہو؟ راوی نے پوچھا آپ کو اس کا علم کیسے ہے؟ فرمایا واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی والدہ کو سلام کی دعوت دیتا تھا مگر وہ انکار کرتی تھیں۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ اللہ ﷻ سے دعا کیجئے کہ ابوہریرہ ﷺ کی والدہ کو اسلام کی ہدایت نصیب فرمائے۔

حضور ﷺ نے دعا فرمائی' پھر میں گھر واپس گیا تو میرے داخل ہوتے ہی میری والدہ نے کہا "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه" پھر میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور میرا حال یہ تھا کہ میں خوشی سے رو رہا تھا۔ جیسا کہ میں اس کے انکار کے غم میں رویا کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اللہ ﷻ نے آپ کی دعا قبول فرمالی اور ابوہریرہ ﷺ کی والدہ کو ہدایت دے دی اور وہ اسلام لے آئی۔ اب آپ اللہ ﷻ سے یہ دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو اور میری والدہ کو تمام مسلمانوں کے نزدیک محبوب بنا دے اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کر دے۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے خدا اپنے اس بندے کو اور اس کی ماں کو اپنے تمام مسلمان بندوں کے نزدیک محبوب کردے اور ان سب کی محبت ان دونوں کے دلوں میں پیدا کردے۔ اس دعا کی برکت سے روئے زمین پر کوئی مومن مرد عورت ایسا نہیں ہے جو مجھے محبوب نہ رکھتا ہو اور میں اسے محبوب نہ رکھتا ہوں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن قیس بن مخرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ زید بن ثابت ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے ان سے کوئی سوال کیا اس پر انہوں نے فرمایا کہ تم حضرت ابو ہریرہ ﷺ کے دامن کو مضبوط تھام لو کیونکہ میں اور وہ اور ایک اور شخص مسجد میں دعا مانگ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے۔ میں اور میرا رفیق دعا مانگ رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ ہماری دعاؤں پر آمین فرما رہے تھے۔

اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے بھی دعا مانگی اور کہا اے خدا! میں بھی تجھ سے وہی دعا مانگتا ہوں جو میرے دونوں رفیقوں نے تجھ سے مانگی ہے اور میں تجھ سے ایسا علم مانگتا ہوں جو کبھی نہ بھولے اس پر رسول اللہ ﷺ نے آمین فرمائی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم بھی ایسا ہی علم مانگتے ہیں جو کبھی نہ بھولے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم دونوں پر تمہارا وہی رفیق (حضرت ابو ہریرہ ﷺ) سبقت لے جا چکے ہیں۔

چند اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے دعائیں فرمانا

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جعد بن عبدالرحمٰن ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت سائب بن یزید ﷺ چورانوے سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ وہ چاق و چوبند اور معتدل الاحوال تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ میری سمع و بصارت نے میری مدد نہیں کی بلکہ یہ کمال واثر رسول اللہ ﷺ کی دعا کا ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا "بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ" اللہ ﷻ تمہیں برکت دے۔

ابن سعد و بیہقی رحمہما اللہ نے دوسری سند کے ساتھ روایت کی اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن ﷺ نے فرمایا میں نے اپنا یہ حال دیکھا ہے کہ اگر میں پتھر بھی اٹھاتا تو میں اس کی توقع رکھتا تھا کہ اس کے نیچے سونا یا چاندی حاصل کروں گا۔

بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے عروہ بارقی ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے

خرید وفروخت میں برکت کی دعا فرمائی تو اگر وہ مٹی بھی خریدتے تھے تو اس میں انہیں نفع ہوتا تھا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ بارقی ﷛ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دی کہ اللہ ﷻ تمہاری تجارت میں برکت دے۔ تو میں کچھ بھی خریدتا مجھے اس میں نفع ضرور ہوتا تھا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے انہی سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی "بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ فِیْ صَفْقَةِ یَمِیْنِکَ" تو میں مدینہ طیبہ کے بازار کناسہ میں کھڑا ہوتا تو بغیر چالیس ہزار نفع کمائے اپنے گھر نہیں واپس آتا تھا۔

ابن ابی شیبہ، ابویعلی اور بیہقی رحمہم اللہ نے بسند حسن عمرو بن حریث ﷛ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ حضرت عبداللہ بن جعفر ﷛ کے پاس سے گزرے تو وہ کھیل کود میں کچھ فروخت کر رہے تھے اس وقت نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ اے خدا اس کی تجارت میں اسے برکت دے۔

شیخین رحمہما اللہ نے بطریق اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ ﷛ حضرت انس ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ابوطلحہ ﷛ کا ایک فرزند بیمار ہوا اور وہ فوت ہوگیا۔ ابوطلحہ ﷛ اس وقت گھر سے باہر تھے جب ان کی اہلیہ نے دیکھا کہ وہ بچہ فوت ہوگیا ہے تو اسے نہلا دھلا کر مکان کے ایک گوشے میں لٹا دیا۔ جب ابوطلحہ ﷛ آئے تو انہوں نے بچہ کی بابت پوچھا اہلیہ نے کہا اس کے سانس کو سکون ہے اور میں امید رکھتی ہوں کہ وہ آرام میں ہے۔ ابوطلحہ ﷛ نے گمان کیا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے پھر انہوں نے رات بسر کی جب صبح غسل کر کے باہر جانے کا ارادہ کیا تو اہلیہ نے انہیں بتایا کہ وہ بچہ فوت ہوگیا ہے۔ ابوطلحہ ﷛ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اس کے بعد حضور ﷺ سے جو کچھ کہ واقعہ گزرا تھا عرض کیا اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا یقین ہے کہ اللہ ﷻ تم دونوں کی آج رات میں تمہارے لئے برکت عطا فرمائے۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ایک انصاری شخص نے بتایا اس کے بعد ان دونوں سے نو اولادیں ہوئیں اور وہ سب کے سب قرآن کے قاری و عالم ہوئے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ثابت ﷛ حضرت انس ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ابوطلحہ ﷛ سے ام سلیم رضی اللہ عنہا کا ایک بچہ تھا اور وہ فوت ہوگیا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اسے کپڑے میں لپیٹ کر ایک گوشے میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ابوطلحہ ﷛ اندر آئے اور انہوں نے پوچھا میرے بیٹے نے رات کیسی گزاری۔ ام سلیم ﷛ نے کہا وہ سکون کی حالت میں ہے پھر انہوں

نے رات کا کھانا کھایا۔

اس کے بعد ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اگر کوئی شخص تمہیں کوئی چیز عاریۃً دے پھر وہ شخص تم سے وہ چیز لے لے تو کیا تم اس پر جزع وفزع کرو گے؟ ابوطلحہ ﷺ نے کہا نہیں۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ ﷻ نے تمہیں بیٹا عاریۃً دیا تھا اور اس نے اسے تم سے لے لیا ہے پھر دوسرے دن ابوطلحہ ﷺ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بات حضور ﷺ سے بیان کی۔ چونکہ ابوطلحہ ﷺ نے اسی رات ام سلیم رضی اللہ عنہا سے صحبت کی تھی۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ تم دونوں کی آج رات میں تمہیں برکت دے۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے وہ بچہ جنا جس کا نام عبداللہ رکھا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ وہ عبداللہ اپنے زمانے میں خیر الناس تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مانند روایت کی اور کہا کہ انصار میں نشوونما میں اس سے افضل کوئی بچہ نہ تھا اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق زیادہ نمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس ﷺ سے اس کی مثل روایت کی اور اتنا زیادہ بیان کیا کہ وہ بچہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں لایا گیا تو آپ نے کوئی چیز منہ مبارک میں چبا کر اس کے تالو سے لگائی اور پیشانی پر دست اقدس پھیر کر اس کا نام عبداللہ رکھا۔ حضور ﷺ کے دست اقدس پھیرنے کی جگہ ان کے چہرے میں چاند کی مانند چمکتی تھی۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعقیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ وہ اپنے دادا عبداللہ بن ہشام ﷺ کے ساتھ بازار غلہ خریدنے جایا کرتے تھے تو انہیں حضرت زبیر ﷺ اور حضرت ابن عمر ﷺ ملا کرتے اور ان سے کہا کرتے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ شریک کرلیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لئے برکت کی دعا فرمائی ہے تو وہ ان کو شریک کرلیا کرتے تھے اور اکثر سالم اونٹ جیسا بھی ہوتا نفع میں لے لیا کرتے اور اپنے گھر بھیج دیا کرتے تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ بطریق ابوحصین رحمۃ اللہ علیہ مدینہ کے ایک بزرگ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکیم بن حزام ﷺ کو ایک دینار دے کر قربانی کا جانور خریدنے بھیجا۔ وہ جانور لے کر آرہے تھے کہ ایک خریدار مل گیا اور اس کے ہاتھ دو دینار کا فروخت کردیا۔ پھر ایک دینار سے جانور خرید کر لائے اور وہ جانور اور ایک دینار حضور ﷺ کو پیش کیا۔ اس وقت حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ ﷻ ان کی تجارت میں انہیں برکت دے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ وہ تجارت میں نصیب ور شخص تھے وہ جو خریدتے اس میں ضرور نفع ہوتا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' میں اور ابن ابی اسامہ ﷺ نے اور ابویعلی وابونعیم رحمہما

اللہ نے حضرت ابن عباس ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خدا جس طرح تو نے ابتدا میں قریش کو عذاب کا مزہ چکھایا اسی طرح انہیں آخر میں بخشش کا مزہ چکھا۔

طیالسی وابونعیم رحمہما اللہ نے ابن مسعود ﷛ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خدا ﷻ ابتدا میں تو نے قریش کو عذاب وخواری کا مزہ چکھایا اب ان کو آخر میں بخشش وکرم کا مزہ چکھا۔

ابوالفرج اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاغانی'' میں فرمایا میں نے ایک کتاب میں عبداللہ بن شیب ﷛ سے انہوں نے زبیر بن بکار ﷛ سے انہوں نے حمید بن محمد بن عبدالعزیز زہری ﷛ سے انہوں نے اپنے بھائی ابراہیم بن محمد ﷛ سے روایت پائی ہے۔ انہوں نے اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف مرفوع کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زہیر بن ابوسلمٰی کی طرف دیکھا اس کی عمر اس وقت سو سال کی تھی، پھر حضور ﷺ نے فرمایا ''اَللّٰھُمَّ اَعِذْنِیْ مِنْ شَیْطَانِہٖ'' اے خدا اس کی شیطانیت سے مجھے پناہ میں رکھ، تو اس نے مرتے دم تک کوئی شعر نہ کہا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ خالد بن اسید بن ابوالعیص ﷛ میں بہت زیادہ خودی تھی پھر جب وہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے خدا ﷻ! اس کی خودی کو اور زیادہ کر دے تو اس کے بعد آج تک ان کی اولاد میں خودی موجود ہے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''المصنف'' میں یزید بن نمر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک شخص سرین کے بل بیٹھا دیکھا اس نے بتایا کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے آگے سے جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اپنے گدھے پر سوار گزرا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے خدا اس کی ٹانگیں توڑ دے تو اس کے بعد کبھی گدھے پر سوار ہو کر نہ چل سکا۔

حضور سرورِ کونین ﷺ اور دوسری دعائیں

امام احمد، الاربعہ، ابن خزیمہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے صخر الغامدی ﷛ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا'' چونکہ صخر ﷛ ایک تجارت پیشہ شخص تھے وہ اپنے لڑکوں کو اول دن میں ہی تجارت کے لئے بھیجا کرتے تھے تو اتنے دولت مند ہوئے اور اتنا وافر مال ہوا کہ وہ نہیں جانتے تھے کہ کہاں کہاں اسے رکھا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے اپنے شوہر کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے عورت سے پوچھا کیا تو اپنے شوہر سے بغض رکھتی ہے؟ اس

نے کہا ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم دونوں اپنے سروں کو میرے قریب لاؤ۔ پھر حضور ﷺ نے اپنی پیشانی مبارک اس عورت کے شوہر کی پیشانی پر رکھی اور اس کے بعد دعا فرمائی کہ "اَللّٰھُمَّ اَلِفْ بَیْنَھُمَا وَحَبِّبْ اَحَدَھُمَا اِلٰی صَاحِبِہٖ" اے خدا ان دونوں کے درمیان الفت پیدا کر دے اور ایک دوسرے میں محبت ڈال دے۔

کچھ عرصے بعد وہ عورت حضور ﷺ کے دربار میں آئی اور اس نے حضور ﷺ کی قدم بوسی کی۔ حضور ﷺ نے پوچھا تم اور تمہارے شوہر کیسے ہیں؟ اس نے عرض کیا کوئی محنت کی کمائی اور کوئی موروثی مال اور کوئی اولاد مجھے اپنے شوہر سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ یہ حال سن کر حضور ﷺ نے فرمایا "اَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ" میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور ابویعلیٰ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند روایت کی ہے۔

ابویعلیٰ و بیہقی رحمہما اللہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ فرمایا تو میں نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ عزوجل سے میرے لئے شہادت کی دعا کیجئے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے خدا! انہیں سلامت رکھ اور غنیمت عطا فرما۔ تو ہم نے جہاد کیا اور سلامت رہے اور غنیمت حاصل کی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک اور غزوہ فرمایا میں نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اللہ عزوجل سے میرے لئے شہادت کی دعا کیجئے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی کے اے خدا عزوجل! انہیں سلامت رکھ اور غنیمت عطا فرما' تو ہم نے جہاد کیا اور سلامت رہے اور ہم نے غنیمت حاصل کی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف نظر فرما کر دعا کی کہ "اَللّٰھُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِھِمْ" اے خدا ان کے دل متوجہ کر دے۔ اس کے بعد شام کی طرف نظر فرمائی اور دعا کی "اَللّٰھُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِھِمْ" پھر عراق کی جانب رخ فرما کر دعا کی کہ "اَللّٰھُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِھِمْ۔"

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اپنے داہنے ہاتھ سے کھا' اس نے کہا مجھے اس کے اٹھانے کی قدرت نہیں ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا نہیں تجھے قدرت ہے مگر تکبر نے تجھے اس سے باز رکھا ہے۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد وہ داہنا ہاتھ منہ تک لے جا ہی نہ سکا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سبیعہ کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا تو فرمایا اسے غزہ کی بیماری نے پکڑ لیا ہے چنانچہ جب وہ غزہ علاقہ شام میں پہنچا تو طاعون نے اسے ہلاک کر دیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا حال پوچھا جس کا نام قیس تھا پھر آپ نے فرمایا زمین اسے کہیں نہیں قرار بخشے گی تو وہ جس سرزمین میں رہنے کے لئے جاتا تو وہاں نہ رہ سکتا۔ یہاں تک کہ وہ وہاں سے کہیں اور چلا جاتا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حبیب کے دونوں بیٹے ضمرہ اور مہاجر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک لشکر کے ساتھ تشریف لے گئے اور حضور ﷺ نے اونٹوں پر سوار اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی۔ ایک آدمی نے خلاف کیا اور زمین پر اتر کر نماز پڑھی' اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اس نے خلاف کیا ہے اللہ ﷻ اس سے خلاف کرے تو وہ شخص نہیں مرا یہاں تک کہ اسلام سے وہ نکل گیا۔

ابن مندہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ عبدالملک بن یعلی لیثی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ بکر بن شداخ رضی اللہ عنہ ان خدام میں سے تھے جو نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے اور وہ اس وقت بچے تھے جب وہ بالغ ہوئے تو نبی کریم ﷺ سے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کی ازواج مطہرات کے گھروں میں جایا کرتا تھا مگر اب میں مردوں کے زمرے میں پہنچ گیا ہوں (یعنی بالغ ہو چکا ہوں) اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس نے اپنے قول ولفظ میں سچ کہا ہے اے اللہ ﷻ! اسے ظفر مندی عطا فرما۔

چنانچہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا تو بکر رضی اللہ عنہ اس حال میں آئے کہ انہوں نے ایک یہودی کو قتل کر دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو بہت عظیم گردانا اور بیقرار ہو کر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا اللہ ﷻ نے مجھے ولایت وخلافت لوگوں کے قتل کرنے کے لئے نہیں عطا فرمائی ہے' میں اس شخص کو خدا کا خوف یاد دلاتا ہوں جس کو اس قتل کا علم ہو وہ مجھے آ کر واقعہ بتائے' اس پر بکر بن شداخ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! تم نے اس یہودی کے قتل کا اقرار کیا ہے اب نجات پانے کے لئے کوئی دلیل پیش کرو۔ بکر ﷺ نے کہا کہ ضرور پیش کروں گا۔ واقعہ یہ ہے کہ فلاں شخص جہاد کے لئے گیا اور اس نے اپنا گھربار میرے سپرد کر دیا۔ میں اس کے دروازے پر آیا تو میں نے اس یہودی کو اس کے گھر میں موجود پایا' وہ کہتا تھا۔

وَاَشعَتَ غَرَّهُ الْاِسلَامُ حَتّٰی   خَلَوْتُ بِعِرْسِہٖ لَیْلَ التَّمَامِ

اَبِیْتُ عَلٰی تَرَائِبِھَا وَیُمْسِیْ   عَلٰی قَوْدَاءَ لَاحِبَۃِ الْحِزَامِ

کَاَنَّ مَجَامِعَ الرَّبَلَاتِ مِنْھَا   فِئَامٌ یَنْھَضُوْنَ اِلٰی فِئَامِ

(یعنی وہ غبار آلود بالوں والا شخص جسے اسلام نے دھوکہ دیا۔ میں نے تمام رات اس کی بیوی سے شب باشی کی ہے اور میں نے اس کی بیوی کی چھاتی پر رات گزاری ہے اور وہ شخص ایسی اونٹنی پر رات گزارتا ہے جو ہمیشہ سفر میں رہتی ہے۔ اس کی بیوی کے پستانوں اور رانوں کا گوشت خوب فربہ ہے۔)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سن کر ان کے قول کی تصدیق کی اور ان کے خون کو باطل قرار دیا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی دعا کا نتیجہ تھا۔

مسلم و بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس لاؤ۔ میں نے عرض کیا وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ یہی فرمایا۔ پھر فرمایا اللہ عزوجل اس کے پیٹ کو نہ بھرے چنانچہ اس کے بعد ان کا پیٹ کبھی نہیں بھرا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں وحشی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی سواری کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے معاویہ رضی اللہ عنہ! تمہارے جسم کا کون سا حصہ مجھ سے متصل ہے؟ انہوں نے کہا میرا پیٹ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے خدا اس کے پیٹ کو علم و حلم سے بھر دے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام فروخ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا آپ کے فلاں غلام نے غلہ ذخیرہ کیا ہے تاکہ گراں قیمت پر فروخت کرے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا جو مسلمانوں پر غلہ روک کر گراں بیچنے کے لئے ذخیرہ کرے گا اللہ عزوجل اسے کوڑھ یا افلاس میں مبتلا کر دے گا۔ اس پر اس غلام نے کہا میں نے اپنے داموں سے خریدا ہے اور ہم اپنا مال فروخت کریں گے۔ پھر ابو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس غلام کو بعد میں دیکھا تو وہ کوڑھ میں مبتلا تھا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو سجدے میں دیکھا کہ وہ اپنے بالوں کو مٹی سے بچاتا تھا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اے خدا

ﷻ اس کے بالوں کو برباد کر دے۔ راوی نے کہا تو اس کے بال گر پڑے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عبدالملک بن ہارون بن عنترہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے انہوں نے ابوثروان ﷛ سے روایت کی کہ وہ بنی عمرو بن تمیم کے اونٹوں کے چرواہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ قریش سے بچ کر اونٹوں کے مزبلہ میں تشریف لائے۔ ابوثروان ﷛ نے حضور ﷺ کو دیکھ کر کہا آپ کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ایک شخص ہوں جو تمھارے اونٹوں میں آرام لینے آیا ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ وہی شخص ہیں جس کے بارے میں لوگ یقین رکھتے ہیں کہ وہ نبی ہو کر ظاہر ہوئے ہیں۔ فرمایا ہاں! اس نے کہا آپ چلے جایئے۔ جن اونٹوں میں آپ ہوں گے ان میں صلاح نہ ہوگی۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی اور فرمایا "اَللّٰھُمَّ اَطِلْ شَقَاءَ ہٗ وَ بَقَاءَ ہٗ" اے خدا اس کی شقاوت اور اس کی زندگی کو دراز کر دے۔ ہارون نے کہا کہ میں نے ابوثروان ﷛ کو بہت بوڑھا پایا' وہ موت کی تمنا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا ہم تجھے نہیں دیکھتے مگر یہ کہ تجھے رسول اللہ ﷺ کی بددعا نے ہلاک کیا ہے۔ اس نے کہا ہرگز یہ بات نہیں ہے میں ظہور اسلام کے بہت عرصہ بعد حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ اور میں نے اسلام قبول کیا ہے اور حضور ﷺ نے میرے لئے دعا واستغفار فرمائی ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی پہلی دعا سبقت کر گئی ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابن عباس ﷛ سے روایت کی کہ ایک حبشی عورت' نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا مجھے مرگی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ آپ میرے لئے دعا فرمایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو صبر کرو اور صبر میں تمہارے لئے جنت ہے۔ اور اگر تم چاہو تو میں اللہ ﷻ سے دعا کروں کہ وہ تجھے عافیت دے دے۔ اس نے کہا میں صبر کروں گی۔ پھر کہا میں مرگی میں برہنہ ہو جاتی ہوں تو آپ صلی اللہ علیک وسلم! اللہ ﷻ سے یہ دعا کیجئے کہ میں برہنہ نہ ہوں تو حضور ﷺ نے اس کی دعا فرمائی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے اونٹ خرید کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے اونٹ خریدا ہے آپ اللہ ﷻ سے اس میں میرے لئے برکت کی دعا کیجئے۔ حضور ﷺ نے دعا کی کہ اے خدا! اس میں اس کے لئے برکت ہو۔ مگر وہ چند دن کے بعد مر گیا۔ پھر انہوں نے دوسرا اونٹ خریدا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اللہ ﷻ سے اس میں میرے لئے برکت کی دعا کیجئے تو حضور ﷺ نے دعا کی اے خدا ﷻ اس میں اس کے لئے برکت ہو مگر وہ بھی چند دن کے بعد مر گیا پھر انہوں نے تیسرا اونٹ خریدا اور اسے دعا کے لئے حضور

ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپ ﷺ نے دعا کی کہ اے خدا! اس کو اس پر سوار کرا تو یہ تیسرا اونٹ ان کے پاس بیس سال رہا۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تیسری مرتبہ میں دعا اجابت کو پہنچی۔ اور پہلی دو بار کی دعائے برکت امر آخرت کی طرف متوجہ ہو گئی۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''سنن'' میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے اپنی دعا میں فرمایا اے ام ملام یعنی تپ ولرزہ تجھے لازم ہے کہ بنی عصیہ کو نہ چھوڑے کیونکہ انہوں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔ تو وہ سب بخار سے پچھڑ گئے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''الادب'' میں اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میرا بیٹا فوت ہوا تو میں بے قرار ہو گئی اور انہوں نے اس سے کہا جو اسے غسل دے رہا تھا کہ میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دو۔ ٹھنڈا پانی اسے مار ڈالے گا۔ پھر عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں آئے اور ام قیس رضی اللہ عنہا کی بات حضور ﷺ سے نقل کی۔ حضور ﷺ نے تبسم فرمایا پھر کہا اس کی عمر دراز ہو' عورت نہیں جانتی کہ گذشتہ عمر کس طرح گزاری۔ مطلب یہ کہ سرد پانی میت کو کیا نقصان پہنچائے گا؟

ابن سعد و ابن عساکر رحمہما اللہ نے بطریق کلبی' ابو صالح رحمہما اللہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ لیلی بنت خطیم رضی اللہ عنہا' نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اس وقت حضور ﷺ آفتاب کی طرف پشت کیے تشریف فرما تھے تو لیلی رضی اللہ عنہا نے آپ کے شانے پر ہاتھ مارا۔ حضور ﷺ نے کہا یہ کون ہے اسے شیر کھائے۔ لیلی رضی اللہ عنہا نے کہا میں بنت مطعم الطیر وباری الریح یعنی لیلی بنت خطیم ہوں۔ میں آپ کے پاس اس غرض سے حاضر ہوئی ہوں کہ میں خود کو آپ کے عقد میں پیش کر دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے قبول کیا۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم کے پاس پہنچی۔ اور اس نے کہا نبی کریم ﷺ نے مجھ سے عقد فرما لیا ہے۔ قوم کے لوگوں نے کہا تو نے برا کیا تو غیرت مند عورت ہے۔ اور نبی کریم ﷺ صاحب ازواج مطہرات ہیں تو ان پر غیرت کھائے گی۔ اور حضور ﷺ اللہ عزوجل سے تجھ پر بددعا کریں گے۔ لہٰذا تو جا کر اپنے کو عقد سے آزاد کرا لے تو وہ واپس آئی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے عقد سے آزاد کر دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے تجھے عقد سے آزاد کر دیا۔ پھر اس نے مسعود بن اوس رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔ ایک دن وہ مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں غسل کر رہی تھی اچانک بھیڑیئے نے اس پر جست کی۔ چونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسے شیر کھائے۔ تو بھیڑیئے نے اس کے جسم کا کچھ حصہ کھا کر اسے چھوڑ

دیا۔ جب لوگ اس کے پاس پہنچے تو وہ مر چکی تھی۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عاصم بن عمر بن قتادہ ﷺ سے مرسلا اس کی مانند روایت کی۔ اس روایت میں اسود (شیر) کی جگہ اسد ہے۔

باوردی و ابن شاہین و ابن السکن اور بیہقی رحمہم اللہ نے ابو امامہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ثعلبہ بن حاطب نے حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ اللہ ﷻ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مال و اولاد عطا فرمائے حضور ﷺ نے فرمایا اے ثعلبہ تیرا بھلا ہو۔ تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کر سکے ایسے کثیر مال سے جس کا تو شکر ادا نہ کر سکے زیادہ بہتر ہے۔ مگر اس نے انکار کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ثعلبہ تیرا بھلا ہو کیا تو میری مانند ہونا پسند نہیں کرتا۔ اگر میں چاہتا تو میرا رب اس پہاڑ کو سونا کر کے میرے ساتھ چلاتا۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ اللہ ﷻ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مال و اولاد عطا فرمائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اگر اللہ ﷻ نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں ہر حقدار کو اس کا حق ضرور دوں گا۔

حضور ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی اور اس نے بکریاں خریدیں۔ ان بکریوں میں اتنی فراوانی ہوئی جیسے کیڑے مکوڑوں میں ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ کا میدان اس کے لئے تنگ ہو گیا اور اسے دور لے گیا۔ اور وہ دن میں تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز کے لئے حاضر ہوتا مگر رات میں نہ آتا۔ پھر ان بکریوں میں اور زیادتی ہوئی اور وہ ان کو اور دور لے گیا۔ اب وہ نماز کے لئے نہ دن میں آتا اور نہ رات میں، بجز جمعہ کے جمعہ نماز کے لئے۔ اس کے بعد ان بکریوں میں اور اضافہ ہوا اور وہ انہیں اور دور لے گیا۔ اب وہ نہ جمعہ کی نماز کے لئے آتا نہ جنازے کی نماز کو۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ثعلبہ بن حاطب کی حالت افسوسناک ہے۔ اس کے بعد اللہ ﷻ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ اس سے زکوٰۃ وصول کی جائے اور ان دونوں کو ثعلبہ بن حاطب کے پاس جانے کا حکم دیا تو یہ دونوں عامل اس کے پاس پہنچے۔ اور اس سے زکوٰۃ ادا کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس نے کہا تم دونوں مجھے اپنا دستور العمل دکھاؤ۔ اور اس نے اسے پڑھا۔ اور اس نے کہا یہ زکوٰۃ نہیں جزیہ ہے۔ تم دونوں دوسروں کے پاس جاؤ وہاں سے فارغ ہو کر میرے پاس آؤ۔ جب وہ دونوں فارغ ہو کر اس کے پاس آئے تو اس نے کہا یہ زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ جزیہ ہے۔ تم دونوں جاؤ میں اس بارے میں غور کر لوں تو وہ دونوں واپس چل دیئے۔ یہاں تک کہ مدینہ طیبہ آ گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب ان دونوں کو دیکھا قبل اس کے کہ یہ دونوں کچھ عرض کرتے حضور ﷺ نے فرمایا ''ویح ثعلبہ بن حاطب'' یعنی ثعلبہ بن حاطب پر افسوس ہے اور اللہ ﷻ نے ''وَمِنْهُم

مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ"[1] کی تین آیتیں نازل فرمائیں۔ جب ثعلبہ کو وہ آیتیں پہنچیں جو اس کے بارے میں نازل ہوئیں تو وہ اپنی زکوٰۃ لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل نے مجھے تیرا مال لینے سے منع فرما دیا ہے اس پر وہ رونے لگا۔ اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تیرے اپنے نفس کا عمل ہے کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تو میری اطاعت کر۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی زکوٰۃ قبول نہ فرمائی اور نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور نہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قبول فرمائی یہاں تک کہ وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ہلاک ہو گیا۔

بیہقی وطبرانی رحمہما اللہ نے عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے دربار میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس جگہ ایک جوان نزع کے عالم میں ہے لوگ اس سے کہتے ہیں کہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہو مگر وہ اس کے کہنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا وہ اپنی حیات میں کلمہ نہیں کہتا تھا۔

لوگوں نے عرض کیا بے شک وہ کہتا تھا۔ پھر فرمایا پھر کس چیز نے اسے اس کی موت کے وقت اس کلمہ کے کہنے سے روک رکھا ہے؟ پھر حضور ﷺ اٹھے اور ہم بھی حضور ﷺ کے ساتھ ہو گئے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ اس جوان کے پاس آئے اور فرمایا کہو "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اس جوان نے کہا میں اس کلمہ کے کہنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ فرمایا اس کی وجہ کیا ہے۔ اس نے کہا اس کی وجہ میری والدہ کی نافرمانی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا وہ زندہ ہے؟ اس نے کہا ہاں زندہ ہے۔

راوی نے کہا پھر حضور ﷺ نے لوگوں کو اس کی ماں کے پاس بھیجا۔ اور وہ حضور ﷺ کے پاس آئی۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کیا یہ نوجوان تیرا بیٹا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو غور کر اگر آگ بھڑکائی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ اگر تو اس کی شفاعت نہ کرے گی تو اس آگ میں دفن کر دیا جائے گا۔ اس پر اس نے کہا اس وقت میں ضرور اس کی شفاعت کروں

---

1. وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (پ۱۰ التوبہ ۷۵ تا ۷۷)

اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔ تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

گی۔ فرمایا اب تو اللہ ﷻ اور ہم سے اس طرح شہادت دے کہ میں اس سے راضی ہوگئی ہوں۔
ماں نے کہا بیشک میں اپنے بیٹے سے راضی ہوگئی ہوں۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا اے نوجوان کہو "لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ" تو اس نے کہا "لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ".
یہ کلمہ مبارک سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ بِیْ مِنَ النَّارِ" تمام خوبیاں اس خدا کو جس نے میرے ذریعہ سے اس جوان کو دوزخ کی آگ سے بچایا۔

الاربعہ رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ثابت ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" اللہ ﷻ اس کے چہرے کو بارونق وشاداب کرے جس نے میری حدیث سنی اور اس نے اسے محفوظ رکھا۔ اور اسے اسی طرح دوسروں تک پہنچایا جس طرح کہ اس نے سنا۔"

علماء اعلام نے فرمایا کہ محدثین میں سے کوئی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ نبی کریم ﷺ کی دعاء کے طفیل اس کے چہرے میں رونق وشادابی موجود نہ ہو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حذیفہ ؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ جب کسی شخص کے لئے دعا فرماتے تھے تو آپ ﷺ کی دعا اسے اور اس کے بیٹوں اور اس کے پوتوں تک پہنچتی تھی۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زبیر بن العوام ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری اولاد اور میرے پوتوں کے لئے دعا فرمائی اور مین نے اپنے والد سے سنا ہے انہوں نے میری ایک بہن سے فرمایا کہ تم ان میں سے ہو جن کو رسول اللہ ﷺ کی دعا پہنچی ہے۔

وہ دعائیں اور کلمات جو حضور ﷺ نے دفع امراض کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھائیں

دفع بخار اور ادائے قرض کی دعا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے تو وہ بخار میں تھیں اور بخار کو برا کہہ رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا بخار کو برا نہ کہو وہ تو حکمِ خدا کا پابند ہے لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جب تم انہیں کہو گی تو اللہ ﷻ تم سے اسے دور کر دے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر حضور ﷺ نے وہ کلمات مجھے سکھائے اور کہا کہ یہ

پڑھو "اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ جِلْدِیَ الرَّقِیْقَ وَ عَظْمِیَ الدَّقِیْقَ مِنْ شِدَّۃِ الْحَرِیْقِ' یَا اُمُّ مِلْدَمٍ اِنْ کُنْتِ آمَنْتِ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ فَلَا تُصَدِّعِی الرَّأْسَ وَلَا تَنْتِنِی الْفَمَ وَلَا تَأْکُلِی اللَّحْمَ وَلَا تَشْرَبِی الدَّمَ وَ تَحَوَّلِیْ عَنِّیْ اِلٰی مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَرَ۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کلمات کو پڑھا اور ان سے بخار جاتا رہا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ان کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک دعا ایسی سنی ہے کہ اگر تم میں سے کسی پر پہاڑ کے برابر سونا قرض ہو تو اللہ عزوجل اسے ادا کرے گا۔ وہ دعا یہ ہے۔ "اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ' رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا' اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ بِرَحْمَتِہٖ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَّحْمَۃِ مَّنْ سِوَاکَ" (ترجمہ) اے خدا! غموں کو ختم کرنے والے' مجبوروں اور بیکسوں کی دعاؤں کو قبول کرنے والے! دنیا و آخرت میں رحم اور مہربانی فرمانے والے! مجھ پر ایسا کرم فرما کہ میں دوسروں کا محتاج نہ ہوں تیرے سوا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ پر کثیر قرض تھا حالانکہ میں قرض کو ناگوار سمجھتا تھا تو زیادہ عرصہ نہ گزرا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مجھے فائدہ دیا اور اس نے جو مجھ پر قرض تھا ادا کرا دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھ پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا قرض تھا جب بھی میں انہیں دیکھتی تھی شرمسار ہو جاتی تھی تو میں نے یہ دعا پڑھنی شروع کر دی۔ زیادہ دیر نہ گزری کہ اللہ عزوجل نے مجھے بغیر میراث اور بغیر صدقہ کے اتنا مال عطا فرما دیا کہ میں نے وہ قرض ادا کر دیا۔

جن کا اتار

ابن سعد و بیہقی رحمہما اللہ نے ابوالعالیہ ریاحی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ایک مکار جن میرے ساتھ مکر کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو۔ "اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُھُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِی الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمِنْ شَرِّ مَا یَعْرُجُ فِی السَّمَاءِ وَمَا یَنْزِلُ مِنْھَا وَمِنْ شَرِّ کُلِّ طَارِقٍ اِلَّا یَطْرُقُ بِخَیْرٍ یَا رَحْمٰنُ۔" حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس کو پڑھا تو اللہ عزوجل نے مجھ سے اس جن کو دور کر دیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ جب وہ واپس جانے لگے تو عرض کیا میں کیا پڑھا کروں۔ فرمایا یہ

پڑھا کرو "اَللّٰھُمَّ قِنِیْ شَرَّنَفْسِیْ وَ اعْزِمْ لِیْ عَلٰی رُشْدِیْ" (ترجمہ) اے خدا! مجھے نفس کی شرارت سے محفوظ رکھ اور میرے لئے ہدایت فرما۔ وہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہوئے تو آ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے مجھے یہ پڑھنے کے لئے فرمایا تھا۔ اب میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

بچھو کے کاٹے کی دعا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق سہیل بن ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ ان کے والد سے انہوں نے ایک اسی شخص سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک شخص کو بچھو نے ڈنک مارا۔ جب اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو فرمایا اگر وہ رات ہونے تک یہ دعا پڑھ لیتا تو تکلیف نہ اٹھاتا وہ دعا یہ ہے "اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ" راوی نے کہا میرے اہل خانہ کی ایک عورت نے اسے پڑھا اسے سانپ نے ڈسا تھا تو اس کے زہر نے کچھ ضرر نہ پہنچایا۔

سانپ کے کاٹے کی دعا

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بکر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ عبد اللہ بن سہل ﷺ کو حرۃ الافاعی میں سانپ نے ڈسا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں عمارہ بن حزم ﷺ کے پاس لے جاؤ وہ اس کا منتر پڑھ دیں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ تو اتنی دیر تک مر جائیں گے۔ فرمایا انہیں عمارہ ﷺ کے پاس لے جاؤ۔ تو عمارہ ﷺ نے ان پر منتر پڑھا اور اللہ ﷻ نے انہیں شفا دی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے سہل بن ابی حثمہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم سے ایک شخص کو حرۃ الافاعی میں سانپ نے ڈسا تو اس کے لئے عمرو بن حزم ﷺ کو بلایا گیا تا کہ وہ منتر پڑھیں تو انہوں نے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضور ﷺ سے منتر پڑھنے کی اجازت چاہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ منتر پڑھ کر مجھے سناؤ تو انہوں نے سنایا اور حضور ﷺ نے ان کو وہ منتر پڑھنے کی اجازت دے دی۔ (حرۃ الافاعی منزل ابوار کے نزدیک ایک مقام ہے)۔

نیند لانے کی دعا

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الرحمٰن بن سابط رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بے خوابی کی شکایت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا سنو: میں تم کو وہ کلمات بتاتا ہوں کہ جب تم اسے پڑھو گے تو نیند آ جائے گی۔ تم پڑھو: " اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ، وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ وَمَا اَقَلَّتْ، وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنَ وَمَا اَضَلَّتْ، کُنْ جَارِیْ مِنْ شَرِّ خَلْقِکَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْھُمْ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی عَزَّ جَارُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ."

(ترجمہ) اے سات آسمانوں اور تمام چیزوں کے رب جن پر سات آسمان ہیں اور اے زمینوں میں موجود تمام چیزوں کے رب، اے شیاطین اور گمراہوں کے رب، تمام مخلوق کے شر سے مجھے محفوظ فرما اور کسی پر زیادتی نہ ہو اور تیری پناہ غالب ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

ظالم کے ظلم سے نجات اور ہر ضرورت کے پورا ہونے کی دعاء

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابان بن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حجاج سے گفتگو کی تو حجاج نے ان سے کہا کہ اگر آپ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت نہ کی ہوتی اور امیر المومنین کا خط آپ کے بارے میں نہ آیا ہوتا تو آپ کے ساتھ کچھ اور ہی سلوک ہوتا۔ اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خاموش رہو، خاموش رہو۔

جب میرے نتھنے ابھرے اور میری آواز بھاری ہوئی (یعنی میں جوان ہوا) تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسے کلمات سکھائے جن کی موجودگی میں کسی سرکش و جابر کا ظلم وستم مجھے ضرر نہیں پہنچا سکتا اور اس کی موجودگی میں ہر ضرورت بآسانی پوری کرتی رہے گی اور ہر مسلمان میرے ساتھ محبت کے ساتھ پیش آتا رہے گا۔ یہ سن کر حجاج نے کہا کہ کاش کہ آپ مجھے وہ کلمات بتا دیتے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو ان کلمات کے سیکھنے کا اہل نہیں ہے۔ اس کے بعد حجاج نے اپنے دونوں بیٹوں کو دو ہزار درہم کے ساتھ ان کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ اس بزرگ کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ ممکن ہے کہ تم ان کلمات کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ مگر وہ دونوں ان کلمات کے حاصل کرنے میں ناکام رہے۔

پھر جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن قریب آئے تو تین دن پہلے مجھے فرمایا اے ابان! تم مجھ سے ان کلمات کو سیکھ لو اور ان کلمات کو نااہل کے آگے نہ رکھنا۔ ابان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ عزوجل نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو جو عطا فرمایا تھا اس میں سے مجھے بھی اللہ عزوجل نے عطا فرمایا اور جو باتیں اللہ عزوجل نے ان سے دور رکھی تھیں ان کو اللہ عزوجل نے مجھ سے بھی دور رکھا۔ وہ دعا یہ ہے۔

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِى وَدِيْنِى' بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَهْلِى وَمَالِى' بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ اَعْطَانِى' بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِالْاَسْمَآءِ' بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَآءِ' بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِى لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ' بِسْمِ اللّٰهِ افْتَتَحْتُ وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ اللّٰهُ رَبِّى لَا اُشْرِكُ بِهٖ اَحَدًا' اَسْئَلُكَ اَللّٰهُمَّ بِخَيْرِكَ مِنْ خَيْرِكَ الَّذِى لَايُعْطِيْهِ غَيْرُكَ عَزَّجَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُ كَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اِجْعَلْنِى فِى عِيَاذِكَ وَجَوَارِكَ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ وَمِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ' اَللّٰهُمَّ اسْتَجِيْرُكَ مِنْ جَمِيْعِ كُلِّ شَيْئٍ خَلَقْتَ وَاحْتَرِسْ بِكَ مِنْهُنَّ وَاُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَىَّ' بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ' اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ٥ وَمِنْ خَلْفِى وَعَنْ يَّمِيْنِى وَعَنْ شِمَالِى وَمِنْ فَوْقِى وَمِنْ تَحْتِى." سورۂ اخلاص کو چھ مرتبہ پڑھے۔

دفعِ فقر کی دعا

خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ''رواۃ مالک'' میں حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی ہے اور اس نے روگردانی کی ہے۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا تم صلوٰۃ ملائکہ اور تسبیح خلائق کی کیوں نہیں پڑھتے۔ وہ اسی کی وجہ سے رزق پاتی ہے۔ تم طلوع فجر کے وقت ایک سو مرتبہ یہ دعا پڑھا کرو۔ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ'' دنیا تمہارے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ پھر کچھ دن بعد آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے پاس دنیا اس قدر آئی ہے کہ اب میں نہیں جانتا کہ اسے کہاں رکھوں۔

سانپ کاٹے کی دعا

شیخین رحمہا اللہ نے حضرت ابو سعید خدری ﷺ سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے ساتھ ایک سفر میں گئے اور ان کا گزر عرب کے ایک قبیلے میں ہوا اور اس قبیلہ کے ایک شخص کو سانپ نے ڈس لیا تھا تو ان میں سے ایک شخص نے اس پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کی اور وہ اچھا ہو گیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے خارجہ بن الصلت تمیمی ﷺ سے انہوں نے اپنے چچا سے روایت کی کہ وہ ایک قوم پر گزرے جن کے پاس زنجیر سے بندھا ہوا ایک مجنون تھا۔ ان لوگوں میں سے کسی نے کہا کیا تمہارے پاس ایسی کوئی چیز ہے جس سے اس کا علاج ہو سکے؟ کیونکہ تمہارے آقا خیر کو

لائے ہیں تو انہوں نے اس مجنون پر تین دن تک سورۂ فاتحہ پڑھی اور ہر روز دو مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔ اور وہ اچھا ہو گیا اس پر لوگوں نے ان کو ایک سو بیس بکریاں پیش کیں۔ وہ ان بکریوں کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ اور حضور ﷺ سے سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کھاؤ۔ کیونکہ کوئی تو باطل طریقہ سے کھاتا ہے مگر تم تو جائز طریقہ سے کھاؤ گے۔

حفاظتِ مال کی دعاء

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے آیہ کریمہ " قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ○

تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو (ترجمہ کنزالایمان) کے بارے میں فرمایا یہ آیہ کریمہ چوری سے امان میں رکھتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی نے جب سونے کا ارادہ کیا تو اس آیت کو پڑھ لیا۔ پھر ان کے گھر میں چور آیا۔ اور گھر کا تمام سامان اکٹھا کر کے اٹھا کر لے چلا۔ اور وہ صحابی سو نہیں رہے تھے۔ یہاں تک کہ چور سامان کو لے کر دروازے پر پہنچا مگر اس نے دروازہ بند پایا۔ پھر اس نے اس گٹھری کو رکھ دیا دیکھا تو دروازہ کھلا ہوا ہے اس نے پھر گٹھری اٹھائی اور دروازہ بند پایا اسی طرح چور نے تین مرتبہ کیا۔ یہ حال دیکھ کر وہ صحابی رضی اللہ عنہ ہنس پڑے اور کہنے لگے میں نے اپنے گھر کو محفوظ کر لیا ہے۔

حضور ﷺ کی خدمت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے جو خواب بغرض تعبیر پیش کئے

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خواب دیکھا کرتے تھے وہ اپنا خواب حضور ﷺ سے بیان کرتے تھے پھر حضور ﷺ ان خوابوں کی تعبیر دیا کرتے جو اللہ عزوجل چاہتا تھا۔

اس زمانے میں میں نوعمر اور کمسن بچہ تھا۔ اور میرے نکاح کرنے سے پہلے میرا گھر مسجد تھا۔ تو میں نے ایک دن اپنے دل میں کہا اگر تجھ میں خیر ہوتی تو تو بھی یقیناً ایسا خواب دیکھتا۔ جیسا

کہ یہ لوگ دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک رات جب میں سونے کیلئے لیٹا تو میں نے کہا اے خدا! اگر تو مجھ میں خیر کو جانتا ہے تو مجھے بھی کوئی خواب دکھا۔ اور میں یہی کہتا ہوا سو گیا اچانک میں نے خواب میں دیکھا

دو فرشتے میرے پاس آئے اور ان دونوں کے ہاتھوں میں لوہے کے گرز تھے اور وہ دونوں مجھے جہنم کی طرف لے جانے لگے اور میں برابر اللہ ﷻ سے یہ دعا کر رہا ہوں کہ اے خدا ﷻ! میں تجھ سے جہنم کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ مجھ سے ملا ہے اور اس کے ہاتھ میں بھی لوہے کا گرز ہے۔ اس نے مجھ سے کہا تم ڈرو نہیں تم اچھے آدمی ہو کاش کہ نماز کی کثرت کرتے۔ تو وہ فرشتے مجھے لے چلے۔ یہاں تک کہ جہنم کے کنارے پر لے جا کر کھڑا کر دیا۔ میں نے دیکھا وہ بہت گہرا ہے جیسے کہ کنواں ہوتا ہے اور اس کے کئی قرن ہیں۔ جیسے کہ کنوئیں کے قرن (جوکٹے) ہوتے ہیں اور ہر قرن پر ایک فرشتہ لوہے کا گرز لئے موجود ہے۔ اور میں نے اس جہنم کے کنوئیں میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھا جو زنجیروں سے بندھے سر کے بل اوندھے لٹکے ہوئے ہیں۔ میں نے ان میں سے بہت سے قریشی لوگوں کو پہچانا۔ پھر وہ فرشتے مجھے داہنی جانب پلٹ کر لے آئے۔

اور میں نے یہ قصہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا بلاشبہ عبداللہ ؓ مردِ صالح ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام ؓ کا خواب

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا پارچہ ہے میں اسے لے کر جنت کے کسی مکان میں ٹھہرنا نہیں چاہتا تھا۔ مگر وہ پارچہ مجھے اس طرف اڑا کر لے جاتا تھا۔ میں نے یہ قصہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ خواب بیان کیا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا تمہارا بھائی مرد صالح ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن سلام ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک باغ میں ہوں اور اس باغ میں ایک ستون ہے۔ اور اس ستون کے اوپر ایک رسی (عروہ) ہے کسی نے مجھ سے کہا اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا میں چڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کپڑوں سے پکڑ کر اٹھایا اور اوپر چڑھا دیا۔

اور میں نے رسی کو مضبوط تھام لیا۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ درآنحالیکہ میں رسی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔

یہ قصہ میں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا وہ باغ اسلام کا باغ ہے۔ اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ رسی عروہ وثقیٰ (مضبوط سہارا) ہے۔ تم ہمیشہ اس پر قائم رہو گے۔ یہاں تک کہ تم فوت ہو جاؤ۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں ایک خواب دیکھا۔

میں نے دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا ہے۔ اس نے کہا چلو تو وہ مجھے بہت عظیم راہ پر لے کر چلا میں جا رہا تھا کہ اچانک ایک راستہ اپنی بائیں جانب نظر آیا۔ میں نے اس راستہ پر چلنا چاہا۔ اس شخص نے کہا تم اس راہ پر چلنے کے اہل نہیں ہو۔ اس کے بعد ایک راستہ داہنی طرف آیا اور میں اس راہ پر چلنے لگا یہاں تک کہ میں ایک پہاڑ پر پہنچا جو بہت چکنا تھا۔ تو اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے پہاڑ پر پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ میں نے عروہ (رسی) کو پکڑ لیا اس نے مجھ سے کہا تم اس عروہ کو مضبوطی سے پکڑے رہنا۔

یہ قصہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ وہ عظیم راستہ تو حشر ہے اور وہ راستہ جو تمہاری بائیں جانب نظر آیا وہ دوزخیوں کا راستہ ہے اور تم ان میں سے نہیں ہو اور وہ راستہ جو تمہاری داہنی جانب نظر آیا وہ اہلِ جنت کا راستہ ہے اور وہ چکنا پہاڑ شہداء کی منزل ہے اور وہ عروہ جس کو تم نے مضبوطی سے تھاما وہ اسلام کا عروہ ہے تو اسے مضبوطی سے تھامے رہو گے یہاں تک کہ تم فوت ہو جاؤ۔

حضرت ابن زمیل جہنی رضی اللہ عنہ کا خواب

طبرانی و بیہقی رحمہما اللہ نے ابن زمیل جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا اور اس خواب کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔

میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک راہ پر چل رہے ہیں جو وسیع و نرم اور فراخ راستہ ہے۔ وہ لوگ سواریوں پر جا رہے ہیں۔ اسی دوران کہ وہ لوگ جا رہے تھے وہ لوگ ایسی چراگاہ پر پہنچے کہ میری آنکھوں نے کبھی ایسی عمدہ چراگاہ نہیں دیکھی تھی۔ وہ چراگاہ برق کی مانند چمک رہی تھی۔ اور قسم قسم کی گھاس سے شبنم کے قطرے چمک رہے تھے میں گویا ان لوگوں کی

پہلی صف میں تھا۔ جب وہ لوگ اس چراگاہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اور انہوں نے راہ میں اپنا پڑاؤ ڈال لیا۔ اور دائیں اور بائیں ذرہ بھر تعدی نہ کیا۔ گویا میں ان کو دیکھ رہا تھا کہ وہ لوگ چلے گئے۔ اس کے بعد دوسرا قافلہ آیا اور اس میں پہلے سے کئی گنا زیادہ لوگ تھے۔ جب وہ لوگ اس چراگاہ کے کنارے پہنچے تو انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور انہوں نے راستے میں اپنے کجاوے اتار دیئے۔ تو ان میں سے کچھ لوگوں نے تو فراخی سے چرایا اور کچھ لوگوں نے گھاس کو کاٹ کر گٹھر بنا لیا اس کے بعد بہت زیادہ لوگوں کا قافلہ آیا جب وہ لوگ اس چراگاہ کے کنارے پہنچے تو اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور کہنے لگے یہ کیسی عمدہ منزل ہے۔ میں گویا انہیں دیکھ رہا تھا کہ وہ داہنے اور بائیں جانب ملتفت ہوئے جب میں نے ان کا حال دیکھا تو میں نے سیدھی راہ کو لازم کر لیا۔ یہاں تک کہ اس چراگاہ کے آخر کنارے پر پہنچ گیا۔

اچانک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کو ایسے منبر پر تشریف فرما دیکھا جس کی سات سیڑھیاں تھیں۔ اور آپ سب سے اونچی سیڑھی پر تشریف فرما تھے۔ اور آپ کی داہنی جانب گندم گوں اور اونچی بینی والا شخص کھڑا تھا اور وہ قد و قامت میں سب سے بلند تر تھا۔ جب وہ بات کرتا تو وہ سب پر غالب رہتا۔ اور میں نے دیکھا کہ آپ کی بائیں جانب چھریرے بدن کا سرخ رنگ اور میانہ قد کا شخص کھڑا تھا اس کے چہرے پر کثرت سے بال تھے اس کے بال ایسے سیاہ تھے جیسے کہ کوئلہ۔ جب وہ بات کرتا تو اس کے اکرام میں آپ سب حضرات اس کی طرف کان لگا لیتے اور میں نے دیکھا آپ کے سامنے ایک بزرگ ہیں جو شکل و شباہت ہر چیز میں تمام لوگوں سے آپ سے مشابہ تھے۔ تمام لوگ اس بزرگ کی پیروی کرتے۔ اور اس سے ارادت مندی کا اظہار کرتے تھے اور میں نے دیکھا کہ اس بزرگ کے آگے زیادہ عمر کی بوڑھی اونٹنی ہے اور میں نے دیکھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ گویا کہ اسے ہنکال رہے ہیں۔ یہ خواب سن کر رسول اللہ ﷺ کا رنگ کچھ دیر متغیر رہا۔ جب وہ حالت ختم ہو گئی تو فرمایا:

سنو وہ جو تم نے نرم و فراخ راستہ دیکھا وہ ہدایت کا وہ راستہ ہے جس پر تم لوگ اٹھائے گئے ہو اور وہ جو چراگاہ تم نے دیکھی وہ دنیا ہے اور اس کی سرسبزی و شادابی اس کا عیش ہے۔ میں اور میرے اصحاب دنیا کے عیش و عشرت کے خواہاں نہیں ہوئے۔ اور نہ دنیا نے ہم سے تعلق رکھا۔ اس کے بعد وہ جو دوسرا قافلہ ان کے بعد تم نے دیکھا ان میں سے زیادہ تر لوگ تو ہم میں سے ہیں مگر کچھ ان میں سے وہ ہیں جن کو چراگاہ کی کشادہ روزی دی گئی۔ اور کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اس میں سے گٹھر باندھا اور انہوں نے اس حال میں رہ کر نجات پائی۔ اس کے بعد کثرت کے ساتھ

جن لوگوں کو تم نے آتے دیکھا اور وہ چراگاہ کے دائیں بائیں حائل ہوئے۔ مگر تم سیدھی راہ پر گامزن رہتے ہوئے گزر گئے تو تم اسی سیدھی راہ پر ہمیشہ قائم رہو گے یہاں تک کہ تم مجھ سے ملاقات کرو۔

اور وہ منبر جس کو تم نے سات درجوں کا دیکھا اور مجھے اس کے سب سے اونچے درجے پر دیکھا تو دنیا کے سات ہزار سال ہیں اور میں اس کے آخری ہزار سال میں ہوں اور وہ شخص جس کو تم نے میری داہنی جانب دیکھا تو وہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ جب وہ بات کرتے ہیں تو سب پر غالب رہتے ہیں۔ اور یہ صفت ان سے اللہ عزوجل کا کلام کرنے کی وجہ سے ہے۔ اور وہ شخص جس کو تم نے میری بائیں جانب دیکھا وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں ہم ان کا اکرام اس بنا پر کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ان کا اکرام کیا۔ اور وہ بزرگ جن کو میرے سامنے دیکھا وہ ہمارے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ہم سب ان کی پیروی کرتے اور ان کی اقتدا کرتے ہیں اور وہ اونٹنی جسے تم نے دیکھا تو وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہو گی۔ میرے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہے۔

بنی طے کے دو شخصوں کا قبولِ اسلام اور ان کے خواب

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بنی طے کے دو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور وہ دونوں ایک ساتھ مسلمان ہوئے اور ان دونوں میں ہر ایک جہاد میں سبقت لیجانے کی کوشش کرتا تھا تو ان دونوں میں سے ایک سبقت لے جاتے ہوئے جہاد میں شہید ہو گیا۔ اور دوسرا شخص ایک سال بعد تک زندہ رہا۔ اس کے بعد اس نے بھی وفات پائی۔

طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میں جنت کے دروازے پر موجود ہوں میں نے دیکھا کہ وہ دونوں جنت کے دروازے پر آئے پھر ایک شخص جنت سے باہر آیا۔ اور اس نے اس کو آواز دی جو بعد میں فوت ہوا تھا اس کے بعد وہ واپس آیا اور اس نے اس کو اذن دیا جو پہلے شہید ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ میری طرف آیا اور اس نے کہا تم واپس چلے جاؤ۔ تمہارے لئے ابھی اجازت نہیں ہے۔

طلحہ رضی اللہ عنہ نے جب صبح کی تو لوگوں سے اپنا یہ خواب بیان کیا لوگوں نے اس پر تعجب کیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ دوسرا شخص پہلے کے بعد ایک سال تک زندہ نہیں رہا اور اس نے اتنی اتنی نمازیں نہیں پڑھیں اور اس نے ماہِ رمضان کو پا کر اس کے روزے نہیں رکھے؟ (گویا اس بنا پر پہلے کے مقابلے میں دوسرا سبقت لے گیا)۔

حضرت ابوسعید خدری ؓ کا خواب

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید خدری ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سورۂ ص ٓ کی تلاوت کر رہا ہوں جب سجدہ کی آیت پر پہنچا تو دیکھا کہ ہر چیز نے سجدہ کیا ہے اور میں نے دیکھا کہ دوات' قلم اور لوح نے بھی سجدہ کیا۔ صبح کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اس آیت پر سجدہ کرنیکا حکم دیا۔

ابن ماجہ و بیہقی رحمہما اللہ نے ابن عباس ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آج رات میں نے خواب میں دیکھا گویا میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں اور میں سورہ ص کی تلاوت کر رہا ہوں۔ جب میں سجدہ کی آیت پر پہنچا تو اس درخت نے سجدہ کیا اور میں نے اسے کہتے سنا وہ کہہ رہا تھا "اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ لِیْ بِھَا عِنْدَکَ ذِکْرًا وَاجْعَلْ لِیْ بِھَا عِنْدَکَ ذُخْرًا وَاَعْظِمْ لِیْ بِھَا عِنْدَکَ اَجْرًا" حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کو سورۂ ص ٓ پڑھتے سنا جب آپ سجدہ کی آیت پر پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا۔ اور میں نے سنا کہ اس سجدے میں آپ نے وہ ہی دعا پڑھی جو اس شخص نے درخت کو سجدہ کرتے ہوئے اس سے سنی تھی اور اس نے آپ سے آ کر عرض کیا تھا۔

ایک انصاری کا خواب

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ثابت ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر پڑھا کریں۔ تو ایک انصاری نے خواب میں کسی کو دیکھا اور اس نے اس سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم لوگوں کو ہر نماز کے بعد اتنی اتنی مرتبہ تسبیح پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ اس انصاری نے کہا ہاں ہمیں حکم دیا ہے۔ اس نے کہا تم ہر ایک کو پچیس پچیس مرتبہ پڑھو اور اس تسبیح میں تہلیل یعنی "لا الہ الا اللہ" کو بھی شامل کر لو۔ جب صبح ہوئی تو اس انصاری نے نبی کریم ﷺ سے اپنا یہ خواب بیان کیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جیسا خواب میں بتایا گیا ہے ویسا ہی کرو۔

شیخین رحمہما اللہ حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے کئی صحابہ کو خواب میں دکھایا گیا کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی سات آخری راتوں میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سنکر فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تم سب کے خواب اس پر متفق ہیں کہ آخری سات راتوں میں لیلۃ القدر ہے تو جو لیلۃ القدر کا متلاشی ہے اسے چاہئے کہ آخری سات راتوں میں اسے تلاش

کرے۔

دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ ﷺ سے روایت کی کہ کسی صحابی کے ایک بھائی کو خواب میں دکھایا گیا کہ کچھ لوگ پہاڑ کی دشوار گزار گھاٹی میں چل رہے ہیں اور پہاڑ کی چوٹی پر دوہرے بھرے درخت ہیں۔ ان دونوں درختوں میں سے آواز آئی کہ کیا تم میں کوئی سورۂ بقر کی تلاوت کرتا ہے۔ کیا تم میں کوئی سورۂ آل عمران کی کی تلاوت کرتا ہے تو ان لوگوں میں سے ایک نے جواب دیا ہاں۔ اس پر ان درختوں نے اپنی شاخوں کو اتنا قریب کر دیا کہ ان کو لوگوں نے پکڑ لیا اور وہ دونوں ان کے ساتھ اتنے جھومے کہ پہاڑ حرکت کرنے لگا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے جابر ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ طفیل بن عمرو ﷺ نے ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک اور شخص نے ہجرت کی اور وہ شخص بیمار ہو گیا تو اس نے تیر کی انی لی اور اس سے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کی جڑوں کو کاٹ ڈالا۔ جس سے وہ مر گیا۔

پھر طفیل ﷺ نے خواب میں اسے دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا اللہ ﷻ نے مجھے میری ہجرت کے سبب بخش دیا ہے۔ پھر طفیل ﷺ نے پوچھا کہ تمہارے ہاتھوں کا کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا اس بارے میں مجھے کہا گیا کہ جس چیز کو تم نے اپنے آپ فاسد کیا ہے ہم اس کی اصلاح نہیں کریں گے۔ اس کے بعد طفیل ﷺ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ قصہ بیان کیا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی اے خدا اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے۔

جمیع انبیاء علیہم السلام کے خصائص اور شرف

ذاتِ والا صفات میں موجود تھے

علماء اعلام نے فرمایا کہ کسی نبی کو کوئی معجزہ اور کوئی فضیلت نہیں دی گئی مگر یہ کہ ہمارے نبی ﷺ کو اس معجزے یا اس کی فضیلت کی نظیر عطا فرمائی گئی بلکہ اس سے اعظم عطا فرمایا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے خصائص رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمائے گئے

ان خصائص میں سے ایک تو یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے آدم علیہ السلام کی پیدائش اپنے دست قدرت سے فرمائی اور اپنے فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا اور انہیں ہر شے کے اسماء کا علم عطا فرمایا گیا۔
بعض علماء نے کہا کہ ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آدم علیہ السلام اس زمانہ میں نبی تھے

اور ان کو فرشتوں کی طرف بھیجا گیا اور ان کا معجزہ بھی انباء یعنی غیبی خبریں دینا تھا۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا "فَلَمَّا اَنْبَاَ هُمْ بِاَسْمَآ ئِهِمْ" (پ۱ البقرہ ۳۳) تو حضرت آدم نے ان کو ان کے اسماء کی خبر دی۔ اور یہ کہ اللہ عزوجل نے ان سے کلام کیا فرمایا جیسا کہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آدم نبی تھے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں وہ نبی و رسول تھے اللہ عزوجل نے ان سے پہلے کلام فرمایا۔

تو ہمارے نبی کریم ﷺ کو ان خصائص و معجزات کی نظیر و مثل عطا فرمائی گئی۔ آدم علیہ السلام سے کلام کرنے کی نظیر یہ ہے کہ شب معراج حضور ﷺ سے کلام فرمایا لیکن یہ معجزہ کہ اللہ عزوجل نے ہر شے کے اسماء کی تعلیم فرمائی تو اس کی نظیر وہ روایت ہے جسے دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند الفردوس میں ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل نے میرے لئے میری امت کو آب و گل کے زمانے میں عورت بنا کر دکھایا اور مجھے ان سب کے نام بتائے گئے جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام کو کل اشیاء کے نام تعلیم فرمائے تھے۔

لیکن حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرانے کے معجزے کے بارے میں بعض علماء نے ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (پ۲۲ الاحزاب ۵۶) کو نظیر میں پیش کیا ہے اور کہا کہ یہ وہ اعزاز ہے جس سے نبی کریم ﷺ کو مشرف فرمایا ہے۔ اور اس اعزاز و اکرام سے مشرف فرمانا حضرت آدم علیہ السلام کے لئے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دینے سے دو وجہوں کے ساتھ اتم و اعم ہے۔

ایک وجہ تو یہ کہ حضرت آدم کو سجدے سے مشرف فرمانا ایک واقعہ تھا جو ختم ہو گیا۔ مگر رسول اللہ ﷺ کو صلوٰۃ سے مشرف فرمانا مستمر اور ابدی ہے۔ اور دوسری وجہ یہ کہ وہ شرف صرف فرشتوں سے ان کو حاصل ہوا تھا۔ ان کے سوا کسی اور سے نہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کو جو صلوٰۃ کا شرف حاصل ہوا وہ اللہ عزوجل تمام فرشتوں اور تمام مومنوں کی طرف سے ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کا شرف جو حضور اکرم ﷺ میں موجود تھا

اللہ عزوجل نے حضرت ادریس علیہ السلام کے لئے فرمایا "وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا" (پ۱۶ مریم ۵۶) ہم نے ان کو بلند مکان کی رفعت بخشی۔ اور ہمارے نبی ﷺ کو "قاب قوسین" تک رفعت عطا فرمائی۔

حضرت نوح علیہ السلام کا شرف

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت نوح علیہ السلام کا معجزہ یہ ہے کہ ان کی دعا کو قبول کیا گیا۔ اور ان کی قوم کو طوفان سے غرق کیا گیا۔ لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کی ایسی دعائیں بہت کثرت

سے ہیں جو درجہ قبول کو فائز ہوئیں ان میں سے ایک تو ان لوگوں پر بددعا ہے جنہوں نے دشمنی میں اپنی پشتوں پر ہتھیار باندھ رکھے تھے۔ اور قحط سالی کے زمانے میں بارش کی دعا فرمانا ہے اور آپ کی دعا کی برکت سے کثرت سے بارش ہونا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارے نبی کریم ﷺ کی دعا حضرت نوح علیہ السلام کی دعا سے اس طرح زیادہ ہے کہ بیس سال کی مدت میں ہزار ہا آدمی مسلمان ہوئے۔ اور فوج در فوج آپ کے دین میں لوگ داخل ہوئے اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرمائی مگر سو آدمیوں سے کم لوگوں نے ان پر ایمان لانا قبول کیا بقیہ لوگ ایمان نہ لائے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات میں سے تمام حیوانات کا ان کی کشتی میں سوار ہونے کے لئے مسخر ہونا ہے۔ بلاشبہ ہمارے نبی ﷺ کے لئے بھی ہر نوع کے حیوانات مسخر کئے گئے جیسا کہ گزشتہ متعلقہ مقامات میں بیان کیا جا چکا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ ہے کہ وہ زمین پر بخار کے اترنے کا سبب بنے اور ہمارے نبی ﷺ نے بخار کو مدینہ طیبہ سے جحفہ کی طرف نکال باہر کیا۔

حضرت ہود علیہ السلام کا شرف

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت نوح علیہ السلام کو ہوا کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے نبی ﷺ کو ہوا کے ذریعہ مدد فرمائی گئی جیسا کہ غزوۂ خندق میں گزر چکا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور ہوا سے مدد غزوۂ بدر میں بھی کی گئی تھی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت صالح علیہ السلام کو اونٹنی کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے نبی ﷺ کو اس کی مانند اونٹ کا کلام کرنا اور اونٹ کا آپ کی اطاعت کرنا عطا فرمایا گیا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مثل حضور والا ﷺ کا شرف

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات کا شرف عطا کیا گیا۔ اس کی نظیر و مانند بھی ہمارے نبی ﷺ کو عطا ہوئی جو آگ کے معجزات کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے اور مرتبہ خلت بھی عطا فرمایا گیا۔

چنانچہ ابن ماجہ و ابونعیم رحمہما اللہ نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل نے مجھے خلیل بنایا جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو میری منزل اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی منزل جنت میں آمنے سامنے ہے۔ اور حضرت

عباس ﷺ ہمارے درمیان ایسے ہوں گے جیسے دو خلیلوں کے درمیان مومن ہوتا ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کعب مالک ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے تمہارے آقا کو خلیل بنایا ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً میں ابوبکر صدیق ﷺ کو خلیل بناتا لیکن تمہارا آقا اللہ ﷻ کا خلیل ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ ﷻ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود سے تین حجابوں میں پوشیدہ رکھا۔ اسی طرح ہمارے نبی ﷺ کو ان لوگوں سے جو آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے حجابات میں پوشیدہ رکھا۔ جیسا کہ اللہ ﷻ فرماتا ہے

" اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ" (پ۲۲ یٰسین ۸،۹)

ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کر دیئے ہیں جو ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے اور جب ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں سے ڈھانپ دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ ﷻ فرماتا ہے " وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا" (پ۱۵ بنی اسرائیل ۴۵)

اور جب آپ نے قرآن پڑھا تو ہم نے آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو ایمان نہیں لائے آخرت میں چھپانے والا حجاب کر دیا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور کی عصمت و حفاظت کے ضمن میں اور آپ کو مخفی رکھنے کے سلسلے میں بکثرت احادیث پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے مناظرہ کیا اور اسے برہان و حجت سے مبہوت کر دیا۔ چنانچہ اللہ ﷻ فرماتا ہے

" فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ" (پ۳ البقرہ ۲۵۸) اسی طرح ہمارے نبی ﷺ کے لئے واقع ہوا چنانچہ حضور ﷺ کے پاس ابی بن خلف آیا اور مرنے کے بعد اٹھنے کے انکار پر بوسیدہ ہڈی لایا اور اس نے اسے مسلتے ہوئے کہا

" مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ" (پ۲۳ یٰسین ۷۸) کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے

گا۔ درآں حالیکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہیں۔ اس پر اللہ ﷻ نے نازل فرمایا

"قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِیْ اَنْشَأَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ" (پ۲۳ یٰسین ۷۹) اے نبی فرمائیں ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا فرمایا۔ یہ برہان ساطع ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ ﷻ کے غضب میں اپنی قوم کے بتوں کو توڑا۔ اور ہمارے نبی ﷺ نے اپنی قوم کے بتوں کی طرف اشارہ فرمایا جو کہ تین سو ساٹھ تھے اور وہ سب کے سب گر کر چکنا چور ہو گئے۔ اس معجزے کی حدیثیں فتح مکہ کے باب میں پہلے گزر چکی ہیں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں بھیڑوں کا کلام کرنا ہے چنانچہ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے علباء بن احمر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حضرت ذوالقرنین مکہ مکرمہ آئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو خانہ کعبہ تعمیر کرتے ہوئے پایا حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے کہا ہماری سرزمین میں آپ کو تصرف کرنے کا کیا حق ہے؟ انہوں نے فرمایا ہم دونوں اللہ ﷻ کے نامور بندے ہیں اللہ ﷻ نے ہمیں اس خانہ کعبہ کی تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ذوالقرنین نے کہا آپ دونوں اپنے دعوے کے ثبوت میں دلیل لائیں تو پانچ بھیڑیں اٹھیں اور انہوں نے کہا ہم سب شہادت دیتے ہیں کہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نامور بندے ہیں اور ان دونوں کو اس کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے کہا میں اس سے راضی ہوں اور میں نے اس امر کو تسلیم کیا۔

اسی طرح ہمارے نبی ﷺ کی بارگاہ میں متعدد حیوانوں نے کلام کیا ہے۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں سے یہ ہے جسے ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ ہم سے ہشام بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوصالح رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوثی سے ہجرت کی اور نارِ نمرود سے باہر آئے تو اس زمانے میں ان کی زبان سریانی تھی لیکن جب آپ نے فرات کو عبور کیا تو اللہ ﷻ نے ان کی زبان بدل دی اور وہ عبرانی زبان میں جب سے فرات کو عبور کیا گفتگو فرمانے لگے۔ نمرود نے ان کے تعاقب میں کچھ لوگوں کو بھیجا اور اس نے حکم دیا کہ جو سریانی زبان میں گفتگو کرتا ہے اسے نہ چھوڑا جائے۔ اور اسے میرے پاس لے آؤ تو وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملے مگر انہوں نے ان سے عبرانی زبان میں گفتگو فرمائی۔ اور وہ لوگ آپ کو چھوڑ کر چل دیئے۔ کیونکہ وہ آپ کی لغت و زبان کو نہ پہچان سکے۔

اس معجزے کی نظیر و مثل ہمارے نبی ﷺ کے لئے ان قاصدوں کے ضمن میں گزر چکی ہے جن کو حضور ﷺ نے بادشاہوں کی طرف بھیجا تھا۔ وہ قاصد جب ان بادشاہوں کے ملک میں پہنچے تو وہ انہی لوگوں کی زبان میں گفتگو کرنے لگے جن کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔

اور ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں یہ ہے جسے ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''المصنف'' میں روایت کی کہ ہم نے محمد بن ابی عبیدہ بن معن رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی انہوں نے اعمش رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابو صالح رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی۔ ابو صالح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام غلہ لینے تشریف لے گئے مگر انہیں غلہ فراہم نہ ہو سکا تو انہوں نے تھیلے میں کچھ سرخ ریت بھر لی اور اسے اٹھا کر گھر لے آئے۔ اہل خانہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ سرخ گندم ہے۔ جب انہوں نے تھیلا کھولا تو سرخ گندم پائی جب اس گندم کے دانے کو بویا جاتا تو اس دانہ سے ایسی بالیں نکلتیں جس کی جڑ سے شاخ تک مسلسل دانوں سے بھری بالیں ہوتیں۔

بلاشبہ اس معجزے کی نظیر و مثل ہمارے نبی ﷺ کے لئے بھی واقع ہے۔ جس کا تذکرہ اس مشکیزے کے باب میں پہلے گزر چکا ہے۔ جو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو زادِراہ کے طور پر عطا فرمایا تھا اور اس مشکیزے کو پانی سے بھر کر دیا تھا اور جب ان اصحاب نے اس مشکیزے کو کھولا تو انہوں نے دودھ اور مکھن پایا۔

وہ شرف جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مثل آپ ﷺ کو عطا ہوا

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح پر صبر عطا فرمایا گیا۔ اس کی نظیر شقِ صدر کے باب میں پہلے گزر چکی ہے بلکہ یہ شرف اس سے ابلغ ہے۔ اس لئے کہ شق صدر تو حقیقتاً واقع ہوا اور ذبح کا وقوع نہ ہوا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کے عوض فدیہ عطا فرمایا گیا اسی طرح نبی کریم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے ذبح کے عوض فدیہ دیا گیا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو آب زمزم عطا فرمایا گیا۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے دادا عبدالمطلب کو چاہ زمزم دیا گیا۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو عربیت عطا فرمائی گئی۔ چنانچہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عربی زبان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو

بطریق الہام عطا ہوئی۔

اور اس کی نظیر میں ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا وجہ ہے کہ آپ ہم سب میں سب سے زیادہ فصیح اللسان ہیں باوجودیکہ آپ ہمارے درمیان سے کہیں باہر بھی تشریف نہیں لے گئے؟ حضور ﷺ نے فرمایا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان نابود ہو چکی تھی اس زبان کو جبریل علیہ السلام میرے پاس لائے اور اسے انہوں نے مجھے یاد کرایا۔

وہ شرف جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے مثل آپ ﷺ کو عطا کیا گیا

جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور کتاب ''امالی'' میں فرمایا کہ ہم سے ابوالحسن احمد بن محمد بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نوح بن حبیب بذشی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حامد بن محمود رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابومسہر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابن عبدالعزیز تنوخی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام آئے تو آپ سے کہا گیا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیئے نے کھا لیا ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیئے کو بلایا اور اس سے فرمایا کیا تو نے میرے قرۃ العین اور جگر گوشہ کو کھایا ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے یہ گستاخی نہیں کی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تو کہاں سے آیا ہے اور کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے؟ بھیڑیئے نے کہا میں سرزمین مصر سے آیا ہوں اور جرجان جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جرجان کس مقصد سے جانا چاہتا ہے؟ بھیڑیئے نے کہا میں نے آپ سے پہلے نبیوں سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ جو کوئی دوست یا کسی رشتہ دار سے ملاقات کرنے جاتا ہے اللہ عزوجل اس کے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اس سے ایک ہزار برائیاں محو فرماتا ہے اور اس کے ایک ہزار درجے بلند کرتا ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو بلایا۔ اور فرمایا کہ اس حدیث (بات) کو لکھ لو۔ اس پر بھیڑیئے نے ان کو حدیث بیان کرنے سے انکار کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ تو ان کو حدیث نہیں سناتا۔ بھیڑیئے نے کہا یہ سب نافرمان و گنہگار ہیں۔

اس کی نظیر و مثل ہمارے نبی ﷺ کو عطا فرمائی گئی کہ بھیڑیئے نے کلام کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے دیئے گئے معجزات میں سے یہ

ہے کہ ان کو اپنے فرزند کی جدائی کے ساتھ آزمایا گیا۔ اور انہوں نے اس حد تک صبر کیا کہ قریب تھا کہ غم سے وہ ہلاک ہو جائیں اور ہمارے نبی ﷺ کو فرزندوں کا درد دیا گیا اور بیٹوں میں سے کسی کو بچپن کے سوا زندہ نہ رکھا گیا مگر آپ نے رضا و تسلیم کو اختیار کیا اس بنا پر آپ کا صبر حضرت یعقوب علیہ السلام کے صبر سے فائق رہا۔

وہ شرف جو حضرت یوسف علیہ السلام کی مانند آپ ﷺ کو عطا ہوا

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ایسا حسن دیا گیا جو تمام انبیاء و مرسلین پر بلکہ تمام مخلوقات پر فائق تھا اور ہمارے نبی ﷺ کو ایسا جمال عطا فرمایا گیا کہ کسی فرد بشر کو آپ جیسا جمال نہ ملا۔ کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا نصف حصہ دیا گیا اور ہمارے نبی ﷺ کو تمام حسن عطا گیا گیا اس کا تذکرہ اول کتاب میں گزر چکا ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین کی جدائی اور ان کی مسافرت اور وطن سے دوری کے ساتھ آزمایا گیا اور ہمارے نبی ﷺ نے اپنے اہل و کنبہ اور دوست واحباب اور وطن کو چھوڑا اور اللہ عزوجل کی طرف ہجرت فرمائی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتھر سے پانی کے چشمے ابلنے کا معجزہ دیا گیا۔ ایسا ہی معجزہ ہمارے نبی ﷺ سے واقع ہوا جیسا کہ اول بعثت کے ضمن میں پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ مزید براں یہ کہ آپ کی انگشتہائے مبارکہ کے درمیان سے پانی کے چشمے ابلے تھے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا انگشتہائے مبارک سے پانی کا جاری ہونا زیادہ عجیب ہے۔ اس لئے کہ پتھر سے پانی کا نکلنا تو متعارف و معہود ہے لیکن گوشت اور خون کے درمیان سے پانی جاری ہونا نہ متعارف ہے اور نہ معہود ہے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بادل کے سایہ کرنے کا معجزہ دیا گیا اور یہ معجزہ ہمارے نبی ﷺ کو بھی عطا ہوا چنانچہ اس ضمن میں متعدد حدیثیں پہلے بیان ہو چکی ہیں۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا کا معجزہ دیا گیا۔ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی نظیر ہمارے نبی ﷺ کو ایک تو چوبی ستون کے رونے میں ہے اور دوسری نظیر جو اژدھے کی صورت میں ظاہر ہونے کی شکل میں ہے وہ اس اونٹ کے قصہ میں ہے جسے ابو جہل نے دیکھا تھا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا کا معجزہ عطا ہوا اور اسکی نظیر وہ نور ہے جو حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں بطور نشانی ظاہر ہوا۔ پھر حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے مشلہ

ہونے کا خوف ظاہر کیا۔ تو وہ فوراً ان کے کوڑے کی نوک پر منتقل کر دیا گیا۔ جیسا کہ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے باب میں پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا پھاڑ کر راستہ بنانے کا معجزہ دیا گیا بلاشبہ اس کی نظیر اسرار کے باب میں پہلے گزر چکی ہے کہ وہ دریا جو زمین و آسمان کے درمیان سے حضور ﷺ کے لئے پھاڑا گیا یہاں تک کہ آپ نے اسے عبور کیا اور آگے گئے۔

اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی نظیر میں وہ روایت بیان کی ہے جو احیاءِ موتی کے باب میں علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے قصہ میں گزر چکی ہے اور آخر کتاب میں بھی آئے گی اور اس کی مانند بکثرت واقعات ہیں۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو من و سلویٰ عطا فرمایا گیا۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کی نظیر میں غنیمتوں کے حلال ہونے اور جم غفیر کا تھوڑے سے کھانے سے شکم سیر کر دینے کے واقعات ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم پر طوفان، ٹڈیاں، کھٹمل، مینڈک اور خون کی بددعا کی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کی نظیر میں رسول اللہ ﷺ کی وہ بددعائیں ہیں جو اپنی قوم پر قحط سالی کے ضمن میں ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ

"وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى" (پ۱۶ طٰہٰ ۸۴) اے میرے رب تیری طرف جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو (ترجمہ کنزالایمان) اور حضور اکرم ﷺ کے لئے حق تعالیٰ نے فرمایا

"وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (پ۳۰ الضحیٰ ۵)

بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا: وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّىْ (پ۱۶ طٰہٰ ۳۹)

اور میں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبت ڈالی (ترجمہ کنزالایمان) اور اللہ عزوجل نے حضور اکرم ﷺ کے حق میں فرمایا۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (پ۳ آل عمران ۳۱)

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا (ترجمہ کنزالایمان)

وہ شرف جو مثل حضرت یوشع اور حضرت داؤد علیہما السلام کے آپ ﷺ کو عطا ہوا

حضرت یوشع علیہ السلام جب قوم جبارین سے جنگ کر رہے تھے تو ان کے لئے آفتاب کو غروب ہونے سے روک دیا گیا۔ جیسا کہ شب معراج کے واقعات میں گزر چکا ہے اور اس سے

زیادہ عجیب یہ ہے کہ جب حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نماز عصر فوت ہوئی تو اس وقت حضور ﷺ کی دعا سے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لایا گیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو پہاڑوں کی تسبیح کا معجزہ دیا گیا اور اس کی نظیر میں ہمارے نبی ﷺ کو کنکریوں اور کھانوں کی تسبیح کا معجزہ دیا گیا جیسا کہ اس کے باب میں پہلے گزر چکا ہے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو پرندوں کی تسخیر کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے نبی ﷺ کو تمام حیوانات کی تسخیر کا معجزہ دیا گیا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو لوہے کے نرم ہونے کا معجزہ دیا گیا۔ بلاشبہ ہمارے نبی ﷺ کو پتھروں اور بڑی بڑی چٹانوں کے نرم ہو جانے کا معجزہ دیا گیا۔ چنانچہ غزوۂ احد میں جب مشرکوں کی نظروں سے پوشیدہ ہونے کیلئے پہاڑ کی طرف اپنے سر مبارک کو جھکایا تاکہ آپ کا جسم اقدس مشرکوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جائے۔ اللہ ﷻ نے پہاڑ کو آپ کے لئے نرم کر دیا یہاں تک کہ آپ کا سر مبارک پہاڑ میں داخل ہو گیا اور یہ معجزہ اب تک ظاہر و باقی ہے لوگ اس مقام کی زیارت کرتے ہیں۔ اسی طرح مکہ مکرمہ میں ایسی گھاٹیاں موجود ہیں جہاں سخت پتھر اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی نماز میں ان جگھوں پر آرام فرمایا تھا اور وہ پتھر آپ کے لئے نرم ہو گئے تھے یہاں تک کہ آپ کی پنڈلیوں اور بازوؤں کا نشان ان میں موجود ہے۔

اور یہ معجزہ مشہور ہے۔ یہ معجزہ زیادہ عجیب ہے اس لئے کہ لوہے کو آگ نرم کر دیتی ہے مگر ایسی آگ کہیں نہیں کہ اس نے پتھر کو نرم کر دیا ہو۔ یہ تمام کلام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو غار پر مکڑی کا جالہ تننے کا معجزہ دیا گیا۔ یہ معجزہ بھی ہمارے نبی ﷺ سے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ ہجرت کے واقعہ میں غار ثور کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

وہ شرف جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی مانند آپ ﷺ کو عطا ہوا

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم دیا گیا اور ہمارے نبی ﷺ کو وہ چیز عطا فرمائی گئی جو ملک عظیم سے اعظم ہے وہ روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا عطا فرمائی گئی جو کہ صبح کو ایک مہینے کی مسافت اور شام کو ایک مہینہ کی مسافت تک ان کو لے جاتی تھی۔ اور ہمارے نبی ﷺ کو وہ چیز عطا فرمائی گئی جو اس سے اعظم ہے۔ وہ براق ہے جو پچاس ہزار برس کی مسافت کو تہائی رات سے کم کی مدت میں طے کر

کے ایک ایک آسمان میں حضور ﷺ کو لے گیا اور وہاں کے عجائب دکھائے اور جنت کی سیر کرائی اور دوزخ کا معائنہ کرایا۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جنات مسخر کیے گئے اور وہ ان سے بھاگتے تھے تو ان کو زنجیروں سے باندھ کر سزا دیتے تھے اور ہمارے نبی ﷺ کے پاس جنات کے وفود رغبت وشوق اور ایمان دار ہو کر آئے اور حضور ﷺ کے لئے شیاطین و مردہ کو مسخر کیا گیا یہاں تک کہ آپ نے ارادہ فرمایا ان شیاطین کو جن کو آپ نے پکڑا تھا' مسجد کے ستونوں سے باندھ دیں۔ اس کا قصہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بولیوں کو جانتے تھے اور ہمارے نبی ﷺ کو تمام حیوانات کی بولیوں کا فہم عطا فرمایا گیا۔ مزید برآں یہ کہ درخت' پتھر اور عصا کی بات آپ ﷺ نے سمجھی۔ یہ تمام واقعات پہلے گزر چکے ہیں۔

وہ شرف جو حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کی نظیر میں آپ ﷺ کو عطا ہوا

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو بچپن میں حکمت دی گئی اور وہ بغیر صدور معصیت رویا کرتے تھے اور مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔

اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو اس سے افضل شرف عطا فرمایا گیا اس لئے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام بت پرستی اور جاہلیت کے زمانے میں نہ تھے اور ہمارے نبی ﷺ اوثان اور جاہلیت کے زمانے میں مبعوث ہوئے تھے۔ اس کے باوجود آپ کو بت پرستوں اور شیطانی ٹولوں کے درمیان بچپن میں فہم و حکمت عطا فرمائی گئی اور آپ نے کبھی بھی بتوں میں دلچسپی نہیں لی۔ اور نہ ان بت پرستوں کے ساتھ ان کی خوشیوں میں شریک ہوئے۔ اور نہ آپ سے کبھی جھوٹی بات مسموع ہوئی۔ نہ بچوں کی مانند کھیل کود کی طرف میلانِ طبع ہوا اور آپ ہفتوں مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔ (صوم وصال کے دوران) فرمایا کرتے میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور آپ رویا کرتے تھے کہ آپ کے سینہ اقدس سے ہانڈی کے جوش مارنے کی مانند آواز سنائی دیا کرتی تھی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام تو حصور تھے اور حصور تو اسے کہا جاتا ہے جو عورت کے پاس نہ گیا ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کی بعثت و رسالت تمام مخلوق کی طرف ہے اس لئے آپ ﷺ کو نکاح کرنے کا حکم فرمایا گیا تا کہ ساری مخلوق

نکاح میں اقتداء کرے۔ اس لئے کہ نفوس کی پیدائشی خصلت ہی اس پر ہے کہ وہ شہوت کی حالت میں عورت کے پاس جائے۔

وہ شرف جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نظیر میں آپ کو عطا ہوا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ لا اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا م بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ لا فِیْ بُیُوْتِکُمْ ط (پ۳ آل عمران ۴۹)

اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

ان امور کے نظائر ہمارے نبی ﷺ کے لئے احیاء الموتی کے باب میں اور مریضوں کو شفایاب اور صحت مند کرنے کے بارے میں اور غزوۂ بدر و احد کے باب میں اور قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ درست کرنے کے ضمن میں اور غزوۂ خیبر میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی آشوب چشم کو لعاب دہن سے درست کرنے اور غیبی خبروں کے ابواب میں مذکور ہو چکے ہیں۔

اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے مٹی سے پرندہ پیدا کرنے کے معجزے کی نظیر میں کھجور کی ٹہنی کو لوہے کی تلوار سے بدل دینے کو قرار دیا ہے اور اللہ عزوجل نے فرمایا:۔

اِذْقَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّکَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ (پ۷ المائدۃ ۱۱۲)

جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے؟ (ترجمہ کنزالایمان)

تو ہمارے نبی ﷺ کے لئے اس کا نظیر یہ ہے کہ متعدد حدیثوں میں گزر چکا ہے کہ آسمان سے آپ کے لئے طعام اترا ہے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حق تعالیٰ نے فرمایا

"وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ" (پ۳ آل عمران ۴۶) اور لوگوں سے بات کرے گا پالنے میں (ترجمہ کنزالایمان) اور آپ نے آغوش مادر میں لوگوں سے کلام فرمایا۔ تو اس کی نظیر ہمارے نبی ﷺ کے لئے بعد ولادت ظہور معجزات کے باب میں پہلے بیان ہو چکی ہے۔

اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو روئے زمین پر کوئی بت ایسا نہ رہا جو منہ کے بل نہ گرا ہو۔ اور ہمارے نبی ﷺ کے لئے اس کی نظیر باب ولادت میں پہلے گزر چکی ہے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا جانا عطا ہوا تو اس کی نظیر میں ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ بات ہمارے نبی ﷺ کی امت کے بہت سے لوگوں کے لئے واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ ان میں سے حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت خبیب اور حضرت العلاء ابن الحضرمی رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان کا تذکرہ گزشتہ ابواب میں کیا جا چکا ہے۔

وہ خصائص جن کے ساتھ حضور ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی اور وہ خصائص آپ ﷺ کے سوا کسی نبی کو عطا نہ ہوئے

ابوسعید نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے "شرف المصطفیٰ" میں ان فضائل کا ذکر کیا ہے جن کے ساتھ نبی کریم ﷺ کو تمام انبیاء علیہا السلام پر فضیلت دی گئی ہے۔ ایسے مخصوص فضائل ساٹھ ہیں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی اور نے حضور ﷺ کے فضائل کو اس طرح شمار کیا ہو البتہ میں نے خود احادیث و آثار میں اس کی جستجو کی ہے اور میں نے مذکورہ تعداد کو پایا ہے۔ اور تین فضیلتیں اس کی مانند اس کے ساتھ پائی ہیں۔ اور ان فضائل کو میں نے چار قسموں میں دیکھا ہے۔

ایک قسم تو وہ ہے جو حضور ﷺ کی ذات اقدس میں دنیا کے اندر مختص فرمائے گئے ہیں اور دوسری قسم فضائل کی وہ ہے جو آخرت میں آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہیں اور تیسری قسم وہ ہے جو آپ کی امت کے ساتھ دنیا میں مخصوص کئے گئے ہیں اور چوتھی قسم وہ ہے جو آپ ﷺ کی امت کے ساتھ آخرت میں مخصوص کی گئی ہے۔ اب میں ان چار قسموں کو تفصیل کے ساتھ ابواب میں بیان کرتا ہوں۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جب کہ آدم علیہ السلام ابھی خمیر میں تھے۔ جو میثاق اللہ عزوجل نے انبیاء علیہم السلام سے لیا ان میں آپ مقدم تھے۔ اس کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ اور یہ کہ جس دن اللہ عزوجل نے فرمایا "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب سے پہلے حضور ﷺ ہی نے بَلٰی (ہاں) فرمایا تھا۔

اور یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور تمام مخلوقات کی تخلیق آپ ہی کی وجہ سے ہوئی۔ اور یہ کہ آپ کا اسم شریف عرش' آسمانوں' جنتوں اور تمام ان چیزوں پر لکھا ہوا تھا جو ملکوت سمٰوات میں ہیں۔ اور یہ کہ فرشتے ہر گھڑی آپ کا ذکر کرتے ہیں اور یہ کہ آپ کا اسم شریف حضرت آدم علیہ السلام کے عہد میں اذانوں میں لیا جاتا رہا اور ملکوت اعلیٰ میں ذکر ہوتا رہا۔ اور یہ کہ اللہ عزوجل نے تمام نبیوں سے اور حضرت آدم علیہ السلام سے یہ عہد لیا کہ جو لوگ ان کے بعد ہوں وہ سب حضور ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی نصرت کریں اور یہ کہ کتب سابقہ میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کی بشارتیں دی گئیں اور ان کتابوں میں آپ ﷺ کی نعت اور آپ کے اصحاب و خلفاء اور آپ ﷺ کی امت کی نعت بیان کی گئی۔ اور یہ کہ ابلیس لعین کو آپ ﷺ کی ولادت کی وجہ سے آسمانوں سے روک دیا گیا اور یہ کہ ایک قول کے بموجب (بوقت ولادت) آپ ﷺ کا شق صدر ہوا۔ اور یہ کہ آپ کے پشت مبارک میں آپ ﷺ کے قلب اطہر کے مقابل جہاں سے شیطان (انسانوں میں) داخل ہوتا ہے مہر نبوت قائم کی گئی ہے اور یہ کہ آپ کے ایک ہزار نام ظاہر ہوئے۔ جو کہ اسماء الٰہی سے مشتق و ماخوذ ہیں اور یہ کہ اسماء الٰہی میں سے تقریباً ستر اسماء کے ساتھ آپ ﷺ کا اسم شریف رکھا گیا اور یہ کہ فرشتے سفر میں آپ ﷺ پر سایہ کرتے تھے اور یہ کہ عقل میں تمام انسانوں سے فائق تھے۔ اور یہ کہ آپ کو تمام حسن و جمال دیا گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو صرف نصف حسن دیا گیا تھا۔ اور یہ کہ ابتدائے وحی میں آپ ﷺ کو ڈھانپ لیا جاتا تھا اور یہ کہ آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اس صورت میں جس پر ان کو پیدا کیا گیا تھا دیکھا۔

یہ تمام فضائل وہ ہیں جن کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث میں ذکر کیا ہے۔

اور یہ کہ آپ ﷺ کی بعثت کے سبب کہانت کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا اور شہاب کی رمی کے ذریعہ خبریں سننے سے آسمانوں کی حفاظت کی گئی اور وہ فضائل ہیں جن کو ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث میں ذکر کیا۔

اور یہ کہ حضور ﷺ کے لئے آپ کے والدین کو زندہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے۔ اور یہ کہ (بعض) کافروں کے لئے تخفیفِ عذاب کے لئے آپ ﷺ کی شفاعت قبول

کی گئی جیسے کہ ابوطالب کے قصے میں اور دو قبروں کے قصے میں مذکور ہے اور یہ کہ لوگوں کو آپ پر غالب نہ آنے دینے کا وعدہ کیا گیا اور آپ کی عصمت وحفاظت فرمائی گئی۔ اور یہ کہ آپ کو معراج ہوئی۔ اور وہ خصوصیات جو اس کے ضمن میں ہیں جیسے ساتوں آسمانوں کا فرق اور اس بلندی تک جانا کہ آپ ﷺ قاب قوسین تک پہنچے اور آپ ﷺ کی رفعت اس مقام تک ہوئی جہاں نہ کوئی نبی و مرسل گیا اور نہ کوئی فرشتہ مقرب۔ اور یہ کہ آپ ﷺ کیلئے انبیاء علیہم السلام کو احیاء فرمایا گیا اور یہ کہ آپ ﷺ نے ان کے امام بن کر ان کو نماز پڑھائی اور یہ کہ آپ ﷺ نے جنت کی سیر کی اور دوزخ کا معائنہ فرمایا۔

یہ وہ فضائل ہیں جن کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا۔

اور یہ کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں اور آپ ایسے محفوظ رہے کہ مَازَاغَ الْبَصَرِ وَمَاطَغٰی آپ ﷺ کی شان رہی۔ اور حق تبارک وتعالیٰ ﷻ کی رویت سے آپ ﷺ دو مرتبہ مشرف ہوئے اور کہ آپ ﷺ کے ساتھ فرشتوں نے قتال کیا۔

یہ سب تقریباً وہ فضائل و خصائص ہیں جن کی حدیثیں ابواب سابقہ میں بیان ہو چکی ہیں۔

خصائصِ اعجازِ قرآن

اس باب میں رسول اللہ ﷺ کی اس خصوصیت کا بیان ہے جو قرآن کریم کے معجزہ ہونے کے اظہار میں ہے اور یہ کہ کتنا ہی زمانہ گزر جائے قرآن کریم تبدیل وتحریف سے محفوظ رہے گا۔ اور یہ کہ یہ قرآن ہر شے کا جامع ہے۔ اور وہ اپنے غیر سے بے نیاز ہے۔ اور یہ کہ تمام کتب سابقہ میں جو کچھ بیان ہوا ہے یہ قرآن عظمت کے ساتھ ان سب پر مشتمل ہے۔ اور یہ کہ قرآن حفظ کرنے والوں کے لئے آسان ہے اور یہ کہ قرآن تھوڑا تھوڑا ہو کر نازل ہوا اور یہ کہ اس کا نزول سات حرفوں پر ہے۔ اور اس کے سات ابواب ہیں۔

(۱۔ زجر'۲۔ امر'۳۔ حلال'۴۔ حرام'۵۔ محکم'۶۔ متشابہ'اور ۷۔ مثال) اور یہ کہ ہر لغت کیساتھ ہے۔

اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا
(پ۱۵ بنی اسرائیل ۸۸)

تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ ﷻ نے فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ
(پ۱۴ الحجر ۹)

بے شک ہم نے اتارا ہے قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا:

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ۔
(پ۲۴ حٰم سجدہ ۴۲۔۴۱)

اور بے شک وہ عزت والی کتاب ہے باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے اور نہ اس کے پیچھے سے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

نیز فرمایا:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْئٍ
(پ۱۴ النحل ۸۹)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ
(پ۲۰ النمل ۷۶)

بیشک قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ وہ جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔
(پ۲۷ القمر ۱۷)

اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرمادیا ہے تو ہے کوئی یاد کرنے والا؟ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا:

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا
(پ۱۵ بنی اسرائیل ۱۰۶)

اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اتارا کہ تم لوگ ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ اور ہم نے اسے تبدریج رہ رہ کر اتارا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا:

وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ج کَذٰلِکَ ج لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَکَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا

اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتارا۔ ہم نے یوں ہی بتدریج اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں۔

(پ۱۹ الفرقان ۳۲۔۳۱) (ترجمہ کنزالایمان)

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس نبی کو اس کی مانند معجزہ دیا گیا۔ جس پر بشر ایمان لائے بلاشبہ جو چیز مجھے عطا فرمائی گئی ہے وہ وحی ہے جسے اللہ عزوجل نے میری طرف وحی فرمایا اور میں امید رکھتا ہوں کہ میں متبعین کے اعتبار سے تمام نبیوں سے ممتاز ہوں گا۔ یعنی میری امت سب سے زیادہ ہوگی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے آیۃ کریمہ لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ (پ۲۴ حم السجدہ ۴۲) باطل کو اس طرف راہ نہیں (ترجمہ کنزالایمان) کی تفسیر میں روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل نے قرآن کو شیطان کے دخل سے محفوظ رکھا ہے لہٰذا نہ کوئی اس میں باطل کا اضافہ کرسکتا ہے اور نہ کوئی اس میں سے حق کو نکال سکتا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ خلیفہ مامون کے پاس ایک یہودی آیا اور اس یہودی نے بہت اچھی گفتگو کی۔ پھر مامون نے اس یہودی کو اسلام کی دعوت دی۔ مگر اس نے انکار کیا جب ایک سال گزر گیا تو وہ یہودی ہمارے پاس مسلمان ہوکر آیا اور اس نے فقہ پر بہت اچھی گفتگو کی۔ مامون نے اس سے پوچھا تیرے اسلام لانے کا واقعہ کیا ہے؟

اس یہودی نے کہا جب میں آپ کے پاس سے گیا تو میں نے چاہا کہ میں تمام دینوں کا امتحان لوں۔ چنانچہ میں نے پہلے توریت کو شروع کیا۔ اور اس کے تین نسخے لکھے اور میں نے اس میں کمی و زیادتی کی۔ پھر میں ان نسخوں کو لے کر کنیسہ میں گیا تو انہوں نے وہ نسخے مجھ سے خرید لئے۔ اس کے بعد میں نے انجیل کی طرف توجہ دی اور میں نے اس کے تین نسخے لکھے جس میں میں نے کمی و زیادتی کی اور ان کو لے کر گرجا میں گیا تو انہوں نے وہ نسخے مجھ سے خرید لئے۔ پھر میں نے قرآن کی طرف قصد کیا۔ اور میں نے اسکے تین نسخے لکھے۔ اور میں نے اس میں بھی کمی و زیادتی کی اور ان اوراق کو لے کر مسلمانوں کے پاس گیا۔ تو مسلمانوں نے اسے بغور پڑھا جب

انہوں نے اس میں کمی و زیادتی پائی تو انہوں نے ان ورقوں کو میرے منہ پر مار دیا اور نہیں خریدا اس وقت میں نے جان لیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے۔تو یہ واقعہ میرے اسلام لانے کا ہے۔

یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں اسی سال حج کو گیا تو میں حضرت سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا اس پر انہوں نے مجھ سے فرمایا اس واقعہ کی صداقت اللہ عزوجل کی کتاب میں موجود ہے۔ میں نے پوچھا وہ کس جگہ ہے؟ فرمایا اللہ عزوجل کے اس ارشاد میں کہ "فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ." (پ۶ المائدہ ۴۴) تو اللہ عزوجل نے توریت وانجیل کی حفاظت ان امتوں کے ذمہ رکھی مگر انہوں نے اسے ضائع کر دیا لیکن قرآن کریم کے بارے میں فرمایا

"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ." (پ۱۴ الحجر ۹) تو اللہ عزوجل نے قرآن کی حفاظت ہمارے ذمہ نہیں کی بلکہ اپنے ذمے رکھی اس لئے وہ ضائع نہیں ہوا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا اللہ عزوجل نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں اور ان کتابوں کے علوم چار کتابوں میں جمع فرمائے وہ چار کتابیں توریت' انجیل' زبور اور فرقان حمید ہے۔ اس کے بعد توریت وانجیل و زبور کے علوم کو فرقان حمید میں جمع فرما دیا۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جو تحصیل علم کا ارادہ رکھتا ہے اسے لازم ہے کہ قرآن پڑھے کیونکہ اس میں اولین و آخرین کا علم ہے۔

ابن جریر اور ابن حاتم رحمہما اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل نے اس قرآن کریم میں تمام علوم نازل فرمائے ہیں اور اس میں ہمارے لئے ہر چیز کو بیان کیا ہے۔لیکن ہمارے علوم جو کچھ قرآن کریم میں ہمارے لئے بیان کئے گئے اس سے قاصر ہے۔

ابو الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب العظمۃ" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ عزوجل کسی چیز سے غافل ہوتا تو وہ ذرہ رائی اور مچھر سے ضرور غافل ہوتا۔ (لیکن اللہ عزوجل کا علم ہر شے پر محیط ہے)۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پہلے کتابیں جو نازل ہوئی تھیں وہ ایک ہی باب اور ایک ہی حرف یعنی مضمون پر نازل ہوتی تھیں۔ اور قرآن سات ابواب اور سات حرفوں پر نازل ہوا۔ اس میں زجر' امر' حلال' حرام' محکم' متشابہ اور امثال ہیں۔

شیخین رحمہا اللہ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے ایک حرف پر قرآن مجھے پڑھایا اور میں اسے دہراتا رہا اور میں برابر زیادہ چاہتا رہا۔ وہ میرے لئے زیادہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سات حرفوں تک منتہی ہو گیا۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابی بن کعب ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ میں ایک حرف پر قرآن کو پڑھوں تو میں نے اس فرشتہ کو واپس بھیجا کہ میں دو حرفوں پر پڑھوں مگر میں نے پھر اپنی امت کی سہولت کے لئے اسے واپس بھیجا تو اللہ ﷻ نے اسے میری طرف بھیجا کہ میں سات حرفوں پر قرآن پڑھوں۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے "المصنف" میں اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو میسرہ ؓ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ قرآن ہر زبان (لغت عرب) کے ساتھ نازل ہوا ہے اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ضحاک ؓ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ابن المنذر ر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں وہب بن منبہ ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کوئی صفت ایسی نہیں ہے کہ اس کا کوئی جز قرآن میں نہ ہو۔ کسی نے ان سے پوچھا رومی لغت کا کونسا جز قرآن میں ہے؟ فرمایا قصرھن ہے جو قطعھن کے معنی میں ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ ﷻ کی تمام نازل کردہ کتابوں پر قرآن کریم کی فضیلت تیس ایسی خصلتوں کے ساتھ ہے جو قرآن کے سوا کسی اور کتاب میں نہیں ہے۔

حضور ﷺ کا وہ معجزہ جو قیامت تک باقی و مستمر ہے

آپ ﷺ کا وہ معجزہ جو قیامت تک باقی و مستمر رہے گا وہ قرآن کریم ہے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات اپنے وقت کے ساتھ تھے۔ یہ خصوصیت شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص میں شمار کی ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے معجزات تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ ہیں چنانچہ ایک قول کے بموجب ایک ہزار معجزات اور ایک قول کے بموجب تین ہزار معجزات تک ان کی گنتی پہنچتی ہے۔ اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے معجزات باوجود کثرت کے دوسرے معنی بھی رکھتے ہیں۔ وہ یہ کہ آپ ﷺ کے سوا کسی اور نبی کے معجزات میں وہ معنی نہیں ہیں جو اختراع اجسام کی طرف راہ پاتے ہوں۔ بلاشک وشبہ یہ خصوصیت ہمارے نبی ﷺ کے معجزات میں ہی ہیں۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو بات کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں شمار کی جاتی

ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام معجزات وفضائل جو جدا جدا ہر نبی کو دیئے گئے وہ سب کے سب حضور اکرم ﷺ کو عطا ہوئے اور آپ کے سوا کسی اور نبی میں وہ مجتمع نہیں ہیں بلکہ آپ ہر نوع کے معجزات کے ساتھ مختص ہوئے۔

ابن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے پتھروں کا سلام کرنا اور ستونِ چوب کا رونا بھی شمار کیا ہے اور فرمایا اس کی مانند معجزہ کسی نبی کے لئے ثابت نہیں ہے۔ اور انہوں نے انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے پانی جاری ہونے کو بھی خصائص میں شمار کیا ہے۔

حضور ﷺ کا خاتم النبیین ہونے کے ساتھ اختصاص

اور یہ کہ آپ ﷺ کی بعثت تمام نبیوں کے آخر میں ہے اور یہ کہ آپ ﷺ کی شریعت قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔ اور یہ کہ آپ کی شریعت آپ سے پہلی تمام شریعتوں کی ناسخ ہے اور یہ کہ اگر انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے عہد مبارک کو پائیں تو ان پر آپ کا اتباع واجب ہے۔

چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (پ۲۲ الاحزاب ۴۰)

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اور فرمایا:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (پ۶ المائدہ ۴۸)

اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرمائی اور ان پر محافظ و گواہ (ترجمہ کنز الایمان)

اور فرمایا:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (پ۱۰ التوبہ ۳۳)

وہی اللہ ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں آیتوں سے آپ کی شریعت تمام آپ سے پہلی شریعتوں کے ناسخ ہونے پر استدلال کیا ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن الخطاب ﷺ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ میں

نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میرے ساتھ ایک کتاب تھی۔ جو کسی اہل کتاب نے مجھے دی تھی اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کے لئے کوئی گنجائش نہ تھی۔ بجز اس کے کہ وہ میرا اتباع کرتے۔

سرور کونین ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ ہے

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی کتاب میں ناسخ و منسوخ ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا

"مَانَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا"ط (پ۱ البقرہ ۱۰۶) جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے (ترجمہ کنزالایمان) اور اس کی مثل تمام کتابوں میں نہیں ہے۔ اسی بناء پر یہود نسخ کا انکار کرتے ہیں اور نسخ میں بھید یہ ہے کہ گذشتہ تمام کتابیں وقعتہ واحدہ یعنی ایک دم ہی نازل ہوتی رہیں لہٰذا ان میں ناسخ و منسوخ کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ ناسخ کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ نزول میں منسوخ سے متاخر ہو۔

آپ ﷺ کو عرش کے خزانے سے عطا کیا گیا

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کو عرش کے خزانہ میں سے عطا فرمایا گیا اور اس میں سے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔

اس موضوع پر حدیث چند ابواب کے بعد آئے گی۔

آپ ﷺ کی دعوت تمام لوگوں کی طرف تھی

آپ ﷺ کی دعوت تمام لوگوں کی طرف تھی اور یہ کہ آپ کے متبعین تمام نبیوں کے متبعین سے زیادہ ہوں گے۔ اور یہ کہ رسالت بالا جماع جنات کی طرف بھی ہے۔ اور ایک قول کے مطابق فرشتوں کی طرف بھی۔ اور یہ کہ آپ کتاب الٰہی کو اتقان سے پڑھتے تھے باوجودیکہ لکھتے نہ تھے۔

اللہ عزوجل نے فرمایا۔ " وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ " (پ۲۲ سبا ۲۸) اے محبوب ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ عزوجل نے فرمایا " تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا " (پ۱۸ الفرقان ۱) بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو (ترجمہ کنزالایمان)۔

شیخین رحمہا اللہ نے جابر ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی ملی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو وہ عطا نہ ہوئیں۔

ا۔ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ساتھ میری نصرت کی گئی۔

۲۔اور ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بوقت ضرورت بنائی گئی۔تو میری امت کا ہر شخص جہاں بھی نماز کا وقت پائے تو اسے وہیں پڑھنی چاہیے۔

۳۔اور میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا۔اور یہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی‘

۴۔اور مجھے شفاعت عطا کی گئی۔

۵۔اور ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا مگر میری بعثت تمام لوگوں کی طرف عام ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' میں اور بزار و بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں۔

ا۔میرے لئے ساری زمین مسجد وطہور بنائی گئی۔حالانکہ کسی نبی کے لئے جائز نہ تھا کہ وہ اپنی محراب میں پہنچے بغیر نماز پڑھے۔

۲۔اور ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی۔مشرکین میرے سامنے ہوتے مگر اللہ ﷻ ان کے دلوں میں میرا رعب ڈال دیتا ہے۔

۳۔اور نبی خاص اپنی قوم کی طرف ہی مبعوث ہوتے تھے مگر مجھے جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔

۴۔اور انبیاء علیہم السلام پانچواں حصہ نکالا کرتے تھے اور آگ آ کر اسے کھا لیا کرتی تھی لیکن مجھے حکم دیا گیا کہ میں اسے اپنی امت کے کے فقراء کے درمیان تقسیم کر دوں۔

۵۔اور کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اسے ایک سوال دیا گیا مگر میں نے اپنی دعا کو امت کی شفاعت کے لئے اٹھا رکھا ہے۔

ابن ابی حاتم اور عثمان بن سعید دارمی رحمہا اللہ نے اپنی کتاب ''الرد علی الجہمیہ'' میں حضرت عبادہ بن الصامت ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا کہ باہر جا کر اللہ ﷻ کی اس نعمت کا اظہار و بیان فرمایئے جو اللہ ﷻ نے آپ ﷺ پر فرمائی ہے تو انہوں نے مجھے دس باتوں کی بشارت دی جو مجھ سے پہلے کسی نبی

کو نہ دی گئیں یہ کہ:

۱۔ اللہ ﷻ نے مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا۔

۲۔ اور یہ کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں جنات کو ڈراؤں۔

۳۔ اور یہ کہ مجھ پر اپنا کلام القاء فرمایا درآں حالیکہ میں امی ہوں۔ بلاشبہ حضرت داؤد کو زبور، حضرت موسیٰ کو توریت اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو انجیل دی گئی۔

۴۔ اور چوتھے یہ کہ میرے لئے پچھلوں کے اور میرے اگلوں کے گناہ بخشے گئے۔

۵۔ اور یہ کہ مجھے الکوثر عطا فرمائی۔

۶۔ اور یہ کہ میری مدد فرشتوں کے ساتھ کی گئی۔ اور مجھے نصرت عطا ہوئی۔

۷۔ اور میرے دشمنوں پر رعب ڈالا گیا۔

۸۔ اور یہ کہ میرا حوض تمام حوضوں سے بڑا بنایا گیا۔

۹۔ اور یہ کہ میرے لئے میرے ذکر کو اذانوں میں بلند کیا۔

۱۰۔ اور یہ کہ اللہ ﷻ مجھے روز قیامت مقام محمود پر فائز کرے گا۔ درآں حالیکہ تمام لوگ سر جھکائے منہ لپیٹے ہوں گے اور جب لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو مجھے سب سے پہلے اٹھائے گا۔ اور جنت میں میری شفاعت سے میری امت کے ستر ہزار بغیر حساب داخل ہوں گے اور اللہ ﷻ جنات نعیم کے اعلیٰ غرفہ میں مجھے بلندی عطا فرمائے گا۔ میرے اوپر بجز ان فرشتوں کے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں کوئی مخلوق نہ ہوگی۔ اور مجھے غلبہ عطا فرمایا اور میرے لئے اور میری امت کے لئے غنیمت کو حلال بنایا باوجودیکہ ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھی۔

ابو یعلی وطبرانی نے اور بیہقی رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ ﷻ نے حضور اکرم ﷺ کو آسمان والوں پر اور تمام نبیوں پر فضیلت دی ہے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! وہ کون سی فضیلت ہے جو آسمان والوں پر حضور ﷺ کو عطا ہوئی۔ فرمایا کہ اللہ ﷻ نے آسمان والوں سے فرمایا:

"وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ" مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ" (پ۱۷ الانبیاء ۲۹) اور ان میں سے جو کوئی کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے (ترجمہ کنزالایمان) مگر رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرمایا "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ" (پ۲۶ الفتح ۱-۲) بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرما دی تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے (ترجمہ کنزالایمان) گویا اس

میں حضور کے لئے برأت ہے۔

لوگوں نے ابن عباس ﷺ سے پوچھا اور تمام نبیوں پر آپ ﷺ کی فضیلت کیا ہے؟ ابن عباس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا " وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ " (پ۱۳ ابراہیم ۴) اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا (ترجمہ کنزالایمان) ۔ مگر حضور اکرم ﷺ کے حق میں فرمایا " وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ " (پ۲۲ سبا ۲۸) اے محبوب ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے (ترجمہ کنزالایمان) لہٰذا حضور ﷺ کی رسالت انس و جن کی طرف ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ہر اس شخص کا رسول ہوں جن کو میں نے زندگی میں پایا اور وہ جو میرے بعد پیدا ہوگا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اب اگر تمام لوگ میری دعوت قبول نہ کریں گے تو میں عرب کی طرف ہوں اور اگر تمام عرب قبول نہ کریں گے تو میں قریش کی طرف ہوں اور اگر تمام قریش قبول نہ کریں گے تو بنی ہاشم کی طرف ہوں اور اگر بنی ہاشم بھی قبول نہ کرینگے تو میں اپنی ذات کی طرف رسول ہوں۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام نبیوں سے متبعین میں زیادہ ہوں۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا روزِ قیامت میری امت میرے ساتھ سیل رواں کی مانند آئے گی جس طرح رات چھا جاتی ہے اسی طرح میری امت لوگوں پر چھا جائے گی۔ اس وقت فرشتے کہیں گے کہ تمام نبیوں کے ساتھ جتنی امتیں ہیں ان سب سے زیادہ امت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ہے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی نبی کی اتنی تصدیق نہیں کی گئی جتنی تصدیق میری کی گئی ہے بلاشبہ کون نبی ایسا ہے بجز ایک کے کہ اس کی امت میں سے کسی نے اس کی تصدیق نہ کی۔

اس پر اجماع ہے کہ آپ ﷺ تمام جن وانس کی طرف مبعوث ہوئے

اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام انس و جن کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ البتہ

فرشتوں کی جانب آپ کی بعثت میں اختلاف ہے اور وہ قول جسے امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجیح دی ہے یہ ہے کہ حضور ﷺ فرشتوں کی طرف بھی مبعوث ہیں۔ اس قول پر وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جسے عبدالرزاق رضی اللہ عنہ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ اہل زمین کی صفیں' آسمان والوں کی صفوں پر ہیں۔ جب زمین والوں کی آمین' آسمان والوں کی آمین سے موافقت کر جاتی ہے تو بندے کے لئے مغفرت ہوتی ہے۔

آپ ﷺ کی بعثت رحمۃ اللعالمین ہے

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ ﷺ کی بعثت رحمۃ للعالمین ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ — نہیں بھیجا ہم نے آپ کے سارے جہان کی رحمت کیلئے

اور فرمایا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ وَاَنۡتَ فِيۡهِمۡ — اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ کافروں پر عذاب کرے جب تک کہ اے محبوب تم ان میں ہو۔ (پ۹ الانفال ۸)

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھے سارے جہاں کے لئے رحمت اور متقین کے لئے ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا:

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ مشرکوں پر عذاب کی دعا کیوں نہیں مانگتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے رحمت کر کے بھیجا گیا ہے۔

ابن جریر و ابن ابی حاتم اور طبرانی و بیہقی رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیۃ کریمہ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ (پ۱۷ الانبیاء ۱۰۷) کے تحت روایت کی انہوں نے فرمایا جو ایمان لے آیا اس کے لئے دنیا و آخرت میں رحمت تمام ہو گئی اور جو ایمان نہیں لایا وہ اس چیز سے محفوظ ہے جو دنیا میں جلد ہی خسف' مسخ اور قذف کی شکل میں نمودار ہو کیونکہ اس عذاب میں گذشتہ امتیں بھی مبتلا ہوئیں۔

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ اللہ عزوجل نے آپ کی حیات کی قسم یاد فرمائی

اللہ عزوجل نے فرمایا: لَعَمۡرُكَ اِنَّهُمۡ لَفِىۡ سَكۡرَتِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ. (پ:۱۴ الحجر۷۲)

اے محبوب تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں (ترجمہ کنزالایمان)

ابویعلی و ابن مردویہ اور بیہقی و ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت

کی انہوں نے کہا کہ اللہ ﷻ نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی اور کوئی جان ایسی پیدا نہیں کی جو محمد مصطفےٰ ﷺ سے اس کے نزدیک مکرم ہو اور اللہ ﷻ نے کبھی کسی کی حیات کی قسم یاد نہیں فرمائی مگر اس نے محمد مصطفےٰ ﷺ کی حیات کی قسم یاد فرمائی۔

چنانچہ فرمایا لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ (پ:۱۴ الحجر۲۷) یعنی "وَحَیَاتِکَ یَا مُحَمَّدُ"" آپ کی حیات کی قسم اے محبوب!

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو باتوں میں مجھے تمام نبیوں پر فضیلت دی گئی ایک میرا ہمزاد کافر تھا اللہ ﷻ نے اس پر میری مدد فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ ہمزاد مسلمان ہو گیا۔

راوی نے کہا میں دوسری بات بھول گیا ہوں۔

بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے ابنِ عمر ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو باتوں میں مجھے آدم علیہ السلام پر فضیلت دی گئی۔ ایک یہ کہ میرا شیطان یعنی ہمزاد کافر تھا اللہ ﷻ نے اس پر میری مدد فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا اور دوسری بات یہ کہ میری تمام ازواج میرے لئے مددگار بنیں۔ حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا اور ان کی زوجہ ان کی خطا پر مددگار تھیں۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ساتھ ایک جن اس کا ہمزاد ہو۔ اور ایک فرشتہ اس کا ہمزاد ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ کے ساتھ بھی فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی۔ لیکن اللہ ﷻ نے میری مدد فرمائی اور وہ جن ہمزاد مسلمان ہو گیا۔ اب وہ بھلائی کے سوا مجھے کوئی حکم دیتا ہی نہیں۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے مغیرہ بن شعبہ ﷺ سے اس کی مثل حدیث روایت کی۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر مبارک کرتے ہوئے فرمایا کہ جن فضائل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی ہے وہ میرا فرزند ان سے افضل ہے۔ وہ صاحب بعیر یعنی ناقہ سوار ہے ان کی زوجہ ان کے لئے ان کی دین پر مددگار ہوگی۔ جب کہ میری زوجہ میرے لئے خطا پر مددگار تھی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے آپ کو مخاطب کرنے میں آپ کی بزرگی و احترام کی خاطر آپ ﷺ سے پہلے تمام نبیوں کو مخاطب

کرنے سے بالکل مختلف رکھا۔ وہ یہ کہ گذشتہ امتیں اپنے نبیوں سے کہا کرتیں کہ "رَاعِنَا سَمعکَ" یعنی اپنی بات سنانے میں ہمارے رعایت فرمایئے۔ مگر اللہ ﷻ نے اس امت کو اپنے نبی ﷺ کو اس طرح مخاطب کرنے سے منع فرمایا۔ چنانچہ فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ "۔

اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے

(پ۱ البقرہ ۱۰۴) (ترجمہ کنزالایمان)

اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو اسمِ مبارک کے ساتھ کہیں مخاطب نہیں فرمایا

علماء اعلام نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ایک بات یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے قرآن کریم میں آپ کو آپ کے اسمائے مبارک کے ساتھ نہیں پکارا۔ بلکہ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ، یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ، (پ۶ المائدہ ۴۱) یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ، یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ، فرمایا بخلاف تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کیونکہ ان کو ان کے ناموں کے ساتھ پکارا۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ" (پ۱ البقرہ ۳۵) "یَا نُوْحُ اهْبِطْ" "یٰۤاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا" (پ۱۲ ھود ۷۶) "یٰمُوْسٰۤى اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ" (پ۹ الاعراف ۱۴۴) "یَا عِیْسَى بْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ" (پ۷ المائدہ ۱۱۰) "یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ" (پ۲۳ ص ۲۶) "یٰزَكَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ" (پ۱۶ مریم ۷) "یٰیَحْیٰى خُذِ الْكِتٰبَ۔" (پ۱۶ مریم ۱۲)

آپ ﷺ کی امت پر حرام ہے کہ وہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے نام سے پکارے

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ امت پر حرام ہے کہ آپ ﷺ کو آپ کے نام کے ساتھ پکارے بخلاف تمام انبیاء علیہم السلام کے کہ ان کی امتیں ان کو ان کے ناموں سے پکارتی تھیں۔ چنانچہ اللہ ﷻ نے ان امتوں کی تمثیل میں فرمایا

"قَالُوْا یٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ" (پ۹ الاعراف ۱۳۸)

بولے اے موسیٰ ہمیں ایک خدا بنادے جیسا ان کے لئے اتنے خدا ہیں (ترجمہ کنزالایمان)۔

اور فرمایا

"اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یَا عِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ" (پ۷ المائدہ ۱۱۲)

جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ ﷻ نے اس امت کو فرمایا

"لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا" (پ۱۸ النور ۶۳)

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے

(ترجمہ کنزالایمان)۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ضحاک رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ

لوگ یا محمد! یا ابا القاسم کہہ کر حضور ﷺ کو پکارا کرتے تھے تو اللہ ﷻ نے ان کو اس سے اپنے نبی کی عظمت و احترام میں منع فرما دیا۔ پھر لوگ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کہنے لگے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے علقمہ رضی اللہ عنہ اور اسود رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ یا محمد نہ کہو۔ بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہو اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے آیۃ کریمہ کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ ﷻ نے حکم دیا ہے کہ اس کے نبی کی ہیبت دل میں رکھیں۔ اور ان کی تعظیم و توقیر کریں اور ان کو سردار جانیں۔

مردے سے قبر میں آپ ﷺ کی بابت سوال ہوتا ہے

امام احمد و بیہقی رحمہما اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو! قبر آزمائش کی جگہ ہے اور میری بابت تمہاری آزمائش ہوتی ہے اور میری بابت تم سے سوال ہوتا ہے۔ لہٰذا جب میت مرد صالح ہوتا ہے تو اسے بٹھا کر پوچھا جاتا ہے۔ "مَاهٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ کَانَ فِیْکُمْ" وہ شخص کون ہے جو تم میں مبعوث ہوا تھا تو وہ مرد صالح جواب دیتا ہے کہ وہ محمد الرسول اللہ ﷺ ہیں۔ آخر حدیث تک۔

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مقبور سے جو سوال ہوتا ہے وہ اس امت کے ساتھ خاص ہے۔ اور ابن عبدالبر محدث رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔ یہ مسئلہ کتاب البرزخ میں مبسوط ہے۔

آپ ﷺ کی بارگاہ میں ملک الموت آپ سے اجازت لے کر حاضر ہوئے

اس موضوع پر حدیث بھی ابواب الوفات میں آئے گی اور میں نے کتاب البرزخ میں

وہ حدیثیں بیان کی ہیں جو حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ' اور حضرت داؤد علیہم السلام کے پاس بغیر اجازت لئے ملک الموت داخل ہوئے تھے۔

آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نکاح کرنا حرام قرار دیا گیا

اللہ ﷻ نے فرمایا۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝

اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول (ﷺ) کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو۔ بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔

(پ ۲۲ الاحزاب ۵۳) (ترجمہ کنزالایمان)

یہ بات کسی نبی کے لئے ثابت نہیں ہے بلکہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا قصہ ظالم و جابر بادشاہ کے ساتھ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس بادشاہ سے یہ فرمانا کہ یہ میری (دینی) بہن ہے اور یہ کہ انہوں نے یہ چاہا کہ انہیں طلاق دیدیں تاکہ وہ جابر ان سے نکاح کر لے۔ یہ روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ بات دیگر انبیاء علیہم السلام کے لئے نہ تھی۔

حاکم و بیہقی رحمہما اللہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا اگر تم اس میں خوش ہو کہ جنت میں تم میری بیوی رہو تو میرے بعد دوسرے سے نکاح نہ کرنا' کیونکہ عورت اس شوہر کے ساتھ ہوگی جو دنیا میں اس کا آخری شوہر ہے۔

اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات پر حرام کیا گیا کہ حضور ﷺ کے بعد وہ کسی اور سے نکاح کریں تاکہ وہ ازواج جنت میں حضور ﷺ کی زوجیت کے شرف میں باقی رہیں۔

اس حرمت کی علت میں جو اقوال مذکور ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ازواج مطہرات امہات المومنین ہیں اور یہ بھی وجہ ہے کہ دوسرا نکاح کرنے میں غضاضتہ ہے۔ اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کے منصب شریف کو غضاضتہ سے پاک و منزہ فرمایا ہے اور یہ بھی حرمت کی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی قبر انور میں ہی زندہ ہیں۔ اسی لئے ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے حرمت کی وجوہات میں ایک روایت یہ بیان کی ہے کہ ان ازواج مطہرات پر وفات کی عدت واجب نہیں ہے۔

اور وہ عورتیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں جدا کر دیا جیسے مستعیذہ اور وہ عورت جس کی کوکھ میں سفیدی دیکھی تو ان عورتوں کے بارے میں کئی وجہ مذکور ہیں۔ ایک تو یہ

ہے کہ ان کو بھی نکاح کرنا حرام تھا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو منصوص قرار دیا ہے اور کتاب الروضہ میں عموم آیت کے تحت اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور ''من بعدہ'' سے ''بعدیت الموت'' مراد نہیں ہے' بلکہ بعدیت نکاح مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ان کو حرام نہیں ہے اور تیسرا قول جسے امام الحرمین اور رافعی رحمہما اللہ نے ''شرح الصغیر'' میں صحیح قرار دیا ہے۔ یہ ہے کہ فقط مدخول بہا مراد ہے۔ چونکہ یہ مروی ہے کہ اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مستعیذہ سے نکاح کا ارادہ کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اشعث کو رجم کرنے کا ارادہ کیا پھر انہیں معلوم ہوا کہ وہ عورت مدخول بہا نہ تھی تو وہ رجم سے باز رہے۔

اور علماء اعلام کا اختلاف ان عورتوں کے بارے میں جاری ہے جن عورتوں نے جدائیگی کو اختیار کیا تھا لیکن امام الحرمین اور امام غزالی رحمہما اللہ کے نزدیک اس بارے میں اصح حلت ہے اور ایک جماعت نے اختیار کا فائدہ حاصل کرنے کی وجہ سے حلت پر قطعی حکم دیا ہے کیونکہ اختیار' دنیاوی زینت پر برقرار رہنے میں تھا۔

اور ان باندیوں کے بارے میں جن کو وطی کے بعد چھوڑ دیا تھا کئی اقوال ہیں۔ ان میں تیسرا قول یہ ہے کہ اگر وہ باندی وفات کی وجہ سے جدا ہوئی ہے تو اسے بھی نکاح کرنا حرام ہے۔ جیسے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اور اگر حیات میں اسے فروخت کر دیا ہے تو اسے حرام نہیں ہے۔

حضور ﷺ کی ایک اور خصوصیت

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں وہ اپنی مدافعت خود کرتے تھے اور اپنے دشمنوں کو خود ہی جواب دیتے تھے۔ جیسے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا

''یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ'' (پ۸ الاعراف ۶۱)

اے میری قوم مجھ میں گمراہی نہیں (ترجمہ کنزالایمان)

اور حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا

''یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ'' (پ۸ الاعراف ۶۷)

اے میری قوم مجھے بے وقوفی سے کیا علاقہ (ترجمہ کنزالایمان)۔

اس قسم کے اقوال و نظائر بہت ہیں مگر ہمارے نبی کریم ﷺ کی طرف دشمنوں نے جس

بات کی نسبت کی تھی اللہ ﷻ اس کی برأت کا خود والی ہوا اور آپ کی طرف سے اللہ ﷻ نے ان کا جواب دیا۔ چنانچہ اللہ ﷻ نے جواب میں فرمایا

"مَآ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ بِمَجۡنُوۡنٍ" (پ ۲۹ القلم ۲)

تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا

"وَمَاضَلَّ صَاحِبُكُمۡ وَمَاغَوٰى" (پ ۲۷ النجم ۲،۳)

تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا

"وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى" (پ ۲۷ النجم ۲،۳)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے (ترجمہ کنزالایمان)

حضور خواہش سے نہیں فرماتے اور فرمایا

"وَمَا عَلَّمۡنٰهُ الشِّعۡرَ" (پ: ۲۳ یٰسین ۶۹)

ہم نے حضور کو شعر کہنا نہ سکھایا (ترجمہ کنزالایمان)

اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کی رسالت کی قسم یاد فرمائی

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے آپ کی رسالت پر قسم یاد فرمائی چنانچہ فرمایا:

یٰسٓ ۝ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَكِيۡمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝ وہ حکمت والے قرآن کی قسم۔ بیشک آپ یقیناً رسولوں میں سے ہیں۔

(پ ۲۲ یٰسین ۱،۲) (ترجمہ کنزالایمان)

آپ ﷺ دو قبلوں اور دو ہجرتوں کے جامع ہیں

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے آپ کو دو قبلوں اور دو ہجرتوں کے درمیان جامع فرمایا اور یہ کہ آپ ﷺ کے لئے شریعت اور حقیقت کو جمع کیا گیا اور انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کے لئے یہ بات نہ تھی بجز ایک کے۔ اس کی دلیل وہ قصہ ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے درمیان ہے۔ چنانچہ حضرت خضر نے کہا کہ "انی علی من علم اللہ لا ینبغی لک ان تعلم وانت علی علم اللہ لا ینبغی لی

ان اعلمه'' میں اللہ عزوجل کے علم سے ایک علم پر ہوں جو آپ کے لئے مناسب نہیں ہے کہ آپ اس علم کو جانیں اور آپ ﷺ اللہ عزوجل کے علم میں سے اس علم پر ہیں جو کہ میرے لئے مناسب نہیں ہے کہ میں اسے جانوں۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں پہلے یہ بات حدیث سے استنباط کر کے کہا کرتا تھا بغیر اس کے کہ میں کسی عالم کے کلام سے جو کہ اس بارے میں ہے واقف ہوتا۔ اس کے بعد میں نے بدر بن الصاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے تذکرہ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور میں نے اس کے شواہد میں وہ حدیث پائی جو اس چور کے بارے میں ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے قتل کرنے کا حکم دیا تھا اور دوسری حدیث اس نمازی کی ہے جس کے قتل کا حکم حضور ﷺ نے دیا تھا۔ یہ دونوں حدیثیں ''اَلْاَ خْبَارُ بِالْمُغِیْبَاتِ'' کے باب میں پہلے گزر چکی ہیں۔

مزید وضاحت

بلاشبہ لوگوں پر اس کا سمجھنا دشوار ہو گیا ہے۔ حالانکہ اگر وہ غور وفکر کرتے تو ان کو ضرور واضح ہو جاتا کہ شریعت سے مراد ظاہری حکم ہے اور حقیقت سے مراد باطنی حکم۔

بلاشبہ علماء اعلام نے اس کی صراحت کی ہے کہ اکثر انبیاء علیہم السلام اس پر مبعوث ہوئے ہیں کہ وہ ظاہر کے ساتھ حکم کریں اور اس شے پر حکم نہ کریں جو امور باطنیہ اور اسکے حقائق سے متعلق ہیں اگر چہ وہ اس پر مطلع اور باخبر ہوں۔

اور حضرت خضر علیہ السلام کی بعثت اس پر ہے کہ وہ اس پر حکم دیں اور جو امور باطنیہ اور اس کے حقائق سے متعلق ہیں اور جس پر ان کو اطلاع وخبر ہے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام اس کے ساتھ مبعوث نہیں کیے گئے اس بنا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بچہ کے قتل پر اعتراض کیا جس کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اور ان سے کہا

''لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا نُکْرًا'' (پ۱۵ الکہف ۷۴)

بے شک تم نے بہت بری بات کی (ترجمہ کنز الایمان)

اس لئے کہ قتل نفس شریعت کے خلاف ہے تو اس کا جواب حضرت خضر علیہ السلام نے یہ دیا کہ انہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے اور کہا کہ یہ قتل میں نے اپنے ارادہ سے نہیں کیا ہے اور یہی مطلب ان کے اس کہنے کا ہے جو کہ انہوں نے کہا تھا کہ آپ ایسے اللہ عزوجل کے علم میں سے اس علم پر ہیں الخ۔

شیخ سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح بخاری'' میں فرمایا کہ علم سے مراد حکم کا نافذ کرنا ہے اور ان کے اس کہنے کا مطلب یہ تھا کہ مناسب نہیں ہے کہ آپ اس کا علم حاصل کریں تا کہ آپ اس پر حکم نافذ کریں۔ اس لئے کہ اس کے ساتھ عمل کرنا مقتضائے شریعت کے خلاف ہے اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں اسے حاصل کروں اور اس کے مقتضا پر عمل کروں اس لئے کہ یہ بھی مقتضائے حقیقت کے منافی ہے۔ شیخ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس قاعدہ کے بموجب اس ولی کے لئے جائز نہیں ہے جو نبی کریم ﷺ کا تابع ہے کہ جب حقیقت پر وہ مطلع ہو تو وہ بمقتضائے حقیقت اسے نافذ کرے۔ بلا شک وشبہ اس پر یہی واجب ہے کہ حکم ظاہر کو نافذ کرے۔ انتہی کلامہ۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاصابہ'' میں فرمایا کہ ابوحیان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا کہ جمہور اس پر ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور ان کا علم ان امور باطنیہ کی معرفت تھی جس کی انہیں وحی کی گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم ظاہر کے ساتھ حکم کرنا تھا۔

حدیث میں دو علوم جن کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس سے مراد باطن اور ظاہر کے ساتھ حکم کرنا ہے اس کے سوا کوئی اور مفہوم مراد نہیں ہے۔

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ حکم جس کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام مبعوث ہوئے وہ ان کی شریعت تھی لہٰذا یہ سب شریعت ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو ابتدا میں یہ حکم فرمایا گیا کہ ظاہر پر حکم فرمائیں۔ اور اس باطن وحقیقت پر حکم نہ دیں جس کی آپ ﷺ کو اطلاع ہے جس طرح کہ اکثر انبیاء علیہم السلام کا معمول تھا۔

اسی بنا پر حضور ﷺ نے فرمایا ''نَحْنُ نَحْكُمُ بِالظَّاهِرِ'' تو ہم ظاہر پر حکم دیتے ہیں۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ''اِنَّمَا اَقْضِيَ بِالظَّاهِرِ وَاللّٰهُ يَتَوَلَّى السَّرَآئِرِ'' میں تو ظاہر پر فیصلہ دیتا ہوں باطنی حالات کا خدا مالک ہے اور یہ کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں تو اسی پر فیصلہ دیتا ہوں جیسا کہ میں سنتا ہوں تو جس نے اپنے لئے دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دیا ہے تو وہ یہ جان لے کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے اور یہ کہ حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا جہاں تک تمہارے ظاہر کا تعلق ہے تو وہ ہمارے ذمہ ہے لیکن جو تمہاری باطنی حالت ہے وہ اللہ عزوجل کے ذمہ ہے اور یہ کہ حضور ﷺ غزوۂ تبوک سے رہ جانے والوں کی معذرت قبول فرماتے تھے اور ان کے باطنی حالات کو اللہ عزوجل کے سپرد فرماتے تھے اور یہ کہ حضور ﷺ نے ایک عورت کے بارے میں فرمایا اگر میں بغیر دلیل و شہادت کے کسی کو رجم (سنگسار) کرتا تو ضرور اس عورت کو سنگسار کرتا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر قرآن کریم

نہ ہوتا تو یقیناً میرے لئے اور اس عورت کے لئے کچھ اور ہی معاملہ ہوتا۔

یہ تمام نظائر و شواہد اس بات کی مظہر ہیں کہ آپ کو دلیل اور شہادت یا اعتراف و اقرار کے ساتھ ظاہر شریعت پر فیصلہ دینے کا حکم ہوا نہ کہ اس پر جو باطنی امور پر اللہ عزوجل نے آپ کو باخبر فرمایا اور اس کی حقیقتیں آپ پر آشکارا فرمائیں۔ اس کے بعد اللہ عزوجل نے آپ کے شرف کو اور زیادہ فرمایا اور آپ کو اجازت فرمائی کہ آپ باطن کے ساتھ حکم فرمائیں اور جن حقائق امور کی آپ کو اطلاع دی گئی ہے اس پر فیصلہ فرمائیں تو اس طرح آپ ان تمام معمولات کے جو انبیاء علیہم السلام کے لئے تھے اور اس خصوصیت کے ساتھ جو حضرت خضر علیہ السلام کے لئے اللہ عزوجل نے خاص فرمائے جامع تھے اور یہ امر آپ ﷺ کے سوا کسی اور نبی میں جمع نہیں کیا گیا۔

اور امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا علماء کا اس پر اجماع ہے کہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے علم کے ساتھ کسی کے قتل کا حکم دے۔ بجز نبی کریم ﷺ کے۔ اس کی شاہد اس نمازی اور چور کی حدیث ہے جن کے قتل کرنے کا حکم حضور ﷺ نے دیا تھا کیونکہ اللہ عزوجل نے ان دونوں باطنی حالات پر آپ کو باخبر کر دیا تھا اور ان دونوں کے بارے میں آپ کو علم ہو گیا تھا کہ واجب القتل ہیں۔ (اگرچہ ان کا قتل کچھ عرصہ بعد واقع ہوا)۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کاش کہ یہ علماء اعلام اس بات کو سمجھ سکتے جس کو انہوں نے نہیں سمجھا جس کی طرف میں نے آخر باب میں ان دونوں حدیثوں کے ساتھ استشہاد کیا ہے۔ اگر وہ یہ بات سمجھ جاتے تو یقیناً جان لیتے کہ مراد فقط ظاہر اور باطن کے ساتھ حکم فرمانا ہے اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے۔ اس کے سوا اور کوئی بات نہ مسلمان کہہ سکتا ہے اور نہ کافر اور نہ کوئی مجنون و پاگل۔

بعض اسلاف رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اب تک حقیقت کو نافذ کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اچانک مر جاتے ہیں وہ وہی ہوتے ہیں جن کو انہوں نے قتل کیا ہوتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو ان کا یہ عمل اس امت میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے بطریق نیابت ہوگا اور وہ حضور ﷺ کے متبعین میں سے ہوں گے جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ نبی کریم ﷺ کی شریعت کے ساتھ آپ کی نیابت میں حکم دیں گے۔ وہ آپ ﷺ کے متبعین اور آپ ﷺ کی امت میں سے ہوں گے۔

اللہ عزوجل نے حضور ﷺ سے سدرۃ المنتہیٰ کے قریب کلام فرمایا

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے کوہ طور اور وادی مقدس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور ہمارے نبی

ﷺ سے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس کلام فرمایا اور آپ کو کلام دیت' محبت اور خلت کے درمیان جمع فرمایا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے میرے رب عزوجل نے فرمایا کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنی خلت سے نوازا اور موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے سرفراز کیا اور اے محمد صلی اللہ علیک وسلم! میں نے آپ کو اپنی خلت اور محبت عطا فرمائی اور میں نے آپ سے بالمشافہ کلام کیا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے سرفراز کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے پیدا کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو اصطفاء سے نوازا تو آپ کو کون سی فضیلت عطا کی گئی؟

اسی وقت جبریٔل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ﷺ کا رب فرماتا ہے اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو میں نے آپ ﷺ کو اپنا حبیب بنایا اور اگر میں نے موسیٰ علیہ السلام سے زمین پر کلام کیا تو میں نے آپ ﷺ سے آسمان پر کلام کیا اور اگر میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے پیدا کیا تو میں نے آپ کے نام کو تمام مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا اور آپ ﷺ آسمان میں وہاں تک پہنچے کہ آپ سے پہلے کوئی مخلوق وہاں تک نہ پہنچی اور نہ کوئی مخلوق ساری کائنات کی آپ ﷺ سے زیادہ مکرم میں نے پیدا کی اور میں نے آپ کو حوض کوثر' شفاعت' ناقہ' شمشیر' تاج' عصا' حج' عمرہ اور ماہ رمضان عطا فرمایا اور تمام شفاعت آپ ﷺ ہی کی ہے۔ حتیٰ کہ روز قیامت میرے عرش کا سایہ آپ پر دراز ہوگا اور حمد کا تاج آپ کے سر پر بندھا ہوگا اور آپ کا نام میں نے اپنے ساتھ ملایا تو جس جگہ بھی میرا ذکر کیا جائے گا میرے ساتھ آپ ﷺ کا ذکر ضرور ہوگا اور میں نے دنیا کو اور اس کے رہنے والوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ میرے نزدیک جو آپ کی قدر و منزلت ہے سب اس کو پہچانیں۔ اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے شرف عطا فرمایا اور مجھے رویت عطا فرمائی اور مجھے مقام محمود اور حوض محمود سے فضیلت بخشی۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے شب معراج لے جایا گیا تو رب کریم اتنا قریب ہوا گویا میرے اور اس کے درمیان "قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" کی مانند فاصلہ تھا۔ اور مجھ سے فرمایا

اے محمد ﷺ! کیا آپ کو یہ غم ہے کہ میں نے آپ کو آخرالنبیین بنایا؟ میں نے عرض کیا مجھے اس کا کچھ غم نہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کیا آپ کو اس کا غم ہے کہ میں نے آپ کی امت کو آخر الامم بنایا؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ رب العزت نے فرمایا میں آپ کو آپ کی امت کے بارے میں بتاتا ہوں کہ میں نے اس کو اس لئے آخرالامم بنایا ہے کہ میں ان کے سامنے تمام امتوں کی فضیحت کروں گا اور دوسری امتوں کے سامنے انہیں فضیحت نہ دوں گا۔

شیخ عزیزالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے آپ ﷺ سے ہر قسم کی وحی کے ساتھ کلام فرمایا اور وحی کی تین قسمیں ہیں۔

ایک۔ رویائے صادقہ دوم۔ بغیر واسطہ کلام فرمانا سوم۔ جبریل کے واسطہ سے کلام کرنا۔

خصائصِ متعددہ

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ سامنے کی جانب ایک ماہ کی مسافت تک اور پیچھے کی جانب ایک ماہ کی مسافت تک مشرکوں پر رعب ڈال کر نصرت فرمانا اور یہ کہ آپ کو جوامع الکلم سے نوازا اور یہ کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیں اور یہ کہ ہر شی کا علم دیا بجز پانچ چیزوں کے اور ایک قول کے بموجب ان پانچ چیزوں کا علم بھی عطا فرمایا اور یہ کہ روح کا علم دیا اور یہ کہ دجال کے بارے میں آپ کو مطلع فرمایا جب کہ آپ سے پہلے کسی نبی کے لئے اس کو واضح نہیں کیا۔ اور یہ کہ آپ کا اسم شریف احمد ﷺ رکھا اور یہ کہ آپ پر اسرافیل علیہ السلام کو اتارا۔ اس آخری خصوصیت کو ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے گنایا ہے اور نبوت و سلطان کے درمیان آپ کو جمع فرمایا۔

امام احمد و ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت علی مرتضےٰ ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے وہ چیز دی گئی ہے جو انبیاء میں سے کسی کو نہیں دی گئی۔ رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی۔ اور مجھے زمین کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں۔ اور میرا نام احمد ﷺ رکھا گیا۔ اور مٹی میرے لئے طہور قرار دی گئی اور میری امت کو خیرالامم بنایا گیا۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا چھ خصوصیتوں کی وجہ سے انبیاء پر مجھے فضیلت دی گئی۔ مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا اور میری نصرت رعب کے ساتھ کی گئی۔ اور میرے لئے غنیمتوں کو حلال بنایا گیا۔ اور میرے لئے زمین کو مسجد اور طہور بنایا گیا اور مجھے ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا اور سلسلہ نبوت مجھ پر ختم کیا گیا۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی مرتضےٰ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے

پانچ باتیں ایسی عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں۔ میری نصرت رعب کے ساتھ کی گئی اور مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا اور میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا۔

اور خصوصیتیں میرے ذہن سے جاتی رہیں اسے ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی اور دونوں خصوصیتوں کو بیان کیا کہ مجھے سفید وسیاہ اور سرخ کی طرف بھیجا گیا اور میرے لئے زمین کو مسجد اور طہور قرار دیا گیا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷛ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی آپ کے دشمنوں پر ایک ماہ کی مسافت تک رعب ڈال کر مدد کی گئی۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے سائب بن زید ﷛ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ باتوں کی وجہ سے انبیاء پر مجھے فضیلت دی گئی۔ مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا اور میری شفاعت کو میری امت کے لئے ذخیرہ بنایا گیا اور ایک ماہ کی مسافت تک آگے اور ایک ماہ کی مسافت تک پیچھے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور میرے لئے زمین کو مسجد اور طہور بنایا گیا اور میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا۔ جو کہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عبادہ بن صامت ﷛ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل ؑ آئے اور انہوں نے مجھے بشارت دی کہ اللہ ﷻ نے فرشتوں کے ساتھ میری مدد فرمائی اور مجھے نصرت عطا کی اور مقابل کے دشمنوں کے اوپر رعب ڈالا گیا اور مجھے سطوت وغلبہ اور ملک عطا فرمایا اور میرے لئے اور میری امت کے لئے غنیمتوں کو حلال بنایا گیا جب کہ ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی۔

اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ''احیاء العلوم'' میں فرمایا کہ ہمارے نبی ﷺ میں نبوت' ملک اور غلبہ جمع ہونے کے سبب آپ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل تھے۔ کیونکہ اللہ ﷻ نے آپ کے ذریعہ دین ودنیا کی صلاح کو کامل تر فرمایا حالانکہ آپ کے سوا کسی نبی کے لئے تلوار اور ملک نہ تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ ﷛ سے آیۃ کریمہ

''وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا'' (پ۱۵ بنی اسرائیل ۸۰)

اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے (ترجمہ کنزالایمان) کے تحت روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ

ﷻ نے حضور کو مکہ مکرمہ سے جو مخرج صدق ہے ہجرت کے ذریعہ مدینہ طیبہ میں جو مدخل صدق ہے داخل کیا۔

قتادہ ﷜ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو علم تھا کہ یہ امر بغیر غلبہ وقوت کے ناممکن ہے۔تو آپ نے اس کا سوال کیا اور اللہ ﷻ نے ''سلطانا نصیرا'' آپ کو مخاطب فرمایا تا کہ کتاب اللہ ﷻ اور اس کے حدود وفرائض کو غلبہ ونصرت کے ساتھ نافذ کریں اور یہ کہ اللہ ﷻ کی حجت قائم ہو کیونکہ سلطان یعنی غلبہ اللہ ﷻ کی جانب سے ایسی عزت ہے کہ اسے اپنے بندوں کے درمیان اس طرح قرار دیا ہے کہ اگر غلبہ نہ ہوتو ایک دوسرے کو غارت کردے۔اور قوی کمزور کو کھا جائے۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابوہریرہ ﷜ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا۔ایک دن میں محو استراحت تھا کہ اچانک زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے آگے رکھی گئیں۔

حضرت ابوہریرہ ﷜ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تو دنیا سے تشریف لے گئے۔مگر تم لوگ زمین کے خزانوں کو نکالتے ہو۔

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جوامع الکلم یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے حضور ﷺ کے لئے ایسے امور کثیرہ کو جو آپ سے پہلے وحی میں لکھی جاتی تھیں عطا فرمائیں جو ایک امر یا دو امر یا اس کی مانند ہوتی تھیں۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند حسن رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الزھد'' میں ابن عباس ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور جبریل ؑ ایک دن کوہِ صفا پر تھے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے جبریل! آج رات آل محمد کے لئے نہ تو ایک مٹھی آٹا ہے اور نہ ایک مٹھی ستو۔

ابھی آپ کی یہ بات ختم نہ ہوئی تھی کہ آپ ﷺ نے آسمان سے دیوار گرنے کی مانند ایک آواز سنی اور آپ کے پاس اسرافیل ؑ آئے۔انہوں نے عرض کیا کہ اللہ ﷻ نے آپ کی بات سن لی ہے جو کچھ کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے اور مجھے آپ کی خدمت میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں لے کر بھیجا ہے اور اللہ ﷻ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کے پاس حاضر رہوں اور تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد یاقوت اور سونے چاندی کا بنا کر آپ کے ساتھ چلاؤں۔اگر آپ ایسا چاہیں تو۔ اللہ ﷻ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو نبی بادشاہ ہوں اور اگر آپ چاہیں تو نبی بندہ رہیں۔

تو جبریل ؑ نے اس طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع کو اختیار فرمائیں۔چنانچہ حضور

ﷺ نے فرمایا کہ نبی بندہ ہی رہنا چاہتا ہوں اور یہ تین مرتبہ فرمایا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس آسمان سے وہ فرشتہ اترا جو مجھ سے پہلے کسی نبی پر نہیں اترا اور نہ میرے بعد کسی پر اترے گا اور وہ فرشتہ اسرافیل علیہ السلام ہیں۔

چنانچہ اس نے کہا میں آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہوں۔ اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو اختیار دوں کہ آپ اگر چاہیں تو نبی بندہ رہیں اور اگر آپ چاہیں تو نبی بادشاہ ہوں۔ تو میں نے جبریل علیہ السلام کی طرف نظر کی۔ انہوں نے مجھے اشارہ کیا۔ کہ میں تواضع کو اختیار کروں لہٰذا اگر میں نبی بادشاہ کہتا تو یقیناً سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کرتے۔

امام احمد و ابن حبان رحمہما اللہ نے اپنی "صحیح" میں اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس ابلق گھوڑے پر دنیا کی کنجیاں لائی گئیں اور اس گھوڑے پر جبریل علیہ السلام لے کر آئے اس پر سندس کی زین تھی۔

ابن سعد و ابونعیم رحمہما اللہ نے بروایت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کی آپ نے فرمایا میرے رب نے مجھے پیشکش کی کہ بطحائے مکہ کو میرے لئے سونا کر دے۔ مگر میں نے عرض کیا اے رب! نہیں میری خواہش تو یہ ہے کہ ایک دن بھوکا رہوں۔ اور ایک دن کھانا کھاؤں تو جب میں بھوکا ہوں تو تیرے حضور تضرع (عاجزی) کروں اور تجھے یاد کروں اور جب شکم سیر ہوں تو تیری حمد کروں۔ اور تیرا شکر بجالاؤں۔

ابن سعد و بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا میرے پاس ایک انصاری عورت آئی اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے بستر کو دیکھا جو تہہ کی ہوئی عبا تھی۔ یہ دیکھ کر وہ چلی گئی اور اس نے میرے پاس صوف کا بھرا ہوا بستر بھیج دیا۔

جب رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! فلاں انصاری عورت میرے پاس آئی تھی اور آپ کا بستر دیکھ کر چلی گئی تھی۔ پھر اس نے یہ بستر میرے پاس بھیجا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس بستر کو واپس کر دو۔ مگر میں نے اسے واپس نہ کیا چونکہ مجھے یہ پسند تھا کہ یہ بستر میرے گھر میں رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ نے یہ حکم تین مرتبہ دیا اور فرمایا اسے واپس کر دو۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! خدا کی قسم! اگر میں چاہتا تو اللہ عزوجل میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ چلاتا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق اسحٰق بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ جو یبر رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ضحاک ﷺ سے انہوں نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب ترکوں نے رسول اللہ ﷺ کو ناقہ کے ساتھ عار دلائی اور انہوں نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے۔ یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ کو ملال ہوا۔

اسی لحہ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے کہ ہم نے آپ سے پہلے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہ رسول کھانا کھاتے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اس کے بعد آپ کے پاس خازنِ جنت رضوان آئے اور ان کے ساتھ نور کی ایک تھیلی تھی جو چمک رہی تھی اور انہوں نے عرض کیا یہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں ہیں نبی کریم ﷺ نے جبریل علیہ السلام کی طرف بغرض استشارہ نظر فرمائی اور جبریل علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے زمین کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع کو اختیار فرمائیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا

اے رضوان! مجھے دنیا کے خزانوں کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ پھر ندا کی گئی کہ آپ آسمان کی طرف اپنی نگاہیں اٹھائیں تو آپ نے اوپر نگاہ اٹھائی دیکھا کہ عرش تک تمام دروازے مکشوف ہیں اور جنت عدن سامنے ہے اور آپ نے انبیا علیہم السلام کے منازل اور ان کے بالا خانے ملاحظہ فرمائے اور آپ نے دیکھا کہ آپ کے منازل انبیاء علیہم السلام کے منازل سے بلند ہیں اس وقت حضور ﷺ نے کہا میں راضی ہو گیا۔ مروی ہے کہ یہ آیت کریمہ رضوان لے کر آئے "تَبٰرَکَ الَّذِیْ اِنْ شَاءَ جَعَلَ لَکَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِکَ" (پ: ۱۸ الفرقان ۱۰) بڑی برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تمہارے لئے بہت بہتر اسے کر دے (ترجمہ کنزالایمان) ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ حدیث منکر ہے۔ اور اسحاق راوی کذاب ہے اور جو یبر ضعیف ہے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند" میں اور ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو موسیٰ ﷺ نے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے فَوَاتِحُ الْکَلِمِ' جَوَامِعُ الْکَلِمِ اور خَوَاتِمُ الْکَلِمِ عطا فرمائے گئے۔

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے بسند صحیح ابن عمر ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزوں کے سوا ہر شے کی کنجیاں دی گئیں "اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ" (پ۲۱ لقمٰن ۳۴)

امام احمد و ابو یعلی رحمہما اللہ نے ابن مسعود ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ کو پانچ چیزوں کے سوا ہر شے کی کنجیاں دی گئیں۔ "اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ" (پ۲۱ لقمٰن ۳۴)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو سعید خدری ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ مگر اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا۔ مگر میرا حال یہ ہے کہ مجھ سے دجال کے معاملہ میں وہ شے بیان کی گئی ہے جو کسی سے بیان نہیں کی گئی۔ وہ یہ کہ دجال کانا یک چشم ہے اور تمہارا رب جسم و جسمانیات سے منزہ و مبرہ ہے۔

بعض علماء اعلام کا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو پانچ چیزوں کا علم اور قیامت و روح کا علم بھی دیا گیا ہے۔ مگر یہ کہ ان کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اکرم ﷺ کے خصائص کے سلسلے میں فرمایا کہ آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ فاقہ کے ساتھ شب گزارتے اور صبح کو آپ کھانا کھائے ہوئے اٹھتے تھے۔ اور یہ کہ کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ قوت میں آپ پر غالب ہوتا اور یہ کہ جب آپ طہارت کا ارادہ فرماتے اور پانی موجود نہ ہوتا تو آپ اپنی انگشتہائے مبارک پھیلا دیتے اور ان کے درمیان سے پانی پھوٹا کرتا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ طہارت کر لیتے تھے۔ اور یہ کہ اللہ ﷻ نے آپ میں محبت، خلت، اور کلام کو جمع فرمایا اور اللہ ﷻ نے ایسی جگہ آپ سے کلام فرمایا جہاں کسی مخلوق کا گذر نہ ہوا، نہ مقرب فرشتہ کا نہ نبی و مرسل کا۔ اور یہ کہ زمین آپ کے لئے لپٹتی تھی۔

شرح صدر کے خصوصیات

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا شرح صدر ہوا اور یہ کہ آپ کے بوجھ کو دور کیا گیا اور یہ کہ آپ کے ذکر کو رفعت دی گئی۔ اور یہ کہ آپ کے نام کو اللہ ﷻ کے نام کے ساتھ ملایا گیا اور یہ کہ آپ کو اس حال میں مغفرت کا وعدہ دیا گیا جب کہ آپ زندہ چلتے پھرتے اور صحیح تھے اور یہ کہ آپ حبیب الرحمٰن سید ولد آدم اور اللہ ﷻ کے نزدیک اکرم خلق تھے۔ ان صفات سے آپ تمام رسولوں اور فرشتوں سے افضل ہیں اور یہ کہ آپ کی امت آپ کے روبرو بالمشافہ پیش کی گئی حتیٰ کہ آپ نے ان سب کو ملاحظہ فرمایا اور یہ کہ آپ ﷺ کی امت میں قیامت تک جو کچھ حوادث و واقعات رونما ہونے والے ہیں آپ کے سامنے پیش کئے گئے۔ اور یہ کہ آپ بسم اللہ، سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی، سورۂ بقر کی آخری آیتیں، مفصل اور سبع طوال کے ساتھ مختص ہوئے۔

اللہ ﷻ نے فرمایا۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ o وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ o الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ o وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ o	کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔ اور تم سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی اور ہم نے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔
(پ ۳۰ الم نشرح)	(ترجمہ کنز الایمان)

اور اللہ عزوجل نے فرمایا:

لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ۔	تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخش دے تمہارے اگلوں کے اور پچھلوں کے۔
(ترجمہ کنزالایمان)	(پ۲۶ الفتح ۲)

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے بسند جید رحمۃ اللہ علیہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھ کو چھ باتوں کے ساتھ انبیاء پر فضیلت دی گئی جو کہ مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئیں۔ میری وجہ سے گذشتہ و آئیندہ کے گناہ بخشے گئے۔ اور میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا۔ اور میری امت کو خیرالامم بنایا گیا۔ اور میرے لئے زمین کو مسجد اور طہور قرار دیا گیا اور مجھے کوثر عطا ہوا اور رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بلاشبہ تمہارا آقا روزِ قیامت صاحبِ لواء الحمد ہے اس کے نیچے آدم اور ان کے سوا ہیں سب ہوں گے۔

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ کو مغفرت کی خبر سے نوازا اور کسی نبی کے بارے میں ایسا منقول نہیں ہے کہ ان کو اس جیسی خبر دی گئی ہو۔ بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ان کو خبر ہی نہیں دی گئی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ عرصات محشر (موقف) میں نفسی نفسی کہیں گے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں آیۃ فتح کے تحت فرمایا کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے ان خصائص میں سے ہے کہ اس میں آپ کے سوا کوئی شریک نہیں ہے۔

اور طبرانی و بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب کی بارگاہ میں ایک عرض کی اور میں نہیں چاہتا تھا کہ یہ بات اس سے عرض کروں۔

میں نے عرض کیا اے رب عزوجل! مجھ سے پہلے بکثرت رسول ہوئے ہیں ان میں سے کوئی تو وہ ہیں جو مردے زندہ کرتے تھے اور کچھ وہ ہیں جن کے لئے ہوا مسخر کی گئی تھی۔ رب تبارک تعالیٰ عزوجل نے فرمایا اے محبوب ﷺ! کیا ہم نے آپ کو یتیم نہ پایا سو ہم نے آپ کو اپنی آغوش رحمت میں لیا۔ کیا میں نے آپ کو اپنی محبت میں وارفتہ نہ پایا۔ اور میں نے آپ کو اپنی راہ دکھائی۔ کیا میں نے آپ کو اپنا محتاج نہ پایا اور میں نے آپ ﷺ کو غنی کر دیا کیا میں نے آپ کا شرح صدر نہ فرمایا اور آپ ﷺ سے نبوت کا بوجھ میں نے نہ اٹھایا اور کیا میں نے آپ کے ذکر کو رفعت عطا نہ فرمائی۔ میں نے عرض کیا اے رب! بیشک تو نے یہ سب کیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب ہم مقام ضجنان میں تھے تو میں نے دیکھا کہ لوگ سواریوں کو دوڑا رہے تھے اچانک میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مجتمع ہو جاؤ تو میں نے لوگوں کے ساتھ اپنی سواری کو ہانکا یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ''اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا'' کی تلاوت فرما رہے تھے تو جب جبریل علیہ السلام یہ سورت لے کر نازل ہوئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کو مبارک ہو۔ جب جبریل علیہ السلام نے حضور کو تہنیت دی تو مسلمانوں نے بھی حضور کو تہنیت پیش کی۔

ابن جریر و ابن حاتم و ابو یعلی و ابن حبان اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آیہ کریمہ ''وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ'' (پ۳۰ الم نشرح ۱) کے تحت رسول اللہ ﷺ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ مجھ سے جبریل علیہ السلام نے کہا ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہوگا۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیہ کریمہ کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل نے دنیا و آخرت میں آپ کے ذکر کو بلند کیا ہے تو کوئی خطیب اور کوئی گواہی دینے والا اور نماز پڑھنے والا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ کہے اَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰهِ۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے ابر آسمانی سے جس کا مجھے حکم دیا تھا جب میں اس سے فارغ ہو گیا تو میں نے عرض کیا اے رب! مجھ سے پہلے جتنے نبی گزرے ہیں سب ہی کا تو نے اکرام کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا' موسیٰ علیہ السلام کو کلیم کیا' داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا' سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا اور شیاطین کو مسخر کیا' عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے کا اعزاز بخشا تو میرے لئے تو نے کیا کیا ہے؟

رب العزت عزوجل نے فرمایا کہ میں نے ان تمام سے افضل آپ کو مرتبہ عطا نہیں فرمایا؟ وہ یہ کہ میرا ذکر نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ میرے ساتھ تمہارا ذکر ہوگا اور میں نے تمہاری امت کے سینوں کو کتاب خانہ بنا دیا کہ وہ قرآن کو علانیہ پڑھیں گے اور یہ فضیلت میں نے کسی امت کو عطا نہیں کی اور میں نے اپنے عرش کے خزانوں سے وہ کلمہ تم پر نازل کیا جو ''لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' ہے۔

پہلے حدیث اسراء میں گزر چکا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب ﷻ کی ثنا کرتے ہوئے کہا تمام خوبیاں اس اللہ ﷻ کی جس نے رحمت للعالمین ﷺ اور سارے لوگوں کی طرف رسول بنایا اور مجھ پر وہ فرقان نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے اور میری امت کو بہترین اُمت بنایا اور اسے لوگوں کے نفع و ہدایات کیلئے پیدا کیا گیا اور میری امت کو درمیانی امت بنایا اور میری امت کو آخرین امم اور اولین امم کیا اور میرے سینے کا شرح فرمایا اور مجھ سے میرے بوجھ کو دور فرمایا اور میرے لئے ذکر کو بلند کیا اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیک وسلم! انہیں فضائل کی وجہ سے آپ کو افضل کیا اور اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ سے فرمایا اے محبوب! مانگیے۔

اس پر آپ نے عرض کیا تو نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور ان کو ملک عظیم دیا اور تو نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور تو نے داؤد علیہ السلام کو ملک عظیم دیا اور ان کے لئے لوہے کو نرم کیا اور ان کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا اور سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم دیا اور ان کے لئے انس و جن اور شیاطین و ہوا کو مسخر کیا اور ان کو ایسا ملک عطا فرمایا جو ان کے بعد کسی اور کے لئے سزاوار نہیں اور تو نے عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل کی تعلیم دی اور تو نے ان کو ایسا مسیحا بنایا کہ وہ مادر زاد اندھے اور مبروص کو اچھا کرتے تھے اور ان کی والدہ کو شیطان مردود سے پناہ دی اور اس کے لئے ان دونوں پر کچھ قابو نہ رہا۔ اس پر خالق کائنات رب العزت تبارک وتعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا:

کہ میں نے تمہیں بھی خلیل بنایا اور توریت میں وہ خلت حبیب الرحمٰن کے نام سے مکتوب ہے اور میں نے تمہیں تمام لوگوں کی طرف رسول بنایا اور میں نے تمہاری امت کو ایسا بنایا کہ وہی آخر ہیں اور وہی اول ہیں اور میں نے تمہاری امت کو ایسا کیا کہ ان کے لئے خطبہ جائز نہیں جب تک کہ وہ اس کی شہادت نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ﷺ ہیں اور میں نے تم کو اول النبیین تخلیق میں اور آخر النبیین بعثت میں کیا اور میں نے تم کو سبع مثانی (سورۂ فاتحہ) عطا فرمائی۔ جو آپ سے پہلے کسی نبی کو میں نے عطا نہیں کی اور میں نے تم کو سورۂ بقر کی آخری آیتیں عرش کے نیچے کے خزانہ سے عطا فرمائیں جو میں نے تم سے پہلے کسی نبی کو نہیں عطا کیں اور میں نے تمہیں فاتح اور خاتم بنایا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھے چھ چیزوں کے ساتھ فضیلت دی ہے۔ میرے دشمنوں کے دلوں میں ایک ماہ کی مسافت تک رعب ڈالا اور میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا جو کہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی اور میرے لئے زمین کو سجدہ گاہ اور طہور بنایا اور

مجھے فواتح الکلام اور جوامع الکلام عطا فرمائے اور میری امت میرے سامنے پیش کی گئی تو تابع اور متبوع میں سے کوئی بھی مجھ سے پوشیدہ نہ رہا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حذیفہ اسید ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج رات اس حجرے کے قریب میرے سامنے میری امت کے اولین و آخرین پیش کیے گئے۔ اس پر راوی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کے سامنے وہی لوگ پیش ہوئے ہوں گے جو پیدا ہو چکے اور وہ لوگ جو پیدا نہیں ہوئے وہ کیسے پیش ہوئے ہوں گے؟

حضور ﷺ نے فرمایا کہ مٹی میں وہ تمام صورتیں میرے لئے بنائی گئیں۔ تم میں سے جو کوئی اپنے رفیق کو پہچانتا ہے اس سے زیادہ میں ہر ایک انسان کو پہچانتا ہوں۔

دارقطنی و طبرانی رحمہما اللہ نے ''اوسط'' میں بریدہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ نے مجھ پر ایک آیت ایسی نازل فرمائی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد کسی نبی پر میرے سوا نازل نہ ہوئی وہ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' ہے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ لوگ اللہ ﷻ کی کتاب کی ایک آیت سے غافل ہیں۔ وہ آیت نبی کریم ﷺ کے سوا کسی پر نازل نہ ہوئی مگر یہ کہ سلیمان علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ آیت ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' ہے۔

ابوعبیدہ اور ابن الفریس رحمہما اللہ دونوں نے ''فضائل القرآن'' میں علی المرتضیٰ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ کو عرش کے نیچے کے خزانے سے آیت الکرسی عطا فرمائی گئی جو کہ تمہارے نبی سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئی۔

ابوعبید ﷺ نے کعب ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کو چار آیتیں ایسی دی گئی ہیں جو کہ موسیٰ علیہ السلام کو عطا نہ ہوئیں۔ ''لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ'' آخر سورہ بقرہ تک ہیں جو کہ تین آیتیں ہیں اور ایک آیت الکرسی ہے۔

امام احمد و طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حذیفہ ﷺ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا آخری سورۂ بقرہ کی آیتیں عرش کے نیچے کے خزانے سے مجھے عطا ہوئیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوذر ﷺ سے اس کی مثل مرفوعاً روایت کی ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عقبہ بن عامر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو جو کہ آمن الرسول سے آخر سورۃ تک ہیں بار بار پڑھو اور غور و فکر کرو کیونکہ اللہ

ﷻ نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو ان کے ساتھ برگزیدہ فرمایا ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو فاتحہ الکتاب اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات عرش کے نیچے سے عطا کی گئی ہیں اور وہ مفصل قافلہ ہیں۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک فرشتہ آیا۔ اس نے کہا آپ کو دو ایسے نور کی بشارت ہے جن کو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ وہ فاتحہ الکتاب اور خواتیم سورۂ بقرہ ہیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے توریت کی جگہ سبع طوال اور زبور کی جگہ کئی چھوٹی سورتیں اور انجیل کی جگہ سورۂ مثانی عطا کی گئیں اور مفصل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی۔

ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ "وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ" کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ سات طویل سورتیں ہیں وہ نبی کریم ﷺ کے سوا کسی کو نہیں دی گئیں اور موسیٰ علیہ السلام کو ان میں سے دو دی گئیں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو سبع مثانی اور طوال دی گئیں اور موسیٰ علیہ السلام کو ان میں سے چھ دی گئیں۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ "سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ" کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا وہ سبع طوال ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو چھ دی گئیں۔ جب انہوں نے الواح کو گرایا تو ان میں سے دو اٹھالی گئیں اور چار باقی رہ گئیں۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ "سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ" کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے نبی ﷺ کے لئے یہ ذخیرہ کی گئی ہیں۔ آپ ﷺ کے سوا کسی نبی کے لئے یہ ذخیرہ نہ ہوئیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے الشعب میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اور موسیٰ علیہ السلام کو نجی وکلیم بنایا اور مجھے اپنا حبیب بنایا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے میں اپنے خلیل ونجی پر اپنے حبیب کو اختیار کروں گا۔

عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے "زوائد الزھد" میں اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت البنانی

رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام صفی اللہ ہیں اور میں ان کے رب کا حبیب ہوں۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''المعرفہ'' میں عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے اچانک ایک بدلی دیکھی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس ایک فرشتے نے آ کر سلام کیا۔

اس نے کہا میں اپنے رب سے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی برابر اجازت مانگتا رہا۔ حتیٰ کہ مجھے اس وقت اجازت ملی تو حاضر ہوا۔ میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے نزدیک آپ سے زیادہ مکرم کوئی نہیں ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ روز قیامت بارگاہ الٰہی میں اکرم الخلق ہوں گے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بارگاہ الٰہی میں خدا کی قسم تمام مخلوق میں ابوالقاسم ﷺ اکرم الخلق ہیں۔

خطاب باری تعالیٰ عزوجل میں آپ ﷺ کے اور تمام انبیاء علیہم السلام کے درمیان فرق ہے

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ خطاب میں آپ کے اور تمام انبیاء کے درمیان فرق رکھا گیا ہے چنانچہ اللہ عزوجل نے داؤد علیہ السلام سے فرمایا

''وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ'' (پ۲۳ ص ۲۶)۔ اور ہمارے نبی ﷺ سے فرمایا کہ ''وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی'' (پ۲۷ النجم ۳) اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے (ترجمہ کنزالایمان)۔ اللہ عزوجل نے اس پر قسم یاد فرمانے کے بعد آپ سے خواہش کی تنزیہ و نفی فرمائی ہے اور حق تعالیٰ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کی مدافعت میں فرمایا ''فَفَرَرْتُ مِنْکُمْ لَمَّا خِفْتُکُمْ'' (پ۱۹ الشعراء ۱۹) تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جبکہ تم سے ڈرا (ترجمہ کنزالایمان) اور ہمارے نبی ﷺ کی مدافعت میں فرمایا ''فِی اِذْ یَمْکُرُبِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا'' (پ۹ الانفال ۳۰) اور آپ کے نکلنے اور ہجرت کرنے کو احسن عبارات کے ساتھ کنایہ فرمایا۔ اسی طرح اپنے قول میں اخراج کو آپ کے دشمنوں کی طرف منسوب فرمایا۔ ارشاد ہے ''اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَرْیَتِکَ الَّتِیْ اَخْرَجَتْکَ'' (پ) اور آپ کے چلے جانے کا ذکر نہیں فرمایا جس مین یک گونہ سبکی ہے۔ انتہیٰ۔

حضور ﷺ کے روبرو سرگوشی پر صدقہ کا حکم

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے اس شخص پر جس نے آپ سے سرگوشی کی یہ فرض کیا کہ وہ اپنی سرگوشی کے سبب صدقہ کو پیش کرے۔ حالانکہ آپ سے پہلے کسی نبی کے لئے یہ فرض نہیں کیا گیا۔ ارشاد باری ہے "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً " (پ۲۸ المجادلہ) اے ایمان والو! جب تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تنہائی میں بات کرنا چاہو تو سرگوشی سے پہلے صدقہ دیا کرو۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں نے بکثرت مسائل دریافت کئے۔ یہاں تک کہ اس پر آپ کو مشقت اٹھانی پڑی تو اللہ ﷻ نے اپنے نبی ﷺ سے اسے کم کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جب کہ یہ ارشاد فرمایا کہ بہت سے لوگوں نے بخل کیا اور مسئلہ کے دریافت کرنے میں باز رہے۔ اس کے بعد اللہ ﷻ نے

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ط فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

(پ۲۸ المجادلہ ۱۳)

کیا تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دو پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی تو نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور اللہ اور رسول کے فرمانبردار ہو اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے (ترجمہ کنزالایمان)

نازل فرمائی۔ اللہ ﷻ نے مسلمانوں پر وسعت رکھی اور ان پر تنگی نہیں فرمائی۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جس نے نبی کریم ﷺ سے نجوی یعنی سرگوشی کی اس نے ایک دینار کا صدقہ پیش کیا اور جس نے سب سے پہلے اس حکم پر عمل کیا وہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تھے۔ اس کے بعد رخصت نازل فرمائی۔

"فَاِذْلَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ۔ " (پ۲۸ المجادلہ ۱۳)

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے تمام عالم پر آپ کی اطاعت کو مطلق فرض کیا ہے۔ اس فرضیت میں نہ کوئی شرط ہے اور نہ کوئی استثناء۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ﷻ ہے۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (پ۲۸ الحشر ۷)

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (پ۵ النساء ۸۰)

جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا

اللہ عزوجل نے مطلق آپ کے قول و فعل کی پیروی کو بغیر استثناء کے لوگوں پر واجب کیا ہے۔ مزید فرمایا کہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ۲۱ الاحزاب ۲۱)

یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں اسوۂ حسنہ ہے۔

اور اللہ عزوجل نے اپنے خلیل علیہ السلام کی اقتدار میں استثناء فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا ''قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ '' (پ۲۸ الممتحنہ ۴)

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ کے نام کو اپنی کتاب میں اپنی طاعت، معصیت، فرائض، احکام وعد و وعید اور تعظیم و توقیر کے ذکر کے وقت شامل کیا۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا

''وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ'' (پ۹ الانفال ۲۰)

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا ''وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ'' (پ۹ الانفال ۱)

اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور فرمایا

''وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ'' (پ۱۰ التوبہ ۷۱)

اور اللہ و رسول کا حکم مانیں (ترجمہ کنزالایمان)

فرمایا ''اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ'' (پ۱۸ النور ۶۲)

وہی لوگ مومن ہیں جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے

فرمایا ''بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ'' (پ۹ التوبہ ۱)

بیزاری کا حکم سناتا ہے اللہ اور رسول کی طرف سے (ترجمہ کنزالایمان)

فرمایا: ''وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ'' (پ۱۰ التوبہ ۳)

اور منادی پکار دیتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے (ترجمہ کنز الایمان)

فرمایا ''اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ'' (پ۹ الانفال ۲۴)

اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی پکار کو مانو۔

فرمایا ''وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ'' (پ۴ النساء ۱۴)

جس نے اللہ اور اس کے رسول کی معصیت کی۔

فرمایا ''وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ'' (پ۱۰ التوبہ ۱۶)

اور ان لوگوں نے نہ تو اللہ کے سوا کسی کو ٹھہرایا اور نہ اس کے رسول ﷺ کے سوا (کنز الایمان)

فرمایا ''يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ'' (پ۶ المائدہ ۳۳)

اللہ اور اس کے رسول سے ڈرتے ہیں (ترجمہ کنز الایمان)

فرمایا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ'' (پ۱۰ التوبہ ۲۹)

اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے (ترجمہ کنز الایمان)

فرمایا ''قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ'' (پ۹ الانفال ۱)

تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں (ترجمہ کنز الایمان)

فرمایا ''فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ'' (پ۹ الانفال ۴۱)

پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا (ترجمہ کنز الایمان)

فرمایا ''مَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ'' (پ۱۰ التوبہ ۵۹)

جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا (ترجمہ کنز الایمان)

فرمایا'' سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ'' (پ۱۰ التوبہ ۵۹)

ہمیں اللہ فضل سے اور اس کا رسول دے گا (ترجمہ کنز الایمان)

فرمایا ''اَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ'' (پ۱۰ التوبہ ۷۴)

اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیا (ترجمہ کنز الایمان)

فرمایا ''كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ'' (پ۱۰ التوبہ ۹۸)

وہ جنہوں نے اللہ و رسول سے جھوٹ بولا تھا (ترجمہ کنز الایمان)

فرمایا ''اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ'' (پ۲۲ الاحزاب ۳۷)

اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی (ترجمہ کنز الایمان)

اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کے ایک ایک عضوِ مطہر کا بیان اپنی کتاب میں فرمایا

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کے ایک ایک عضو کی صفت بیان فرمائی۔ چنانچہ روئے تاباں کے بارے میں فرمایا

"قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ" (پ۲ البقرہ ۱۴۴)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا (ترجمہ کنزالایمان)۔

اور آپ کی چشمانِ مبارک کے بارے میں فرمایا

"لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ" (پ۱۴ الحجر ۸۸)

اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو آپ نہ دیکھ (ترجمہ کنزالایمان)۔

اور آپ کی زبان مبارک کے بارے میں فرمایا

"فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ" (پ۱۶ مریم ۹۷)

تو ہم نے قرآن تمہاری زبان پر یونہی آسان فرمایا (ترجمہ کنزالایمان)۔

اور آپ کے دست مبارک اور آپ کی گردن شریف کے بارے میں فرمایا۔

"وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ" (پ۱۵ بنی اسرائیل ۲۹)

اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ (ترجمہ کنزالایمان)۔

اور آپ کے سینہ اقدس اور کمر شریف کے بارے میں فرمایا

"اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ○ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ○" (پ۳۰ الم نشرح ۱ تا ۳)

کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی (ترجمہ کنزالایمان)۔

آپ کے قلب اطہر کے بارے میں فرمایا

"نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ" (پ۱ البقرہ ۹۷)

قرآن کو آپ کے قلب پر ہم نے نازل کیا (ترجمہ کنزالایمان)۔

اور آپ کے اخلاق کے بارے میں فرمایا

"وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ" (پ۲۹ القلم ۴)

بے شک تمہاری خوبو (خلق) بڑی شان کی ہے (ترجمہ کنزالایمان)۔

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہیں جیسے بزار وطبرانی رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ عزوجل نے میری مدد چار وزیروں کے ساتھ فرمائی ہے۔ دو آسمان والوں میں سے ہیں۔ جبرئیل و میکائیل علیہما السلام اور دو اہل زمین والوں میں سے وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور وہ بھی حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے جسے ابن ماجہ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب چلتے تو آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے آگے چلتے تھے اور آپ کی پشت مبارک فرشتوں کے لئے صحابہ چھوڑ دیتے تھے۔

اور وہ بھی خصائص میں سے ہے جسے حاکم و ابن عساکر رحمہما اللہ نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو سات رفیق دیئے گئے اور مجھے چودہ رفقاء دیئے گئے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا وہ کون رفقاء ہیں؟

تو انہوں نے کہا میں، حمزہ، میرے دونوں بیٹے، جعفر، عقیل، ابوبکر، عمر، عثمان، مقداد، سلمان، عمار، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین۔

دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المؤتلف'' میں امام جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کوئی نبی نہیں ہے مگر یہ کہ اس نے اپنے بعد اپنی اہل بیت میں ایک مستجاب دعا چھوڑی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ہم اہل بیت میں اپنے بعد دو مستجاب دعائیں چھوڑی ہیں۔ ایک دعا تو ہمارے شدائد کے لئے ہیں اور دوسری دعا ہمارے حوائج وضروریات کے لئے۔ وہ دعا جو ہمارے حوائج وضروریات کے لئے ہے یہ ہے۔ ''یَادَائِمًالَمْ یَزَلْ یَا اِلٰھِیْ وَیَااِلٰہُ یَاحَیُّی یَا قَیُّوْمُ'' اور وہ دعا جو ہمارے حوائج وضروریات کے لئے ہے یہ ہے ''یَا مَنْ یَّکْفِیْ مِنْ کُلِّ شَیْئٍ وَلَا یَلْفِیْ مِنْہُ شَیْئٌ o یَا اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ اِقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ''

حضور ﷺ کی کنیت کے مطابق کنیت رکھنا حرام ہے

حضور اکرم ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی کنیت کے ساتھ اپنی کنیت رکھنا حرام ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کے نام کے ساتھ نام رکھنا بھی حرام ہے۔ یہ حرمت کسی نبی کے لئے ثابت نہیں ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے نام اور میری کنیت کو جمع نہ کرو۔ میری کنیت ابوالقاسم ہے۔ ''اَللّٰہُ یُعْطِیْ وَ اَنَا قَاسِمٌ'' اللہ تعالیٰ دیتا ہے

اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے چچا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے نام اور میری کنیت کو جمع نہ کرو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس ؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ بقیع شریف میں تشریف فرما تھے۔ کسی آدمی نے آواز دی ''یا ابا القاسم'' نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس شخص نے کہا میں نے آپ کو آواز نہیں دی ہے اس وقت آپ نے فرمایا میرے نام کے ساتھ نام رکھو۔ مگر میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے جابر ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک انصاری شخص کے یہاں بچہ پیدا ہوا اس نے اپنے بچہ کا نام محمد رکھا اس پر انصار غضب ناک ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ سے حکم دریافت کریں گے لہٰذا کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معاملہ رکھا' آپ نے فرمایا انصار نے اچھا کیا۔ اس کے بعد فرمایا میرے نام کے ساتھ نام رکھو مگر میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو' کیونکہ میں قاسم ہوں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ابوالقاسم کنیت رکھے۔ خواہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو۔

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کچھ علماء اعلام ایسے ہیں جو اسم و کنیت کو جمع کرنے پر کراہیت پر محمول کرتے ہیں اور تنہا نام کو یا صرف کنیت رکھنے کو جائز کہتے ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب' حضور ﷺ کے بعد کنیت رکھنے کے جواز میں ہے اور ممانعت' حضور ﷺ کی حیات کے ساتھ مختص ہے کیونکہ وہ مفہوم جو کسی کے پکارنے سے حضور ﷺ کے متوجہ ہونے پر ایذا ہوتی تھی زائل ہو گیا ہے۔ آپ کے بعد یہ گمان مفقود ہے۔

اور شیخ سراج الدین ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الخصائص میں ہے کہ علماء کنارہ کش ہو گئے ہیں اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کے نام پر نام رکھنے کو مطلقاً منع کیا ہے ایسی صورت میں کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ آپ کی کنیت پر کنیت رکھی جائے۔ اسے شیخ زکی الدین منذری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم ؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب ؓ نے ان تمام بچوں کو جمع کیا جن کا نام نبی کریم ﷺ کے نام پر تھا اور ان سب کو ایک گھر میں بند کر دیا تا کہ ان سب کے نام بدل دیئے

جائیں لیکن بچوں کے والدین نے حضرت عمر ﷺ کے سامنے شہادت پیش کی کہ نبی کریم ﷺ نے عام طور پر بچوں کے نام اپنے نام پر رکھے ہیں۔ اس وقت انہوں نے ان بچوں کو چھوڑ دیا۔ راوی حدیث ابوبکر ﷺ نے کہا کہ میرے باپ بھی ان بچوں میں تھے۔

آپ ﷺ کے نام پر نام رکھنا افضل ہے

بزار' ابن عدی' ابویعلی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کا نام محمد رکھتے ہو اس کے بعد ان بچوں پر لعنت کرتے ہو۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے ابورافع ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا جب تم بچے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم رکھو۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے تین بچے پیدا ہوئے اور اس نے کسی کا نام محمد نہ رکھا بلاشبہ وہ جاہل ہے اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل واثلہ ﷺ سے حدیث روایت کی ہے۔

ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی فدیک رحمۃ اللہ علیہ' جہم بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابن جشیب ﷺ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا جس نے میرے نام پر نام رکھا اور مجھ سے برکت کی امید رکھی تو اس کو برکت حاصل ہوگی اور وہ برکت قیامت تک جاری رہے گی۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الدلائل والدعوات'' میں صحیح بتا کر اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''المعرفہ'' میں عثمان بن حنیف ﷺ سے روایت کی کہ ایک نابینا شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا کہ میرے لئے اللہ ﷻ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت دیدے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو اس بات کو آخرت پر چھوڑ دے اور یہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے اللہ ﷻ سے دعا کروں۔ اس نے عرض کیا آپ اللہ ﷻ سے دعا کیجئے۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ خوب اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور یہ دعا پڑھو ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡأَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیۡکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحۡمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیۡ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیۡ فِیۡ حَاجَتِیۡ ھٰذِہٖ فَیَقۡضِیۡھَا لِیۡ' اَللّٰھُمَّ شَفِّعۡہُ فِیَّ۔'' چنانچہ اس نابینا نے ارشاد کے مطابق عمل کیا اور وہ بینا ہو کر اٹھا۔

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے ''المعرفہ'' میں ابوامامہ بن سہل بن حنیف ﷺ سے روایت کی کہ

ایک شخص حضرت عثمان بن عفان ﷺ کے پاس کسی حاجت سے آتا جاتا تھا اور حضرت عثمان ﷺ اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور اس کی حاجت کی طرف نظر نہ فرماتے تھے تو وہ شخص عثمان بن حنیف ﷺ سے ملا اور ان سے شکایت کی۔ عثمان بن حنیف ﷺ نے کہا آفتابہ لاؤ اور وضو کرو۔ اس کے بعد مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھو۔ پھر یہ دعا مانگو۔ ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فَیَقْضٰی لِیْ حَاجَتِیْ '' یہ دعا پڑھ کر حضرت عثمان ﷺ کے پاس جاؤ اور اپنی ضرورت کی بات کرو۔

تو وہ شخص گیا اور اس نے یہ عمل پڑھا۔ اس کے بعد وہ شخص حضرت عثمان بن عفان ﷺ کے دروازے پر آیا اور دربان نے اس کا ہاتھ تھاما اور حضرت عثمان بن عفان ﷺ کے پاس لے گیا۔ حضرت عثمان ﷺ نے اس کو اپنے پاس چٹائی پر بٹھایا اور فرمایا بتاؤ تمہاری کیا حاجت ہے۔

اس کے بعد وہ شخص ان کے پاس سے عثمان بن حنیف ﷺ کے پاس پہنچا اور ان سے کہا اللہ ﷻ آپ کو جزائے خیر دے جو کہ آپ نے میری حاجت میں رہنمائی فرمائی اور حضرت عثمان ﷺ نے میری حالت پر غور کیا اور اس سے پہلے وہ میری طرف متوجہ ہی نہ ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ اب نوبت آئی کہ انہوں نے مجھ سے گفتگو کی۔

عثمان بن حنیف ﷺ نے کہا تم نے کیا بات کہی ہے میں نے تو نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ کے پاس ایک نابینا آیا اور اس نے اپنی بصارت جانے کی حضور ﷺ سے شکایت کی۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کیا تو صبر کر سکتا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! نہیں۔ مجھے کوئی لے کر چلنے والا نہیں ہے اور یہ بات مجھ پر بہت دشوار ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا آفتابہ لاؤ اور وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگو۔ ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فَیُجَلِّیْ لِیْ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ وَشَفِّعْنِیْ فِیْ نَفْسِیْ ۔'' عثمان بن حنیف ﷺ نے کہا خدا کی قسم ہم ابھی گئے نہ تھے کہ وہ شخص آیا اور اسے نابینائی کی شکایت نہ تھی۔

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ممکن ہے یہ قسم دینا' نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہو اس لئے کہ حضور اولاد آدم کے سردار ہیں اور یہ کہ آپ کے سوا کسی نبی' فرشتہ اور ولی کی اللہ ﷻ پر قسم نہیں دی جا سکتی' کیونکہ کوئی مخلوق آپ کے درجہ میں نہیں ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات حضور اکرم ﷺ کے ان خصائص میں سے ہے جن کے ساتھ آپ کو مخصوص کیا گیا ہے تاکہ

آپ کے درجہ اور مرتبہ کی رفعت پر آگاہی ہو۔انتہی۔

حضور رسالت مآب ﷺ کے دیگر خصائص شریفہ

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں کہا کہ ابن ابو ہریرہ ﷺ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ شان تھی کہ آپ پر خطا کا اطلاق جائز نہیں ہے اور آپ کے سوا دیگر انبیاء پر اس کا اطلاق جائز تھا۔ اس لئے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے جو آپ کی خطا کو جانے بخلاف دیگر انبیاء علیہم السلام کے۔ اسی وجہ سے اللہ عزوجل نے آپ کو خطا سے معصوم و محفوظ رکھا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حق الامر یہ ہے کہ حضور ﷺ کے اجتہاد میں خطا تھی ہی نہیں۔

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ کی صاحبزادیاں اور آپ کی ازواج مطہرات تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں اور آپ کی ازواج کا ثواب و عقاب دونا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا۔

يَا نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ — اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

(پ:۲۲ الاحزاب ۳۱) (ترجمہ کنزالایمان)

اور اللہ عزوجل نے فرمایا "يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ" ۔ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ○ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا (پ ۲۱، ۲۲ الاحزاب ۳۰، ۳۱)

اے نبی کی بیبیو جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے اس پر اوروں سے دونا عذاب ہوگا اور یہ اللہ کو آسان ہے۔ اور جو تم میں فرماں بردار رہے اللہ اور رسول کی اور اچھا کام کرے ہم اسے دونا ثواب دیں گے۔ اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے

(ترجمہ کنزالایمان)۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی المرتضیٰ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں میں افضل مریم اور فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سارے جہان کی عورتوں میں افضل مریم ہیں اور سارے جہاں کی عورتوں میں بہتر فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل جنت عورتوں کی سردار ہیں مگر مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کے علاوہ۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی المرتضیٰ ﷜ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! اللہ ﷻ تمہارے غضب کے سبب غضب کرتا ہے اور تمہاری رضا کے سبب خوش ہوتا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! پارسائی کی زندگی اختیار کرو' کیونکہ اللہ ﷻ نے ان پر اور ان کی اولاد پر جہنم کو حرام کر دیا ہے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو لوگ حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادیوں کو آپ کی ازواج پر فضیلت میں جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ وہ حدیث ہے جسے ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر ﷜ سے روایت کی کہ حضرت عمر ﷜ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عثمان ﷜ سے بہتر کے ساتھ نکاح کیا اور عثمان ﷜ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے بہتر کے ساتھ نکاح کیا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار گروہ ہیں جن کو دونا اجر دیا جائے گا۔ ان میں ایک گروہ ازواج رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آخر حدیث تک۔

علماء نے فرمایا دونا اجر آخرت میں ہوگا اور ایک قول یہ ہے کہ ایک اجر دنیا اور دوسرا اجر آخرت میں ہوگا اور علماء نے دونے عقاب کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ایک عقاب دنیا میں اور دوسرا عقاب آخرت میں ہوگا اور ان کے سوا دوسری عورتوں کا حال یہ ہے کہ جب دنیا میں عقاب ہو جائے گا تو آخرت میں عقاب نہ ہوگا۔ اس لئے کہ حدود کفارہ معصیت ہے اور مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دنیا میں دو حدیں ہیں۔ سعید بن جبیر ﷜ نے کہا یہی حکم ان لوگوں کے حدود کا ہے جنہوں نے ازواج مطہرات پر قذف رکھی کہ ان کو دنیا میں دونی سزا یعنی ایک سو ساٹھ کوڑے لگائے جائیں گے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ''الشفا'' میں بعض علماء سے نقل کیا یہ حد قذف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کے ساتھ خاص ہے اگر کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر قذف کی تو اسے قتل کیا جائے گا اور ایک قول یہ ہے کہ ازواج مطہرات میں سے کسی کے ساتھ جو کوئی قذف کرے گا اسے قتل کیا جائے گا۔ صاحب تلخیص نے کہا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا ''لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ

عَمَلُکَ" (پ۲۴ الزمر ۶۵) اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا (ترجمہ کنزالایمان)۔ صاحب تلخیص رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حق تعالیٰ ﷻ نے آپ کے بارے میں فرمایا: لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْھِمْ (پ۱۵ بنی اسرائیل ۷۵) قریب تھا کہ تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے (ترجمہ کنزالایمان)۔

آپ ﷺ کے اصحاب انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام جہان پر فضیلت رکھتے ہیں

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "السنۃ" میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے میرے صحابہ کو تمام جہان والوں پر انبیاء و مرسلین کے سوا فضیلت دی ہے اور میرے اصحاب میں سے چار کو برگزیدہ کیا ہے۔

وہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں اور ان چاروں کو میرے صحابہ میں افضل کیا۔ درآں حالیکہ میرے تمام صحابہ میں خیر رکھی ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر برگزیدگی دی ہے اور میری امت کے چار قرنوں کو شرف عطا کیا۔ قرن اول' قرن دوم اور قرن سوم مسلسل ہیں اور قرن چہارم منفرد اکیلا ہے۔ جمہور نے فرمایا کہ تمام صحابہ اپنے تمام بعد والوں سے افضل ہیں۔ اگرچہ علم و عمل میں بعد والوں نے ترقی کی ہو۔

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ کے دونوں شہر تمام شہروں سے افضل ہیں اور یہ کہ دجال و طاعون آپ ﷺ کے دونوں شہر میں داخل نہ ہوں گے اور یہ کہ آپ ﷺ کی مسجد تمام مسجدوں میں افضل ہے۔

وہ بقعہ نور جہاں آپ ﷺ آرام فرما ہیں افضل البقاع ہے

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اس مسجد میں نماز پڑھنا اس کے سوا کی مساجد سے بجز مسجد حرام کے ہزار درجہ افضل ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا میری اس مسجد میں نماز پڑھنے سے ایسا ہے گویا سو نمازیں پڑھیں۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم یقیناً شہر مکہ ایسا ہے کہ اللہ ﷻ کی تمام زمینوں سے اچھا ہے اور اللہ ﷻ کو سب سے زیادہ اسی سے پیارا ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا اے خدا! تو نے مجھے اپنی محبوب ترین سرزمین سے نکالا ہے اب تو مجھے ایسی سرزمین پر ٹھہرا جو تیرے نزدیک بہت ہی پیاری ہو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ دونوں کی فرشتے حفاظت کرتے ہیں اور ان کے ہر راستے پر فرشتہ مقرر ہے جو ان میں نہ طاعون کو داخل ہونے دیتا ہے اور نہ دجال کو۔

علماء اعلام نے فرمایا کہ شہر مکہ و مدینہ کے درمیان افضلیت میں رسول اللہ ﷺ کے قبر انور کے سوا اختلاف رکھتے ہیں لیکن حضور اکرم ﷺ کا روضہ مبارکہ بالاجماع افضل البقاع ہے۔ بلکہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔ ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ وہ عرش سے بھی افضل ہے۔

سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چار باتوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چار باتوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔ میں اور میری امت نمازوں میں اس طرح صفیں باندھتی ہیں جس طرح فرشتے صفیں باندھتے ہیں اور پاک مٹی میرے لئے پاک کرنے والی بنی اور میرے لئے تمام زمین سجدہ گاہ ہوئی اور میرے لئے غنایم کو حلال کیا گیا۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا استدلال کیا جاتا ہے کہ وضو کرنا اس امت کے خصائص میں سے ہے اس لئے کہ حدیث صحیحین میں مروی ہے کہ میری امت روز قیامت اس حال میں بلائی جائے گی کہ ان کے آثار وضو یعنی ہاتھ پاؤں اور چہرے روشن و تاباں ہوں گے۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کے اس استدلال کو اس طرح روکا جاتا ہے کہ غرہ و تحجیل جس امر کے ساتھ مختص ہے وہ اصل وضو نہیں ہے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے جب کہ حدیث میں آیا ہے کہ میرا یہ وضو ان انبیاء کا وضو ہے جو مجھ سے پہلے گزرے ہیں اس رد کے جواب میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور بر تقدیر ثبوت، ممکن ہے کہ وضو کرنا انبیاء علیہم السلام کے خصائص میں سے ہو نہ کہ ان کی امتوں کے لئے، مگر اس امت کے خصائص میں سے وضو کرنا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس احتمال کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو توریت و انجیل ہیں۔ آپ کے ذکر ہونے کے باب میں گزر چکی ہے۔ اس روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی امت کی صفات میں سے ہے کہ وہ اطراف کا وضو کریں گے۔

اس روایت کو ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔

دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے وہب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ امت محمدیہ پر فرض کیا گیا ہے کہ وہ ہر نماز میں وضو کیا کریں جس طرح کہ انبیاء علیہم السلام پر فرض کیا گیا تھا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں اس سند کے ساتھ جس میں ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ ہے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آفتابہ طلب فرمایا اور ایک ایک بار اعضا کو دھویا اور فرمایا یہ وضو ان امتوں کا ہے جو تم سے پہلے گزری ہیں پھر حضور ﷺ نے تین تین بار اعضا کو دھویا اور فرمایا یہ میرا وضو ہے اور میرے امتیوں کا وضو ہے۔ اس روایت میں صراحت ہے کہ وضو کرنا گزشتہ امتوں کے لئے بھی تھا پھر اس میں ان کے مقابلہ میں ہمارے لئے جو خصوصیت ہے وہ تین بار اعضاء کا دھونا ہے جبکہ دوسرے نبیوں کے لئے صرف ایک مرتبہ تھا۔

عشاء کی نماز صرف آپ ﷺ ہی نے پڑھی اور کسی نبی نے نہیں پڑھی

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے عبید اللہ بن حمر بن عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ آدم علیہ السلام کی جب توبہ قبول کی گئی تو وہ صبح کا وقت تھا۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی تو نماز فجر فرض ہوئی اور اسحاق[1] علیہ السلام کا فدیہ ظہر کے وقت دیا گیا تو ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعت نماز پڑھی تو اس طرح ظہر کی نماز فرض ہوئی۔ عزیز علیہ السلام کو جب اٹھایا گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ کتنا عرصہ آرام کیا؟ تو انہوں نے کہا ایک دن اور انہوں نے سورج کو دیکھا تو کہا یا کچھ زیادہ اور انہوں نے چار رکعت نماز پڑھی اس طرح عصر کی نماز فرض ہوئی اور داؤد علیہ السلام کی مغفرت مغرب کے وقت ہوئی تو وہ اٹھے اور چار رکعت نماز کا ارادہ کیا مگر مشقت کی بنا پر تیسری میں قعدہ کر لیا تو اس طرح مغرب کی نماز کی تین رکعتیں فرض ہوئیں اور سب سے پہلے جس نے عشاء کی نماز پڑھی وہ ہمارے نبی ﷺ ہیں۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن نماز عشاء میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ رات چھا گئی۔ پھر حضور ﷺ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو حاضرین سے فرمایا تمہیں بشارت ہو کہ اللہ عزوجل کی نعمت تم پر ہے۔ وہ یہ کہ تمہارے سوا لوگوں میں سے کوئی نہیں ہے جو اس گھڑی میں نماز پڑھے یا یہ فرمایا کہ تمہارے سوا کوئی نہیں ہے جس نے اس گھڑی میں نماز پڑھی ہو۔

امام احمد و نسائی رحمہما اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

ا۔ جمہور علماء کے نزدیک فدیہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دیا گیا تھا (ادارہ)

ﷺ نے نماز عشاء میں تاخیر فرمائی۔ اس کے بعد مسجد میں تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ لوگ نماز کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سنو! تمہارے سوا اہل ادیان میں سے کوئی نہیں ہے جو اس وقت اللہ ﷻ کا ذکر کرتا ہو۔

ابوداؤد وابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے "المصنف" میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ گمان کرنے والوں نے گمان کیا کہ آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی ہے' پھر حضور ﷺ مسجد تشریف لائے اور فرمایا اس نماز میں تم تاخیر کیا کرو' کیونکہ تم اس نماز کے ساتھ تمام امتوں پر فضیلت دیئے گئے ہو اور تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی ہے۔

آپ ﷺ کی چند دیگر مبارک خصوصیات

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ نے ہم سے پہلے لوگوں کو جمعہ سے دور رکھا۔ یہودیوں کے لئے سنیچر (ہفتہ) کا دن اور نصاریٰ کے لئے اتوار کا دن مقرر ہوا۔ پھر اللہ ﷻ ہمیں لایا تو ہمیں جمعہ کے دن کی ہدایت دی تو اللہ ﷻ نے پہلے جمعہ پھر ہفتہ پھر اتوار کو پیدا کیا۔ اسی طرح وہ لوگ روز قیامت ہمارے تابع یعنی پیچھے ہوں گے۔ ہم دنیا میں تو آخر ہیں مگر روز قیامت اول ہیں۔ ان کے لئے تمام خلائق سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا۔

ابن عساکر نے رحمۃ اللہ علیہ بطریق ربیع بن انس رضی اللہ عنہ روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب نے جو باتیں علماء بنی اسرائیل سے سنیں ان کو انہوں نے ہم سے اس طرح بیان کیا کہ یحییٰ بن زکریا علیہما السلام پانچ کلمات کے ساتھ بھیجے گئے تھے جو شخص ان پانچ کلمات پر عمل کرتا یہاں تک کہ وہ مر جاتا تو روز قیامت اس پر حساب نہ ہوتا۔ وہ پانچ کلمات یہ ہیں۔

اللہ ﷻ کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ نماز پڑھیں' صدقہ دیں' روزہ رکھیں اور اللہ ﷻ کا ذکر کریں۔ بلاشبہ اللہ ﷻ نے حضور اکرم ﷺ کو یہ پانچ کلمات بھی عطا فرمائے اور ان کے ساتھ پانچ مزید عطا فرمائے۔ جمعہ' سمع' طاعت' ہجرت اور جہاد۔

امام احمد و بیہقی رحمہما اللہ نے "سنن" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اہل کتاب ہم سے کسی شے پر حسد نہیں کرتے۔ جتنا جمعہ پر وہ ہم سے حسد کرتے ہیں۔ جمعہ ایسا دن ہے کہ اللہ ﷻ نے ہمیں اس کی ہدایت دی اور اہل کتاب اس سے گمراہ

رہے اور ہم سے اس قبلہ پر حسد کرتے ہیں جن کی اللہ عزوجل نے ہمیں ہدایت دی اور وہ اس سے گمراہ رہے اور وہ امام کے پیچھے ہمارے آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں۔

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود تم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا وہ تم سے السلام علیکم کہنے اور آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہود نے مسلمانوں سے ان تین چیزوں سے افضل چیز پر حسد نہیں کیا۔

ایک چیز سلام کا جواب دینا' دوسری چیز صفوں کا قائم کرنا اور تیسری چیز مسلمانوں کا اپنے امام کے پیچھے فرض نمازوں میں آمین کہنا ہے۔

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مسند'' میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تین چیزیں دی گئی ہیں۔ ایک صفوں میں نماز دی گئی' دوسرے السلام علیکم دیا کیونکہ یہ اہل جنت کی تحیت ہے اور آمین دیا گیا۔ تم سے پہلے کسی کو بھی آمین کہنا نہیں بتایا گیا۔ البتہ ممکن ہے کہ اللہ عزوجل نے ہارون علیہ السلام کو آمین بتائی ہو' کیونکہ موسیٰ علیہ السلام جب دعا کر رہے تھے تو ہارون علیہ السلام آمین کہہ رہے تھے۔

ابن ابی شیبہ بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر مجھے تین چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔ تمام زمین ہمارے لئے سجدہ گاہ بنائی گئی اور اس کی مٹی ہمارے لئے پاک کرنے والی بنائی گئی اور ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کی مانند بنایا گیا اور وہ آیتیں جو سورۂ بقرہ کی آخر میں ہیں عرش کے نیچے کے خزانے سے مجھے دی گئیں اور یہ چیزیں مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں اور نہ میرے بعد کسی کو عطا ہوں گی۔

حضور ﷺ کو اقامت اور اذان عطا ہوئی

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعمیر بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا مجھے میری پھوپھی نے جو کہ انصار میں سے تھیں خبر دی کہ لوگوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کے لئے اہتمام فرمایا کہ کس طرح لوگوں کو نماز کے لئے جمع کیا جائے۔ اس پر کسی نے کہا کہ حضور ﷺ نماز کے وقت جھنڈا نصب کیا جائے مگر یہ بات حضور ﷺ کو پسند نہ آئی اور کسی نے بگل بجانے کا مشورہ دیا' مگر حضور ﷺ کو یہ بات بھی پسند نہ آئی اور آپ ﷺ نے فرمایا اس میں نصاریٰ کی مشابہت ہے

پھر عبداللہ ابن زید ﷺ اس حال میں واپس آئے کہ وہ اس کا اہتمام کر رہے تھے جو انہیں خواب میں اذان کے بارے میں دکھایا گیا تھا۔

نماز میں رکوع کی مشروعیت اس ملت کے ساتھ مختص ہے

مفسرین کی ایک جماعت نے آیہ کریمہ ''وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ'' (پ ا البقرہ ۴۳) رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو (ترجمہ کنزالایمان) کے تحت ذکر کیا ہے کہ نماز میں رکوع کی مشروعیت اس ملت کے ساتھ خاص ہے' کیونکہ بنی اسرائیل کی نماز میں رکوع نہیں تھا۔ اس لئے بنی اسرائیل کو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رکوع کرنے کا حکم دیا گیا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رکوع کے سلسلے میں جس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے وہ ہے۔ جسے بزار وطبرانی رحمہا اللہ نے ''اوسط'' میں حضرت علی مرتضیٰ ﷺ سے روایت کی۔ فرمایا پہلی نماز جس میں ہم نے رکوع کیا وہ نماز عصر تھی۔ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کیا ہے؟ فرمایا مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور وجہ استدلال یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اس سے قبل ظہر کی نماز پڑھی اور نماز پنجگانہ کی فرضیت سے قبل رات کی نماز میں وغیرہ حضور ﷺ نے پڑھیں تو وہ پہلے کی تمام نمازیں بغیر رکوع کے تھیں۔ یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ امم سابقہ کی نمازیں رکوع سے خالی تھیں۔

ابن فرشتہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح المجمع'' میں رسول اللہ ﷺ کے اس قول کے تحت ذکر کیا کہ ''جس نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا وہ ہم میں سے ہے۔'' انہوں نے ''ہماری نماز'' کے ارشاد سے باجماعت نماز مراد لی ہے۔ اس لئے کہ انفرادی نماز تو ہم سے پہلے لوگوں میں موجود ہی تھی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سنن'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود نے ہماری کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کیا جتنا ہماری ان تین چیزوں پر انہوں نے حسد کیا۔ ''ایک سلام کہنا' دوسرا آمین کہنا' تیسرا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ'' کہنا ہے۔

آپ ﷺ نعلین کیساتھ نماز پڑھنے میں مخصوص ہیں اور دیگر خصائص محمدی ﷺ

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے شداد بن اوس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنی نعلینوں میں نماز پڑھو اور یہود کے ساتھ مشابہت نہ کرو اور ابوداؤد و بیہقی

رحمہما اللہ دونوں نے اپنی اپنی ''سنن'' میں بلفظ ''خَالِفُوا الْيَهُوْدَ'' کہ یہود کی مخالفت کرو کیونکہ وہ اپنے موزوں اور نعلینوں میں نماز نہیں پڑھتے۔'' روایت کیا ہے۔

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ ﷺ کے لئے محراب میں نماز پڑھنا مکروہ تھا باوجودیکہ ہم سے پہلے محراب میں نماز پڑھتے تھے۔ چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا

''فَنَادَتْهُ الْمَلآ ئِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ'' (پ۳ آل عمران ۳۹)

تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا (ترجمہ کنز الایمان)

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''المصنف'' میں موسیٰ الجہنی ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت ہمیشہ خیر کے ساتھ رہے گی جب تک کہ وہ اپنی مسجدوں میں نصاریٰ کے مذابح کی مانند مذابح (طاق ومحراب) نہ بنائیں گے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبید بن ابوالجعد ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ فرمایا کرتے تھے کہ علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ مسجدوں میں مذابح یعنی طاق ومحراب بنائے جائیں گے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ محرابوں سے اجتناب کرو۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوذر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ مسجدوں میں طاق ومحراب بنائے جائیں گے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی مرتضیٰ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ طاق (محراب) میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس کی مثل حسن، ابراہیم نخعی، سالم بن ابوالجعد اور ابوخالد والبی رحمہم اللہ سے روایت کی۔

طبرانی وبیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں ابن عمر ﷺ سے مرفوعاً روایت کی کہ ان محرابوں سے اجتناب کرو۔ حوقلہ یعنی لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّابِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کے بارے میں حدیث، شرح صدر اور رفع ذکر کے باب میں گزر چکی ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میری امت کو وہ چیز دی گئی ہے جو کسی امت کو نہیں دی گئی۔ وہ مصیبت کے وقت ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' کہنا ہے۔

عبدالرزاق وابن جریر رحمہما اللہ نے اپنی تفسیروں میں سعید بن جبیر ﷺ سے روایت کی۔

انہوں نے کہا اس امت کے سوا کسی کو استرجاع نہیں دیا گیا۔ کیا تم نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ قول نہیں سنا کہ انہوں نے ''یَآ اَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ'' فرمایا تھا۔

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے ''المصنف'' میں روایت کی کہ ہم کو معمر رحمۃ اللہ علیہ نے ابان رحمۃ اللہ علیہ سے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ اس امت کے سوا کسی کو تکبیر یعنی ''اللہ اکبر'' نہیں دی گئی۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''المصنف'' میں ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ان سے پوچھا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کس چیز سے نماز کا افتتاح کرتے تھے۔ فرمایا توحید، تسبیح اور تہلیل سے۔

خصائصِ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کے گناہ استغفار سے بخش دیئے جاتے ہیں اور یہ کہ شرمندہ ہونا ان کے لئے توبہ ہے اور یہ کہ وہ اپنے صدقات کو خود ہی استعمال کریں گے اور اس پر انہیں ثواب دیا جائے گا اور یہ کہ ان کے لئے دنیا میں ثواب میں تعجیل ہوگی باوجودیکہ آخرت میں ثواب کا ذخیرہ ہوگا اور یہ کہ وہ اللہ عزوجل سے جو دعا مانگیں گے اس کو قبولیت عطا ہوگی۔

ان تمام باتوں کے بارے میں احادیث کثیرہ توریت و انجیل میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ہونے کے باب میں پہلے گزر چکی ہیں۔

فریابی رحمۃ اللہ علیہ نے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اس امت کو تین باتیں ایسی دی گئی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے سوا کسی کو نہیں دی گئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ آپ سے کہا گیا کہ پیغام حق آپ نے پہنچا دیا۔ اب کوئی حرج نہیں اور آپ اپنی امت پر گواہ ہیں۔ آپ دعا کیجئے۔ آپ کی دعا قبول ہوگی۔'' اور اس امت کے لئے فرمایا

''وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ط'' (پ۱۷ الحج ۷۸)

اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی (ترجمہ کنزالایمان)۔

اور فرمایا ''لِتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ'' (پ۲ البقرہ ۱۴۳)

تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا ''اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ'' (پ۲۴ المومن ۶۰)

تم مجھ سے دعا مانگو۔ تمہاری دعا قبول کروں گا (ترجمہ کنزالایمان)

نسائی و حاکم اور بیہقی و ابونعیم رحمہم اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

"وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْنَادَيْنَا" (پ۲۰ القصص ۴۶)

اور تم طور کے گوشے میں موجود نہ تھے جب کہ ہم نے ندا فرمائی کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا اے امت محمد ﷺ! پکارو تمہاری پکار قبول کی جائے گی۔ قبل اس کے تم مجھے پکارو اور تمہیں دیا جائے گا قبل اس کے کہ تم مجھ سے مانگو۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے ارشاد باری تعالیٰ "وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْنَادَيْنَا" کے بارے میں استفسار کیا کہ وہ ندا کیا تھی؟ اور وہ رحمت کیا تھی؟

فرمایا وہ کتاب تھی جسے اللہ ﷻ نے اپنی مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے لکھی تھی۔ اس کے بعد نداء کی گئی اے امت محمد ﷺ! میری رحمت میرے غضب پر سبقت کر گئی ہے۔ مجھ سے مانگنے سے پہلے میں نے تم کو دیا ہے اور مجھ سے مغفرت چاہنے سے پہلے میں نے تم کو بخش دیا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس حال میں مجھ سے ملے کہ وہ اس کی گواہی دیتا ہو کہ "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد مصطفیٰ ﷺ میرے بندے اور میرے رسول ہیں" تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔

امام احمد و حاکم رحمہما اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ ندامت و شرمندگی توبہ ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ندامت کا توبہ ہونا اس امت کے خصائص میں سے ہے۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح المہذب میں فرمایا کہ لیلۃ القدر اس امت کے ساتھ خاص ہے۔ (اللہ ﷻ اس کی بزرگی کو زیادہ کرے) جو ہم سے پہلوں کے لئے یہ نہ تھی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے "الموطا" میں فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو امت کی عمروں کو ان کی تخلیق سے پہلے دکھایا گیا جس طرح کہ اللہ ﷻ نے اسے چاہا دکھایا۔ تو آپ نے اپنی امت کی عمروں کو بہت کم پایا اور وہ ان عملوں تک نہیں پہنچی جو ان کے سوا دوسری امتیں طویل عمر کی وجہ سے پہنچی تھیں تو اللہ ﷻ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔

اس قول کے دیگر شواہد ہیں جن کو ہم نے "التفسیر المسند" میں بیان کیا ہے اور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ نے میری امت کو لیلۃ القدر عطا فرمائی اور لیلۃ القدر ان سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئی۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے آیہ کریمہ "كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ" (پ۲ البقرہ ۱۸۳-۱۸۴) تم پر

روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ گنتی کے دن تھے (ترجمہ کنزالایمان)۔ کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا تم پر ہر مہینے کے تین دن کے روزے فرض کئے گئے تھے اور یہ اس سے پہلے لوگوں کا روزہ تھا پھر اللہ ﷻ نے ماہ رمضان کے روزے فرض کر دیئے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے آیہ کریمہ ''كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ'' کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم سے پہلے جو نصاریٰ تھے ان پر ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے اور ان پر فرض کیا گیا کہ وہ سونے کے بعد ماہ رمضان میں نہ کھائیں اور نہ پیئیں اور نہ بیویوں سے جماع کریں تو رمضان کے روزے نصاریٰ پر سخت گزرے اور انہوں نے مجتمع ہو کر گرمی و سردی کے موسم کے درمیان روزوں کو کرلیا اور انہوں نے کہا ہم مزید بیس دن روزے رکھیں گے۔ تاکہ جو ہم نے تغیر وتبدل کیا ہے اس کا کفارہ بن جائے' پھر مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ نصاریٰ نے کیا تھا۔ یہاں تک کہ ابوقیس بن صرمہ ﷛ اور عمر بن خطاب ﷛ کا واقعہ پیش آیا جو ہوا تو اللہ ﷻ نے مسلمانوں کے لئے طلوع فجر تک کھانے پینے اور جماع کرنے کو حلال کر دیا۔

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الترغیب'' میں ابوہریرہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ماہ رمضان میں میری امت کو پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں جو ان سے قبل امتوں کو نہیں دی گئیں۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ ﷻ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے اور افطار کے وقت تک فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور سرکش شیاطین مقید کئے جاتے ہیں تو وہ جس چیز کی طرف پہنچتے تھے رمضان میں اس کی طرف وہ نہیں پہنچتے اور رمضان میں ہر روز جنت کو آراستہ کرتا ہے اور فرماتا ہے بہت جلد اپنے صالح بندوں سے مؤنت ومشقت کو اٹھا دیا جائے گا اور اے جنت تیری طرف وہ آئیں گے اور ان کے لئے ماہ رمضان کی آخر رات میں مغفرت ہوگی۔ صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کیا وہ لیلۃ القدر ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! فرمایا نہیں بلکہ عمل کرنے والوں کی مزدوری اسی وقت دی جاتی ہے جب وہ اپنے عمل اور کام کو پورا کر لیتا ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر ابن عمرو ﷛ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے عیدالاضحیٰ کا حکم دیا گیا ہے اسے اللہ ﷻ نے اس امت کے لئے بنایا ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن العاص ﷛ سے روایت کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہمارے روزوں اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان جو فرق ہے وہ روزے سے قبل سحری کھانے کا ہے۔

ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دین ہمیشہ غالب وظاہر رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کریں گے کیونکہ یہود ونصاریٰ دیر لگاتے ہیں۔

ابن ابی حاتم اور ابن المنذ ر رحمہما اللہ نے تفسیروں میں مجاہد وعکرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی دونوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کے لئے ذبح تھا اور تم جو ہوتو تمہارے لئے نحر ہے' پھر انہوں نے پڑھا ''فَذَبَحُوْهَا'' اور ''فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ'' (پ:۳۰ الکوثر ا)

الاربعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷛ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے لئے لحد ہے اور ہمارے سوا کے لئے شق ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جریر بن عبداللہ بجلی ﷛ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لحد ہمارے لئے ہے اور شق اہل کتاب کے لئے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوقتادہ ﷛ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ سے یوم عاشور کے روزے کے بارے میں استفسار کیا گیا تو فرمایا گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا یہ گزشتہ اور آئندہ کے دو سالوں کا کفارہ ہے۔

علماء اعلام نے فرمایا کہ یوم عرفہ کے روزے کا مرتبہ اتنا ہی ہے کیونکہ یہ روزہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور یوم عاشورا کا روزہ موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے تو ہمارے نبی کریم ﷺ کی سنت' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت سے مرتبہ واجر میں دونی ہے۔

قریب قریب اسی کے مشابہ وہ روایت ہے جسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے سلمان ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ اس طعام میں برکت ہے جس کے پہلے وضو ہو۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا طعام کی برکت اس وضو میں ہے جو اس کے پہلے اور اس کے بعد ہو۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ نیشاپور'' میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کی کہ قبل طعام وضو میں ایک نیکی ہے اور بعد طعام وضو میں دو نیکیاں۔

نماز میں کلام حرام اور روزے میں مباح آپ ﷺ کی امت کے خصائص سے ہے

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے ''سنن'' میں محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔

انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے مسلمان نماز میں اپنی ضروریات کی باتیں کرلیا کرتے تھے جس طرح اہل کتاب نماز میں اپنی ضروریات کی باتیں کرلیتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی "وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ" (پ۲ البقرہ ۲۳۸)

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ "وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ" (پ۲ البقرہ ۲۳۸) اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے (ترجمہ کنزالایمان)۔ کے تحت روایت کی۔ انہوں نے فرمایا پہلے امتی نماز میں کلام کرتے ہیں لیکن اے مسلمانو! تم اللہ عزوجل کی عبادت میں اس طرح قیام کرو کہ تم اللہ عزوجل کے ہی مطیع ہو۔

ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح ترمذی" میں فرمایا ہم سے پہلی امتوں کا روزہ اس طرح تھا کہ کھانے پینے کے ساتھ کلام کرنے سے بھی باز رہتے تھے وہ لوگ حرج میں تھے تو اللہ عزوجل نے اس امت کے لئے نصف زمانہ صوم کو جو کہ رات ہے حذف کرکے اور آدھے روزے کو جو کہ کلام سے رکنا تھا حذف کرکے رخصت عطا فرمائی اور اس امت کو روزے میں بات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

آپ ﷺ کی امت خیر الامم ہے

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت خیر الامم ہے اور یہ شرف آپ ﷺ کی وجہ سے ہے اور گزشتہ امتوں کے اعمال دوسروں کے سامنے ظاہر کرکے رسوا کیا جائے گا اور اس امت کو رسوا نہ کیا جائے گا اور یہ کہ اپنی کتاب الٰہی کو ان کے سینوں میں محفوظ کرنا مسلمانوں کے لئے آسان کردیا ہے اور یہ کہ اس کا نام دو اسماء الٰہی سے مشتق کرکے رکھا گیا۔ ایک المسلمون دوسرے المومنون اور یہ کہ ان کے دین کا نام اسلام رکھا گیا اور اس وصف کے ساتھ بجز انبیاء کے کوئی موصوف نہ ہوا۔ قرآن کریم میں اللہ عزوجل نے فرمایا: "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" (پ۴ آل عمران ۱۱۰) تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں (ترجمہ کنزالایمان)۔ اور فرمایا: "وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ" (پ۲۷ القمر ۲۲) اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے (ترجمہ کنزالایمان)۔ اور فرمایا: "هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ" اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔ (ترجمہ کنزالایمان)۔

امام احمد و ترمذی رحمہما اللہ نے حسن بتا کر اور ابن ماجہ و حاکم رحمہما اللہ نے اس بارے میں معاویہ بن حیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ نے آیت کریمہ

''كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ'' کے تحت فرمایا: تم لوگ سترویں امت کو پورا کرنے والے ہو اور تم اللہ عزوجل کے نزدیک ان سب میں اکرم و بہترین ہو۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ کوئی امت قبولیت دعا کے اندر اسلام میں اس امت سے زیادہ نہیں ہوئی اور اسی مقصد سے اللہ عزوجل نے فرمایا ''كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ''۔ (پ: آل عمران ۱۱۰)

ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مسند'' میں اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''المصنف'' میں مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کوئی حق ایک یہودی آدمی پر تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا حق طلب کرنے اس یہودی کے پاس آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر پر برگزیدہ کیا میں حق لئے بغیر تجھے نہ چھوڑوں گا اس پر یہودی نے کہا خدا کی قسم انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر پر برگزیدہ نہیں کیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس یہودی کے طمانچہ رسید کیا۔ وہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضور سے فریاد کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ تم پر لازم ہے کہ اپنے طمانچے کے بدلے اسے راضی کرو اور یہودی سے مخاطب ہو کر فرمایا اے یہودی! آدم صفی اللہ تھے' ابراہیم خلیل اللہ تھے' موسیٰ نجی اللہ تھے' عیسیٰ روح اللہ تھے اور میں حبیب اللہ ہوں۔

سن اے یہودی! تم اللہ عزوجل کے دو نام لیتے ہو مگر اللہ عزوجل نے اپنے ان دو ناموں کے ساتھ میری امت کا نام رکھا۔ خدا کا ایک نام ''السلام'' ہے اور اس نے میری امت کا نام مسلمان رکھا اور خدا کا ایک نام المومن ہے اور اس نے میری امت کا نام مومن رکھا۔

سن اے یہودی! تم نے اللہ عزوجل سے ایک دن مانگا۔ اللہ عزوجل نے وہ دن ہمارے لئے محفوظ رکھا اور تمہارے لئے دوسرا دن اور نصاریٰ کے لئے اس کے بعد کا دن مقرر کیا۔ سن اے یہودی! تم لوگ دنیا میں پہلے ہو اور ہم آخر میں مگر روز قیامت ہم پہلے ہوں گے بلکہ انبیاء پر جنت حرام ہوگی جب تک کہ میں اس میں داخل نہ ہوں اور جنت تمام امتوں پر حرام ہوگی جب تک میری امت میں داخل نہ ہو جائے۔

اور وہ حدیث کہ ''ان کی کتابیں ان کے سینے میں ہوں گی'' توریت و انجیل میں ان کے تذکرے کے باب میں پہلے گزر چکی ہے اور وہ حدیث کہ وہ آخر الامم ہیں آگے آ رہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت کہ آپ عمامہ میں شملہ چھوڑیں گے اور یہ کہ آپ درمیانِ کمر تہبند باندھیں گے اور دونوں باتیں فرشتوں کی علامت ہے۔ اس بارے میں احادیث' توریت و

انجیل میں آپ کے تذکرے کے باب میں اور آپ ﷺ کی امت کے اوصاف کی احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔ ان حدیثوں کے لفظ یہ ہیں "وَيَأْتَزِرُوْنَ عَلٰى اَوْسَاطِهِمْ"

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اس طرح تہبند باندھو جس طرح میں نے فرشتوں کو باندھے دیکھا ہے۔ فرشتے اپنے رب کے حضور اپنی آدھی پنڈلی تک تہبند باندھے ہوئے تھے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم عمامہ باندھنے کو لازمی کرلو اور اس کا کنارہ اپنی پشت کے پیچھے چھوڑ دو کیونکہ یہ فرشتوں کی علامت ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے عمامہ باندھا اور ان کے عمامہ کا کنارا عشر درخت کے پتے کی مانند چھوڑا۔ پھر فرمایا میں نے فرشتوں کو عمامہ باندھے دیکھا ہے۔

ابن تیمیہ نے بیان کیا کہ شملہ چھوڑنے کی اصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب اپنے رب کو دیکھا کہ حق تعالیٰ جل جلالہ نے اپنا ہاتھ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا ہے تو حضور ﷺ نے اس جگہ کا اکرام شملہ چھوڑ کر فرمایا لیکن عراقی نے کہا میں نے اس کی اصل نہیں پائی۔

آپ ﷺ کی امت سے وہ بوجھ دور کر دیا گیا جو دوسری امتوں پر تھا

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت سے اس بوجھ کو دور کیا گیا جو ان سے پہلی امتوں پر تھا اور آپ کی امت سے بکثرت ان شدتوں کو دور فرمایا جو ان سے پہلی امتوں پر سختیاں تھیں اور ان پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی گئی اور خطا ونسیان اور وہ باتیں جن کو وہ برا جانیں ان سے ان کا مواخذہ اٹھالیا گیا اور دلی خیالات کا مواخذہ اٹھالیا گیا اور یہ کہ جو کوئی برے عمل کا قصد کرے تو وہ گناہ نہ لکھا جائے گا اور بلکہ (نہ کرنے کے سبب) ایک نیکی لکھی جائے گی اور جو نیکی کا قصد کرے تو ایک نیکی لکھی جائے گی۔

اور یہ کہ توبہ کی قبولیت میں جان کی ہلاکت کو ان سے اٹھالیا گیا اور یہ کہ موقع نجاست کے کاٹنے اور زکوٰۃ میں چوتھائی مال دینے کا حکم اٹھالیا گیا اور یہ کہ وہ اللہ عزوجل سے جو دعا مانگیں گے ان کی وہ دعا قبول کی جائے گی اور یہ کہ ان کے لئے قصاص ودیت کے درمیان اختیار شروع کیا گیا اور یہ

کہ چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی اور یہ کہ غیر ملت اسلام میں نکاح کی رخصت دی گئی اور باندی سے نکاح کرنے اور وطی کے سوا حائض سے مخالطت رکھنے اور جس پہلو سے چاہیں بیوی سے جماع کرنے کی اجازت دی گئی اور شرمگاہ (ستر) کے کھولنے اور تصویر اور نشہ پینے کو حرام کیا گیا۔

چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا

''وَمَاجَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ'' (پ۱۷ البقرہ ۷۸)

دین میں تم پر تنگی نہیں رکھی گئی (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا ''يُرِيْدُاللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَايُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ'' (پ۲ البقرہ ۱۸۵)

اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا ہے (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا ''رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْاَخْطَاْنَا' رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا'' (پ۳ آل عمران ۲۸۶)

اے رب ہمارے ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا ''وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ'' (پ۹ الاعراف ۱۵۷)

اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا (ترجمہ کنزالایمان)

ان سے ان کا بوجھ اٹھایا اور وہ پابندیاں جو ان پر تھیں اور فرمایا

''وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَادَعَانِ''

(پ۲ البقرہ ۱۸۵)

اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے (ترجمہ کنزالایمان)

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے

''مَاجَعَلَ عَلَيْكُم فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ'' (پ۱۷ الحج ۷۸)

تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی (ترجمہ کنزالایمان)

تو کیا ہم پر کوئی حرج نہیں اگرچہ ہم زنا کریں یا چوری کریں' انہوں نے کہا ہاں حرج ہے لیکن وہ بوجھ جو بنی اسرائیل پر تھا تم سے اٹھالیا ہے۔

فریابی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا اللہ عزوجل

نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا اور نہ کسی رسول کو بھیجا اور نہ ان پر کتاب نازل کی مگر یہ کہ اللہ ﷻ نے ان پر یہ آیت نازل کی

''وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ'' (پ۳ البقرہ ۲۸۴)

اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ تم سے اس کا حساب لے گا

(ترجمہ کنز الایمان)

تو امتیں اپنے اپنے نبیوں اور رسولوں کے پاس آئیں اور کہا ہم سے اس کا مواخذہ ہوگا جو ہمارے دلوں میں وسوسہ اور خیالات پیدا ہوتے ہیں اور جن کو ہمارے اعضا نے عملی صورت نہیں دی ہے تو وہ کفر و انکار کر کے گمراہ ہو جاتے۔

جب ہمارے نبی ﷺ پر یہ حکم نازل ہوا تو مسلمانوں پر اتنا گراں گزرا جتنا ان سے پہلی امتوں پر سخت گزرا تھا اور وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جو وسوسے اور خیالات ہمارے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں اور ان کو ہمارے اعضاء نے عملی صورت نہیں دی کیا ہم سے ان کا بھی مواخذہ اور احتساب ہوگا؟

فرمایا ہاں۔ لہٰذا سنو اور اطاعت کرو اور اپنے رب کے طالب بنو۔ تو اس سلسلے میں اللہ ﷻ نے ''اٰمَنَ الرَّسُوْلُ'' نازل فرمائی اور اللہ ﷻ نے ان سے حدیث نفس یعنی دلی وسوسے کو اٹھا دیا جب تک اعضا ان پر عمل نہ کریں تو جو نیکی کریں گے ان کو اجر ملے گا اور جو بدی کریں گے ان کا وبال انہی پر ہوگا۔

مسلم و ترمذی رحمہا اللہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب یہ آیہ کریمہ ''وَاِنْ تُبْدُوْا مَافِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْتُخْفُوْهُ یُحَا سِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ'' (پ۳ البقرہ ۲۸۴) نازل ہوئی تو مسلمانوں کے دلوں میں اس سے وہ شے داخل ہوئی جو کسی شے سے داخل نہ ہوئی اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اپنا حال عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم کہو ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور ہم نے تسلیم کیا تو اللہ ﷻ نے ان کے دلوں میں ایمان کا القا فرمایا اور ''اٰمَنَ الرَّسُوْلُ'' آخر سورۃ تک نازل ہوئی۔

شیخین رحمہا اللہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری خاطر میری امت سے دلی وسوسوں اور خیالوں سے تجاوز فرمایا جب تک وہ منہ سے نہ بولیں یا اس پر عمل نہ کریں۔

امام احمد و ابن حبان اور حاکم و ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں

نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ نے میری امت سے خطاء ونسیان اور ہر وہ چیز جس سے وہ کراہت کریں معاف کیا ہے۔

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے میری امت سے خطاونسیان اور ہر وہ عمل جس کو وہ برا جانیں درگزر فرمایا ہے۔

امام احمد وابوبکر شافعی رحمہما اللہ نے ''الغیلانیات'' میں ابونعیم وابن عساکر رحمہما اللہ نے حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اتنا طویل سجدہ کیا کہ ہم نے گمان کیا کہ اس سجدے میں آپ کی جان قبض کرلی گئی ہے پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا تو فرمایا میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ میں نے عرض کیا:

اے رب! تو نے پیدا کیا اور تیرے بندے ہیں' پھر حق تعالیٰ ﷻ نے دوسری مرتبہ مجھ سے مشورہ فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ اور میں نے اس سے وہی عرض کیا پھر حق تعالیٰ ﷻ نے مجھ سے تیسری مرتبہ مشورہ فرمایا اور میں نے اس سے وہی عرض کیا اس وقت حق تعالیٰ ﷻ نے مجھ سے فرمایا میں تمہاری امت کے معاملے میں ہرگز تم کو رسوا نہ کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ سب سے پہلے میرے ساتھ میری امت کے ستر ہزار ہوں گے اور ان میں سے ہزار ہوں گے جن پر کوئی حساب نہ ہوگا۔

اس کے بعد میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ دعا کیجئے قبول کی جائے گی اور مانگئے عطا کیا جائے گا اور مجھے عطا فرمایا کہ میرے سبب سے میرے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشے گا اور میں زندہ وصحیح چلتا پھرتا ہوں اور میرے سینے کا شرح فرمایا اور یہ کہ مجھے بشارت دی کہ میری امت رسوا نہ کی جائے گی اور نہ مغلوب ہوگی اور یہ کہ مجھے حوض کوثر عطا فرمایا جو کہ جنت کی ایک نہر ہے اور میرے حوض میں بہہ کر آتی ہے اور یہ کہ مجھے قوت' نصرت' رعب عطا فرمایا جو میرے آگے ایک ماہ کی مسافت تک دوڑاتا ہے اور یہ کہ مجھے بتایا گیا کہ میں جنت میں تمام نبیوں سے پہلے داخل ہونے والا ہوں گا اور میری امت کے لئے غنیمت حلال کی گئی اور ہمارے لئے بہت سی وہ سختیاں جو ہم سے پہلے لوگوں پر تھیں کھول دی گئیں اور ہم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی گئی تو میں نے اظہار تشکر کے لئے سجدہ ادا کیا۔

ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الشعب'' میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان کے سامنے بنی اسرائیل کی ان چیزوں کا ذکر کیا گیا جن کے ساتھ اللہ

ﷻ نے ان کو فضیلت عطا فرمائی۔

اس وقت حضرت ابن مسعود ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کی حالت یہ تھی کہ جب ان کا کوئی شخص گناہ کرتا تو دوسرے دن صبح کے وقت اس کے دروازے کی چوکھٹ پر اس کا کفارہ لکھا ہوتا' مگر اے مسلمانو! تمہارے گناہوں کا کفارہ وہ قول ہے جسے تم کہتے ہو اور اللہ ﷻ سے استغفار کرتے ہو اور اللہ ﷻ تمہیں بخش دیتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ اللہ ﷻ نے ہمیں ایک آیت عطا فرمائی جو دنیا و مافیہا سے زیادہ مجھے محبوب ہے وہ یہ ہے ''وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً'' (پ۴ آل عمران ۱۳۵)

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالعالیہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کاش ہمارے گناہوں کے کفارے ایسے ہی ہوتے جیسے بنی اسرائیل کے لئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ نے جو چیز تمہیں عطا فرمائی ہے وہ بہتر ہے۔ بنی اسرائیل کی تو یہ حالت تھی کہ جب ان میں کوئی گناہ کرتا تو وہ اپنے دروازوں پر اسے اور اس کے کفارہ کو لکھا پاتا۔ اب اگر وہ اس کا کفارہ دیتا تو دنیا میں اس کے لئے ذلت ہوتی تھی اور اگر اس کا کفارہ نہ دیتا تو آخرت میں اس کے لئے رسوائی ہوتی۔ بلاشبہ اللہ ﷻ نے تمہیں اس سے بہتر عطا فرمایا ہے۔ حق تعالیٰ ﷻ نے فرمایا:

''وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ ط قُلْ هُوَ اَذًى لا فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ لا وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰی یَطْهُرْنَ ج فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ'' (پ۲ البقرہ ۲۲۲)

اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے۔ تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہو لیں پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ ﷻ نے حکم دیا۔ بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

پنج گانہ نماز میں اور جمعہ سے جمعہ تک' ان گناہوں کے کفارے ہیں جو ان کے درمیان صادر ہوں۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے علی مرتضیٰ ﷺ سے ان لوگوں کے قصے میں جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی' روایت کی۔ فرمایا ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا ہمارے گناہوں کی توبہ کس طرح ہے؟ فرمایا کہ ایک دوسرے کا قتل کرنا تو انہوں نے چھریاں ہاتھ میں لے لیں اور ہر ایک آدمی

اپنے بھائی، اپنے باپ اور اپنی ماں کو قتل کرنے لگا اور وہ پروا نہیں کرتا تھا کہ کس کو قتل کر رہا ہے۔

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ جب کسی جگہ پیشاب لگ جائے تو اس جگہ کو قینچی سے کاٹ دیں تو ان میں سے ایک شخص نے اس سے انکار کیا تو اسے اس کی قبر میں عذاب دیا گیا۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ جب کسی جگہ پر پیشاب لگ جائے تو اسے قینچی سے کاٹ دیں۔

ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ نے المصنف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس ایک یہودی عورت آئی اور اس نے کہا قبر کا عذاب پیشاب کی چھینٹوں سے ہے۔ میں نے کہا تو جھوٹ کہتی ہے۔ یہودیہ نے کہا میں صحیح کہتی ہوں بات یہ ہے کہ جب پیشاب جسم کو یا کپڑے کو لگ جائے تو اسے کاٹ دینا چاہیے۔

یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے یہودیہ! تو نے سچ کہا۔

امام احمد و مسلم، ترمذی و نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہود کی حالت یہ تھی کہ جب ان کی کوئی عورت حائضہ ہوتی وہ اس کے ساتھ نہ کھاتے پیتے اور نہ گھر میں اس کے ساتھ میل جول رکھتے تھے۔ اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے صحابہ نے مسئلہ دریافت کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا

"وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا"

(پ۵ النساء ۱۱۰)

اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا (ترجمہ کنزالایمان)

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس عورت کے ساتھ سب کچھ معاملات رکھو بجز مجامعت کے۔

یہ سن کر یہود نے کہا یہ شخص کیا چاہتا ہے۔ ہمارے دین کی کوئی بات بھی نہیں چھوڑتا مگر یہ اس میں ہمارے خلاف حکم دیتا ہے۔ تفسیر کی کتابوں میں ہے کہ نصاریٰ حائضہ سے مجامعت کرتے تھے اور وہ حیض کی پروا نہیں کرتے تھے اور یہود کی حالت یہ تھی وہ ہر شے میں ایسی عورتوں کو جدا رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باتوں کے درمیان میانہ روی کا حکم فرمایا۔

ابوداؤد و حاکم رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اہل کتاب

عورتوں کے پاس ایک پہلو سے آتے تھے اور یہ طریقہ زیادہ پوشیدہ تھا اور انصار کے ایک قبیلہ نے بھی ان کے اس فعل کو اختیار کر رکھا تھا اور وہ اس گمان میں تھے کہ اہل کتاب اپنے سوا ہر علم میں بڑھ چڑھ کر ہیں تو اللہ ﷻ نے نازل فرمایا

''نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ ۖ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ'' (پ۲ البقرہ ۲۲۳)

تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو

(ترجمہ کنزالایمان)

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے المصنف میں قرۃ الھمد انی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا یہودی عورت کو بٹھا کر جماع کرنے کو مکروہ جانتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

''نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ'' (پ۲ البقرہ ۲۲۳)

اور اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو رخصت دی کہ عورتوں کی فروج میں جس طرح چاہے جیسے چاہے سامنے سے یا پیچھے سے جماع کر سکتے ہو۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے المعرفہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہم پر رہبانیت فرض نہیں کی گئی ہے۔ میری امت کی رہبانیت یہ ہے کہ نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنا' حج وعمرہ کرنا ہے۔

امام احمد وابویعلی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے رہبانیت تھی۔ اس امت کی رہبانیت فی سبیل اللہ جہاد ہے۔

ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے سیاحت کی اجازت دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت کی سیاحت فی سبیل اللہ جہاد ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے عمارہ بن غزیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور میں سیاحت کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے ہمارے لئے سیاحت کو جہاد فی سبیل اللہ اور اس تکبیر کے ساتھ بدل دیا ہے جو ہر بلندی پر کہی جائے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اس امت کی سیاحت روزہ ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا بنی اسرائیل میں مقتولین کے بارے میں قصاص کا حکم تھا اور ان میں دیت کا حکم نہ تھا مگر اللہ ﷻ نے اس امت سے فرمایا:

كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِصَاصُ فِي الۡقَتۡلٰى اَلۡحُرُّ بِالۡحُرِّ وَالۡعَبۡدُ بِالۡعَبۡدِ وَالۡاُنۡثٰى بِالۡاُنۡثٰى فَمَنۡ عُفِىَ لَهٗ مِنۡ اَخِيۡهِ شَىۡءٌ (پ۲ البقرہ ۱۷۸)

تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو آزاد کے بدلے آزاد غلام کے بدلے غلام عورت کے بدلے عورت اور جس کے لئے اس کے بھائی کی طرف سے معافی ہو

(ترجمہ کنز الایمان)

"ذٰلِكَ تَخۡفِيۡفٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَرَحۡمَةٌ" (پ۲ البقرہ ۱۷۸)

یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے (ترجمہ کنز الایمان)

اور رحمت اس حکم میں ہے جو تم سے پہلوں پر فرض کیا گیا تھا۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل پر قصاص کا لینا اور دینا فرض تھا اور ان کے درمیان کسی جان اور زخم میں دیت نہ تھی۔ اس بارے میں حق ﷻ کا ارشاد ہے

"وَكَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ فِيۡهَا اَنَّ النَّفۡسَ بِالنَّفۡسِ وَالۡعَيۡنَ بِالۡعَيۡنِ وَالۡاَنۡفَ بِالۡاَنۡفِ وَالۡاُذُنَ بِالۡاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالۡجُرُوۡحَ قِصَاصٌ ط" (پ۶ المائدہ ۴۵)

"اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

مگر اللہ ﷻ نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے تخفیف فرمائی اور ان کی طرف سے قتل نفس و جراحت میں دیت کو قبول فرمایا اور اس بارے میں حق ﷻ کا ارشاد ہے۔

"تَخۡفِيۡفٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَرَحۡمَةٌ" (پ۲ البقرہ ۱۷۸)

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا توریت والوں میں قتل پر قصاص تھا یا عفو۔ اس میں دیت کا حکم نہ تھا اور انجیل والوں پر صرف عفو ہی تھا۔ اس کا انہیں حکم دیا گیا اور اس امت کے لئے قتل میں عفو اور دیت ہے۔ وہ ان میں سے جو چاہیں ان کے لئے حلال ہے یہ حکم ان سے پہلی امتوں کے لئے نہ تھا۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے "المصنف" میں کہا ہم سے وکیع رضی اللہ عنہ نے انہوں نے سفیان رضی اللہ عنہ سے انہوں نے لیث رضی اللہ عنہ سے انہوں نے مجاہد رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا اللہ عزوجل نے جن چیزوں کی اس امت کو وسعت دی ہے ان میں سے نصرانیہ عورت اور باندی سے نکاح کرنا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کو جب کلام کے لئے اپنے قریب بلایا تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب! میں توریت میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو "خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" ہے۔ وہ امت نیکی کا حکم دے گی اور منکر (برائی) سے روکے گی اور اللہ عزوجل پر ایمان رکھے گی۔ اس امت کو میری امت بنا دے حق تعالیٰ عزوجل نے فرمایا وہ امت تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب میں توریت میں ایسی امت پاتا ہوں جن کے سینوں میں ان کی کتاب ہوگی اور وہ اسے پڑھیں گے اور ان سے پہلی امتیں انہیں دیکھ کر اپنی کتابوں کو پڑھیں گی اور وہ ان کو حفظ کریں گے تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ حق تعالیٰ عزوجل نے فرمایا وہ تو امت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میں نے توریت میں پایا ہے کہ ایک امت ان کی پچھلی کتابوں پر ایمان رکھے گی۔ گمراہ پیشواؤں سے جنگ کرے گی یہاں تک کہ وہ کانے کذاب و دجال سے جنگ کرے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ حق تعالیٰ عزوجل نے فرمایا وہ امت تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب میں توریت میں پاتا ہوں کہ ایک امت اپنے صدقات کو خود ہی استعمال کرے گی اور ان سے پہلی امتیں ایسی ہوں گی کہ جب وہ اپنے صدقات نکالیں گی تو اللہ عزوجل ان پر آگ بھیجے گا اور وہ آگ اسے کھا جائے گی اور جس کا صدقہ قبول نہ ہوگا اسے آگ نہ کھائے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ حق عزوجل نے فرمایا وہ امت تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب! میں نے توریت میں پایا ہے کہ ایک امت ایسی ہوگی کہ جب وہ بدی کا قصد کرے گی تو اسے نہ لکھا جائے گا اور اگر اس بدی کو عمل میں لے آئے تو ایک ہی گناہ لکھا جائے گا اور جب ان میں سے کوئی نیکی کا قصد کرے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر وہ عمل میں لے آیا تو اس کے لئے دس گنا سے سات سو گنا تک نیکی لکھی جائے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ حق تعالیٰ عزوجل نے فرمایا وہ امت تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ ایک امت ایسی

ہوگی کہ ان کی دعائیں قبول کی جائیں گی اور وہ اپنی دعاؤں میں مستجاب ہیں تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ حق تعالیٰ ﷻ نے فرمایا وہ امت احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت داؤد نبی علیہ السلام کے قصہ میں بیان کیا کہ اللہ ﷻ نے ان کی طرف زبور میں وحی فرمائی کہ تمہارے بعد نبی محترم تشریف لانے والے ہیں جن کا نام احمد و محمد ﷺ ہوگا۔ وہ نبی صادق ہیں۔ میں ان پر کبھی غضب نہ فرماؤں گا اور نہ وہ میری کبھی نافرمانی کریں گے اور میں نے اپنی معصیت کرنے سے پہلے ہی ان کی مغفرت کر دی ہے۔ ان کے سبب ان کے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشوں گا۔ ان کی امت مرحومہ ہے۔ میں اس امت کو اتنا زیادہ عطا فرماؤں گا جتنا میں نے انبیاء علیہم السلام کو عطا فرمایا ہے۔

میں اس امت پر وہ کچھ فرض کروں گا جو انبیاء و مرسلین پر میں نے فرض کیا ہے اور وہ امت روز قیامت اس حال میں آئے گی ان کا نور انبیاء علیہم السلام کے نور سے مشابہ ہوگا۔ یہ اس لئے کہ میں نے ان پر فرض کیا ہے کہ وہ میری خوشنودی کی خاطر تمام نمازوں کے لئے وضو کریں جس طرح کہ میں نے ان سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر فرض کیا تھا اور میں ان کو غسل جنابت کا حکم دوں گا جس طرح کہ میں نے ان سے پہلے انبیاء کو حکم دیا ہے اور میں ان کو جہاد کا حکم دوں گا جیسے میں نے ان سے پہلے رسولوں کو حکم دیا ہے۔

اے داؤد علیہ السلام! میں نے محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے۔ میں نے ان کو چھ باتیں ایسی عطا کی ہیں کہ ان کے سوا کسی امت کو عطا نہیں کیں۔ میں ان کو خطا و نسیان اور ہر اس گناہ پر جس کو انہوں نے بغیر قصد و ارادہ کے ارتکاب کیا ہوگا مواخذہ نہ کروں گا۔ جب وہ اپنے گناہ کی مجھ سے مغفرت چاہیں گے تو میں ان کو بخش دوں گا اور وہ جس عمل کو اپنی خوش دلی کے ساتھ آخرت کے لئے کریں گے تو میں ان کو ان کا ثواب خوب بڑھا چڑھا کر بعجلت دوں گا۔ اور میرے پاس ان کے لئے کئی گنا اجر و ثواب موجود ہوگا جو اس سے افضل ہوگا اور جب وہ بلاؤں میں صبر کرتے ہوئے ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' کہیں گے تو میں ان کو صلوٰۃ و رحمت اور وہ ہدایت عطا کروں گا جو نعمتوں والی جنتوں کی طرف لے جائے گی اور اگر وہ مجھ سے دعا کریں گے تو میں قبول کروں گا یا تو وہ قبول دعا کا اثر جلد ہی دنیا میں دیکھ لیں گے یا اس دعا کے باعث ان سے برائیوں کو دور کروں گا یا ان کے لئے آخرت میں ذخیرہ کر کے رکھوں گا وہ حدیثیں جو ان کی نیکی و بدی کے بارے میں ہیں توریت و انجیل میں ان کا ذکر کرتے ہوئے گزر چکی ہیں۔

آپ ﷺ کی امت بھوک اور غرقاب سے ہلاک نہیں ہوگی

حضور اکرم ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ کی امت بھوک اور غرق سے ہلاک نہ ہوگی۔ اور یہ کہ اس امت پر ایسا عذاب نہ ہوگا جیسا کہ ان سے پہلی امتوں پر عذاب ہوا اور کوئی دشمن ان پر اس طرح مسلط نہیں کیا جائے گا کہ وہ ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دے اور یہ کہ یہ امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی اور اس سے یہ بات پیدا ہوگی کہ اس امت کا اجماع حجت ہوگا اور یہ کہ اس امت کا اختلاف رحمت ہوگا جب کہ ان سے پہلوں کا اختلاف ان پر عذاب تھا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے میرے لئے زمین کو مجتمع کیا اور میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا اور میں نے دیکھا کہ میری امت کا ملک وہاں تک پہنچے گا جہاں تک میرے لئے زمین کو مجتمع کیا گیا اور مجھے سرخ و سفید خزانے دیئے گئے اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے بارے میں سوال کیا ہے کہ وہ اس امت کو عام قحط سے ہلاک نہ کرے اور ان پر ایسا دشمن مسلط نہ کرے جو ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دے بجز ان کی اپنی جانوں کے تو اس نے مجھے یہ تمام باتیں عطا فرمائیں۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ میری امت کو بھوک و قحط سے ہلاک نہ کرے تو اس نے مجھے یہ عطا فرمایا اور میں نے اس سے دعا کی کہ میری امت کو غرق سے ہلاک نہ کرے تو اس نے مجھے یہ عطا فرمایا اور میں نے دعا کی کہ یہ امت آپس میں نہ لڑے مگر میری یہ بات واپس کر دی گئی۔

دارمی و ابن عساکر رحمہما اللہ نے عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھے وہ وقت عطا فرمایا جو رحمت سے بھرپور ہے۔ اور مجھے مختار کل بنایا۔ تو ہم زمانے میں آخر ہیں مگر روز قیامت سابق و اول ہیں۔

اور میں بغیر فخر کے کہتا ہوں کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں اور موسیٰ علیہ السلام صفی اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں۔ روز قیامت میرے ساتھ لواء الحمد ہوگا۔ بلاشبہ اللہ عزوجل نے میری امت کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا ہے اور ان کو تین چیزوں سے نجات دی ہے ایک یہ کہ وہ قحط عام میں مبتلا نہ ہوگی۔ دوم یہ کہ کوئی دشمن ان کا استیصال نہ کرے گا۔ سوم یہ کہ یہ امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی۔

امام احمد و طبرانی رحمہما اللہ نے ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو تو یہ بات مجھے عطا ہوئی اور میں نے سوال کیا کہ یہ امت ان قحطوں سے ہلاک نہ ہو جن قحطوں سے ان سے پہلی امتیں ہلاک کی گئی تھیں تو یہ بات بھی مجھے عطا ہوئی۔ اور میں نے اس سے سوال کیا کہ کوئی دشمن ان پر غالب نہ ہو۔ تو یہ

بات مجھے عطا ہوئی۔ اور میں نے سوال کیا کہ اس امت کو شیعوں کے ساتھ یعنی مختلف گروہوں کے ساتھ مخلوط نہ کرے۔ اس طرح کہ بعض کو بعض سے خطرہ ہو۔ اور ایک دوسرے کو سختی کا مزہ چکھائیں۔ تو اللہ ﷻ نے مجھے اس دعا کی پیشکش سے روک دیا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔

شیخ نصر المقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الحجۃ'' میں اس کے راوی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول ﷺ نے فرمایا میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔

خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ''رواۃ مالک'' میں اسمٰعیل بن ابو المجالد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ نے مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوعبداللہ! ہم ایک کتاب لکھتے ہیں اور اس کتاب کو سارے جہان میں پھیلاتے ہیں تاکہ اس پر یہ ساری امت اور تمام ملت یکجا ہو جائے۔ مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین علماء کا اختلاف' اللہ ﷻ کی جانب سے اس امت پر رحمت ہے ہر عالم اسی کا اتباع کرتا ہے جو اس کے نزدیک صحیح ہے۔ اور ہر عالم اسی ہدایت پر ہے جسے اللہ ﷻ نے ہر عالم کے لئے چاہا ہے۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گزشتہ امتیں' سو امتیں تھیں جب وہ کسی بندے کے حق میں خیر کی گواہی دیتیں تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی۔ مگر میری امت کے پچاس آدمیوں کی ایک امت ہے۔ جب وہ کسی بندے کے حق میں خیر کی گواہی دیتی ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

بخاری و ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کے لئے خیر کی گواہی چار مسلمان دیں گے تو اللہ ﷻ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ ہم نے عرض کیا اگر تین آدمی گواہی دیں تو؟ فرمایا خواہ تین ہی دیں۔ پھر ہم نے عرض کیا اگر دو مسلمان گواہی دیں تو؟ فرمایا خواہ دو ہی مسلمان گواہی دیں۔ پھر ہم نے ایک کے بارے میں حضور سے عرض نہ کیا۔

آپ ﷺ کی امت کیلئے طاعون رحمت اور شہادت ہے

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کے لئے طاعون رحمت و

شہادت ہے۔ جب کہ ان سے پہلوں پر عذاب تھا۔

بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے اسامہ بن زید ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طاعون ایسا مہلک مرض ہے جسے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا اور ان لوگوں پر بھیجا جو تم سے پہلے گزرے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں استفسار کیا تو حضور ﷺ نے مجھے بتایا کہ یہ ایک عذاب ہے۔ جسے اللہ ﷻ جس پر چاہتا ہے بھیج دیتا ہے۔ بلاشبہ اللہ ﷻ نے اسے مسلمانوں کے لئے رحمت بنا دیا ہے تو کوئی بندہ نہیں ہے۔ کہ اس پر طاعون واقع ہوا اور وہ اپنے شہر میں صبر اور استقامت کے ساتھ ٹھہرے اور وہ جانتا ہو کہ اسے کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی مگر یہ کہ اللہ ﷻ نے اس کے لئے پہنچنا لکھا ہو تو اسے ایک شہید کے برابر اجر ملے گا۔

آپ ﷺ کی امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اور ان میں قطب' اوتاد' نجباء اور ابدال ہوں گے اور یہ کہ ان ہی کا ایک شخص حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو نماز پڑھائے گا اور یہ کہ آپ کی امت کے کچھ لوگ استغناء طعام میں تسبیح کے ساتھ فرشتوں کے قائم مقام ہونگے اور یہ کہ وہ دجال سے مقاتلہ کریں گے۔

شیخین رحمہما اللہ نے مغیرہ بن شعبہ ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور غالب رہے گی یہاں تک کہ اللہ ﷻ کا حکم (قیامت) آ جائے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''الحلیہ'' میں ابن عمر ﷜ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر زمانے میں میری امت کے ساتھ سابقین ہوں گے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ کی مخلوق میں تین سو آدمی ایسے ہیں جن کے دل آدم صفی اللہ علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ ﷻ کی مخلوق میں چالیس آدمی ایسے ہیں جن کے دل' موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہیں۔ اور اللہ ﷻ کی مخلوق میں سات آدمی ایسے ہیں جن کے دل ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ ﷻ کی مخلوق میں تین آدمی ایسے ہیں جن کے دل میکائیل علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ ﷻ کی مخلوق میں

ایک آدمی ایسا ہے جس کا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل پر ہیں۔ اللہ عزوجل انہیں کے سبب زندہ کرتا' مارتا بارش اتارتا' نباتات وغیرہ اگاتا اور بلاؤں کو دفع کرتا ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی حال میں یہ زمین ایسے چالیس آدمیوں سے خالی نہ رہے گی جو مثل خلیل الرحمٰن ہوں گے۔ انہیں کے سبب تم پر بارش ہوتی ہے۔ اور انہیں کے سبب تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ جب ان میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو اللہ دوسرے کو اس کی جگہ مقرر فرما دیتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مسند'' میں عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس امت میں تیس ابدال خلیل الرحمٰن کی مانند ہیں ان میں سے جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی جگہ دوسرے کو لے آتا ہے۔

ابوزناد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام زمین کے اوتاد تھے۔ اب نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے تو اللہ عزوجل نے امت محمد ﷺ میں سے چالیس آدمیوں کو ان کے قائم مقام خلیفہ بنایا ان کو ابدال کہا جاتا ہے۔ جب بھی ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی جگہ اس کا خلیفہ پیدا کر دیتا ہے۔ تو یہ لوگ زمین کے اوتاد ہیں۔ میں نے یہ بحث اپنی مستقل تالیف میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کی ہے۔

ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت ہمیشہ حق پر غالب وظاہر رہے گی۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں تو ان کا امام عرض کرے گا کہ آگے بڑھیے وہ فرمائیں گے تم زیادہ حق دار ہو۔ تم میں سے بعض امراء بعض امراء پر ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ان کے ذریعہ اس امت کو مکرم بنایا ہے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی مانند ایک حدیث روایت کی ہے اس میں ہے کہ اس امت کا امیر کہے گا۔ آیئے ہمیں نماز پڑھایئے۔ وہ فرمائیں گے نہیں کیونکہ تم میں سے کچھ لوگ بعض امراء پر ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اس امت کو ان سے مکرم کیا ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تمہاری کیا شان ہو گی جب کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے اور تم میں سے تمہارا امام ہو گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس رنج ومشقت کا ذکر فرمایا جو دجال کے سامنے ہو گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس دن

کون سا مال بہتر ہوگا۔ فرمایا وہ طاقتور بچہ جو اپنے گھر والوں کو پانی پلائے گا۔ درآں حالیکہ کھانا نہ ہو گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس دن مسلمانوں کا طعام کیا ہوگا؟ فرمایا تسبیح اور تکبیر و تہلیل۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے اس کی مانند حدیث روایت کی اس میں ہے کہ اس دن مسلمانوں کو اللہ ﷻ اس چیز سے بچائے گا جس کے سبب فرشتوں کو تسبیح سے بچایا۔

اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند حدیث روایت کی۔ اور وہ حدیث جو دجال سے مقابلہ کرنے کے سلسلے میں مسلمانوں کی توصیف میں ہے توریت وانجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں پہلے گزر چکی ہے۔

حضور ﷺ کی امت کو "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" سے خطاب کیا گیا

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کو قرآن کریم میں "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" کے ساتھ مخاطب کیا گیا۔ جب کہ تمام امتوں کو ان کی کتابوں میں "یٰٓاَیُّهَا الْمَسَاکِیْنَ" کے ساتھ پکارا گیا اور یہ کہ آسمان میں فرشتے ان کی اذانوں کی آواز سنتے ہیں۔ اور تلبیہ پڑھتے ہیں۔ اور یہ کہ یہ امت ہر حال میں اللہ ﷻ کی بہت زیادہ حمد کرنے والی ہے۔ اور ہر بلندی پر اللہ ﷻ کی کبریائی بولتے ہیں۔ اور ہر نشیب میں اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور یہ کہ کسی کام کے کرنے کے وقت "انشاء اللہ ﷻ میں یہ کروں گا" کہتے ہیں اور جب غضبناک ہوتے ہیں تو تہلیل کرتے ہیں اور جب جھگڑتے ہیں تو تسبیح کرتے ہیں اور ان کے سینوں میں اپنا قرآن ہے اور ان کے سبقت لے جانے والے ہر امر میں سابق ہیں اور ان کے میانہ رو ناجی ہیں اور ان کے ظالم لوگ (بالآخر) مغفور ہیں اور ان میں کا ہر شخص رحمت کیا ہوا ہے اور وہ ہر رنگ کے جنتی کپڑے پہنیں گے۔ اور وہ نماز کے لئے آفتاب کی نگہداشت رکھیں گے۔ اور وہ درمیانی امت اور اللہ ﷻ کے تزکیہ کے سبب انصاف پسند ہیں اور جب وہ جنگ کرتے ہیں تو فرشتے موجود ہوتے ہیں۔ اور ان پر وہ فرض ہوا جو انبیاء مرسلین علیہم السلام پر فرض ہوا وہ وضوء غسل جنابت، حج اور جہاد ہے۔ اور نوافل کا ثواب وہ دیا گیا جو انبیاء علیہم السلام کو عطا ہوا۔ اکثر ان ہی کی خصوصیات توریت وانجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں ان آثار کے ضمن میں جس میں آپ کا وصف اور آپ کی امت کا وصف ہے پہلے گزر چکی ہیں۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیۃ کریمہ

"ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا (پ۲۲ فاطر ۳۱)

پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو (ترجمہ کنز الایمان)

کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ وہ برگزیدہ بندے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اللہ ﷻ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں ان کو ان کا وارث بنایا ہے۔ ان میں جو ظالم ہیں ان کی (بالآخر) مغفرت کی گئی ہے۔ اور ان میں جو میانہ رو ہیں ان سے آسان حساب لیا جائے گا۔ اور ان میں سبقت لے جانے والے بے حساب جنت میں داخل ہونگے۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ جب مذکورہ آیۃ کریمہ سے استدلال کرتے تو فرماتے کہ آگاہ رہو کہ ہمارے سابقین ہر امر میں سابق ہیں اور ہمارے میانہ ''روناجی'' ہیں اور ہمارے ظالم' ان کے لئے مغفرت ہے۔

اور اسے ابن لالی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی ہے۔

آپ ﷺ کی امت عمل میں کم اور اجر میں کثیر ہو گی

شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت عمل میں تو گزشتہ امتوں سے کم ہو گی مگر اجر میں اکثر ہو گی۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری مدت حیات ان لوگوں کے مقابلہ میں جو تم سے پہلے امتیں گزری ہیں اتنی ہے جتنی عصر سے غروب آفتاب تک کی مدت ہوتی ہے۔ توریت والوں کو توریت دی گئی اور انہوں نے اس پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ جب نصف دن ہوا تو وہ عاجز ہو گئے۔ اور ہر ایک کو اجر میں ایک ایک قیراط دی گئی۔ اس کے بعد انجیل والوں کو انجیل دی گئی تو انہوں نے نماز عصر تک عمل کیا پھر وہ۔ عاجز ہو گئے اور انہیں اجرت میں ایک ایک قیراط دی گئی اسکے بعد ہمیں قرآن دیا گیا تو ہم نے غروب آفتاب تک عمل کیا۔ اور ہمیں دو دو قیراط اجرت میں عطا ہوئی۔

اس پر دونوں کتابوں والوں نے عرض کیا اے ہمارے رب! ان لوگوں کو تو نے دو دو قیراط دیئے۔ اور ہمیں ایک ایک قیراط دیا باوجودیکہ ہمارے اعمال ان سے زیادہ تھے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا کیا میں نے تمہاری اجرت دینے میں کسی چیز کا تم پر ظلم کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ بات تو نہیں ہے۔ حق تعالیٰ ﷻ نے فرمایا وہ تو میرا فضل ہے میں جس کو جتنا چاہوں اسے دوں۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات جتنے زیادہ ظاہر ہوں گے ان کی امت کا ثواب اتنا ہی زیادہ کم ہو گا۔

ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ ثواب کسی کی تصدیق کی نسبت کے اعتبار سے ہے کیونکہ ان کا واضح ہونا اوران کے اسباب کا ظاہر ہونا اور محنت و مشقت اوراس میں غور وفکر کا کم ہونا اس کمی کا موجب ہے۔ فرمایا مگر اس امت کا حال یہ ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی ﷺ کے معجزات اظہر ہیں مگر تمام امتوں کے مقابلے میں ہمارا ثواب زیادہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے حق میں فرمایا ''وَمِنْ قَوْمِ مُوسٰی اُمَّۃٌ یَّھْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِہٖ یَعْدِلُوْنَ''۔ (پ۹ الاعراف ۱۵۹)

اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے کہ حق کی راہ بتاتا اور اسی سے انصاف کرتا

(ترجمہ کنز الایمان)

اور حضور ﷺ کی امت کے بارے میں فرمایا

''وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّۃٌ یَّھْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِہٖ یَعْدِلُوْنَ'' (پ۹ الاعراف ۱۸۱)

اور ہمارے بنائے ہوؤں میں ایک گروہ وہ ہے کہ حق بتائیں اور اس پر انصاف کریں

(ترجمہ کنز الایمان)

حضور ﷺ کی امت کو علم اول اور علم آخر دیا گیا

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کو علم اول اور علم آخر دیا گیا۔ اور آپ کی امت پر علم کے خزانے کھولے گئے اور آپ کی امت کو اسناد حدیث' انساب' اعراب' اور تصنیف کتب کا علم دیا گیا۔ اور اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی مانند ہیں۔ یہ حدیث کہ ''میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں جن کو علم اول اور علم آخر دیا گیا ہے۔'' توریت وانجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں پہلے بیان ہو چکی ہے۔

ابوزرعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ''تاریخ'' میں شفی بن ماتع اصحبی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اس امت پر ہر شے کھولی گئی ہے۔ حتی کہ ان پر زمین کے خزانے کھولے گئے۔ آخر حدیث تک ابن حزم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ثقہ سے ثقہ کا نقل کرنا یہاں تک کہ وہ مع الاتصال نبی کریم ﷺ تک پہنچ جائے۔ اس کے ساتھ اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو ہی مخصوص کیا ہے۔ دیگر تمام ملتیں اس سے محروم ہیں۔

اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''التقریب'' میں فرمایا کہ اسناد حدیث اس امت کی ہی خصوصیت ہے۔ اور ابوعلی جبائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ ﷻ نے اس امت کو تین چیزوں کے ساتھ خاص کیا ہے ان سے پہلی امتوں کو وہ عطا نہ ہوئیں۔ وہ اسناد' انساب اور اعراب ہے۔ ابن العربی

رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ترمذی میں زیادہ تصنیف و تحقیق میں اس امت کی کاوشیں اس حد تک پہنچی ہیں کہ گزشتہ امتوں میں وہ بالکل نہیں ہے۔ اور تفریع و تدقیق میں اس امت کی درازی کی ہمسری کوئی امت نہیں کر سکتی۔

عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے زوائد الزھد میں مالک بن دینار ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس امت کا ایمان تین دن سے زیادہ کسی امر میں تکلیف نہ اٹھائے گا یہاں تک کہ اس پر کشادگی و فراخی آ جائے گی۔

سب سے پہلے حضور ﷺ کیلئے زمین شق ہوگی

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ کے لئے زمین شق ہوگی اور صعقہ سے سب سے پہلے آپ افاقہ پائیں گے۔ اور یہ کہ آپ ستر ہزار فرشتوں کے جرمٹ میں محشور ہوں گے۔ اور یہ کہ آپ براق پر اٹھائے جائیں گے۔ اور یہ کہ موقف میں آپ کے نام کے ساتھ اذان دی جائے گی اور یہ کہ آپ کے موقف میں جنت کے عظیم حلوں میں سے دو حلے پہنائے جائیں گے۔ اور آپ کا مقام عرش کی دائنی جانب ہوگا۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔ اور میں پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین شق ہوگی اور سب سے پہلے شفاعت کرنیوالا ہونگا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام لوگ غشی میں ہوں گے۔ سب سے پہلے میں ہی افاقہ پاؤں گا۔

ابن مبارک اور ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے کعب ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ کوئی طلوع ہونے والی فجر نہیں ہے مگر یہ کہ ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں۔ اور وہ اپنے بازوؤں کو نبی کریم ﷺ کی قبر انور پر رکھتے ہیں۔ اور اس کو ڈھانپ لیتے ہیں اور آپ کے لئے رفع درجات کی دعا کرتے ہیں اور آپ پر صلوٰۃ و سلام عرض کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے، جب شام ہو جاتی ہے تو وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور اسی طرح کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ جب قیامت ہوگی۔ تو نبی کریم ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں باہر تشریف لائیں گے۔

طبرانی و حاکم رحمہما اللہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ تمام انبیاء چارپایوں پر اٹھیں گے اور میں براق پر اٹھوں گا۔ اور بلال رضی اللہ عنہ حبشی ناقہ پر اٹھیں گے وہ محض اذان اور شہادت حق کے ساتھ ندا کریں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ ''اشھدان محمد الرسول اللہ'' کہیں گے تو تمام اولین و آخرین کے مسلمان ان کی گواہی دیں گے۔ تو جن کی شہادت قبول کی جائے گی وہ قبول ہوگی۔ اور جن کی شہادت رد کی جائے گی۔ وہ رد ہوگی۔

ابن زنجویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''فضائل الاعمال'' میں کثیر بن مرہ حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صالح علیہ السلام کے لئے ثمود کا ناقہ اٹھایا جائے گا اور وہ اپنی قبر کے پاس اس پر سوار ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ ناقہ ان کو محشر میں پہنچائے گی۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ عضباء پر سوار ہوں گے۔

فرمایا نہیں۔ اس پر میری بیٹی سوار ہوگی اور میں براق پر سوار ہوں گا۔ مجھ کو اس کے ساتھ اس دن تمام انبیاء پر خاص کیا جائے گا۔ اور بلال رضی اللہ عنہ حبشی اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ اور وہ اس کی پشت پر اذان دیں گے۔ تو جب انبیاء اور ان کی امتیں ''اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' سنیں گی تو کہیں گی ہم بھی اس پر گواہی دیتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو جنت کے حلوں میں سے ایک حلہ مجھے دیا جائے گا۔ پھر میں عرش کی داہنی جانب کھڑا ہوں گا۔ میرے سوا مخلوق میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اس جگہ کھڑا ہو۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جسے حلہ پہنایا جائے گا۔ وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ پھر وہ عرش کی طرف منہ کر کے بیٹھیں گے اس کے بعد میرا جوڑا لایا جائے گا۔ اور میں اسے پہنوں گا۔ اور میں عرش کی داہنی جانب ایسے مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا کوئی نہ کھڑا ہوگا۔ اس مقام پر اولین و آخرین مجھ پر غبطہ کریں گے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاسماء والصفات'' میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جسے جنتی حلہ پہنایا جائے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر میرے لئے لایا جائے گا۔ اور میں اس جنتی حلہ کو پہنوں گا۔ کوئی بشر اس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکے گا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ام کرز رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا میں مسلمانوں کا سردار ہوں جب کہ اٹھائے جائیں۔ جب کہ وہ وارد ہوں گے تو میں ان سے پہلے وارد ہوں گا۔ اور میں ان کو بشارت دینے والا ہوں گا جب وہ

مایوس ہونگے۔ اور میں ان کا امام ہوں گا جب کہ وہ سجدہ کریں گے۔ اور رب ﷻ کے حضور میں ان سے زیادہ قریب بیٹھنے والا ہوں گا جب کہ وہ جمع ہوں گے۔ میں کھڑا ہوں گا اور کلام کروں گا میرا رب میری تصدیق فرمائے گا۔ میں شفاعت کروں گا اور وہ میری شفاعت قبول کرے گا میں سوال کروں گا اور وہ مجھے عطا فرمائے گا۔

دارمی' ترمذی' ابویعلی' بیہقی و ابونعیم رحمہم اللہ نے انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ باہر آنے والے لوگوں میں' میں پہلا شخص ہوں گا جب کہ وہ اٹھائے جائیں گے۔ اور میں ان کا قائد ہوں گا جب کہ وہ بلائے جائیں گے۔ میں ان کا خطیب ہوں گا جب کہ وہ خاموش رہیں گے۔ اور میں ان کا شافع ہوں گا۔ جب کہ وہ روک لئے جائیں گے۔ اور میں ان کی بشارت دینے والا ہوں گا جب کہ وہ مایوس ہوں گے۔ اور لواء الحمد میرے دوسرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں اپنے رب کے حضور اولاد آدم علیہ السلام سے اکرم ہوں گا۔ یہ فخر یہ نہیں۔ ایک ہزار ایسے خادم میرے گرد ہوں گے گویا وہ لؤ لؤ مکنوں ہیں۔

حضور ﷺ مقام محمود پر فائز ہوں گے اور دست اقدس میں لواء الحمد ہوگا

حضور ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ مقام محمود پر فائز ہوں گے اور آپ کے دست اقدس میں لواء الحمد ہوگا۔ اور یہ کہ آدم اور ان کے ماسوا سب آپ کے پرچم کے نیچے ہوں گے۔ اور یہ کہ آپ اس دن امام الانبیاءٔ ان کے خطیب اور ان کے قائد ہوں گے۔ اور یہ کہ آپ اول شافع اور اول مشفع ہوں گے۔ اور آپ ہی وہ شخص ہوں گے جو اللہ ﷻ کی طرف نظر کریں گے اور سب سے پہلے آپ ہی کو سجدہ کا حکم ہوگا اور آپ ہی سب سے پہلے اپنے سر کو سجدہ سے اٹھائیں گے۔ اور آپ سے تبلیغ پر گواہ طلب نہ کیا جائے گا۔ جب کہ تمام نبیوں سے تبلیغ پر گواہ طلب کئے جائیں گے۔ اور مقدمات کے فیصلہ میں شفاعت عظمٰی کے ساتھ آپ ہی مخصوص ہوں گے۔ اور ایک قوم کو بغیر حساب جنت میں داخل کرانے میں شفاعت کے ساتھ آپ ہی مخصوص ہوں گے۔ اور جو موحدین مستحق نار ہو گئے ہوں گے جہنم میں ان کو نہ داخل کرنے کی آپ شفاعت کریں گے اور جنت میں لوگوں کے درجات کی بلندی کے لئے آپ شفاعت کریں گے۔ اور جو کفار ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ان پر تخفیف عذاب کی شفاعت کریں گے۔ اور مشرکوں کے بچوں کے بارے میں کہ ان کو عذاب نہ دیا جائے آپ شفاعت کریں گے۔

اللہ ﷻ نے فرمایا: عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (پ۱۵ بنی اسرائیل ۷۹)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں روز قیامت سید الناس ہوں گا۔ اے میرے صحابہ! تم جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے؟ ان دن اللہ عزوجل اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع کرے گا اور ہر ایک پکارنے والے کی آواز سنے گا اور سورج قریب ہوگا۔ اور لوگوں کو اتنا کرب وغم پہنچے گا کہ وہ برداشت نہ کرسکیں گے اور نہ اس کا تحمل کرسکیں گے۔ لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے تم دیکھتے نہیں کہ کس حال میں ہو۔ اور کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے۔ تم اس شخص کو کیوں نہیں تلاش کرتے جو تمہاری شفاعت تمہارے رب سے کرے۔ تو وہ ایک دوسرے سے کہیں گے تمہارے سب کے باپ آدم علیہ السلام موجود ہیں۔ پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔

اور عرض کرینگے اے آدم علیہ السلام آپ ابوالبشر ہیں اور اللہ عزوجل نے آپ کو دست قدرت سے پیدا کیا ہے اور آپ میں اپنی جانب سے روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ہماری اپنے رب کے حضور شفاعت کیجیے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حال میں ہیں۔ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کو کتنی شدید تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اس پر آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔ بیشک' آج میرے رب کا غضب عظیم ہے۔ ایسا غضب اس سے پہلے کبھی نہیں کیا اور نہ اس جیسا کبھی آئندہ کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میرے رب نے مجھے ایک درخت سے منع فرمایا تھا۔ مگر مجھ سے حکم عدولی ہوئی ''نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْھَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ'' مجھے اپنی فکر ہے' مجھے اپنی ہی فکر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

پھر وہ سب نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور عرض کریں گے اے نوح علیہ السلام! آپ روئے زمین کی طرف اول المرسلین ہیں۔ اللہ عزوجل نے آپ کا نام عبد شکور رکھا ہے۔ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجیے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کسی حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے۔ نوح علیہ السلام فرمائیں گے بلاشبہ میرے رب نے آج بڑا غضب فرمایا ہے۔ اس جیسا غضب نہ اس سے پہلے کیا نہ آئندہ کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میری ایک دعائے خاص تھی جس کو میں نے اپنی قوم کی ہلاکت پر مانگ لیا ''نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْھَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ'' تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ تو وہ سب ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر آئیں گے۔

اور عرض کریں گے اے ابراہیم علیہ السلام! آپ اللہ عزوجل کی طرف سے اہل زمین کی جانب نبی اور اس کے خلیل ہیں۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و

تکلیف پہنچ رہی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے۔ بلاشبہ میرے رب نے آج بڑے غضب کا اظہار فرمایا ہے۔ اس جیسا غضب نہ اس سے پہلے کیا اور نہ آئندہ کرے گا۔ پھر وہ اپنے کذبات کا ذکر کر کے فرمائیں گے۔ ''نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ'' تم موسیٰ کے پاس جاؤ وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔

اور عرض کریں گے اے موسیٰ علیہ السلام آپ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔ اللہ عزوجل نے آپ کو اپنی رسالت کے ساتھ برگزیدہ فرمایا اور اپنے ساتھ کلام فرما کر لوگوں پر برگزیدہ کیا۔ آپ ہماری شفاعت اپنے رب کے حضور کیجیے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے؟ وہ فرمائیں گے بلاشبہ رب نے آج بڑا غضب فرمایا ایسا غضب تو نہ پہلے کیا اور نہ اس کے بعد کبھی کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میں نے ایک جان کو ہلاک کیا جس کے ہلاک کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ ''نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ''[1] تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ تو وہ سب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے۔

اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول اور اس کے وہ کلمہ ہیں جسے مریم کی جانب القا فرمایا اور اس کی روح ہیں۔ اور آپ نے پنگھوڑے میں لوگوں سے بات کی۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجیے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت اور تکلیف کا سامنا ہے۔ وہ فرمائیں گے بلاشبہ میرے رب نے آج اس غضب کا اظہار کیا ہے کہ اس جیسا نہ پہلے غضب کیا اور نہ اس کے بعد کرے گا اور وہ اپنی کسی لغزش کا ذکر نہیں فرمائیں گے مگر یہ کہیں گے کہ میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ تو وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے۔

اور عرض کریں گے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ کے رسول، خاتم النبیین، اور ''غَفَرَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ'' (پ ۲۶ الفتح ۲) ہیں۔ اپنے رب کے حضور آپ ہماری شفاعت کیجیے آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کسی حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف کا سامنا ہے۔

1۔ اس تمام واقعے کو حسن رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب بیان کیا۔

کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِ
میرے حضور کے لب پر اَنَا لَهَا ہو گا

(ادارہ)

تو اس وقت میں کھڑا ہوں گا اور عرش کے نیچے آؤں گا۔ اور اپنے رب کے حضور سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ ﷻ مجھ پر اپنی حمد وثناء کا اظہار فرمائیگا۔ اور مجھے الہام فرمائے گا۔ اور میں ایسی حمد وثنا کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے ایسی حمد وثناء کی کشائش نہ ہوئی اور فرمایا جائے گا یا محمد ﷺ! ''اِرْفَعْ رَاْسَکَ، سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ''[1] آپ اپنا سر اٹھایئے، مانگئے آپ کو وہ دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

میں عرض کروں گا اے رب میری امت، اے رب میری امت، اے رب میری امت، فرمایا جائے گا۔

اے محمد ﷺ! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر حساب نہیں ہے جنت کے دروازوں کی داہنی جانب سے داخل کر دیں۔ درآنحالیکہ آپ کی امت ان دروازوں کے سوا جنت کے دوسرے دروازوں میں بھی لوگوں کے ساتھ شریک ہو گی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جنت کے دروازوں کے دو پٹ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ مکرمہ اور ہجر یا مکہ اور بصریٰ کے درمیان ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا روز قیامت تمام مسلمان جمع کئے جائیں گے۔ اور اس دن کے لئے خاص اہتمام کیا جائے گا، وہ کہیں گے کاش ہمارے رب ﷻ کے حضور ہماری شفاعت کرنے والا کوئی ہوتا اور وہ ہمیں اس جگہ کی سختیوں سے راحت بخشتا تو وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے۔

اے آدم! آپ ابوالبشر ہیں اللہ ﷻ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور آپ کے لئے اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو ہر شے کے اسماء کا علم سکھایا آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے تا کہ ہم اس جگہ کی سختیوں سے راحت پائیں۔ وہ ان سے فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کے لئے نہیں ہوں۔ اور وہ اپنی لغزش کو یاد کریں گے۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے رب سے حیا کرینگے اور وہ کہیں گے تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ کیونکہ وہ اول رسول ہیں اللہ نے ان کو روئے زمین کی طرف مبعوث فرمایا۔

پھر وہ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں

---

[1] عاشقِ ماہِ رسالت ﷺ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے اس واقعہ کو کچھ اس طرح بیان کیا:

صفی و نجی خلیل و مسیح سبھی سے کہی کہیں نہ بنی
ہائے یہ بے خبری کے خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

ہوں اور وہ اپنی اس لغزش کو یاد کریں گے۔ جو بغیر علم کے انہوں نے رب سے سوال کیا تھا اس بنا پر اپنے رب سے حیا کریں گے وہ فرمائیں گے تم ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

تو وہ سب ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ان سے کلام فرمایا ہے اور ان کو توریت عطا فرمائی ہے۔

تو وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ اور ان سے اس جان کا ذکر کریں گے جو بغیر نفس کے ہلاک کیا تھا۔ اس بنا پر اپنے رب سے حیا کریں گے۔ فرمائیں گے تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کے کلمہ اور اس کے روح ہیں۔

وہ سب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ اور ان سے اس جان کا ذکر کریں گے جو بغیر نفس کے ہلاک کیا تھا۔ اس بنا پر اپنے رب سے حیا کریں گے۔ فرمائیں گے تما عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کے کلمہ اور اس کے روح ہیں۔ وہ سب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔

لیکن تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں کہ ''غَفَرَ اللّٰہُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ'' اللہ عزوجل نے آپ کی وجہ سے آپ کے اگلوں کے گناہ اور آپ کے پچھلوں کے گناہ معاف کئے ہیں۔

تو میں اٹھوں گا اور مسلمانوں کی دو صفوں کے درمیان جاؤں گا۔ یہاں تک کہ میں اپنے رب سے اِذْن چاہوں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو میں اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اللہ عزوجل جتنی دیر مجھے چاہے سجدے میں رکھے گا۔ اس کے بعد فرمائے گا اے محمد صلی اللہ علیک وسلم! آپ اپنا سر اٹھایئے، کہیے سنا جائے گا۔ شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ اور مانگیے آپ کو وہ دیا جائے گا۔ تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا۔ اور میں اس تحمید کے ساتھ حمد کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا۔ اور میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی۔ اور میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

اس کے بعد میں دوبارہ بارگاہ رب میں حاضر ہوں گا اب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اور اللہ عزوجل جتنی دیر مجھے چاہے سجدے میں رکھے گا۔ اس کے

بعد فرمائے گا اے محمد صلی اللہ علیک وسلم! سر اٹھایئے کہیے سنا جائے گا۔ مانگیے وہ عطا کیا جائے گا۔ اور شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اس تحمید کے ساتھ اس کی حمد کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم فرمائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی۔ اور میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

اس کے بعد تیسری مرتبہ بارگاہ رب ﷻ میں حاضر ہوں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اللہ ﷻ جتنی دیر چاہے گا مجھے سجدہ میں رکھے گا۔ اس کے بعد فرمایا جائے گا اے محمد ﷺ! سر اٹھایئے کہیے سنا جائے گا۔ مانگیے آپ کو وہ دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور ان الفاظ کے ساتھ اس کی حمد کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم فرمائے گا اور میرے لئے ایک اور حد مقرر کی جائے گی۔ اور میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

اس کے بعد میں چوتھی مرتبہ بارگاہ رب میں حاضر ہوں گا۔ اور میں عرض کروں گا اب وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جنہیں قرآن پاک نے روکا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پھر وہ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے جنہوں نے ''لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہا اور ان کے دل میں جو کے دانے برابر خیر ہے اس کے بعد وہ جہنم سے نکالے جائیں گے جنہوں نے ''لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہا اور ان کے دل میں گندم برابر خیر ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے جنہوں نے ''لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہا اور ان کے دل میں ذرہ برابر خیر ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں کھڑا انتظار کر رہا ہوں گا کہ کب لوگ صراط سے گزرتے ہیں۔

اچانک عیسیٰ علیہ السلام میرے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے یہ انبیاء کی جماعت ہے۔ جو اے محمد صلی اللہ علیک وسلم! آپ کے پاس آئی ہے۔ وہ سوال کرتے ہیں اور اللہ ﷻ سے دعا کرتے ہیں کہ تمام امتوں کے درمیان سے جس طرح اللہ ﷻ چاہے اس غم کو چھانٹ دے جس میں وہ لوگ مبتلا ہیں۔ تو لوگوں کی حالت یہ ہوگی کہ وہ پسینہ میں دہانوں تک غرق ہوں گے۔ لیکن مومن کی حالت ایسی ہوگی جیسے زکام کی حالت ہوتی ہے اور کافروں کی حالت یہ ہوگی کہ ان کو موت ڈھانپے گی۔

اس وقت فرماؤں گا آپ انتظار کیجئے یہاں تک کہ میں فارغ ہو کر آؤں۔ پھر نبی کریم ﷺ جائیں گے اور عرش کے نیچے قیام کریں گے۔ اور آپ کو وہ تقرب حاصل ہوگا۔ جو نہ کسی برگزیدہ فرشتہ کو ملا اور نہ نبی و رسول کو۔ اللہ ﷻ جبریل علیہ السلام سے فرمائے گا تم میرے محبوب کے

پاس جاؤ اور ان سے کہو آپ اپنا سر اٹھایئے مانگیے آپ کو وہ دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی۔

تو میں اپنی امت کے بارے میں شفاعت کروں گا اور ننانوے میں سے ایک انسان کو نکالوں گا۔ اس طرح میں برابر اپنے رب کی بارگاہ میں آتا جاتا رہوں گا اور میں جہاں کھڑا ہوں گا شفاعت ہی کروں گا یہاں تک کہ اللہ ﷻ مجھے یہ اذن عطا فرمائے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم! آپ اپنی امت کے ہر اس شخص کو جسے اللہ نے پیدا کیا ہے اور اس نے صرف ایک دن اخلاص کے ساتھ "لاَاِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ" کی شہادت دی ہو اور وہ اسی ایمان خالص پر مر گیا ہو نکال کے جنت میں داخل کر دیں۔

امام احمد وابو یعلیٰ رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے لئے ایک دعا ہوتی تھی جس کو انہوں نے دنیا میں پورا کرا لیا مگر میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کے لئے اٹھا رکھا ہے اور میں روز قیامت اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جس کے لیے زمین شق ہوگی۔ یہ فخریہ نہیں، میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور یہ فخریہ نہیں۔ آدم اور ان کے ماسوا تمام میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔ یہ فخریہ نہیں۔ لوگوں پر قیامت کا دن طویل ہوگا۔ وہ ایک دوسرے سے کہیں گے ہمیں آدم علیہ السلام کے پاس پہنچنا چاہئے وہ ابوالبشر ہیں تاکہ وہ ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کریں۔ اور ہمارا فیصلہ کرائیں مگر آدم علیہ السلام فرمائیں گے میں تمہارے کام کا نہیں ہوں۔ میں جنت سے اپنی لغزش کی بنا پر باہر کیا گیا ہوں۔ آج کے دن اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے۔ لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اول الانبیاء ہیں۔

تو وہ سب نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے ہمارے رب ﷻ کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے۔ میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ کیونکہ میں نے اپنے بیٹے کے بارے میں سوال کیا تھا آج مجھے اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے۔ لیکن تم ابراہیم علیہ السلام خلیل الرحمٰن کے پاس جاؤ تو وہ ان کے پاس آئیں گے۔

اور کہیں گے اے ابراہیم علیہ السلام ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے اور ہمارا فیصلہ کرایئے مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ اور وہ اپنے تین کذبات کا ذکر فرمائیں گے۔ اور فرمائیں گے کہ خدا کی قسم! میں نے ان کے ساتھ مجادلہ نہیں کیا۔ مگر دین خدا سے کہ ہم شدید اضطراب میں ہیں، ایک قول تو یہ کہ "اِنِّیْ سَقِیْمٌ" میں علیل ہوں دوسرا قول یہ کہ "بَلْ فَعَلَهٗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا" بلکہ یہ فعل ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے۔ اور تیسرا قول جو اپنی بیوی کے

بارے میں ہے جب کہ وہ بادشاہ ظالم کے پاس پہنچی تھیں کہ میں نے کہا یہ میری بہن ہے۔ آج مجھے اپنے سوا کسی کا غم لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ وہ ہیں کہ اللہ عزوجل نے ان کو اپنی رسالت سے برگزیدہ فرمایا۔ اور ان کو اپنے کلام سے نوازا ہے۔

تو وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ عزوجل نے آپ کو اپنی رسالت سے سرفراز کیا ہے۔ اور اپنے کلام سے نوازا ہے۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں میں نے ایک جان کو بغیر جان کے ہلاک کیا ہے آج مجھے اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے لیکن تم عیسیٰ روح اللہ اور کلمتہ اللہ کے پاس جاؤ۔

تو وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے اور کہیں گے اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ اور ہمارے درمیان فیصلہ کرائیے۔ مگر وہ فرمائیں گے۔ میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں لوگوں نے مجھے اللہ عزوجل کے سوا معبود ٹھہرالیا تھا آج مجھے اپنے سوا کسی کا غم نہیں ہے۔ اور سنو جب سامان اپنے ہی صندوق میں محفوظ اور اس پر مہر لگی ہو تو بتاؤ کیا کوئی قدرت رکھتا ہے کہ صندوق کے بیچ میں ہاتھ ڈالے بغیر اس کی مہر توڑے۔؟ لوگ کہیں گے نہیں تو وہ فرمائیں گے بلا شبہ محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ بلا شبہ آج وہ جلوہ افروز ہیں۔ بلاشبہ انہیں کی وجہ سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخشے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تو وہ سب میرے پاس حاضر ہوں گے۔ اور عرض کریں گے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرائیے اور میں فرماؤں گا کہ آؤ ''انا لھا'' میں ہی اس کام کے لئے ہوں۔ اللہ عزوجل جس کے لئے چاہے گا اور جس سے راضی ہوگا اذن عطا فرمائے گا۔ جس وقت اللہ عزوجل اپنی خلق کے درمیان فیصلہ کا ارادہ فرمائے گا تو منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد ﷺ کہاں ہے ان کی امت۔ تو تم ہی آخرین اور ہم ہی اولین ہیں' ہم آخرالامم ہیں اور ہم حساب کئے جانے والوں میں اول ہیں۔ اور تمام امتیں ہمارے لئے ہمارا راستہ چھوڑیں گی اور ہم اس شان سے گزریں گے کہ وضو کے اثر سے ہمارے اعضا چمکتے دمکتے ہوں گے۔ تمام امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ ساری امت انبیا ہوتی اور ہم جنت کے دروازے پر آئیں گے اور میں دروازے کی زنجیر پکڑ کر دروازے کو کھٹکھٹاؤں گا۔ کہا جائے گا کون ہے؟

میں فرماؤں گا محمد ﷺ اور میں اپنے رب عزوجل کے حضور حاضر ہوں گا۔ وہ اپنی کرسی پر جلوہ

افروز ہوگا۔ اور میں اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اور میں اس کی ایسے محامد کے ساتھ حمد کروں گا کہ کسی نے مجھ سے پہلے ان محامد سے اس کی حمد نہ کی ہوگی اور نہ میرے بعد کوئی اس کے ساتھ اس کی حمد کرے گا۔ اور فرمایا جائے گا۔

اے محمد ﷺ! آپ اپنا سر اٹھایئے مانگیے وہ آپ کو دیا جائے گا کہیے سنا جائے گا۔ اور شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی۔ تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا۔

اے میرے رب ﷻ! میری امت! میری امت! فرمایا جائے گا ہر اس شخص کو نکال لیجیے جس کے دل میں اتنا اتنا مثقال ایمان ہے۔ اس کے بعد میں دوبارہ حاضر ہوں گا اور سجدہ کر کے وہی عرض کروں گا جو پہلے کیا تھا۔ فرمایا جائے گا ''اِرْفَعْ رَاْسَکَ وَقُلْ یُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَ وَشْفَعْ تُشَفَّعْ''۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب! میری امت' میری امت' حق ﷻ فرمائے گا جس کے دل میں اتنے اتنے مثقال ایمان ہے اور پہلے طبقے سے کم ہے اسے نکال لیجئے۔ اس کے بعد میں پھر بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوں گا اور ویسا ہی عرض کروں گا فرمایا جائے گا ''اِرْفَعْ رَاْسَکَ وَ قُلْ یُسْمَعُ لَکَ وَسَلْ تُعْطَ وَشْفَعْ تُشَفَّعْ'' اور میں عرض کروں گا اے میرے رب! میری امت' میری امت' حق ﷻ فرمائے گا جس کے دل میں پہلوں سے اتنے اتنے مثقال ایمان ہے اسے نکال لیجئے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیا کے لئے تین سونے کے منبر ہوں گے۔ اور وہ ان منبروں پر تشریف رکھیں گے اور میرا منبر باقی رہے گا میں اس پر نہ بیٹھوں گا اور میں اپنے رب ﷻ کے حضور اس خوف سے کھڑا رہوں گا کہ میرا رب مجھے تو جنت میں بھیج دے اور میری امت کو کوئی شخص باقی رہ جائے۔ تو میں عرض کروں گا۔

اے رب امتی' امتی! اللہ ﷻ فرمائے گا۔ اے محمد ﷺ! آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں آپ کی امت کے بارے میں کیا کروں؟ میں عرض کروں گا اے رب! ان کا حساب جلد تر ہو۔ تو میں برابر شفاعت کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ مجھ کو ان مردوں کے نامۂ اعمال دیئے جائیں گے جن کو اس نے جہنم کی طرف بھیجا ہوگا۔ مالک داروغہ جہنم عرض کرے گا اے اللہ ﷻ کے حبیب ﷺ! میں نے اپنے رب کی رحمت سے آپ کی امت کا ایک شخص بھی باقی نہیں رہنے دیا ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر ﷺ سے روایت کی ہے کہ تمام لوگ روز قیامت پنجوں کے بل چلیں گے اور ہر امت اپنے نبی کے پیچھے دوڑے گی وہ کہیں گے اے فلاں ہماری شفاعت کیجئے۔

اے فلاں ہماری شفاعت کیجئے۔ یہاں تک کہ وہ شفاعت نبی کریم ﷺ کی طرف ختم ہوگی تو وہ دن ایسا ہوگا کہ اللہ عزوجل حضور ﷺ کو مقام محمود پر فائز کرے گا۔

نیز بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ آفتاب بہت نزدیک ہوگا یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا۔ اس دوران تمام لوگ فریادوفغان کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے مگر وہ فرمائیں گے میں اس کا مجاز نہیں پھر وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے وہ فرمائیں گے میں اس کا مجاز نہیں آخر میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گئیں اور عرض کریں گئیں اور آپ شفاعت کریں گے حتیٰ کہ اللہ عزوجل مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور آپ چلیں گے یہاں تک کہ جنت کے دروازے کی زنجیر تھامیں گے تو اس دن اللہ عزوجل حضور کو مقام محمود پر مبعوث فرمائے گا اور سارا مجمع آپ ہی کی تعریف وتوصیف کرتا ہوگا۔

بزار وبیہقی رحمہما اللہ نے ''البعث'' میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل تمام لوگوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع فرمائے گا اور کسی جان کو بات کرنے کی مجال نہ ہوگی۔ سب سے پہلے جس کو پکارا جائے گا وہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں گے۔ اور آپ کہیں گے ''لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ وَالْمَهْدِیُّ مَنْ هَدَیْتَ وَعَبْدُکَ بَیْنَ یَدَیْکَ وَبِکَ وَاِلَیْکَ، لَامَنْجاً مِنْکَ اِلَّااِلَیْکَ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ سُبْحَانَکَ رَبَّ الْبَیْتِ'' اور اس وقت آپ شفاعت کریں گے۔ اور اسی کے بارے میں حق تعالیٰ عزوجل نے فرمایا ''عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحْمُوْدًا۔'' (پ۱۵ بنی اسرائیل ۷۹) قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

روزِ قیامت آفتاب کو بیس سال کی گرمی دی جائیگی

ابن ابی شیبہ اور ابن ابی عاصم رحمہما اللہ نے ''السنۃ'' میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ روز قیامت آفتاب کو بیس سال کی گرمی دی جائے گی۔ پھر وہ لوگوں کی کھوپڑیوں کے بہت قریب ہوگا۔ حتیٰ کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے قریب ہوگا اور لوگوں کو پسینہ آئے گا۔ یہاں تک کہ پسینہ ٹپک کر زمین میں قد کے برابر آجائے گا۔ اور وہ بلند ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ لوگ غرغر کرینگے۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا یہ حال ہوگا کہ لوگ غق غق کرینگے۔

جب وہ لوگ اپنے اس حال کو دیکھیں گے تو ایک دوسرے سے کہیں گے کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ کس حال میں ہو۔ چلو اپنے ابولاباء آدم علیہ السلام کے حضور میں آؤ اور اپنے رب کے حضور اپنی

شفاعت کے طالب ہو۔ تو وہ سب آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے باپ! آپ وہ ہیں کہ آپ کو اللہ عزوجل نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور آپ میں اپنی طرف سے روح پھونکی۔ اور اپنی جنت میں آپ کو ٹھہرایا۔ اٹھیئے اور اپنے رب عزوجل کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ بلاشبہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کسی حال میں ہیں۔ مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ پھر وہ لوگ کہیں گے بتایئے ہم کس کے پاس جائیں فرمائیں گے تم بندۂ شاکر کے پاس جاؤ۔

تو وہ نوح علیہ السلام کے پاس آئینگے اور کہیں گے یا نبی اللہ علیک السلام! آپ وہ ہیں کہ اللہ عزوجل نے آپ کو بندۂ شکر گزار بنایا آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں اب رب عزوجل کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ لوگ کہیں گے بتایئے اب ہم کہاں جائیں۔ وہ فرمائیں گے تم ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے اے خلیل اللہ علیک السلام! آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ تو وہ کہیں گے بتایئے اب ہم کس کے پاس جائیں؟ وہ فرمائیں گے تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ جو ایسے بندے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ساتھ ان کو سرفراز فرمایا۔

تو وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے کام کا نہیں ہوں۔ تو وہ کہیں گے بتایئے اب ہم کہاں جائیں؟ وہ فرمائیں گے تم عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ کے پاس جاؤ۔ تو وہ سب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔

اے کلمۃ اللہ! اے روح اللہ علیک السلام! آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ وہ کہیں گے پھر بتایئے ہم کس کے پاس جائیں۔ وہ فرمائیں گے تم اس بندے کے پاس جاؤں جس کے ہاتھ میں آج فتح شفاعت ہے اور اللہ عزوجل نے ان کے سبب ان کے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشے ہیں وہی آج کے دن امن دینے والے اور ستودہ صفات تشریف فرما ہیں۔ وہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے۔ اور عرض کریں گے۔

یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہی وہ مقدس ہستی ہیں کہ اللہ عزوجل نے فتح بابِ شفاعت

آپ کے سپرد فرمایا ہے۔ اور آپ کی وجہ سے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کیے ہیں۔ اور آج کے دن آپ ہی امن عطا کرنے والے تشریف فرما ہیں آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں۔ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ فرمائیں گے۔

کہ میں ہی تمہارا مددگار' باب شفاعت کا مالک ہوں۔ پھر حضور ﷺ مجمع کو چیرتے ہوئے جنت کے دروازے پر پہنچیں گے اور دروازے کی زنجیر پکڑ کر جو کہ سونے کی ہوگی دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ کہا جائے گا آپ کون ہیں؟ آپ فرمائیں گے میں محمد ﷺ ہوں۔ تو آپ کے لئے دروازہ کھل جائے گا۔ یہاں تک کہ رب العزت جل جلالہ کے حضور قیام فرمائیں گے۔ اور سجدے میں اذن طلب کریں گے۔ اور آپ کو اذن دیا جائے گا۔ پھر سجدہ کریں گے اس وقت ندا فرمائی جائے گی۔

اے محمد صلی اللہ علیک وسلم! آپ اپنا سر اٹھایئے' مانگئے آپ کو وہ دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور دعا کیجئے قبول کی جائے گی۔ اور اللہ ﷻ آپ پر تحمید و تمجید اور ثنا کو کشادہ فرمائے گا۔ ایسا کہ کسی مخلوق کے لئے اسے کشادہ نہ فرمایا اور ندا کی جائے گی۔

اے محمد صلی اللہ علیک وسلم! سر اٹھایئے مانگیے آپ کو وہ دیا جائے گا شفاعت کیجئے وہ شفاعت قبول کی جائے گی۔ دعا کیجئے قبول ہوگی۔ پھر آپ اپنا سر اٹھائیں گے اور دو مرتبہ یا تین مرتبہ امتی امتی عرض کریں گے۔ اور ہر اس شخص کی جس کے دل میں رائی کے دانے یا جو کے دانے کے برابر ایمان ہوگا شفاعت کریں گے تو یہ ہے وہ مقام محمود۔

اللہ ﷻ حضور ﷺ کی شفاعت قبول فرمائے گا

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الکبیر'' میں اور ابن ابی حاتم و ابن مردویہ رحمہما اللہ نے عقبہ بن عامر ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ ﷻ اولین و آخرین کو جمع کر کے ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور وہ فیصلہ سے فارغ ہو جائے گا تو مسلمان کہیں گے ہمارا رب ﷻ ہمارے مابین فیصلہ کر کے تو فارغ ہو گیا ہے اب کون ہے جو ہماری شفاعت ہمارے رب ﷻ کے حضور کرے۔

اور وہ لوگ کہیں گے آدم علیہ السلام ہیں جن کو اللہ ﷻ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کر کے ان سے کلام کیا ہے تو وہ سب آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور عرض کریں گے' ہمارے رب نے ہمارا فیصلہ کر دیا اور وہ حکم سے فارغ ہو گیا ہے۔ اب آپ اٹھئے اور ہمارے رب سے شفاعت کیجئے وہ فرمائیں گے تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

تو وہ سب نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے۔ پھر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے۔ پھر وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے۔ اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور وہ میرے پاس حاضر ہونے کو فرمائیں گے۔

چنانچہ وہ سب میرے پاس آئیں گے۔ اور اللہ عزوجل مجھے اذن دے گا کہ میں اس کے حضور کھڑا ہوں اور میرے جلوس کی جگہ سے ایسی خوشبو مہکے گی کہ کسی نے کبھی ایسی نہ سونگھی ہوگی۔ یہاں تک کہ میں رب عزوجل کے حضور پہنچوں گا۔ اور وہ میری شفاعت قبول فرمائے گا۔ اور میرے سر کے بالوں سے میرے پاؤں کے ناخنوں تک میرے لئے نور ہی نور ہوگا۔

ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے ''السنۃ'' میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور انہوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک رفع کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے رب کے حضور برابر شفاعت کرتا رہوں گا اور وہ میری شفاعت قبول کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ میں عرض کروں گا اے میرے رب! ہر اس شخص کے لئے جس نے ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہا ہے میری شفاعت قبول کیجئے۔ اللہ عزوجل فرمائے گا یہ کام نہ آپ کا ہے اور نہ کسی اور کا۔ قسم ہے مجھے اپنے عزت وجلال کی اپنی رحمت سے کسی ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہنے والے کو جہنم میں باقی نہ رکھوں گا۔

امام احمد وطبرانی رحمہما اللہ نے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیک وسلم! میں نے کسی نبی و رسول کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ انہوں نے مجھ سے وہ دعا مانگی جسے میں نے انہیں خاص طور پر دی تھی تو اے محمد صلی اللہ علیک وسلم! آپ بھی مجھ سے مانگیے میں آپ کو وہ عطا فرماؤں گا مگر میں نے عرض کیا میری دعا روز قیامت اپنی امت کے لئے شفاعت کرنا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! شفاعت کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کہوں گا کہ اے رب عزوجل! میری وہ شفاعت جسے میں نے تیرے حضور محفوظ کیا ہے۔ رب العزت جل جلالہ فرمائے گا ہاں میرے پاس محفوظ ہے۔ تو حق تعالیٰ عزوجل میری بقیہ تمام امت کو جہنم سے نکالے گا۔ اور انہیں جنت میں داخل کرے گا۔

امام احمد وطبرانی و بزار رحمہما اللہ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے کہ میں اپنی آدھی امت کو جنت میں داخل کروں یا شفاعت کو اختیار کروں تو میں نے امت کے لئے شفاعت کو

اختیار کیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ امت کے لئے شفاعت زیادہ وسیع ہے۔ اور وہ شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہوگی جو اللہ ﷻ کے ساتھ کسی کو شریک گردانے بغیر فوت ہوا ہو۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں دوزخ کے معائنہ کیلئے جاؤں گا اور اس کے دروازے پر دستک دوں گا اور میرے لئے وہ کھولا جائے گا اور میں اس کے اندر جا کر اللہ ﷻ کی حمد ایسی کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی نے نہ کی ہوگی اور نہ کوئی میرے بعد کرے گا۔ اس کے بعد میں دوزخ سے ہر اس آدمی کو نکالوں گا جس نے اخلاص کے ساتھ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہا ہوگا۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہمیں چار چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ ہم سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئیں۔ میں نے اپنے رب سے پانچ چیزوں کا سوال کیا۔ اس نے مجھے وہ بھی عطا فرما دی۔ وہ پانچویں چیز کیا ہی اچھی چیز ہے۔ (۱) ہر نبی اپنی ہی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا وہ اپنی قوم سے تجاوز نہیں کرتا تھا۔ مگر مجھے تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا۔ (۲) اور یہ کہ ہمارا دشمن ایک ماہ کی مسافت سے ہم سے خوف کھاتا ہے۔ (۳) اور یہ کہ تمام زمین ہمارے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی۔ (۴) اور یہ کہ ہمارے لئے غنیمت حلال کی گئی۔ اور ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی۔ (۵) اور یہ کہ میں نے اس سے سوال کیا کہ میری امت کا کوئی بندہ جو اس کی توحید کا اقراری ہو اس سے نہ ملے گا مگر یہ کہ میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔

امام احمد و ابن شیبہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ (۱) مجھے سرخ و سیاہ (عرب و عجم) کی طرف مبعوث کیا گیا۔ (۲) ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے میری مدد کی گئی۔ (۳) میرے لئے تمام زمین سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنائی گئی۔ (۴) میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا جو کہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی۔ (۵) اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی۔ کیونکہ ہر نبی نے شفاعت کو مقدم رکھا ہے۔ (یعنی دنیا میں اس نے مانگ لی ہے) مگر میں نے اپنی شفاعت کو موخر کیا ہے۔ وہ شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہوگی جو میری امت میں اس حال میں فوت ہو کہ اس نے اللہ کا شریک کسی کو نہ ٹھہرایا ہو۔

ابن ابی شیبہ ابو یعلی ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئی

پھر راوی نے ابو موسیٰ ﷺ کی مانند حدیث بیان کی۔

مگر انہوں نے پانچویں چیز میں کہا کہ مجھ سے فرمایا جائے گا سوال کیجئے وہ آپ کو عطا ہو گا۔ تو میں نے اپنی دعا کو جو روز قیامت اپنی امت کی شفاعت کے لئے ہو گی اٹھا رکھا ہے۔ تو انشاء اللہ ﷻ میری وہ دعا ہر اس شخص کو پہنچے گی جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

امام احمد وطبرانی رحمہما اللہ نے ''اوسط'' میں اور حاکم وبیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے دکھایا گیا ہے کہ میری امت میرے بعد جس چیز سے دوچار ہو گی وہ ایک دوسرے کا خون بہانا ہے۔ اور یہ باتیں اللہ ﷻ کی جانب سے پہلے ہی واقع ہو چکی ہیں۔ تو میں نے اپنے رب ﷻ سے سوال کیا کہ روز قیامت مجھے شفاعت کا ان کے درمیان والی بنا دے۔ تو اس نے قبول فرمایا۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول کہ

''فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ'' (پ۱۳ ابراہیم ۳۶)

تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اور عیسیٰ علیہ السلام کے قول کہ

''اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ''

(پ۷ المائدہ ۱۱۸)

اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے دو بے شک تو ہی غالب وحکمت والا (ترجمہ کنز الایمان)

کو تلاوت کر کے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ ''امتی امتی'' اس کے بعد حضور ﷺ روئے۔

تو اللہ ﷻ نے فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام! میرے حبیب کے پاس جاؤ۔ اور ان سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کریں گے اور آپ کو رنجیدہ نہ کریں گے۔

حضور ﷺ کو پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں

بزار وطبرانی رحمہما اللہ نے ''اوسط'' میں بسند حسن ابو سعید ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں۔ (۱) مجھے سرخ و سیاہ کی طرف بھیجا گیا بلاشبہ ہر نبی اپنی قوم کی طرف ہی بھیجے گئے تھے۔ (۲) اور ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے میری مدد کی گئی۔ (۳) اور میرے لیے غنیمت کھانے کو حلال کیا گیا۔ حالانکہ مجھ سے پہلے کوئی اسے نہیں کھاتا تھا۔ (۴) اور میرے لئے تمام زمین پاک کرنے والی اور مسجد قرار دی گئی اور کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اسے ایک دعا دی گئی اور اس نے اس کے مانگنے میں عجلت کی مگر میں نے اپنی اس دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لئے موخر کیا ہے اور وہ دعا انشاء اللہ ﷻ ہر اس شخص کو پہنچے گی جو اس حال میں مرے کہ اس نے اللہ ﷻ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

ابن ابی شیبہ اور ابویعلی رحمہا اللہ نے بسند صحیح انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے انسانی بچوں کے کھیل کود کے بارے میں اپنے رب سے سوال کیا۔ کہ ان کو عذاب نہ دیا جائے تو وہ مجھے عطا فرمایا گیا۔ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا وہ خورد سال (چھوٹے) بچے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے اعمال مثلاً کھیل کود وغیرہ بغیر قصد وارادہ کے ہوتے ہیں۔

امام احمد و ابن ابی شیبہ رحمہا اللہ نے اور ترمذی و حاکم اور بیہقی رحمہا اللہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو میں امام النبیین، ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کا صاحب ہوں گا یہ فخریہ نہیں ہے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے رب نے میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ میں ایک حرف پر قرآن پڑھوں میں نے اسے واپس کر کے عرض کیا کہ اے رب میری امت پر آسانی فرما۔ تو وہ دوبارہ آیا کہ میں دو حرف پر قرآن پڑھوں میں نے عرض کیا اے رب میری امت پر آسانی فرما۔ تو وہ تیسری مرتبہ میرے پاس آیا کہ میں سات حرفوں پر قرآن پڑھوں اور آپ کے لئے ہر پھیرے کے عوض جسے میں نے پھیرا ایک سوال کی اجازت دیتا ہوں جسے آپ مجھ سے مانگیں۔

تو میں نے عرض کیا اے خدا میری امت کو بخش دے اور دوسری اور تیسری قیامت کے دن کے لئے اٹھا رکھی ہے۔ جس دن ساری مخلوق میری طرف راغب ہوگی۔ حتی کہ ابراہیم علیہ السلام بھی میری طرف راغب ہوں گے۔

حاکم و بیہقی رحمہا اللہ نے "کتاب الرؤیۃ" میں عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں روز قیامت سید الناس ہوں گا۔ یہ فخریہ نہیں ہے۔ کوئی

شخص ایسا نہیں ہے جو کہ روز قیامت میرے جھنڈے کے نیچے نہ ہو اور وہ کشادگی کا انتظار کرینگے میرے ساتھ لواء الحمد ہو گا۔ میں چلوں گا میرے ساتھ لوگ چلیں گے۔ یہاں تک کہ جنت کے دروازے پر آؤں گا۔ اور دستک دوں گا۔ پوچھا جائے گا کون ہے۔

میں کہوں گا محمد ﷺ کہا جائے گا آپ کا آنا مبارک ہو اور جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور رحمت الٰہی سے حصہ حاصل کروں گا۔

ابو نعیم و ابن عساکر رحمہما اللہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام سے اللہ عزوجل نے کلام فرمایا' آپ کو کیا عطا ہوا ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا: تمام اولاد آدم روز قیامت میرے جھنڈے کے نیچے ہو گی۔ اور میں پہلا شخص ہوں گا جو جنت کے دروازے کو کھلواؤں گا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' میں اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں اور بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں قائد المرسلین ہوں' یہ فخریہ نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں' یہ فخریہ نہیں۔ اور میں اول شافع اور اول مشفع ہوں یہ فخریہ نہیں۔

دارمی و ترمذی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ کچھ اصحاب نبی بیٹھے حضور ﷺ کا انتظار کر رہے تھے اور وہ ایک دوسرے سے تذکرہ کر رہے تھے کہ عجیب بات ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنی مخلوق میں سے ایک خلیل علیہ السلام بنایا اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا دوسرے نے کہا اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور تیسرے نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اس کے کلمہ اور اس کے روح ہیں۔ چوتھے نے کہا آدم علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے صفی فرمایا۔ اسی دوران حضور اکرم ﷺ باہر تشریف لے آئے۔ اور فرمایا میں نے تمہاری باتیں سنی ہیں بلاشبہ ابراہیم علیہ السلام خلیل ہیں وہ اسی لائق تھے اور موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں اور وہ اسی کے لائق تھے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور وہ اسی کے اہل تھے۔ اور آدم علیہ السلام کو اللہ نے برگزیدہ کیا وہ اسی کے لائق تھے اور میں حبیب اللہ ہوں اور یہ فخریہ نہیں اور میں پہلا شخص ہوں گا جو جنت کا دروازہ کھلواؤں گا۔ اور یہ فخریہ نہیں۔ اور اللہ عزوجل میرے لئے اسے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل کرے گا اور میرے فقراء مومنین ہوں گے۔ یہ فخریہ نہیں۔ اور میں اکرم الاولین و آخرین ہوں' اللہ عزوجل کی جناب میں اور یہ فخریہ نہیں بلکہ اظہار واقعہ ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا مجھے جن وانس اور سرخ وسیاہ کی طرف بھیجا گیا ہے اور میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا جو دیگر نبیوں کے لئے حلال نہ تھیں اور میرے لئے تمام زمین مسجد اور طہور بنائی گئی اور میرے مقابل ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے مدد کی گئی۔ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں دی گئیں جو کہ عرش کے خزانوں میں سے تھیں۔ اور مجھے ان کے ساتھ مخصوص کیا گیا۔ اور انبیاء کو نہیں۔

اور مجھے توریت کی جگہ مثانی اور انجیل کی جگہ مئین اور زبور کی جگہ حٰمٓ دی گئیں اور مفصل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی۔ اور میں دنیا وآخرت میں اولاد آدم کا سردار ہوں یہ فخریہ نہیں۔

اور میں پہلا شخص ہوں گا کہ مجھ سے زمین شق ہو گی۔ اور میری امت سے زمین شق ہو گی۔ یہ فخریہ نہیں۔ روز قیامت میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہو گا۔ اور تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ یہ فخریہ نہیں۔ روز قیامت جنت کی کنجیاں میرے پاس ہوں گی یہ فخریہ نہیں۔ اور میں ہی بابِ شفاعت کو کھولوں گا۔ یہ فخریہ نہیں۔ اور میں جنت کی طرف سابق الخلق ہوں گا۔ یہ فخریہ نہیں۔ اور میں امام ہوں گا اور میری امت میرے نقش قدم پر ہو گی۔

آپ ﷺ سے نسبت قیامت میں بھی قائم رہے گی

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ روز قیامت تمام سبب ونسب منقطع ہو جائیں گے صرف حضور ﷺ ہی کا سبب ونسب باقی اور قائم رہے گا۔

حاکم وبیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا روز قیامت میرے سبب ونسب کے سوا ہر سبب ونسب منقطع ہے۔ ان سے حدیث کا مطلب پوچھا گیا تو فرمایا کہ روز قیامت آپ کی امت آپ ہی کی طرف منسوب ہو گی۔ اور تمام نبیوں کی امتیں ان کی طرف منسوب نہ ہوں گی۔ اور کہا گیا ہے کہ اس دن آپ کے ساتھ جو نسبت کی جائے گی اس سے مخلوق کو نفع پہنچے گا۔ اور کوئی نسبت نفع نہ دے گی۔ اس قول کو تائیدہ روایت کرتی ہے [1] جسے .... نے روایت کیا)

حضور اکرم ﷺ سب سے پہلے پل صراط سے گزریں گے اور سب سے پہلے درِ جنت پر دستک دیں گے

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ ہی پل صراط سے

---

[1] اصل کتاب میں چونکہ راوی کا نام موجود نہیں اس لیے جگہ خالی چھوڑی گئی۔ محمد اطہر نعیمی

گزریں گے اور سب سے پہلے آپ ہی باب جنت پر دستک دیں گے۔ اور سب سے پہلے آپ ہی اس میں داخل ہونگے۔ اور آپ کے بعد آپ کی صاحبزادی۔ اور یہ کہ ان کے سر مبارک کے ہر بال اور ان کے چہرے سے نور تاباں ہوگا۔ اور اہل محشر کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنی نگاہیں بند کر لیں تا کہ آپ کی صاحبزادی صراط سے گزر جائیں توریت و انجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں نور کی حدیث گزر چکی ہے اور اس ضمن میں عقبہ ﷺ کی حدیث بھی پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم کے اوپر پل نصب کیا جائے گا۔ اور سب سے پہلے میں اسے عبور کروں گا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے علی المرتضٰے ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو کہا جائے گا اے اہل محشر اپنی نگاہوں کو بند کرلو تا کہ سیدہ فاطمہ بنت محمد مصطفٰے ﷺ گزر جائیں۔ تو وہ دو سبز چادریں اوڑھے گزریں گی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی پس پردہ سے نداء کرے گا کہ اپنی نگاہیں بند کرلو اور اپنے سروں کو جھکالو کیونکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ جنت کی طرف صراط سے گزریں گی۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے میں ہی جنت کے دروازے پر دستک دوں گا۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دستک دوں گا۔ خازنِ جنت کہے گا آپ کون ہیں؟ میں فرماؤں گا محمد ﷺ! تو وہ کہے گا مجھے آپ ہی کے لئے حکم دیا گیا کہ میں آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں گا۔

بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روز قیامت سب سے پہلا شخص میں ہوں گا کہ مجھ سے زمین شق ہوگی اور یہ فخریہ نہیں ہے اور مجھے لواء الحمد دیا جائے گا یہ فخریہ نہیں ہے اور میں روز قیامت سید الناس ہوں گا یہ فخریہ نہیں ہے اور روز قیامت میں ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا۔ یہ فخریہ نہیں ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں بسند حسن عمر بن الخطاب ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت انبیاء پر حرام کر دی گئی ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہوں۔ اور جنت تمام امتوں پر حرام کر دی گئی ہے جب تک کہ میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے۔ اور ابن

عباس ﷺ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ﷺ سے مروایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا۔ یہ فخریہ نہیں اور جنت میں سب سے پہلے میرے پاس فاطمہ رضی اللہ عنہا داخل ہوں گی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مثال اس امت میں ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل میں مریم علیہا السلام کی ہے۔

حضور ﷺ کو کوثر عطا فرمایا گیا اور یہ آپ ﷺ ہی سے مخصوص ہے

آپ ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کوثر و وسیلہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور یہ کہ آپ کے منبر کے پائے جنت کی زمین میں نصب ہیں اور یہ کہ آپ کا منبر جنت میں بلند ترین جگہ پر ہوگا۔ اور آپ کی قبر انور اور آپ کے منبر کے درمیان باغ جنت میں سے ایک باغ ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا ''اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ'' (پ۳۰ الکوثر۱) ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے بکثرت خصائل سے نوازا گیا ہے جن کو میں فخر سے نہیں بیان کرتا ہوں۔ اللہ ﷻ نے میری وجہ سے میرے اگلوں اور میرے پچھلوں کے گناہ بخشے ہیں اور میری اُمت کو خیر الامم بنایا ہے اور مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ اور میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے۔ اور مجھے حوض کوثر دیا گیا۔ جس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم اذان سنو تو وہی کلمات کہو جو موذن کہتا ہے اس کے بعد مجھ پر درود بھیجو۔ پھر اللہ ﷻ سے میرے وسیلہ سے مانگو کیونکہ وسیلہ جنت میں ایک مرتبہ ہے۔ جو کسی کے لئے سزاوار نہیں۔ مگر اللہ ﷻ کے بندوں میں سے ایک بندے کے لئے۔ اور میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں اور جو میرے وسیلہ سے دعا کرے گا اس پر میری شفاعت حلال ہوگئی۔

عثمان بن سعید دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''الرد علی الجھمیہ'' میں عبادہ بن الصامت ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ روز قیامت جنات نعیم کے اس اعلیٰ غرفہ میں مجھے رفعت عطا فرمائے گا جس کے اوپر حملۃ العرش کے سوا کچھ نہیں ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ میرے منبر کے پائے جنت کی زمین میں نصب ہیں۔

اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل ابو واقد لیثی ﷺ سے حدیث روایت کی ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا یہ منبر جنت کی بلند جگہوں میں سے ایک جگہ پر ہے۔

شیخین رحمہا اللہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے حجرے اور میرے منبر کے مابین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

آپ ﷺ کی امت دنیا میں آخر اور آخرت میں اول ہے

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کی امت دنیا میں تو آخر ہے اور روز قیامت اول ہے۔ اللہ ﷻ ان کا فیصلہ ساری مخلوق سے پہلے فرمائے گا اور یہ امت موقف میں بلند پشتہ پر ہوگی اور امت اس حال میں آئے گی کہ آثار وضو چمکتے دمکتے ہوں گے۔ اور دنیا و برزخ میں ان کی سزا میں عجلت کی جائے گی تا کہ قیامت کے دن یہ پاک صاف ہو کر آئیں۔ یہ امت اپنی قبروں میں اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور اس سے جب نکلیں گی تو بغیر گناہ کے ہوں گے۔ ان کے گناہ مومنوں کے استغفار کے سبب نابود کر دیئے جائیں گے۔ ان کے نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ ان کی ذریت اور ان کا نور ان کے آگے دوڑتا ہوگا اور اس امت کے لوگوں کی پیشانیوں پر سجدوں کا نشان ہوگا۔ اور ان کے لئے انبیاء کی مانند دو نور ہوں گے اور وہ لوگ میزان میں تمام سے وزنی ہوں گے اور ان کے لئے وہ ہوگا جو انہوں نے خود سعی کی۔ اور وہ جو ان کے لئے سعی کی گئی بخلاف تمام امتوں کے۔

نور کی حدیث تو توریت وانجیل میں آپ کے تذکرہ کے باب میں پہلے گزر چکی ہے۔

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷺ اور حذیفہ ﷺ سے روایت کی ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم لوگ دنیا والوں میں آخر ہیں اور روز قیامت ہم لوگ اول ہیں تمام مخلوق سے پہلے ان کا فیصلہ کیا جائے گا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر عبد اللہ بن سلام ﷺ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ ﷻ تمام لوگوں کو ایک ایک امت اور ایک ایک نبی کر کے اٹھائے گا۔ یہاں تک کہ احمد مجتبیٰ ﷺ اور ان کی امت موقف میں آخری امت ہوگی۔ اس کے بعد جہنم پر پل صراط نصب کیا جائے گا۔ اس کے بعد منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد ﷺ اور ان کی امت۔ یہ سن کر حضور

کھڑے ہو جائیں گے اور آپ کے پیچھے آپ کی امت۔ خواہ وہ نیک ہو یا گنہگار چلے گی۔ اور وہ صراط کو تھام لیں گے اور اللہ ﷻ ان کے دشمنوں کی آنکھیں چوپٹ کر دے گا تو وہ صراط کے داہنے اور بائیں جہنم میں گر پڑیں گے اور نبی کریم ﷺ اور تمام صالحین گزر جائیں گے۔ حضور ﷺ کے ساتھ فرشتے ہوں گے جو جنت میں ان کو ان کے منازل میں ٹھہرائیں گے۔ جو آپ کی داہنی جانب اور بائیں جانب ہوں گے۔ حتیٰ کہ ان کا سلسلہ آپ کے رب تک منتہی ہو جائے گا اور حضور ﷺ کے لئے اللہ ﷻ کی داہنی جانب کرسی رکھی جائے گی۔ اس کے بعد منادی پکارے گا کہاں ہیں عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت آخر حدیث تک۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت میں اور میری امت سب سے اونچے پشتہ پر ہو گی

ابن جریر وابن مردویہ رحمہا اللہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا روز قیامت میں اور میری امت تمام لوگوں سے اونچے پشتہ پر ہو گی۔ لوگوں میں سے کوئی ایسا نہ ہو گا جو یہ تمنا نہ کرے کہ کاش وہ ہم میں سے ہوتا۔

اور کوئی نبی ایسا نہ ہو گا کہ اس کی قوم اسے نہ جھٹلائے۔ مگر میں اور میری امت اس بات کی شہادت دے گی کہ اس نبی نے اپنے رب کی رسالت کو پہنچایا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روز قیامت تمام لوگ اٹھائے جائیں گے۔ اور میں اور میری امت ایک بلند چوٹی پر ہوں گی۔ اور اللہ ﷻ مجھے سبز حلہ پہنائے گا اس کے بعد مجھے اذن دیا جائے گا تو جو خدا مجھ سے کہلوانا چاہے گا میں کہوں گا۔ یہی وہ مقام ہے جس کا نام مقام محمود ہے۔

شیخین رحمہا اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کو روز قیامت اس حال میں بلایا جائے گا کہ آثار وضو سے ان کے اعضا چمکتے دمکتے ہوں گے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا حوض ایلہ سے عدن سے زیادہ بعید ہے۔ میں لوگوں کو اس سے اس طرح ہٹاؤں گا جس طرح کہ آدمی، راہ گزر کے اونٹ کو اپنے حوض سے ہٹاتا اور دور کرتا ہے۔

کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ ہمیں پہچان لیں گے؟

فرمایا ہاں! تم لوگ میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ تمہارے اعضاء اثر وضو سے چمکتے دمکتے ہونگے۔ تمہاری یہ نشانی ایسی ہوگی کہ تمہارے سوا کسی اور میں نہ ہوگی۔

امام احمد و بزار رحمہا اللہ نے ابو الدرداء ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روز قیامت سب سے پہلے مجھی کو سجدہ کی اجازت دی جائے گی اور میں ہی سب سے پہلے سجدے سے اپنا سر اٹھاؤں گا۔ اور اپنے سامنے کی طرف نظر کروں گا اور تمام امتوں کے درمیان اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ اور اپنے پیچھے بھی اسی طرح پہچان لوں گا اور اپنے داہنے اور بائیں جانب بھی اسی طرح پہچان لوں گا۔

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ اپنی امت کو ان امتوں کے درمیان جو نوح علیہ السلام سے لے کر آپ کی امت تک ہوگی۔ کس طرح پہچان لیں گے؟

فرمایا: آثار وضو سے ان کے اعضا چمکتے دمکتے ہوں گے۔ ان کے سوا کسی امت میں یہ بات نہ ہوگی۔ اور میں اس طرح پہچان لوں گا کہ ان کے نامہ اعمال انکے داہنے ہاتھوں میں ہوں گے۔ اور میں اس طرح پہچان لوں گا کہ ان کی ذریت ان کے آگے دوڑتی ہوگی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح ابوذر ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روز قیامت میں اپنی امت کو تمام امتوں کے درمیان ضرور پہچان لوں گا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ اپنی امت کو کس طرح پہچانیں گے؟

فرمایا میں اس طرح پہچانوں گا کہ ان کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں ہوں گے اور سجدوں کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان ہوگا اور اس طرح پہچانوں گا ان کے نور ان کے آگے دوڑتے ہوں گے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت، امت مرحومہ ہے۔ اپنی قبروں میں اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوتی ہے مگر اپنی قبروں سے نکلے گی تو ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ ان کے گناہوں کو مسلمانوں کے استغفار نابود کر دیں گے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت کسی سے حساب نہ لیا جائے گا اور اسے بخش دیا جائے گا۔ مسلمان اپنی قبر میں

اپنے اعمال کو دیکھے گا۔ حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مومن کا حساب قبر میں ہی ہو جائے گا تا کہ کل میدان حشر میں اسے آسانی ہو اور قبر میں ہی اسے پاک و صاف کر دیا جائے گا۔ تا کہ قبر سے نکلے تو اس کا بدلہ چکا دیا گیا ہو۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر عبداللہ بن یزید انصاریص سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا بلاشبہ اس امت کا عذاب اس کی دنیا میں ہی کر دیا گیا ہے۔

ابویعلی وطبرانی رحمہا اللہ نے ''اوسط'' میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ یہ امت مرحومہ ہے ان پر عذاب نہیں ہے مگر یہ کہ خود اپنے اعمال کے بدلے عذاب میں ڈالے جائیں۔

ابویعلی وطبرانی رحمہا اللہ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس امت کی کا عذاب تلوار سے ہوگا۔

ابن ماجہ وبیہقی رحمہا اللہ نے ''البعث'' میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ امت مرحومہ ہے اس کا عذاب اپنے ہاتھوں کے سبب ہے۔ تو جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر مسلمان مرد کو ایک مشرک دیا جائے گا کہ یہ مرد مشرک جہنم سے بچنے کے لئے تیرا فدیہ ہے۔

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الترغیب'' میں لیث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے فرمایا کہ امت محمدیہ میزان میں تمام لوگوں سے وزنی ہوگی۔ ان کی زبانیں ایسے کلمہ کے ساتھ فرماں بردار ہوئی ہیں جو کہ ان سے پہلے لوگوں پر بھاری تھا۔ وہ کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ'' ہے۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے آیۃ کریمہ ''وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى'' (پ۲۷ النجم ۳۹) اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش (ترجمہ کنز الایمان) کی تفسیر میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ حکم حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں ان کی امتوں کے لئے تھا۔ لیکن اس امت کے بارے میں ہے کہ اس کے لئے وہ ہے جو اس نے عمل کیا۔ اور وہ جو اس کے لئے عمل کیا گیا۔

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت ہر ایک سے پہلے جنت میں داخل ہوگی اور اس امت کی خطاؤں کو بھی معاف کر دیا جائے گا اور یہ امت تمام امتوں سے پہلے ہے۔ جن سے زمین شق ہوگی۔ پہلی اور تیسری حدیث قریب میں پہلے گزر چکی ہے اور تیسری حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسرار میں گزر چکی ہے۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے

یہ ہے کہ آپ کی امت میں سے ستر ہزار تو بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور یہ تعداد آپ کے سوا کسی نبی کی امت کے لئے ثابت نہیں ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمارے پاس باہر تشریف لائے آپ نے فرمایا مجھ پر تمام امتیں پیش کی گئی ہیں کوئی نبی تو میرے سامنے سے اس طرح گزرے کہ ان کے ساتھ صرف ایک آدمی تھا اور کوئی نبی اس حال میں کہ ان کے ساتھ دو آدمی تھے۔ اور کوئی نبی اس طرح کہ اُن کے ساتھ ایک بھی امتی نہ تھا۔ اور کوئی نبی اس حال میں گزرے کہ ان کے ساتھ جم غفیر تھا۔

جب میں نے اس مجمع کثیر کو دیکھا تو خواہش کی کہ یہ میری امت ہو۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے۔ پھر کہا گیا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں تو میں نے اتنا عظیم مجمع دیکھا کہ اس نے افق کو گھیر رکھا تھا۔ مجھ سے کہا گیا ادھر دیکھئے اور دھر دیکھئے تو میں نے بڑا عظیم مجمع دیکھا اس وقت مجھ سے کہا گیا کہ یہ سب آپ کی امت ہے اور ان میں ساتھ ستر ہزار امتی ایسے ہیں جو بے حساب جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بتا کر ابوامامہ ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا مجھ سے میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جن پر کوئی حساب نہ ہوگا اور نہ ان پر عذاب ہوگا اور وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے اور ان ستر ہزار کے ہر فرد کے ساتھ میرے رب کی جانب سے تین حیثیتیں ہوں گی۔

طبرانی وبیہقی رحمہما اللہ نے ''البعث'' میں عمر بن حزم انصاری ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار افراد ایسے ہونگے جن پر کوئی حساب نہ ہوگا۔ اور وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ میں نے اپنے رب سے مزید اضافے کا سوال کیا۔ تو اللہ ﷻ نے مجھے عطا فرمایا کہ ستر ہزار میں ہر فرد کے ساتھ ستر ہزار آدمی ہوں گے۔ میں نے عرض کیا اے میرے رب! کیا میری امت اس تعداد تک پہنچے گی؟ فرمایا یہ تعداد تو میں آپ کے لئے اہل عرب سے ہی مکمل کر دوں گا۔ اس سے پہلے توریت وانجیل میں آپ کے تذکرے کے باب میں غلتان بن عاصم کی حدیث اندر گزر چکی ہے کہ یہ خصوصیت توریت میں آپ کے صفات میں مذکور ہے۔

حضور ﷺ کی امت کو عادل حکام کے مرتبہ میں رکھا گیا ہے

شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ

ﷻ نے آپ کی امت کو عادل حکام کے مرتبہ میں رکھا ہے۔ اور وہ تمام لوگوں پر گواہی دیں گے کہ ان کے رسولوں نے ان کو تبلیغ رسالت کی ہے۔ یہ آپ کی ایسی خصوصیت ہے کہ کسی نبی کے لئے ثابت نہیں ہے۔ انتہی۔ چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا ''وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (پ۲ البقرہ ۱۴۳)'' اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔ (ترجمہ کنز الایمان)

بخاری و ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ نے ابوسعید خدری ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ اور کہا جائے گا کہ کیا تم نے تبلیغ رسالت فرمائی؟ وہ فرمائیں گے ہاں میں نے تبلیغ رسالت کی۔ پھر ان کی امت بلائی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں تبلیغ رسالت ہوئی اس پر وہ جواب دیں گے نہ تو ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آیا اور نہ کوئی نبی آیا۔ پھر نوح علیہ السلام سے فرمایا جائے گا کہ تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے محمد ﷺ اور ان کی امت۔ تو اس معنی میں اللہ ﷻ کا یہ ارشاد ہے کہ ''وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا'' (پ۲ البقرہ ۱۴۳)

حضور ﷺ نے فرمایا ''وسط'' سے مراد عدل ہے۔ تو تم بلائے جاؤ گے۔ اور تبلیغ رسالت پر ان کی گواہی دو گے اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔

امام احمد، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے ابوسعید خدری ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت کوئی نبی اس حال میں لائیں گے کہ ان کے ساتھ ایک امتی ہوگا۔ اور کوئی نبی اس حال میں کہ ان کے ساتھ دو امتی مرد یا اس کے کچھ زیادہ ہونگے۔ اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم کو تبلیغ رسالت ہوئی؟ اور وہ کہیں گے ہاں ہوئی۔ پھر ان کی قوم بلائی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا کیا تمہیں احکام پہنچے وہ جواب دیں گے نہیں۔ اس وقت انبیاء سے فرمایا جائے گا کون ہے جو تمہاری گواہی دے کہ تم نے تبلیغ رسالت کی؟ تو وہ کہیں گے امت محمدیہ ہے۔ پھر امت محمدیہ کو بلایا جائے گا اور وہ گواہی دیگی کہ انہوں نے تبلیغ رسالت فرمائی۔ پھر امت محمدیہ سے کہا جائے گا کہ تم نے کیسے جانا کہ انہوں نے تبلیغ رسالت فرمائی؟ وہ عرض کرے گی ہمارے پاس ہمارا نبی ایک کتاب لایا اور اس کتاب نے ہمیں خبر دی ہے کہ انہوں نے تبلیغ فرمائی ہے۔ اور ہم نے اس کی تصدیق کی ہے فرمایا جائے گا تم نے سچ کہا۔ تو اسی مفہوم میں یہ آیت کریمہ ہے ''وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا'' (پ۲ البقرہ ۱۴۳)

فرمایا وسط سے عدل مراد ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت پر جہنم کی گرمی ایسی ہی ہوگی جیسے حمام کی گرمی۔

ان خصائص کا ذکر جن کے ساتھ آپ ﷺ اپنی امت کے ذریعہ سے مختص ہیں!

فقہائے امت نے اس نوع کو اپنی تصانیف میں مستقلاً ذکر کیا ہے۔ لیکن ہمارے اصحاب شوافع نے اپنی فقہ کی کتابوں میں باب النکاح کے ضمن میں ذکر کیا ہے مگر انہوں نے تمام وکمال ذکر نہیں کیا۔ اب میں انشاء اللہ اس جگہ ایسا تمام وکمال بیان کرتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ جس پر اضافہ ممکن نہ ہوگا۔

واضح رہنا چاہئے کہ میں ہر بات کو بیان کروں گا جسے کسی عالم نے کہا ہو اور وہ حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہو۔ خواہ ہمارے اصحاب نے کہا ہو یا نہیں۔ خواہ صحیح کہا ہو یا نہیں؟

کیونکہ ایسے اقوال کا جمع کرنا ان لوگوں کا طریقہ ہے جو علماء کے کلام تتبع (تلاش) کرنے والے ہوتے ہیں اور استیعاب اقوال کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ جاہل لوگ جو فہم کلام سے قاصر ہوتے ہیں جب اس قسم کے کلام کو دیکھتے ہیں تو اس کے مورد پر انکار میں جلد بازی کر جاتے ہیں۔

قسم در واجبات

ان واجبات کے ساتھ آپ ﷺ کے مخصوص ہونے میں حکمت یہ ہے کہ ان کے ذریعہ تقرب و درجات میں اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ میرے حضور کی طرف تقرب چاہنے والے حضرات جس چیز کو میں نے فرض کیا ہے اس کی ادائیگی کی مانند کسی اور چیز سے میرا تقرب ہرگز تلاش نہیں کریں گے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ فرض کی ادائیگی کا ثواب ستر نوافل کے ثواب کے برابر ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ نماز تہجد (رات کی نماز) وتر' فجر' نماز چاشت' مسواک اور قربانی آپ پر واجب تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ" (پ۱۵ بنی اسرائیل ۷۹) "تو نماز تہجد پڑھو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کی انہوں نے فرمایا کہ

نبی کریم ﷺ کے لئے نماز تہجد فرض تھی مگر تمہارے لئے فضیلت ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "سنن" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لئے سنت وتر، مسواک اور نماز تہجد۔

امام احمد و بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لئے نفل ہیں۔

(۱) قربانی (۲) وتر (۳) اور چاشت کی دو رکعتیں۔

دار قطنی و حاکم رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لئے تطوع ہیں۔ قربانی (یا سحری) وتر اور فجر کی دو رکعتیں۔

امام احمد و بزار رحمہما اللہ نے ایک اور سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ مجھے فجر کی دو رکعتوں اور وتر کا حکم دیا گیا ہے۔ اور تمہارے ذمہ چاشت کی نماز نہیں ہے۔

امام احمد و عبید رحمہما اللہ نے اپنی "مسند" میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ مجھے چاشت کی دو رکعتوں کا حکم دیا گیا ہے اور تمہارے لئے ان کا حکم نہیں ہے۔ اور مجھے قربانی کا حکم دیا گیا ہے اور وہ تم پر فرض نہیں کی گئی ہے۔

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ ہے کہ قربانی مجھ پر فرض کی گئی۔ اور تم پر یہ فرض نہیں کی گئی۔

امام احمد و طبرانی رحمہما اللہ نے تیسری سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ تین چیزیں مجھ پر فرض کی گئی ہیں اور وہ تمہارے لئے نفل ہیں۔ وتر، فجر کی دو رکعتیں اور چاشت کی دو رکعتیں۔

ابوداؤد و ابن خزیمہ اور ابن حبان و حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حنظلہ غسیل ملائکہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو ہر نماز کے لئے وضو کرنے کا حکم دیا گیا تھا خواہ آپ طاہر ہوں یا غیر طاہر۔ اور جب آپ پر دشوار ہوا تو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیا گیا اور آپ سے حدث کے سوا وضو کرنے کا حکم اٹھالیا گیا۔

فائدہ: یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سواری پر وتر پڑھے ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ اگر آپ پر یہ واجب ہوتا تو سواری پر یہ فعل جائز نہیں ہوتا۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح المہذب میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے تھا کہ یہ واجب جو کہ آپ کے ساتھ خاص تھا وہ سواری پر

صرف آپ کے ساتھ ہی خاص تھا۔

فائدہ: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن میں سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے رویت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز وتر پڑھی ہے۔ مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے۔ اور اشراق کی نماز پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے۔ اور چاشت کی نماز پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے۔ اور ظہر سے پہلے نماز پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے۔ یہ بات اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ وہ نماز جو زوال کے وقت پڑھتے تھے وہ آپ پر واجب تھی اور آپ کے خصائص میں سے تھی۔

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند الفردوس میں اس سند کے ساتھ جس میں نوح ابن مریم ہے اور وہ وضاع حدیث میں سے ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ مجھ پر وتر فرض ہے اور وہ تمہارے لئے نفل ہے۔ اور قربانی مجھ پر فرض ہے اور وہ تمہارے لئے نفل ہے۔ اور جمعہ کے دن غسل مجھ پر فرض ہے اور تمہارے لئے نفل ہے۔

حضور ﷺ کیلئے مشورہ واجب کر دیا گیا تھا

اللہ عزوجل نے فرمایا: ''وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ'' (پ۴ ال عمران ۱۵۹)

اور کاموں میں ان سے مشورہ لو (ترجمہ کنز الایمان)

ابن عدی و بیہقی رحمہما اللہ نے ''الشعب'' میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب '' وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ'' (پ۴ ال عمران ۱۵۹) نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگاہ رہو۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول اللہ دونوں مشورہ سے بے نیاز ہیں لیکن اللہ عزوجل نے میری امت کے لئے اسے رحمت قرار دیا ہے۔

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل نے مجھے لوگوں کے ساتھ مدارات کا حکم دیا ہے۔ جس طرح کہ مجھے اقامتِ فرائض کا حکم دیا ہے۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے مشورہ فرمانے سے زیادہ ہو۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے علی مرتضے رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں بغیر مشورہ کے کسی کو اپنا قائم مقام بناتا تو ضرور ابن ام عبد رضی اللہ عنہ کو میں خلیفہ بناتا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن غنم ﷜ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا اگر تم دونوں کسی مشورے میں ہم خیال ہو گئے تو میں تمہاری مخالفت نہ کروں گا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حباب بن منذر ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو باتوں میں اشارۃً عرض کیا۔ آپ نے میری وہ دونوں باتیں قبول فرمائیں۔ میں حضور ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر میں گیا تو لشکر اسلام نے پانی کے پیچھے پڑاؤ کیا۔

اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ نے اس جگہ وحی سے قیام فرمایا ہے یا اپنی رائے سے فرمایا اے حباب! اپنی رائے سے قیام کیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میری عرض یہ ہے کہ آپ چشمہ کو اپنے عقب میں لیجئے۔ اگر ہم مضطر ہوئے تو پانی کی طرف مضطر ہوں گے۔ تو حضور ﷺ نے میری عرض کو قبول فرمایا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جبریل ؑ آئے اور انہوں نے کہا کہ دو باتوں میں سے آپ کو جو بات زیادہ محبوب ہو اختیار فرمائیں۔ کیا آپ دنیا میں اپنے اصحاب کے ساتھ رہنا پسند فرماتے ہیں یا اپنے رب کی طرف اس مقام میں جو جنات نعیم سے ہے جن کا آپ سے وعدہ فرمایا گیا ہے جانا پسند فرماتے ہیں۔ تو حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے اس میں مشورہ فرمایا۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کا ساتھ رہنا ہمیں زیادہ محبوب ہے۔ اور آپ کا ہمارے دشمنوں کے عیوب کی خبریں دیتے رہنا اور اللہ ﷻ سے ان پر ہماری نصرت کے لئے دعا فرماتے رہنا اور آسمانی خبروں کو ہمیں پہنچاتے رہنا زیادہ پسند ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حباب ﷜! کیا بات ہے کہ تم نہیں بولتے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ اسی کو اختیار فرمائیں جو آپ کا رب ﷻ آپ کے لئے پسند فرمائے تو حضور ﷺ نے میری عرض کو شرف قبول بخشا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن سعید ﷜ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حباب بن المنذر ﷜ کھڑے ہوئے اور عرض کیا ہم لوگ اہل حرب ہیں۔ میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ چشموں کو عبور کر جائیں۔ مگر ایک چشمہ کو چھوڑ دیں۔ اس پر ہم دشمن سے مقابلہ کریں گے۔ حضور ﷺ نے قریظہ اور نضیر کے دن صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حباب بن المنذر ﷜ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ محلات کے درمیان قیام فرمائیں اور ان لوگوں کی خبریں ان سے منقطع فرما دیں تو رسول اللہ ﷺ نے حباب ﷜ کی

رائے کو قبول فرمایا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالحمید بن ابی عبس بن محمد بن ابی عبس ﷺ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کون ہے وہ جو ابن الاشرف پر میری مدد کرے؟ چونکہ ابن الاشرف نے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا پہنچائی ہے۔ اس پر محمد بن مسلمہ ﷺ نے عرض کیا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں؟

کچھ دیر خاموش رہ کر فرمایا تم حضرت سعد بن معاذ ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے مشورہ لو۔ پس میں ان کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے سن کر فرمایا تم اللہ ﷻ کی مدد سے کام انجام تک پہنچا دو۔

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضور ﷺ جن امور میں صحابہ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے ان میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ علماء کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ حضور صرف انہیں باتوں میں فرمایا کرتے تھے جو حرب اور دشمن کی ایذا رسانی کے سلسلے میں ہوتی تھیں اور ایک جماعت نے کہا کہ آپ دنیا اور دین کی باتوں میں مشورہ لیا کرتے تھے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ آپ امور دین میں اس لئے مشورہ فرمایا کرتے تھے کہ انہیں احکام کی علتوں اور اجتہاد کے طریقوں پر آگاہی ہو۔

آپ ﷺ کو دشمنوں پر صبر کرنا واجب تھا

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ پر دشمنوں پر صبر کرنا واجب تھا۔ اگرچہ ان کی تعداد زیادہ ہی ہو۔ اور یہ کہ منکر (برائی) کو بدلنا آپ پر واجب تھا۔ اور کسی خوف سے اسے ساقط کرنا جائز نہ تھا۔ بخلاف آپ کے سوا ان دونوں باتوں میں کسی امتی کے۔

یہ دونوں وجوب اس بنا پر ہیں کہ اللہ ﷻ نے حفظ و عصمت کا وعدہ آپ سے فرمایا ہے۔ دشمن آپ تک کسی حال میں برے ارادہ سے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ خواہ وہ کم ہوں یا زیادہ۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جو مسلمان قرض دار فوت ہو جائے اور وہ تنگدست ہو تو اس کے قرض کی ادائیگی آپ پر واجب تھی۔

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مال چھوڑا تو وہ مال اس کے اہل کے لئے ہے۔ اور جس نے قرض یا زمین چھوڑی تو وہ مجھ پر واجب ہے۔ اور زمین میری طرف منتقل ہوگی۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ کے پاس اس شخص کی میت لائی

جاتی تھی جس پر قرض ہوتا تھا۔ آپ دریافت فرماتے کیا اس نے ادائے قرض کے لئے کوئی مال چھوڑا ہے تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ورنہ مسلمانوں سے فرماتے کہ تم اپنے رفیق کی نماز جنازہ پڑھ لو اور اللہ ﷻ نے آپ پر فتوحات کا سلسلہ جاری کر دیا تو کھڑے ہو کر فرماتے میں مسلمانوں کی اپنی جانوں سے زیادہ اولیٰ واحق ہوں۔ تو جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور اس نے قرض چھوڑا ہو تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑا تو وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔

آپ ﷺ پر اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دینا واجب تھا

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دینا واجب تھا۔ اور اپنی اختیار کردہ ازواج کو روک کر رکھنا اور ان کے طلاق کی تحریم واجب تھی۔

امام احمد و مسلم اور نسائی رحمہم اللہ نے جابر ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے پاس اس حال میں آئے کہ آپ کے گرد آپ کی ازواج بیٹھی تھیں اور آپ خاموش تھے۔ یہ حال دیکھ کر حضرت عمر ﷺ نے کہا میں نبی کریم ﷺ سے کوئی ایسی بات ضرور کروں گا ممکن ہے کہ حضور ﷺ تبسم فرمائیں۔

چنانچہ حضرت عمر ﷺ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کاش کہ آپ ملاحظہ فرماتے کہ زید کی بیٹی کمر کی بیوی نے مجھ سے ابھی ابھی نفقہ مانگا تھا مگر میں نے اس کی گردن دبوچ لی تھی۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ یہ ازواج بھی جو میرے گرد ہیں مجھ سے نفقہ مانگتی ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب بڑھے تاکہ انہیں ماریں اور حضرت عمر ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھے اور دونوں نے کہا کہ تم نبی کریم ﷺ سے اس چیز کا مطالبہ کرتی ہو جو فی الحال آپ کے پاس موجود نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ ﷻ نے آپ کے لئے اختیار کو نازل فرمایا ہے۔

پھر حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ابتدا کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہنے والا ہوں جو مجھے پسند ہے تم اس کے جواب دینے میں جلدی نہ کرنا جب تک کہ تم اپنے والدین سے مشورہ نہ کر لو۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا وہ کیا بات ہے۔؟ پھر حضور نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی۔ ”يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا“

(پ۲۱ الاحزاب ۲۸)

”اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیبیوں سے فرما دے اگر تم دنیا کی زندگی اور آرائش

چاہتی ہو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ لوں گی؟ ہرگز نہیں میں اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کرتی ہوں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات نے فرمایا کہ "نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی بیوی مہروں میں ہم سے زیادہ گراں نہ ہو گی۔" اللہ ﷻ نے اپنے نبی کی طرف سے اس قول سے غیرت کی اور آپ کو حکم فرمایا کہ ان ازواج سے کنارہ کش رہیں تو حضور ﷺ نے ان سے انتیس دن کنارہ کشی رکھی پھر اللہ ﷻ نے آپ کو حکم دیا کہ ان کو اختیار دیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ان کو اختیار دیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی ازواج کو اختیار دیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کی ابتدا فرمائی۔ تو عامریہ عورت کے سوا سب نے حضور ﷺ کو اختیار کیا۔ اس عامریہ عورت نے اپنی قوم کو اختیار کیا۔ اس کے بعد وہ عامریہ عورت کہا کرتی تھی کہ میں شقیہ' بدبخت ہوں وہ اونٹ کی مینگنیاں چنا کرتی اور اسے بیچا کرتی تھی۔ اور وہ نبی کریم ﷺ کے ازواج مطہرات کے پاس آنے کے لئے اجازت لیا کرتی تھی۔ اور ان سے مانگا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ میں بدبخت شقیہ ہوں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کو اختیار دیا تو سب نے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار دیا تو اس وقت اللہ ﷻ نے نازل فرمایا "تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ۔" (پ ۲۲ الاحزاب ۵۱)

"پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو" (ترجمہ کنزالایمان)

راوی نے کہا ان نو ازواج مطہرات کے سوا جنہوں نے آپ کو اختیار کیا دیگر بیویوں سے تزوج آپ پر اللہ ﷻ نے حرام کر دیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ سے اور حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ان تمام راویوں نے آیات کریمہ "لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ (پ ۲۲ الاحزاب ۵۲)" ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں۔" (ترجمہ کنزالایمان) کے تحت فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے بعد مزید نکاح کرنے سے روک دیئے گئے۔ چنانچہ آپ نے ان کے بعد نکاح نہ کیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک رحلت نہ فرمائی جب تک کہ اللہ ﷻ نے آپ کے لئے جتنی چاہیں عورتوں سے نکاح کرنے کا حلال نہ کر دیا گیا۔ بجز ان عورتوں کے جو ذی محرم ہیں۔ چونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا "لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدِ"۔ اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس اور عطاء بن یسار اور محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب "تُرْجِي مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ (پ۲۲ الاحزاب ۵۱)" نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا اللہ ﷻ نے آپ کے لئے جو آپ چاہتے تھے وہ آیت کریمہ جلد نازل فرمائی ہے۔

علماء اعلام کا اختیار دینے کے نکتہ میں اختلاف ہے۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ غیرت' سینہ میں عداوت پیدا کرتی ہے۔ اور دل میں نفرت ابھارتی ہے اور اعتقاد کو کمزور کرتی ہے۔ اس بنا پر آپ نے ان کو اختیار دیا۔

یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب اللہ ﷻ نے آپ کو غنی اور فقر کے درمیان اختیار دیا تو آپ نے فقر کو اختیار فرمایا اور اپنے لئے صبر کو پسند فرمایا۔ اللہ ﷻ نے آپ کے صبر اختیار کر لینے پر آپ کو حکم فرمایا کہ ازواج کو اختیار دے دیں تاکہ ان کے لئے فقر و ضرر پر جبر ونا گواری نہ رہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اختیار دینے میں ان ازواج کا امتحان تھا۔ تاکہ وہ اپنے رسول ﷺ کے لئے خیر النساء ہو جائیں۔ کتاب الروضہ وغیرہ میں علماء نے فرمایا جب ازواج کو اختیار دیا گیا تو ان سب نے آپ کو اختیار کیا۔ اللہ ﷻ نے ان کی اس حسن کارکردگی پر ان کو جنت کی بشارت دی۔

چنانچہ فرمایا "فَإِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا (پ۲۱ الاحزاب ۲۹)" تو بے شک تمہاری نیکی والیوں کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان) اور یہ کہ اللہ ﷻ نے اپنے رسول پر ان کے اوپر مزید تزوج کو اور ان کے عوض دیگر عورتوں سے بدل دینے کو حرام فرمایا۔ چنانچہ فرمایا "لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ (پ۲۲ الاحزاب ۵۲)" مطلب یہ ہوا کہ ان کے عوض دیگر ازواج کو بدل قرار نہ دیں۔ اس کے بعد اللہ ﷻ نے اس حکم کو منسوخ فرما دیا۔ تاکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ترک تزوج سے ان پر احسان ہو چنانچہ فرمایا "يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ (پ۲۲ الاحزاب ۵۰)" اے غیب بتانے والے (نبی) ہم نے حلال فرمائیں تمہارے لیے تمہاری بیویاں (ترجمہ کنز الایمان)

امام احمد و ترمذی و ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک رحلت نہ فرمائی جب تک کہ آپ کے لئے عورتوں سے تزوج حلال نہ ہوا۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا آپ کے لئے تمام عورتیں حلال ہوئیں۔ یا صرف مہاجر عورتیں۔ کیونکہ ظاہر آیت دونوں وجہوں پر دلالت کرتی ہے۔ ان دونوں وجہوں کو ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ بر وجہ دوم یہ بھی آپ کی ایک خصوصیت ہے کیونکہ آپ پر وہ عورت حرام کر دی گئی جس نے ہجرت نہیں کی۔ اس قول کی تائید وہ روایت کرتی ہے جسے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ام ہانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کے لئے حلال نہ ہوئی اس لئے کہ میں نے ہجرت نہ کی تھی۔

اور علماء نے پہلی وجہ کو ترجیح دی ہے۔ اس لئے کہ اس میں امت سے نکاح کرنے میں زیادہ گنجائش ہے۔ لہٰذا یہ جائز نہ ہوا کہ غیر مہاجرہ' مہاجرہ عورتوں سے ناقص رہیں اور یہ کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمانا بعد میں واقع ہوا ہے۔ حالانکہ وہ مہاجرات میں سے نہ تھیں۔ پہلی شق کا اس طرح جواب دیا گیا ہے کہ آپ کے منصب شریف کی جلالت وعظمت کے سبب مزید وسعت آپ کے منافی نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے اس سے قبل کتابیہ عورت سے نکاح نہ فرمایا تھا۔ باوجود یکہ وہ آپ کی امت کے لئے مباح ہے۔ اور دوسری شق کا اس طرح جواب دیا گیا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے سبب یہ وجہ قابل ترجیح ہے تو واقعہ یہ ہے کہ یہ نکاح آیت کے نازل ہونے سے پہلے ہوا ہے۔ کیونکہ آپ نے ان سے نکاح خیبر میں ۷ ھ میں کیا ہے۔ اور یہ آیت ۹ ھ میں نازل ہوئی ہے۔ اصحاب شوافع نے فرمایا کہ آپ کے لئے ازواج میں تغیر وتبدل مباح کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود آپ نے ایسا نہ کیا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مخالفت کی ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا یہ تحریم دائمی ہے اور وہ منسوخ نہ ہوئی۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا ہمارے نزدیک دونوں وجہوں میں سے ایک وجہ یہ ہے جس کی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الام'' میں تصریح فرمائی اور ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ساتھ قطعی حکم کیا ہے۔ وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ پر ان عورتوں کو طلاق دینا حرام تھا جنہوں نے آپ کو اختیار کیا جس طرح کہ ان عورتوں کا روکے رکھنا آپ پر حرام تھا۔ جو آپ سے اعراض کرتی ہیں۔ ہمارے اصحاب شوافع نے اس عورت کے بارے میں جس نے آپ سے جدائیگی کو اختیار کیا دو وجہیں نقل کی ہیں ایک وجہ یہ کہ وہ عورت جس نے آخرت پر دنیا کو ترجیح دی آپ پر ہمیشہ ہمیشہ کے

لئے حرام کر دی گئی ہے اور وہ عورت آخرت میں آپ کے ازواج میں سے نہ ہوگی۔ اس بنا پر یہ بات بھی آپ کے خصائص میں سے شمار ہوتی ہے اس لئے کہ آپ کی امت میں سے جس کسی نے اپنی عورت کو جب اختیار دیا اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو ہم اسے طلاق قرار دیں گے۔ وہ عورت اس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام نہ ہوگی (گویا اس سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔)

منقول ہے کہ آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جب آپ کسی چیز کو دیکھیں اور وہ چیز آپ کو اچھی طرح معلوم ہو تو آپ پر واجب ہے کہ آپ لبیک فرمائیں کیونکہ عیش تو آخرت کا ہی عیش ہے۔ اسے رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ پر ادائے فرض صلوٰۃ کامل طور پر واجب تھا۔ جس میں کوئی خلل نہ ہو۔ اسے ماوردی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بیان کیا۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ وحی کی حالت میں آپ سے دنیا ساقط ہو جاتی تھی۔ لیکن نماز، روزہ اور تمام احکام دینی آپ سے ساقط نہ ہوتے تھے۔ اسے ابن القاص رضی اللہ عنہ نے تلخیص میں قفال رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا اور اسے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''زوائد الروضہ'' میں نقل کیا ہے اور ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر جزم کیا ہے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے جس نفل کو شروع فرمایا اسے پورا کرنا آپ پر لازم تھا۔ اسے روضہ میں نقل کیا ہے اس کی اصل بھی روضہ ہی میں منقول ہے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ باوجودیکہ آپ بنفس نفیس لوگوں میں تشریف فرما ہوتے اور ان سے گفتگو فرماتے ہوتے مگر مشاہدۂ حق میں مستغرق رہتے تھے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کو اتنے علوم و معارف عطا کئے گئے جو تمام لوگوں کو نہیں دیئے گئے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ اس چیز سے مدافعت فرمائیں جو احسن ہو۔

آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے قلب اطہر پر غین ہوتا تو آپ روزانہ ستر مرتبہ اللہ ﷻ سے استغفار فرماتے۔

ان تمام خصائص کو ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے جو اصحاب شوافع میں سے ہیں اپنی تلخیص میں ذکر کیا اور ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کیا ہے۔

جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الشافی'' میں ایک وجہ نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے حق میں

امامت اذان سے افضل ہے۔ بخلاف آپ کے سوا کے۔ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ سے ہو وغلط پر قائم نہیں رہتے۔ بجز آپ کے سوا کے۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ وجہ اس کی مستحق ہے کہ اسے قطعی قرار دیا جائے۔ کیونکہ آپ کے سوا میں اقامت واذان کے درمیان افضلیت میں اختلاف کی گنجائش ہے۔

محرمات کا فائدہ آپ کا اعزاز واکرام فرمانا ہے۔ تاکہ آپ لغو باتوں سے پاک ومنزہ رہیں۔ اور مکارم اخلاق پر گامزن رہیں۔ اور اس لئے بھی کہ محرکات کے ترک کا اجر' مکروہات کے ترک سے زیادہ ہے۔

صدقہ وزکوٰۃ کا مال آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر حرام ہے اور یہ آپ ﷺ کی خصائص میں سے ہے

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ زکوٰۃ وصدقہ آپ ﷺ کی آل وغلام پر اور آپ ﷺ کی آل کے غلاموں پر حرام ہے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے مطلب بن ربیعہ ﷜ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ یہ صدقات لوگوں کی کثافت اور میل ہیں اور یہ صدقات محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے حلال نہیں کیے گئے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن بسر ﷜ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ ہدیہ قبول فرماتے اور صدقہ قبول نہیں کرتے تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے مجھ پر اور میرے اہل پر صدقہ حرام کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ کے گھر والوں کے سوا کسی اور گھر سے کھانا آتا تو آپ اس سے دریافت فرماتے تھے اگر وہ ہدیہ کہا جاتا تو کھا لیتے اور اگر صدقہ کہا جاتا تو نہ کھاتے تھے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷜ روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ارقم زہری ﷜ کو صدقات کی وصولی پر عامل مقرر فرمایا تو انہوں نے حضرت ابورافع غلام مولائے نبی کریم ﷺ سے ساتھ چلنے کی خواہش کی۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اے ابورافع ﷜! مجھ پر اور

میری آل پر صدقہ حرام ہے۔

اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو رافع ﷺ سے بھی روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا صدقہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے۔ قوم کے غلام انہی میں سے شمار کئے جاتے ہیں۔

ابن سعد و حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر علی مرتضیٰ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عباس ﷺ سے کہا کہ آپ نبی کریم ﷺ سے درخواست کریں کہ آپ کو حضور ﷺ صدقات پر عامل مقرر فرما دیں تو انہوں نے یہ درخواست کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں ہاتھوں کے دھوون پر تمہیں عامل مقرر نہیں کر سکتا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد المالک بن مغیرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبد المطلب کی اولاد بلاشبہ صدقہ لوگوں کا میل ہے تو تم نہ اسے کھاؤ نہ اس پر عامل بنو۔

مسلم و ابن سعد رحمہما اللہ نے مطلب بن ربیعہ بن حارث ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اور فضل بن عباس ﷺ دونوں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم اس غرض سے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ان صدقات پر ہمیں عامل مقرر فرما دیں۔

تو حضور ﷺ نے سکوت فرمایا اور اپنا سر مبارک حجرے کی چھت کی طرف اٹھا کر دیکھتے رہے یہاں تک کہ ہم نے ارادہ کیا کہ ہم مکرر عرض کریں تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے پس پردہ ہماری طرف اشارہ فرمایا گویا وہ ہمیں آپ سے گفتگو کرنے سے منع فرما رہی تھیں۔ پھر حضور ﷺ نے متوجہ ہو کر فرمایا صدقہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے حلال نہیں ہے۔ بلاشبہ یہ لوگوں کا میل ہے۔

علماء اعلام نے فرمایا کہ چونکہ صدقہ لوگوں کا میل تھا اللہ ﷻ نے آپ کے منصب شریف کو اس سے منزہ پاک رکھا اور یہ حکم آپ کی وجہ سے آپ کی آل پر بھی جاری فرمایا اس لئے کہ صدقہ ایسا رحم کھا کر دیا جاتا ہے جو کہ صدقہ لینے والے کی ذات پر مبنی ہے۔ اور صدقہ کے عوض اس غنیمت کو بدل قرار دیا جو کہ بطریق عزت و شرف لیا جائے اور غنیمت میں لینے والے کی عزت اور دینے والے کی ذلت و پستی ہوتی ہے۔

علماء سلف کا اختلاف ہے کہ کیا اس حکم پر انبیاء علیہم السلام آپ کے ساتھ شریک ہیں یا صرف آپ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ پہلی بات کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اور دوسری بات کو سفیان بن عیینہ ﷺ نے کہا ہے۔

پھر یہ کہ زکوۃ اور نفلی صدقہ' نبی کریم ﷺ کی طرف نسبت میں برابر ہیں۔ لیکن آپ کی آل کے بارے میں اصحاب شوافع کا مذہب یہ ہے کہ نفلی صدقات ان پر حرام نہیں ہیں البتہ زکوۃ حرام ہے اور ایک وجہ میں ہمارے نزدیک نفلی صدقہ بھی ان پر حرام ہے یہی مالکیوں کا مذہب ہے اور تیسری وجہ میں خاص ان کی ذوات پر تو نفلی صدقہ بھی حرام ہے لیکن رفاہ عام کے ذریعہ نہیں جیسے مساجد' چشمے اور کنوئیں وغیرہ۔

ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالفرج سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''امالی'' سے نقل کیا ہے کہ کفارہ اور نذر ہاشمی کو دینے میں دو قول ہیں اور اس بارے میں کہ زکوۃ پر ہاشمیوں کو عامل بنانا جائز ہے یا نہیں۔ اس میں دو وجہ ہیں۔ اصح یہی ہے کہ یہ بھی ممنوع ہے اور اس مخالفت میں احادیث سابقہ صریح ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عمران بن حصین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ ان سے ایک شخص نے بیان کیا کہ قبیلہ کے دو بوڑھے آدمی تھے ان دونوں کا بیٹا چلا گیا اور وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آ گیا۔ ان دونوں بوڑھوں نے مجھ سے کہا کہ تم حضور ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ سے اس لڑکے کو مانگو۔ اگر وہ انکار فرمائیں اور فدیہ طلب کریں تو آپ کو فدیہ دے دو۔

تو میں آپ کے پاس آیا اور آپ سے اس لڑکے کو مانگا تو آپ نے فرمایا وہ موجود ہے اسے اس کے باپ کے پاس لے جاؤ۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! فدیہ حاضر کیا جائے؟ آپ نے فرمایا ہم آل محمد جو کہ اولاد اسماعیل سے ہیں ہمارے لئے زیبا نہیں ہے کہ ہم کسی کی جان کی قیمت کھائیں۔ یہ حکم اس حدیث میں مذکور ہے۔ میں نے کسی فقیہہ کو نہیں دیکھا کہ اس نے اس حکم پر خبردار کیا ہو۔

ہر وہ حلال چیز جس میں بو ہے اس کا کھانا آپ کو منع ہے

امام احمد و حاکم رحمہما اللہ نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ کا معمول تھا کہ جب کھانا تناول فرماتے تو بچا ہوا کھانا ان کے پاس بھیج دیا کرتے تھے اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کھانے میں رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے نشان دیکھا کرتے تھے۔

ایک دن وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آج میں نے کھانے میں انگلیوں کے نشان نہیں دیکھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کھانے میں لہسن تھا۔ انہوں

نے عرض کیا کیا لہسن حرام ہے فرمایا نہیں لیکن تم لوگ میری مثل نہیں ہو۔ میرے پاس فرشتہ آتا ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے جابر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک ہانڈی سبزی اور دال کی لائی گئی۔ آپ ﷺ نے اس میں خاص قسم کی بو پائی۔ آپ نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو دال وغیرہ کے بارے میں آپ کو خبر دی گئی۔ آپ نے فرمایا اس ہانڈی کو صحابہ ﷺ کے پاس لے جاؤ۔ جب صحابہ ﷺ نے یہ بات دیکھی تو انہوں نے اسے کھانا گوارا نہ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم لوگ کھاؤ۔ چونکہ میں اس ذات سے ہم کلام ہوتا ہوں جس سے تم لوگ نہیں ہوتے۔ (یعنی فرشتہ سے)

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو جحیفہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگاہ رہو میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا ہوں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمرو ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی ٹیک لگا کر کھانا کھاتے نہیں دیکھا گیا۔

ابن سعد و ابو یعلی رحمہما اللہ نے بسند حسن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے۔ میرے پاس وہ فرشتہ آیا اگر میں اسے روک لیتا تو کعبہ کے برابر ہوتا۔ اس نے کہا آپ کا رب آپ کو سلام بھیجتا ہے اور آپ ﷺ سے فرماتا ہے آپ ﷺ کو اختیار ہے چاہے آپ نبی بادشاہ ہوں یا نبی بندہ تو جبریل علیہ السلام نے مجھے اشارہ کیا کہ میں تواضع کو اختیار کروں۔ تو میں نے کہا میں نبی بندہ رہنا چاہتا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کے بعد آپ ﷺ نے ٹیک لگا کر کھانا تناول نہیں کیا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے ہیں اس طرح کھانا تناول کرتا ہوں جس طرح بندہ کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس وہ فرشتہ آیا جو اس سے پہلے کبھی آپ ﷺ کے پاس نہ آیا تھا۔ اس کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام تھے اور اس فرشتہ نے عرض کیا اور جبریل علیہ السلام خاموش رہے کہ آپ ﷺ کا رب آپ کو اختیار دیتا ہے کہ آپ یا تو نبی بادشاہ یا نبی بندہ جو پسند فرمائیں رہنا قبول کریں تو حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا گویا آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے مشورہ چاہا تو جبرئیل نے تواضع کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا نہیں میں نبی بندہ رہنا پسند کرتا ہوں۔

صحابہ کرام ﷺ یقین سے کہتے ہیں کہ جب سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کبھی کھانا ٹیک لگا

کر نہیں تناول کیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے دنیا کو چھوڑا۔

طبرانی وابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ کے پاس اپنا ایک فرشتہ بھیجا۔ اس کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام بھی تھے اس فرشتہ نے کہا کہ اللہ عزوجل آپ کو اختیار دیتا ہے کہ چاہے آپ نبی بندہ ہوں چاہے آپ نبی بادشاہ ہوں

تو حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف توجہ فرمائی گویا ان سے مشورہ چاہا تو جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع اختیار کریں۔ آپ نے فرشتہ سے فرمایا میں نبی بندہ رہنا پسند کرتا ہوں تو اس کلمہ کے فرمانے کے بعد آپ نے ٹیک لگا کر کھانا تناول نہیں کیا۔ حتیٰ کہ آپ اپنے رب سے ملاقی ہو گئے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ اس وقت تکیہ لگا کر کھانا تناول فرما رہے تھے۔ جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ وضع بادشاہوں کے کھانا کھانے کی ہے تو حضور ﷺ سیدھے بیٹھ گئے۔

ابن عدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جبرئیل علیہ السلام اس حال میں آئے کہ نبی کریم ﷺ تکیہ لگا کر کھانا کھا رہے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ ﷺ نعمت سے تکیہ لگاتے ہیں تو حضور ﷺ مستوی ہو کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد کبھی آپ کو تکیہ لگائے نہیں دیکھا گیا اور حضور ﷺ نے فرمایا میں بندہ ہی ہوں۔ اسی طرح کھاتا ہو جس طرح بندہ کھاتا ہے اور اسی طرح پیتا ہوں جس طرح بندہ پیتا ہے۔

خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس جگہ ٹیک لگانے سے مراد اس ہیئت پر بیٹھنا ہے کہ جو بستر آپ ﷺ کے نیچے بچھا ہوا تھا۔ اس سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اس مفہوم کو بیہقی' ابن وجیہہ اور قاضی عیاض رحمہم اللہ نے ثابت کیا ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ ایک پہلو پر جھکنا مراد ہے۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

کتابت اور شعر گوئی آپ ﷺ پر حرام تھی
یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے

اللہ ﷻ نے فرمایا:

اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ (پ۹ الاعراف ۱۵۷)

وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبر دینے والی کی۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اللہ ﷻ نے فرمایا:

وَمَا کُنۡتَ تَتۡلُوۡا مِنۡ قَبۡلِہٖ مِنۡ کِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّہٗ بِیَمِیۡنِکَ اِذًا لَّارۡتَابَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ۝ (پ۲۱ العنکبوت ۴۸)

اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

حق تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا عَلَّمۡنٰہُ الشِّعۡرَ وَمَا یَنۡۢبَغِیۡ لَہٗ (پ۲۳ یٰسین ۶۹)

اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق تھے (ترجمہ کنز الایمان)

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا اہل کتاب اپنی کتابوں میں لکھا پاتے تھے کہ محمد ﷺ اپنے ہاتھ سے کتابت نہ کریں گے اور نہ کتاب دیکھ کر پڑھیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَمَا کُنۡتَ تَتۡلُوۡا مِنۡ قَبۡلِہٖ مِنۡ کِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّہٗ بِیَمِیۡنِکَ (پ۲۱ العنکبوت ۴۸)

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان دونوں کی تحریم کا قول اس وقت متوجہ ہوجاتا ہے جب کہ ہم کہیں کہ آپ ﷺ میں دونوں خوبیاں احسن طریق پر تھیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الروضہ'' میں اس کا تعاقب کیا ہے اور کہا کہ ان دونوں کی تحریم ممتنع نہیں ہے۔ اگرچہ آپ بخوبی لکھ اور پڑھ نہ سکیں اور تحریم سے مراد ان دونوں کی طرف توصل کرنا ہوگی۔ حق وصواب یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بخوبی لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ بعض علماء اس کے برعکس گئے ہیں اور وہ قضیہ کی حدیث سے تمسک واستدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے لکھا ''هٰذَا مَاصَالَحَ عَلَيۡهِ مُحَمَّدُ بۡنِ عَبۡدِاللّٰهِ'' تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے کتابت کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عوف بن عبداللہ بن عتبہ ﷺ سے انہوں نے ان کے والد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے رحلت نہ فرمائی یہاں تک کہ آپ نے قرأت بھی کی اور کتابت کی۔ اس کی سند ضعیف ہے اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ حدیث منکر ہے۔ حافظ ابوالحسن ھیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میرا گمان یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رحلت نہ فرمائی جب تک عبداللہ بن عتبہ ﷺ (راوی حدیث) نے پڑھ لکھ نہ لیا۔ مطلب یہ کہ وہ حضور ﷺ کے زمانے میں سمجھ دار تھے۔

ابومسعود دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''اطراف'' قضیہ حدیبیہ کے سلسلے میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تحریر کو تھاما باوجودیکہ آپ بخوبی لکھ نہیں سکتے تھے مگر آپ نے ''رسول اللہ'' کی جگہ ''محمد ﷺ'' لکھا۔ عمر بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے دن اپنے ہاتھ سے لکھا۔ باوجود یہ کہ آپ ﷺ نے اس سے قبل کتابت نہ کی تھی اور یہ آپ کے معجزات میں سے ہے کہ کتابت کا علم اسی لمحہ آپ کو حاصل ہوا اور اس قول کو محدثین کی ایک جماعت نے کہا ہے۔ ان میں ابوذر ہروی' ابوالفتح نیشاپوری' قاضی ابوالولید لخمی اور قاضی ابوجعفر سمنانی اصول رحمہم اللہ ہیں۔

ابوالولید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ ﷺ کے موکدترین معجزات میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بغیر سیکھے کتابت فرمائی اور آپ ﷺ کو حروف میں امتیاز نہ تھا لیکن آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس میں قلم لیا اور اس سے لکھا باوجود یہ کہ آپ ﷺ کو امتیاز نہ تھا لیکن جب تحریر دیکھی تو وہ حسب مراد ظاہر و واضح تھی۔

اور انہیں محرمات میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ پر شعر گوئی حرام تھی۔ جیسا کہ حدیث دلالت کرتی ہے۔ جسے ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے جو کچھ کیا ہے مجھے کوئی پروانہیں ہے۔ خواہ میں نے تریاق پیا ہو یا تعویذ لٹکایا ہو یا میں نے اپنے دل سے شعر کہا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب کہ صحابہ مسجد کی تعمیر کر رہے تھے یہ فرمایا:

هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرَ   هٰذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرُ

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آپ ﷺ نے از خود کبھی کوئی شعر نہیں کہا البتہ پہلے کسی شاعر نے جو کہا اسے آپ ﷺ نے نقل کیا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن ابوالزناد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے عباس بن مرداس سے فرمایا تمہارا اپنے اس شعر کی بابت کیا رائے ہے

اَصْبَحَ نَهْبِيْ وَنَهْبُ الْعُبَيْدِ   بَيْنَ الْاَقْرَعِ اللّٰهِ وَعُيَيْنَهْ

اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نہ تو شاعر ہیں اور نہ شعر کو نقل کرنے والے اور نہ یہ بات آپ ﷺ کے شایان شان ہے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے تو ''بین عیینہ والاقرع'' کہا ہے۔

علماء نے فرمایا وہ روایت جو رجز کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ سے منقول ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''هَلْ اَنْتَ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ'' یا اس کے سوا اور کوئی آپ کے مقولہ وغیرہ تو یہ اس پر محمول ہیں کہ آپ ﷺ نے بالقصد کبھی شعر نہ کہا۔ شعر تو اسی کو کہا جاتا ہے جو بالقصد کہا جائے۔ یہی حال ان آیات موزونہ کا ہے' جو قرآن کریم میں ہیں کیونکہ ان کو شعر گوئی کے قصد سے نہیں کہا گیا۔

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آپ ﷺ پر جس طرح کتابت حرام تھی اور جس طرح آپ پر شعر گوئی حرام تھی اسی طرح آپ پر شعر کی نقل بھی حرام تھی۔

حربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے معلوم نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی شاعر کا پورا شعر نقل کیا ہو بلکہ یا تو شعر کا ابتدائی حصہ نقل کیا جیسا کہ البید نے کہا ''اَلَا كُلُّ شَيْئٍ مَا خَلَا اللّٰهُ بَاطِلٌ'' یا آخری حصہ نقل فرمایا جیسے کہ طرفہ کا قول ہے ''وَيَاْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدِ'' لیکن آپ ﷺ نے اگر کبھی کوئی پورا شعر پڑھا ہے تو اس میں تغیر کر دیا ہے جیسے کہ عباس بن مرداس کا شعر ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کوئی شعر مرتب نہیں فرمایا۔

وہ محرمات جو آپ ﷺ کے خصائص سے ہیں

جسمِ اقدس پر اسلحہ لگا کر آپ ﷺ کیلئے ان کا اتارنا حرام تھا

امام احمد و ابن سعد رحمہما اللہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم اُحد فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ گویا میں محفوظ زرہ میں ہوں اور میں نے مذبوحہ گائے دیکھی ہے۔ تو میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ محفوظ زرہ تو مدینہ منورہ ہے اور مذبوحہ گائے جنگ وقتال ہے۔ اب اگر تم چاہو تو مدینہ منورہ میں مقیم رہو۔ اگر دشمن ہم پر چڑھ آئے تو ہم مدینہ میں ان سے جنگ

کریں گے اس پر لوگوں نے کہا خدا کی قسم زمانہ جاہلیت میں وہ ہم پر نہیں چڑھے تو اب یہ عہد اسلام میں ہم پر چڑھ آئیں گے؟

حضور ﷺ نے فرمایا: اب تمہیں اختیار ہے اور وہ لوگ چلے گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے جسم پر اسلحہ آویزاں کرلیا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا ہم نے کیا کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی روئے مبارک کی خلاف ورزی کی۔ پھر وہ سب آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہی کو اختیار ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اب مجھے اختیار نہیں' کیونکہ نبی کے لئے سزاوار نہیں ہے کہ جب وہ زرہ پہن لے تو اسے بغیر جنگ کے اتار دے۔

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ احسان کے بدلہ زیادتی چاہنا آپ پر حرام تھا

اللہ ﷻ نے فرمایا ''وَلَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَكۡثِرُ'' (پ۲۹ المدثر ۶) اور زیادہ لینے کے لیے کسی پر احسان نہ کرو (ترجمہ کنزالایمان)۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے اس آیت کے تحت روایت کی فرمایا کہ کسی کو اس طرح عطیہ نہ دو کہ اس سے بہتر کی خواہش رکھو۔ مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ضحاک ﷺ سے آیہ کریمہ ''وَمَا اٰتَيۡتُمۡ مِّنۡ رِّبًا'' (پ۲۱ الروم ۳۹) کے تحت روایت کی۔ فرمایا کہ وہ زیادتی حلال ہے جو کوئی شئے ہدیہ میں دی جائے اور اس کے عوض اس سے بہتر کی توقع رکھی جائے۔ اس میں نہ اسے نفع ہے اور نہ اس پر نقصان۔ نبی کریم ﷺ کو اس سے منع فرمایا گیا ہے۔

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ لوگ جس چیز سے نفع اٹھاتے ہیں ان کی طرف نگاہ دراز کرنا آپ پر حرام تھا۔ اللہ ﷻ نے فرمایا ''لَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ اِلٰى مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ'' (پ۱۴ الحجر ۸۸) اس حکم کو رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب ''الایضاح'' سے نقل کیا ہے اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اصل الروضہ'' میں اور ابن القاضی نے ''التلخیص'' میں جزم کیا ہے۔

آپ کی ہی خصوصیت تھی کہ جو عورت آپ کو اختیار نہ کرے اسے روکنا آپ پر حرام تھا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جون کی بیٹی جب رسول اللہ ﷺ کے حرم میں داخل ہوئی تو آپ اس کے قریب گئے اس عورت نے کہا ''اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡكَ'' اس پر حضور ﷺ نے فرمایا تو نے بہت بڑی ہستی کی پناہ لی ہے تو اپنے گھر چلی جا۔

ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ بات آپ کے خصائص میں سے ہے اور اس سے انہوں

نے سمجھا کہ آپ پر ہر اس عورت سے نکاح حرام تھا جو آپ کی صحبت کو برا جانے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کسی کو نکاح کا پیغام بھیجتے اور وہ نامنظور کرتے تو دوبارہ پیام نہ دیتے تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ایک عورت کو پیام دیا۔ اس نے کہا میں اپنے باپ سے مشورہ کرلوں اور وہ اپنے باپ سے ملی اور اس کے باپ نے اسے اجازت دیدی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور آپ سے کہا کہ میرے باپ نے اجازت دیدی ہے مگر حضور ﷺ نے فرمایا ہم نے تیرے سوا اور عورت کو اپنا ہمبستر بنالیا ہے۔

کتابیہ سے نکاح آپ ﷺ پر حرام تھا

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت تھی کہ کتابیہ سے نکاح کرنا آپ پر حرام تھا۔ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الناسخ" میں مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے آیہ کریمہ "**لَايَحِلُّ لَکَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ**" کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ "النساء" سے مراد کتابیہ عورتیں ہیں۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے آیہ کریمہ "**لَايَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ**" (پ۲۲ الاحزاب ۵۲) کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ عورتیں خواہ یہودیہ ہوں یا نصرانیہ انہیں سزاوار نہیں ہے کہ وہ امہات المومنین ہوں۔ اصحاب نے کہا اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی ازواج امہات المومنین آخرت میں آپ کے ساتھ جنت میں آپ کے درجہ میں ساتھ ہوں گی اور اس وجہ سے بھی ممانعت کی گئی۔ آپ اس سے بزرگ تر ہیں کہ آپ کا پانی کافرہ کے رحم میں واقع ہو اور اس وجہ سے بھی کہ کافرہ عورت آپ کی صحبت کو ناپسند کرتی ہے اور اسی لئے اللہ ﷻ نے آپ کے لئے عورتوں کی اباحت میں مہاجرہ ہونے کی شرط لگائی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے "**اَلّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَکَ**" (پ۲۲ الاحزاب ۵۵) لہٰذا جب کہ آپ پر وہ عورتیں حرام ہیں جو مسلمان ہیں مگر انہوں نے ہجرت نہیں کی ہے تو غیر مسلمہ عورت تو بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔

ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہ شوافع میں سے ہیں کہا اگر آپ کتابیہ عورت سے شادی کرتے تو آپ کی کرامت کی وجہ سے اسے اسلام کی ہدایت مل جاتی۔

بعض اصحاب شوافع رحمہم اللہ کتابیہ باندی سے صحبت کے حرام ہونے کی طرف گئے ہیں لیکن اس میں اصح قول یہ ہے کہ وہ حلال ہے۔

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے "الحاوی" میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی باندی ریحانہ سے

اس کے اسلام لانے سے پہلے تمتع فرمایا۔ علی ہذا القیاس کیا آپ کو اس کے مابین اختیار تھا کہ اس باندی کو اسلام لانے تک روکے رکھیں یا وہ اپنے دین پر قائم رہے تو آپ اسے اپنے سے جدا کردیں تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ہاں آپ کو روکے رکھنا حلال تھا تاکہ وہ آخرت میں آپ کی زوجات میں ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ روکے رکھنا تو جائز تھا لیکن آخرت میں وہ آپ کی زوجات میں نہ ہوگی۔ اس لئے کہ جب ریحانہ پر عرض اسلام کیا گیا تو اس نے انکار کیا پھر بھی وہ آپ کی ملک میں برابر رہی اور آپ استمتاع پر قائم رہے۔

غیر مہاجرہ عورت سے آپ کا نکاح حرام تھا

آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ مسلمان عورت جس نے ہجرت نہیں کی اس سے نکاح کرنا آپ پر حرام تھا۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بتا کر اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو اصناف النساء سے منع کیا گیا تھا بجز ان عورتوں کے جو مومنہ اور مہاجرہ ہوں۔ اللہ ﷻ نے فرمایا

"لَایَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکَ حُسْنُهُنَّ اِلَّامَامَلَکَتْ یَمِیْنُکَ (پ۲۲ الاحزاب ۵۲) " ان کے بعد اور عورتیں حلال نہیں۔ اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیبیاں بدلو اگرچہ تمہیں ان کا حق بھائے مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال" (ترجمہ کنزالایمان) اور آپ کے لئے مومنہ جوان عورت اور مومنہ عورتیں اگر وہ اپنے نفس کو نبی کریم ﷺ کے حوالہ کریں تو حلال کی گئیں اور ہر وہ عورت جو اسلام کے سوا کسی اور دین پر ہو حرام کی گئی۔ اور اللہ ﷻ نے فرمایا

"یٰٓاَیُّهَاالنَّبِیُّ اِنَّا اَحْلَلْنَالَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْکَ وَبَنٰتِ عَمِّکَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِکَ وَبَنٰتِ خَالِکَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِکَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَکَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَالنَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَهَا خَالِصَةً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (پ۲۲ الاحزاب ۵۱)

"اے غیب بتانے والے (نبی) ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھپیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تمہارے لیے امت کے لیے نہیں (ترجمہ کنزالایمان)" ان

کے سوا ہر قسم کی عورتیں آپ پر حرام کی گئیں۔

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ بروایت اصح مسلمہ باندی سے نکاح کا حرام ہونا ہے۔ اس لئے کہ باندی سے نکاح کرنا گناہ کے خوف کے ساتھ مشروط ہے اور نبی کریم ﷺ معصوم ہیں اور باندی سے نکاح کا جائز ہونا مہر نہ دینے کی قدرت نہ رکھنے کی وجہ سے ہے اور آپ کا نکاح فرمانا مہر کا محتاج نہیں ہے اور اس لئے بھی آپ پر باندی سے نکاح کرنا حرام تھا کہ باندی سے نکاح کرتا ہے تو اس سے اس کا بیٹا آزاد ہوگا اور آپ کا منصب اس سے منزہ و پاک ہے۔

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس نے اسے جائز رکھا ہے اس نے باندی کے حق میں گناہ کے خوف کو شرط رکھا ہے۔ اسی طرح عدم ادائیگی مہر کو مشروط رکھا ہے اس تقدیر پر آپ کے لئے جائز ہوگا کہ آپ ایک سے زیادہ باندی رکھ سکیں بخلاف امت کے اور اگر باندی سے آپ کے نکاح کو فرض کیا جائے تو جو بچہ اس سے پیدا ہوگا وہ آزاد نہ ہوگا اور بچے کی قیمت اس کے مالک کے لئے لازم نہیں آئے گی۔ بر قول اصح کیونکہ آزادی ناممکن ہے۔

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر حضور ﷺ کے حق میں نکاح غرور کو فرض کیا جائے تو بچے کی قیمت آپ پر لازم نہیں آئے گی۔ ابن الرفعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''المطلب'' میں کہا کہ نکاح غرور اور اس سے وطی کرنے کے امکانی تصور کے بارے میں نظر ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ وطی شبہ حرام ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ اس میں گناہ لازم نہیں آتا تو وہ جائز رکھتا ہے کہ اس سے آپ کی برتر جانب کو محفوظ رکھا جائے اور یہ جائز جانتا ہے کہ یہ کہا جائے یہ آپ کے لئے جائز ہے اس لئے کہ بالاجماع امت گناہ اسی طرح آپ سے مفقود ہے جس طرح نسیان مفقود ہے۔

آپ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ کنکھیوں سے اشارہ کرنا حرام تھا۔ ابوداؤد و نسائی اور حاکم رحمہم اللہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن چار آدمیوں کے سوا تمام لوگوں کو امن دیا ان چار میں سے ایک عبداللہ بن ابی سرح ہے اور اس نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس پناہ لی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے لے کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! عبداللہ بیعت کے لئے حاضر ہے۔ حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور تین مرتبہ اس پر نظر ڈالی۔ ہر بار آپ نے انکار کیا۔ تیسری مرتبہ کے بعد اس سے بیعت لی۔

اس کے بعد آپ نے اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا مرد رشید نہ تھا کہ وہ اس کی طرف کھڑا ہوتا جب کہ میں نے اسے دیکھا اور اس کی بیعت سے اپنے ہاتھوں کو

کھینچا۔ یہاں تک کہ وہ مرد رشید اسے قتل کر دیتا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم نے نہیں جانا کہ آپ کیا چاہتے تھے؟ آپ نے کیوں اپنی چشم مبارک سے اشارہ نہ فرما دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کسی نبی کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ اپنی آنکھوں کی خیانت کرے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے مرسلاً اس کی مثل روایت کیا۔ اس کے آخر میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اشارہ کرنا خیانت و چوری ہے کسی نبی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اشارہ کرے۔

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ خَائِنَةُ الْاَعْیُنْ۔ یہ ہے کہ مباح کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا جائے خواہ قتل کے لئے ہو یا مارنے کے لئے۔ برخلاف اس کے جو ظاہر ہے اور جس کی طرف حال اشارہ کرتا ہو۔ یہ آنکھ سے اشارہ کرنا آپ کے سوا کسی کے لئے حرام نہیں ہے بجز امر ممنوع کے۔ اس کے ساتھ صاحب التلخیص نے اس پر استدلال کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے لئے جنگ میں دھوکہ دینا جائز نہ تھا۔

المعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مخالفت کی ہے۔ امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس قول کی مخالفت کی وجہ یہ ہے کہ یہ مشہور ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اس کے غیر کے ساتھ کنایہ کرتے تھے۔ یہ بات صحیحین میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ رمز و کنایہ پر رمز و کنایہ کرنے والے پر عیب لگاتے ہیں۔ بخلاف امور عظمیہ کے ابہام اور پوشیدہ رکھنے کے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے الدلائل میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مدینہ طیبہ میں داخل ہوتے وقت فرمایا مجھ سے لوگوں کو دور کر دو کیونکہ کسی نبی کے لئے جائز نہیں ہے کہ جھوٹی بات کہے۔

چنانچہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کوئی پوچھتا تم کون ہو تو وہ فرماتے میں متلاشی ہوں اور جب ان سے پوچھا جاتا کہ تمہارے ساتھ کون ہے تو کہتے ہادی ہیں جو میری رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے امور خاصہ میں بھی توریہ کرنا درست نہیں ہے کیونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا اس میں جھوٹ نہ تھا۔ بلاشبہ وہ یک گونہ توریہ تھا۔ ان کی مراد یہ تھی کہ راہ خیر میں آپ میری ہدایت فرماتے ہیں۔ لیکن اس کو کذب اس بنا پر نام دیا گیا کہ یہ صورۃً کذب تھا۔ حقیقۃً کذب نہ تھا۔ اس سے وہ حدیث واضح ہو جاتی ہے جو شفاعت کے باب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے کہ میں نے تین کذب بولے ہیں۔ حالانکہ یہ سب توریے تھے لہٰذا یہ ظاہر ہے کہ اس سے منع کیا جانا انبیاء علیہم السلام کے خصائص سے ہے۔ اس وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے نفس پر ان توریوں کو کذب سے شمار کیا۔

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کے خصائص میں سے شمار کیا ہے کہ جب آپ ﷺ تکبیر کی آواز سنیں تو ان پر غارت گری کرنا حرام تھی۔ اس بات کو انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جسے شیخین رحمہما اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر جہاد فرماتے تو ہمارے ساتھ مل کر جنگ نہ کرتے۔ جب تک کہ صبح نہ ہو جاتی اور آپ اذان کی آواز سننے کے منتظر رہتے۔ اگر آپ اذان کی آواز سن لیتے اپنے ہاتھوں کو روک لیتے اور اگر اذان کی آواز نہ سنتے تو ان پر حملہ کر دیتے تھے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ایک وہ ہے جسے قضاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ آپ پر حرام تھا کہ مشرکوں کی اعانت قبول فرمائیں۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' میں حبیب یساف رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک جانب تشریف لے گئے تو میں اور میری قوم کا ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آئے اور ہم نے کہا ہم مکروہ جانتے ہیں کہ ہماری قوم جنگ میں آئے البتہ ہم آپ کے پاس ان کے ساتھ جنگ میں آئیں گے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم دونوں مسلمان ہو گئے ہو۔ ہم نے کہا نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں کیونکہ ہم مشرکوں کے خلاف مشرکوں سے مدد نہیں لیتے۔

قضاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ''القاضی'' میں حضور ﷺ کے خصائص میں شمار کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظلم وستم پر گواہی نہیں دیتے تھے۔ شیخین رحمہما اللہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور میں نے اس تالیف کو صاف لکھا ہے۔

حضور ﷺ کیلئے اللہ عزوجل نے جن امور کو مباح فرمایا ان کی تفصیل

آپ کی یہ خصوصیت ہے کہ بعدِ عصر نماز آپ ﷺ پر مباح تھی

کتاب الروضہ کے مصنف نے ''الروضہ'' میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے بعد ظہر کی دو رکعتیں فوت ہو گئیں۔ تو آپ ﷺ نے بعد نماز عصر قضا فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے بعد عصر ان دونوں رکعتوں پر مواظبت فرمائی۔ اس پر مداومت فرمانے میں آپ کی خصوصیت کے تحت دو وجہ بیان کی ہیں۔ ان دونوں میں اصح وجہ یہ ہے کہ یہ آپ کے ساتھ خاص تھی۔

مسلم وبیہقی رحمہما اللہ نے ''سنن'' میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ان دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا جو نبی کریم ﷺ عصر کے بعد پڑھا کرتے

تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ ان کو عصر سے پہلے پڑھا کرتے تھے پھر کسی کام نے آپ کو ان کے پڑھنے سے باز رکھا تو آپ نے ان کو بعد عصر پڑھا۔ اس کے بعد آپ نے اسے برقرار رکھا چونکہ حضور ﷺ کی عادت شریفہ تھی جب کوئی نماز پڑھتے تو اسے قائم رکھا کرتے تھے۔

امام احمد و ابویعلی اور ابن حبان رحمہم اللہ نے بسند صحیح ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے وہ نماز پڑھی ہے جسے آپ پڑھا نہیں کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا خالد ﷺ آئے اور انہوں نے مجھے ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے باز رکھا جسے میں بعد ظہر پڑھا کرتا تھا۔ اس وقت میں نے ان کو پڑھا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم سے جب یہ قضا ہو جائے تو کیا ہم اسے ادا کیا کریں؟ فرمایا تمہیں ضرورت نہیں ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سنن'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ خود تو بعد نماز عصر پڑھتے تھے اور دوسروں کو اس سے منع فرماتے تھے اور خود صوم وصال (مسلسل روزے) رکھا کرتے تھے اور دوسروں کو صوم وصال سے منع فرمایا کرتے تھے۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ دو رکعتیں ایسی تھیں جن کو رسول اللہ ﷺ ظاہر و باطن کسی حال میں ترک نہ فرمایا کرتے تھے وہ دو رکعتیں قبل صبح اور دو رکعتیں بعد عصر کی ہیں۔

آپ ﷺ نماز کی حالت میں صغر سن بچی کو گود میں لئے رہتے تھے

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ نماز کی حالت میں چھوٹی بچی کو آغوش میں لئے لیا کرتے تھے۔ یہ ان حدیثوں میں ہے جن کو بعض علماء نے بیان کیا ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابوقتادہ ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو امامہ بنت زینب جو کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کی بیٹی تھی آغوش میں لئے رہا کرتے تھے۔ جب آپ سجدے میں جاتے تو انہیں بٹھا دیتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو انہیں اٹھا لیا کرتے تھے۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے اسے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح بخاری'' میں نقل کیا ہے۔

غائب کی نماز جنازہ پڑھنا حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ غائب کی نماز جنازہ پڑھنا رسول اللہ ﷺ کے

خصائص میں سے ہے اور اسی اختصاص پر نجاشی کی نماز جنازہ کو محمول کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا غائبانہ نماز جنازہ آپ کے سوا دوسروں کے لئے جائز اور درست نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی لیکن دوسروں کو اس سے منع فرمایا

علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ نے نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی ہے جیسا کہ صحیحین حدیث میں آیا ہے اور دوسروں کو اس سے منع فرمایا ہے۔

دار قطنی و بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں بطریق جابر ﷺ شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد کوئی بیٹھ کر امامت نہ کرے۔ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس حدیث کو جابر جعفی رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی اور نے روایت نہیں کیا ہے اور جابر جعفی متروک الحدیث ہے اور یہ حدیث مرسل ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں کی جاسکتی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ شخص جانتا ہے جس نے اس کے ساتھ حجت لی ہے کہ اس حدیث میں حجت نہیں ہے کیونکہ یہ مرسل ہے اور اس لئے کہ اس میں راوی ایسا ہے جس نے روایت کرنے سے لوگ اعراض کرتے ہیں۔

صومِ وصال آپ ﷺ کے لئے مباح تھا

شیخین رحمہما اللہ نے ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ صوم وصال سے اجتناب کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ مجھے میرا رب کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے۔

اس حدیث کے معنی میں اختلاف واقع ہے۔ بعض نے کہا کہ حقیقت مراد ہے اور آپ کے پاس جنت سے کھانا پینا آتا ہے اور جنتی غذا کھانے سے روزہ کا افطار نہیں ہوتا۔ بعض نے کہا مجاز مراد ہے کہ آپ میں کھانے پینے والوں کی طاقت پیدا کی جاتی ہے پھر یہ کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ صوم وصال آپ کے حق میں مباحات میں سے ہے اور امام الحرمین نے فرمایا کہ صوم وصال آپ کے حق میں قربت وعبادت ہے۔

اس جگہ ایک لطیفہ ہے جس پر صاحب مطلب نے خبردار کیا ہے وہ یہ کہ صوم وصال کے مباح ہونے میں آپ کی خصوصیت' آپ کی تمام امت کے اعتبار سے ہے نہ کہ افراد امت کے اعتبار سے۔ اس لئے بکثرت صالحین ایسے ہوئے ہیں جن کے لئے شہرت ہے کہ وہ صوم وصال رکھا کرتے تھے۔ صاحب المطلب نے کہا کہ اور ممانعت جو ہے اس کا تعلق بحسب جمیع امت ہے۔ انتہی۔

فائدہ:۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں فرمایا کہ اس حدیث کے ساتھ اس روایت کے

بطلان پر استدلال کیا جاسکتا ہے جس میں یہ وارد ہے کہ آپ بھوک سے اپنے شکم اقدس پر پتھر باندھا کرتے تھے اس لئے کہ جب آپ صوم وصال رکھتے تھے تو آپ کا رب آپ کو کھلاتا اور پلاتا ہے اور عدم صوم وصال کی حالت میں آپ کو بھوکا چھوڑ دے۔ حتیٰ کہ آپ کو اپنے شکم اقدس پر پتھر باندھنے کی ضرورت لاحق ہو جائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حدیث میں جو لفظ حجر بمعنی پتھر آیا ہے حقیقت میں وہ لفظ حجز (زا کے ساتھ) ہے جس کے معنی تہبند کے کنارے کے ہیں۔ مگر تحریر میں را کے ساتھ لکھا گیا۔

آپ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ اپنے کلام میں طویل زمانہ گزرنے کے بعد استثناء فرمایا کرتے تھے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا:

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا ۝ اور ہرگز کسی بات کو نہ کہنا میں کل یہ کروں گا۔
اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا ۝ مگر یہ کہ اللہ چاہے اور اپنے رب کی یاد کرو
نَسِیْتَ۔ (پ۱۵ الکہف ۲۴) جب تو بھول جائے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

طبرانی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کبھی آپ استثناء فرمانا فراموش کر دیتے تو جب یاد آتا آپ استثنا کر لیتے اور انہوں نے فرمایا یہ بات رسول ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔ ہم میں سے کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ استثناء کرے مگر یہ کہ اپنی قسم کے ساتھ فوراً ہی استثناء کو شامل کرے۔

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے جیسا کہ شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے فرمایا کہ آپ کے لئے یہ جائز تھا کہ آپ خود کو اور اپنے رب کو ایک ضمیر میں جمع فرمائیں۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے کہ "اَنْ یَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ سِوَاهُمَا" اور آپ کا یہ اشارہ کہ "وَمَنْ یَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ" اور یہ بات آپ کے سوا پر ممنوع ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے اس خطیب سے فرمایا۔ جس وقت کہ اس نے یہ کہا "مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰی" خطیب سے فرمایا۔ تم کو یہ کہنا چاہئے تھا "وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" علماء نے فرمایا کہ یہ بات آپ کے سوا کے لئے ممنوع ہے۔ آپ کے لئے نہیں۔ اس لئے کہ آپ کے سوا جو کوئی جمع کرے گا تو اس میں برابری کے اطلاق کا وہم پیدا ہوگا۔ بخلاف آپ کے کیونکہ آپ کا منصب ہی ایسا ہے کہ آپ کی طرف ایسا وہم راہ ہی نہیں پا سکتا۔

آپ ﷺ پر زکوٰۃ واجب نہیں تھی

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ شاذلی طریقہ

کے شیخ الصوفیہ شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "التنویر" میں فرمایا انبیاء علیہم السلام کی شان یہ ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اس لئے کہ وہ اللہ ﷻ کے ساتھ ہیں اور ان کی اپنی کوئی ملکیت نہیں ہوتی۔ وہ صرف اسی کی شہادت دیتے ہیں جو ان کے دلوں میں اللہ ﷻ اپنی طرف سے ان کے لئے ودیعت فرمائے۔ وہ مختلف اوقات میں وہی خرچ کرتے ہیں جن کو اللہ ﷻ خرچ کرتا ہے اور اس کو اس کے محل کے سوا میں خرچ سے باز رکھتے ہیں اور اس لئے بھی ان پر زکوٰۃ کا وجوب نہیں کہ زکوٰۃ ان لوگوں کے لئے طہارت ہے جو چاہتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے ہو جائیں جن پر طہارت واجب ہو چکی ہے اور انبیاء علیہم السلام اپنی عصمت کی وجہ سے ناپاکی سے پاک و منزہ ہیں۔

اموال فئی سے ۴/۱ اور اموال غنیمت سے ۵/۱ آپ کا حصہ ہے [1]

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اموال فے میں سے چار خمس اور اموال غنیمت میں سے پانچواں حصہ آپ کا ہے اور یہ کہ تقسیم غنیمت سے پہلے غنیمت وغیرہ میں سے باندی وغیرہ جو پسند آئے اپنے لئے خاص فرمالیں۔ اللہ ﷻ نے فرمایا:

مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلَ (پ۲۸ الحشر ۷)

جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے وہ اللہ اور رسول کی ہے۔ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے (ترجمہ کنز الایمان)

اور فرمایا:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْئٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ۔ (پ۱۰ الانفال ۴۱)

اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

امام احمد و بخاری و مسلم رحمہم اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے رسول اللہ ﷺ کو اس فے میں اس چیز کے ساتھ خاص فرمایا جو آپ کے سوا کسی کو عطا نہ ہوا۔ چنانچہ فرمایا:

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ○ (پ۲۸ الحشر ۶)

---

[1] مال فئی وہ مال ہوتا ہے جو کفار سے لڑے بغیر حاصل ہو جبکہ مال غنیمت وہ مال ہوتا ہے جو کفار سے لڑائی کے بعد حاصل کیا جائے (ادارہ)

جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو ان سے' تو تم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ۔ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

تو یہ رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص تھا۔ آپ اپنی اہل کا خرچ اس سے سال بھر تک کرتے تھے اور جو مال باقی رہ جاتا اسے آپ لے کر اللہ ﷻ کے مال میں شامل کر دیتے تھے۔ اسی پر آپ نے اپنی تمام عمر عمل فرمایا پھر جب حضور ﷺ نے رحلت فرمائی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کہ ابوداؤد و حاکم رحمہما اللہ نے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے لئے بجز خمس کے تمہاری غنیمت میں سے اتنا بھی حلال نہیں ہے اور خمس لینا تمہارے حق میں مردود ہے۔

ابن سعد و ابن عساکر رحمہما اللہ نے عمر بن الحکم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ بنو قریظہ غلام بنائے گئے اور وہ غلام رسول اللہ ﷺ کے حضور میں پیش ہوئے تو ان میں ریحانہ بنت زید بن عمرو تھی۔ حضور ﷺ نے ریحانہ کو جدا کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ وہ علیحدہ کر لی گئی۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر غنیمت میں آپ کو اختیار حاصل تھا۔ تقسیم سے پہلے اپنے لئے جو چاہتے خاص فرما لیا کرتے تھے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "سنن" میں یزید بن شخیر رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے ایک بدوی صحابی شخص سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر یہ تحریر لکھ کر اسے عطا فرمائی کہ "مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰی بَنِیْ زُهَیْرِ بْنِ اُقَیْسٍ' اِنَّكُمْ اِنْ شَهِدْتُّمْ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَآتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاَدَّیْتُمُ الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَسَهْمَ النَّبِیِّ وَسَهْمَ الصَّفِیِّ' اَنْتُمْ اٰمِنُوْنَ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔"

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سہم الصفی (یعنی تقسیم سے قبل نبی کا خالص پسند فرمانا) صحیح آثار میں مشہور ہے اور اہل علم کے درمیان معروف ہے اور اہل سیر کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اسی سہم الصفی میں سے تھیں اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ سہم الصفی آپ کے ساتھ خاص تھا اور رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ شمشیر ذوالفقار رحمۃ اللہ علیہ اسی سہم صفی میں سے تھی۔

چراگاہ کا اپنی ذات کیلئے خاص فرمالینا آپ کے لئے مباح تھا

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ حِمٰی یعنی چراگاہ کا اپنے لئے خاص فرمانا ہے اور جس زمین کو آپ نے چراگاہ بنالیا وہ نہ ٹوٹے گی۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لَا حِمٰی اِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ" چراگاہ صرف اللہ ﷻ اور اس کے رسول

اللہ ﷺ ہی کے لئے ہے۔ کسی کے لئے نہیں۔

اصحاب نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جس زمین کو چاہیں جس میں کھیتی نہ ہو اپنے جانوروں کے لئے چراگاہ بنالیں یہ اختیار آپ ہی کو ہے۔ دیگر تمام آئمہ (خلیفہ وقت) کے لئے یہ اختیار قطعاً جائز نہیں ہے البتہ ان آئمہ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کے لئے چراگاہ منتخب کردیں۔ ایک قول یہ ہے یہ بھی جائز نہیں ہے۔ برتقدیر جواز ان آئمہ کے لئے جو بعد میں آئیں یہ جائز ہوگا کہ وہ چراگاہ کو منسوخ کردیں۔ لیکن جس قطعہ زمین کو رسول اللہ ﷺ نے بطور چراگاہ اپنے لئے مقرر فرمایا اسے کوئی نہیں بدل سکتا اور نہ اس کی حالت میں تغیر کرسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ قطعہ اراضی کو اس کی فتح سے پہلے چراگاہ کے لئے منتخب فرماتے تھے۔ اس لئے اللہ ﷻ نے آپ کو اس کا خاص مالک بنایا تھا۔ آپ اس میں جس طرح چاہیں تصرف فرمائیں۔

اور آپ نے بیت المقدس کے ایک گاؤں کو اس کی فتح سے پہلے تمیم داری اور اس کی اولاد کو بطور جاگیر عطا فرمایا تھا اور وہ جاگیر آج تک ان کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔ بعض حاکموں نے ان کو پریشان کرنے کا ارادہ کیا تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے کفر کا فتویٰ دیا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جنت کی زمین جاگیر میں عطا فرماتے تھے۔ یہ تو دنیاوی زمین ہے۔ یہ تو زیادہ اولیٰ ہے کہ کسی کو جاگیر اور اجارہ میں دی جائے۔

چند دیگر امور مباح جو ذات والا ﷺ کے ساتھ مختص ہیں

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں قتال کرنا اور وہاں قتل کرنا اور بغیر احرام کے داخل ہونا اور بعد امان کے قتل کرنا آپ کے لئے مباح کیا گیا۔ اللہ ﷻ نے فرمایا:

لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ وَاَنۡتَ حِلٌّ ۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ (پ البلد۱) مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو (ترجمہ کنزالایمان)

شیخین رحمہما اللہ نے انس ﷜ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے سال مکہ مکرمہ میں اس شان سے داخل ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر خود (عمامہ) تھا۔ جب آپ نے خود اتارا تو ایک شخص نے آکر بتایا ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے قتل کردو۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابوشریح عدوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فتح مکہ کے دن فرمایا اللہ ﷻ نے مکہ کو حرم بنایا ہے لوگوں نے

اسے حرم نہیں بنایا لہذا کسی آدمی کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے حلال نہیں ہے کہ وہ مکہ میں خونریزی کرے اور نہ اسے یہ حلال ہے کہ مکہ کا کوئی درخت کاٹے۔ اب اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کے قتال سے اجازت چاہے تو کہہ دو کہ اللہ ﷻ نے اپنے رسول ﷺ کے لئے اجازت دی اور تمہارے لئے اس نے اجازت نہیں دی ہے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن اس شان سے داخل ہوئے کہ بغیر احرام کے آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ کے لئے امان دینے کے بعد قتل کرنا جائز تھا۔

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس قول میں خطا کی ہے کیونکہ علماء نے فرمایا جس ذات مقدس پر آنکھ کے اشارے کو حرام کیا ہو اس کے لئے یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ وہ امن دینے کے بعد قتل کرے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ اپنے علم کے ذریعہ فیصلہ فرمائیں

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اپنے علم کے ذریعہ فیصلہ دیں اور اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے حکم فرمائیں اور اس کی شہادت قبول فرمائیں جو آپ کے لئے اور آپ کی اولاد کے لئے شہادت دے اور آپ اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے خود شہادت دیں۔ آپ ہدیہ کو قبول فرمائیں۔ بخلاف آپ کے سوا دیگر حکام کے کہ ان کے لئے ہدیہ جائز نہیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ قضائے بالعلم (ذاتی علم سے فیصلہ فرمانے) کے باب میں ہندہ زوجہ ابوسفیان کی حدیث لائے کہ حضور ﷺ نے ہندہ سے فرمایا کہ تم اپنے شوہر کے مال میں سے اس قدر مال لے سکتی ہو جو اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے کفایت کرسکے اور وہ معروف (بھلائی) کے ساتھ ہو۔

اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کے اپنے نفس کے حکم کے باب میں اور وہ شہادت قبول کرنے کے باب میں جس نے آپ کے حق میں گواہی دی حضرت خزیمہ ؓ کی شہادت کی حدیث لائے ہیں جو آگے آرہی ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب کہ یہ جائز رہا تو یہ بھی جائز ہے کہ آپ اپنی اولاد کے لئے بھی حکم فرمائیں اور قبول ھدیہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ غضب کی حالت میں آپ کے لئے حکم فرمانا اور فتوی دینا مکروہ نہ تھا۔ اس لئے کہ آپ پر غضب کی حالت میں وہ خوف نہیں تھا جو ہم پر خوف ہوتا ہے۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح مسلم" میں لقطہ کی حدیث بیان کرتے وقت اس کا ذکر کیا کہ

آپ نے اس بارے میں فتوی دیا۔ درآں حالیکہ آپ اتنے غضب میں تھے کہ آپ کے دونوں رخسار سرخ تھے۔

آپ کے خصائص میں یہ ہے کہ روزے کی حالت میں قوت شہوت کے باوجود بوسہ لینا جائز تھا۔ درآں حالیکہ یہ بات آپ کے سوا پر حرام ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسے لیا کرتے تھے۔ تم لوگوں میں کون شخص اپنی حاجت کا مالک ہوسکتا ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی حاجت کے مالک تھے۔

مسلم وابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں مباشرت یعنی بوس وکنار کرتے تھے اور آپ اپنی حاجت کے تم سے زیادہ مالک تھے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سنن'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لیا کرتے اور ان کی زبان چوسا کرتے تھے۔

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے لئے احرام کے بعد ہمیشہ خوشبو میں رہنا جائز تھا۔ یہ مالکیوں کے مذکورات میں ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ گویا کہ میں نبی کریم ﷺ کے جوڑوں میں احرام کی حالت میں تراوٹ دیکھتی تھی۔ مالکیہ نے کہا کہ احرام کے بعد خوشبو کی مداومت آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کیونکہ یہ دواعی نکاح میں سے ہے اس لئے لوگوں کو اس سے منع کیا گیا ہے۔ چونکہ حضور ﷺ اپنی حاجت کے لوگوں سے زیادہ مالک تھے اس لئے آپ ایسا کرتے تھے اور اس لئے بھی کہ آپ کو خوشبو محبوب کی گئی ہے تو آپ کو خوشبو کی اجازت دی گئی اور اس لئے بھی کہ وحی لانے کی وجہ سے فرشتوں سے آپ کی صحبت رہتی تھی۔

حالت جنابت میں مسجد میں قیام آپ کے لئے جائز تھا

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ جنابت کی حالت میں مسجد میں ٹھہرنا آپ کے لئے جائز تھا۔ اور سیدھے لیٹ کر سونے کے سبب آپ کا وضو نہ ٹوٹتا تھا اور شرم گاہ کے چھونے سے دو وجہوں میں سے ایک وجہ میں وضو نہیں ٹوٹتا تھا اور یہ وجہ میرے نزدیک اصح ہے۔

ترمذی وبیہقی رحمہما اللہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

علی مرتضیٰ ﷺ سے فرمایا میرے اور تمہارے سوا کسی کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں ٹھہرے۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے سعد ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے علی مرتضیٰ ﷺ سے فرمایا کہ میرے سوا اور تمہارے سوا کسی کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اس مسجد میں جنبی ہو۔

ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن الخطاب ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ ﷺ کو تین خوبیاں ایسی دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک وہ عرب کے سارے اونٹ مجھے دیئے جانے سے زیادہ محبوب ہوتی۔

(۱) حضرت علی مرتضیٰ ﷺ کی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر دی۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں ان کا اس حال میں رہنا کہ ان کے لئے وہ چیز حلال ہوئی جو میرے لئے مسجد میں حلال نہ ہوئی۔

(۳) خیبر کے دن علَم دیا جانا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنبی کا حالت حائض میں اس مسجد میں آنا حلال نہیں ہے بجز رسول اللہ ﷺ اور علی مرتضیٰ، سیدہ فاطمہ الزہرہ اور حسن وحسین ﷺ کے۔

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے ''اخبار مدینہ'' میں ابوحازم اشجعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ پاکیزہ مسجد بنائیں جس میں وہ اور ہارون علیہ السلام کے سوا کوئی نہ رہے اور اللہ ﷻ نے مجھے حکم فرمایا کہ پاکیزہ مسجد بناؤں جس میں میرے اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں فرزند کے سوا کوئی نہ ٹھہرے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے علی مرتضیٰ ﷺ سے فرمایا مسجد میں تمہارے لئے وہ چیز حلال ہے جو میرے لئے حلال ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں مسجد کو نہ جنبی کے لئے حلال قرار دیتا ہوں اور نہ حائض کو۔ بجز محمد ﷺ اور میری ازواج اور علی وفاطمہ ﷺ کے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سنن'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں مسجد کو نہ حائض کے لئے حلال قرار دیتا ہوں اور نہ جنبی کے لئے۔ البتہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے حلال ہے۔

شیخین رحمہا اللہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے رات میں وضو فرمایا اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ سو گئے یہاں تک کہ میں نے خرخراہٹ کی آواز سنی اس کے بعد موذن آیا اور آپ اٹھ کر نماز کے لئے تشریف لے گئے اور وضو نہیں کیا۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ سجدے کی حالت میں سو جایا کرتے تھے۔ اس کے بعد کھڑے ہو کر اپنی نماز تمام فرمایا کرتے تھے۔

ابن ماجہ و ابو یعلی رحمہا اللہ نے ابن مسعود ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سیدھے لیٹ کر سو جایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سانس کی آواز آنے لگتی پھر آپ اٹھ کر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ اس کی علت یہ ہے کہ آپ کی آنکھیں سوتیں اور آپ کا دل بیدار رہتا تھا۔

شیخین رحمہا اللہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی "اے خدا میں تجھ سے ایک عہد لیتا ہوں کہ مجھ سے اپنے عہد کے خلاف معاملہ نہ کرنا' بلاشبہ میں ایک بشر ہی ہوں تو جس مسلمان کو میں ایذا پہنچاؤں' یا اسے برا کہوں یا اس پر لعنت کروں یا اسے کوڑے ماروں تو میرے اس عمل کو اس کے حق میں تزکیہ' رحمت اور قربت دار بنا دینا اور اس کے سبب روز قیامت اپنی طرف اسے تقرب بنا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح حضرت انس ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور فرمایا اس آدمی کی حفاظت کرنا مگر وہ غافل ہو گئیں اور وہ آدمی بھاگ گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ تمہارے ہاتھ قطع کرے۔ یہ سن کر انہوں نے فریاد کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ اپنی امت کے جس انسان پر اللہ ﷻ سے بددعا کروں تو تو اس کے حق میں اس بددعا کو مغفرت قرار دینا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے خدا جاہلیت کے زمانے میں جس شخص پر میں نے لعنت کی ہو اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے لہٰذا تو اس کو اس (لعنت) کے حق میں اپنے حضور قربت قرار دینا۔

مسلمانوں پر لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ناموس پر اپنی جان قربان کر دے

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ جس شخص سے چاہیں بقوت اس کا کھانا

اس کا پینا لے لیں اور مالک پر دے دینا واجب ہے۔ اگرچہ وہ محتاج ہو اور اس پر لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ناموس پر اپنی جان قربان کر دے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ   یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔ (پ۲۱ الاحزاب ٦) (ترجمہ کنزالایمان)

علماء اعلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی ظالم آپ کی طرف قصد کرے تو ہر اس شخص پر واجب ہے جو اس وقت حاضر ہے اپنی جان کو رسول اللہ ﷺ کی حفاظت میں قربان کر دے۔ جس طرح کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے احد میں اپنی جان سے حضور ﷺ کی حفاظت فرمائی اور اگر حضور ﷺ کسی عورت کو اپنے نکاح میں لانا چاہیں تو اس پر واجب ہے کہ قبول کرے اگر وہ بے شوہر ہو اور آپ کے سوا پر حرام ہے اس عورت سے نکاح کا پیام دے اور اگر وہ عورت شوہر والی ہے تو اس کے شوہر پر واجب ہے کہ اسے طلاق دے دے تاکہ حضور ﷺ اس سے نکاح کر لیں۔

۱ جیسا کہ پہلے اس آیت کے تحت گزر چکا ہے' کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ۔ (پ۹ الانفال ۲۴)'' اسی آیت کے ساتھ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی استدلال کیا ہے۔

اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے قصہ میں طلاق دینے کے واجب ہونے کے سبب یہی استدلال کیا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ممکن ہے اس قصے میں یہ حکمت ہے کہ شوہر کی جانب سے اپنی بیوی کو چھوڑنے کی تکلیف کے ذریعہ ان کے ایمان کا امتحان مقصود ہو' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے بیوی' اس کے بچوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بشری آزمائشوں کے ذریعہ اور گوشہ چشم کے اشارے سے منع کرنے کے ذریعہ اور ضمیر کی ان باتوں کے ذریعہ جو مخالف اظہار ہیں آپ کی آزمائش ہے۔

چار عورتوں سے زیادہ بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا آپ کے خصائص میں سے ہے

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا آپ کے لئے مباح تھا اس پر سب کا اجماع ہے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ ''مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ

(پ۲۲ الاحزاب ۸) ''نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لیے مقرر فرمائی اللہ کا دستور چلا آ رہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے (ترجمہ کنزالایمان) کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح کریں یہ فریضہ ہے اور جتنے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں یہ ان سب کی سنت ہے چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک سو بیویاں تھیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن میں آیہ کریمہ ''یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَھُنَّ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلَیْکَ وَبَنٰتِ عَمِّکَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِکَ وَ بَنٰتِ خَالِکَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِکَ الّٰتِیْ ھَاجَرْنَ مَعَکَ وَامْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً اِنْ وَّھَبَتْ نَفْسَھَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَھَا ن خَالِصَۃً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ (پ۲۲ الاحزاب ۵۱) ''اے غیب بتانے والے (نبی) ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تمہارے لیے امت کے لیے نہیں (ترجمہ کنزالایمان)'' کے تحت فرمایا باوجودیکہ حضور اکرم ﷺ کی متعدد ازواج تھیں۔ اللہ عزوجل نے آپ کے لئے ایسی عورتوں سے نکاح کرنا حلال فرمایا جن کے شوہر نہیں ہیں۔ جس دن اللہ عزوجل نے آپ کے لئے نکاح حلال کیا اس دن آپ ﷺ کے چچا کی بیٹیاں، پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں موجود تھیں۔

علماء نے فرمایا جب کہ آزاد کو غلام پر اس بنا پر فضیلت دی گئی کہ غلام کے لئے جتنی عورتیں رکھنا مباح ہے اس سے زائد آزاد عورتوں کو نکاح میں لاسکتا ہے تو نبی کریم ﷺ کے لئے واجب ہونا چاہئے کہ آپ کی تمام امت زیادہ سے زیادہ جو کہ چار ہیں ازواج رکھنے کی فضیلت رکھتی ہے۔ امت کے کثرت مباح چاہنے کے سبب آپ کے لئے اس سے اکثر بیبیاں مباح ہونی چاہئیں۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے ہمارے نبی ﷺ کے لئے ننانوے ازواج حلال کیں اور انہوں نے اس ضمن میں بہ کثرت فوائد بیان کئے ہیں۔ ان فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ یہ محاسن باطنی کی نقل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ محاسن ظاہر و باطن میں مکمل تھے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ اس شریعت کی نقل ہے جس پر لوگوں کو اطلاع نہ تھی۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ

زیادہ سے زیادہ قبائل کو حضور ﷺ اپنا سسرال بننے کا شرف عطا فرمادیں۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ آپ کو اپنے اعداء کی طرف سے جو اذیت و تکلیف پہنچے ازواج کی کثرت کے سبب شرح صدر رہے اور پانچواں فائدہ یہ ہے کہ بارگاہِ رسالت کے تحمل کے باوجود کثرت ازواج پر قائم رہنے میں جو تکلیف کی زیادتی ہے وہ آپ کی ریاضت و مشقت کے لئے اعظم ہے اور اس کا اجر بھی زیادہ ہے۔ چھٹا فائدہ یہ ہے کہ آپ کے حق میں نکاح کرنا عبادت ہے۔

علماء اعلام نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ایسے وقت میں نکاح فرمایا جس وقت ان کے باپ حضور ﷺ کے دشمن تھے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ایسے وقت میں نکاح کیا جبکہ ان کا باپ اور ان کا چچا اور ان کا شوہر قتل ہو چکا تھا۔ اب اگر یہ ازواج آپ کے اس باطنی احوال سے مطلع نہ ہوتیں کہ آپ اکمل الخلق ہیں تو یقیناً طبائع بشریہ اس کی مقتضی ہوتیں کہ وہ عورتیں اپنے ماں باپ اور اپنے خاندان کی طرف مائل ہو جاتیں اور آپ کے حبالۂ عقد میں کثرت کے ساتھ وہی ازواج تھیں جو آپ کے معجزات اور آپ کے باطنی کمالات کے اظہار و بیان کے لئے تھیں جس طرح کہ ظاہری معجزات و کمالات کو مردوں نے جانا پہچانا تھا۔

بغیر ولی اور گواہ کے آپ کے لئے نکاح مباح تھا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سنن'' میں ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ بغیر ولی کے نکاح نہیں اور بغیر گواہ و مہر کے نکاح نہیں۔ لیکن نبی کریم ﷺ کے نکاح کے لئے ان میں سے کوئی شرط نہیں تھی۔ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو بھی لائے ہیں جسے مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس وقت حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنایا تو لوگوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ آپ نے ان سے نکاح فرمایا یا انہیں ام ولد بنایا ہے اور لوگوں نے کہا اگر آپ ان کا پردہ کرائیں گے تو وہ آپ کی زوجہ ہوں گی اور اگر ان کا پردہ نہ کرایا تو وہ ام ولد ہوں گی۔ چنانچہ جب آپ نے انہیں سوار کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کا پردہ کرایا گیا۔ اس سے لوگوں نے جانا کہ آپ نے ان سے نکاح فرمایا ہے۔ اس حدیث سے دلالت کی وجہ ظاہر ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

علماء اعلام نے فرمایا امت کے نکاح میں ولی کا اعتبار اسی مقصد سے ہے۔ کفارت یعنی ہم نسبی کی محافظت کی جائے مگر نبی کریم ﷺ اکفاء سے بالاتر ہیں اور امت کے نکاح میں گواہوں کا اعتبار اس لئے ہے کہ نکاح سے انکار نہ کیا جا سکے۔ اور نبی کریم ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ نکاح سے انکار نہ کریں گے۔ اور اگر عورت نکاح سے انکار کرے گی تو اس کی بات آپ کے خلاف اثر

انداز ہوگی ہی نہیں۔

عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح مہذب'' میں فرمایا ایسی منکرہ عورت آپ کی تکذیب کی بناء پر کافرہ ہو جائے گی۔ اور رسول اللہ ﷺ کا کسی عورت سے نکاح فرمانا اپنی ذات کی جانب سے تھا۔ اور آپ طرفین کی جانب سے بغیر عورت کے اذن اور اس کے ولی کے اذن کے والی تھے۔ کیونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا ''اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ'' (پ۲۱ الاحزاب ۶)

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے لئے عورت اللہ ﷻ کے حلال قرار دینے کی وجہ سے حلال تھی۔ آپ بغیر عقد کے اسے نواز سکتے تھے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب کہ یہ بات آپ کے لئے جائز ہے تو یہ بات بھی آپ کے لئے جائز ہوگئی کہ بغیر عورت سے مشورہ لئے اس کا عقد کر دیں۔ اللہ ﷻ نے فرمایا ''فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا'' (پ۲۲ الاحزاب ۳۷) پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے تمہارے نکاح میں دے دی (ترجمہ کنز الایمان)

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات پر تفاخر کرتی تھیں۔ وہ کہتی تھی کہ تم سب کو تو تمہارے گھر والوں نے بیاہا ہے۔ لیکن مجھے اللہ ﷻ نے ساتوں آسمان کے اوپر بیاہا ہے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید ﷺ سے فرمایا جاؤ اور زینب کو میری طرف سے پیام دو تو وہ گئے اور ان کو پیام پہنچایا یہ سن کر انہوں نے کہا کہ میں کچھ نہیں کروں گی جب تک کہ میں اپنے رب سے مشورہ نہ کرلوں پھر وہ نماز پڑھنے کھڑی ہوگئیں' اور آیات قرآنیہ نازل ہوئی۔ اور رسول اللہ ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ بغیر اذن کے ان کو سرفرازی بخشی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن حسین ﷺ سے ارشاد باری تعالیٰ ''وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ'' (پ۲۲ الاحزاب ۳۷) ''تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا۔ (ترجمہ کنز الایمان) کی تفسیر میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ ﷻ نے حضور کو علم دے دیا تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کے حبالہ عقد میں آئیں گی۔ قبل اس کے کہ آپ ان سے تزوج فرمائیں۔ چنانچہ جب آپ کے پاس حضرت زید ﷺ ان کی شکایت لے کر آئے تو حضور ﷺ نے فرمایا ''وَاتَّقِ اللّٰهَ وَاَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ'' اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دو اور اللہ سے ڈرو (ترجمہ کنز الایمان) اس پر زید نے عرض کیا ''قَدْ اَخْبَرْتُكَ اِنِّيْ مُزَوِّجُكَهَا وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ''

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا شرف

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا انہوں نے زینب رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کی ازواج میں کسی کے مانند نہیں ہوں۔ ان سب سے مہروں کے ساتھ نکاح کیا ہے اور ان کا نکاح ان کے ولیوں نے کیا ہے لیکن میرا نکاح اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ نے کیا ہے اور قرآن میں نازل کیا ہے جسے تمام مسلمان پڑھیں گے نہ اسے کوئی بدل سکتا ہے اور نہ پھیر سکتا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ و ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا اللہ ﷻ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا پر رحم فرمائے۔ انہوں نے اس دنیا میں وہ شرف پایا ہے کہ ایسا شرف کسی نے نہیں پایا۔ اللہ ﷻ نے ان کا نکاح دنیا میں اپنے نبی سے فرمایا اور ان کے ساتھ قرآن گویا ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج سے اس وقت فرمایا جب کہ ہم سب آپ کے گرد جمع تھے۔ ''تم میں سے وہ عورت سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی ہے جس کے ہاتھ دراز ہیں۔'' تو آپ نے ان کو جلد تر ملنے کی بشارت کے ساتھ نوازا اور وہ جنت میں آپ کی زوجیت میں ہیں۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کرتی تھیں کہ مجھے آپ کے ساتھ تین باتوں پر ناز ہے اور تینوں باتیں آپ کی ازواج میں سے کسی کو حاصل نہیں ہے۔ ایک یہ کہ میرا جد اور آپ کا جد ایک ہے دوسرے یہ کہ میرا نکاح اللہ ﷻ نے آپ کے ساتھ آسمان میں کیا۔ تیسرے یہ کہ سفیر جبریل علیہ السلام بنے۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنا نفس حضور ﷺ کیلئے ہبہ فرما دیا تھا

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا نکاح لفظ ہبہ اور بغیر مہر کے ابتداءً اور انتہاءً ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا:

''یَاۤ اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْکَ وَبَنٰتِ عَمِّکَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِکَ وَبَنٰتِ خَالِکَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِکَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَکَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ — (پ۲۲ الاحزاب ۵۱)

''اے غیب بتانے والے (نبی) ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھپیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی

بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تمہارے لیے امت کے لیے نہیں (ترجمہ کنز الایمان)''

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عکرمہ ﷺ سے روایت کی حضرت میمونہ الحارث ﷺ نے اپنے نفس کو نبی کریم ﷺ کو ہبہ کیا تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ام شریک رضی اللہ عنہا نے اپنا نفس نبی کریم ﷺ کو ہبہ کیا مگر حضور ﷺ نے ان کو قبول نہ فرمایا اور ام شریک رضی اللہ عنہا نے کسی سے نکاح بھی نہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئیں۔

ابن سعد و بیہقی رحمہما اللہ نے ''سنن'' میں شعبی ﷺ سے ارشاد باری تعالیٰ ''تُرۡجِیۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ'' (پ۲۲ الاحزاب ۵۱) کے تحت روایت کی انہوں نے کہا ان سے وہ عورتیں مراد ہیں جنہوں نے اپنا نفس نبی کریم ﷺ کو ہبہ کیا اور آپ نے بعض عورتوں کو سرفراز فرمایا اور بعض کو امید میں رکھا اور جنہوں نے آپ کے بعد نکاح نہ کیا ان میں سے ام شریک رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔

سعید بن منصور اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''سنن'' میں ابن المسیب ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لئے ہبہ کرنا حلال نہیں ہے اور یہ کہ کیا آپ کی طرف سے بھی لفظ ہبہ کو قبول کرنا کافی ہے جیسا کہ عورت کی طرف سے لفظ ہبہ کہنا کافی ہوتا ہے یا آپ کی طرف سے لفظ نکاح شرط ہوتا ہے اس میں دو وجہیں ہیں۔ اصح وجہ دوسری ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ظاہر ہے کہ ''اَنۡ یَّسۡتَنۡکِحَهَا'' لہٰذا آپ کی جانب نکاح اعتبار کیا جائے گا۔

اس سلسلے کے دوسرے خصائص

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ اپنی ازواج کے درمیان عدم تقسیم مباح تھا۔ یہ بات دو قولوں میں سے ایک قول میں ہے۔ اور یہی مختار ہے اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ چونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا۔

تُرۡجِیۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ وَتُـٔۡوِیۡۤ اِلَیۡکَ مَنۡ تَشَآءُ وَمَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡکَ

(پ۲۲ الاحزاب ۵۱)

پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی کچھ گناہ نہیں۔

(ترجمہ کنز الایمان)

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول

اللہ ﷺ کو اپنی ازواج کی تقسیم کے درمیان فراخی دی گئی تھی۔ ان کے درمیان جس طرح چاہیں تقسیم فرمائیں۔ یہ بات اللہ ﷻ کے اس ارشاد میں ہے۔ ''ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُھُنَّ'' بعض علماء نے کہا کہ آپ وجوب قسمت میں' لوازم پر دورہ فرماتے تھے اور یہ بات وجوب قسمت کے منافی ہے۔ اور ابن القشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ آپ پر یہ واجب تھا پھر یہ حکم مذکورہ آیت سے منسوخ ہو گیا۔

اور آپ ﷺ پر اپنی ازواج کے نفقہ کے وجوب میں بھی دو وجہیں ہیں۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے وجوب کو صحیح کہا ہے۔ اس تقدیر پر نفقہ کا اندازہ نہیں کیا جائے گا۔ بخلاف آپ کے غیر کے۔ ان کے لئے اندازہ کیا جانا ضروری ہے۔

شیخین رحمہا اللہ نے ابن عباس ﷛ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا اس میں ایک وجہ ہے جسے رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ آپ کے لئے آپ کے غیر کی معتدہ عورت سے نکاح کرنا اور عورت اور اس کی بہن اور اس کی پھوپھی اور اس کی خالہ اور اس کی بیٹی کو اپنے نکاح میں جمع فرمانا بھی جائز تھا۔ لیکن اصح یہی ہے کہ ان تمام صورتوں میں منع ہے۔ اور اس کی شاہد وہ حدیث ہے جو صحیحین میں بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے۔ اور آپ ﷺ کا حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے یہ فرمانا جب کہ انہوں نے اپنی بہن کو آپ پر پیش کیا تھا کہ یہ میرے لئے حلال نہیں ہے۔ اور تم میرے حضور اپنی بیٹیوں اور اپنی بہنوں کو پیش کرو۔

یہ بات صحیح ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے چھ یا سات سال کی عمر کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کی طرف گئے ہیں جسے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔ اور یہ بات باپ کے لئے جائز نہیں ہے۔ کہ اپنی بیٹی کا نکاح بالغ ہونے سے پہلے کر دے۔ اس بات کو ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ ''الخصائص'' میں لائے ہیں اور انہوں نے کہا یہ غریب و نادر ہے۔ ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی اور نے کہا ہے ہمیں اس کا علم نہیں ہے اور جمہور علماء نے کہا ہے کہ باپ کی ولایت سے نابالغہ کا نکاح ہر ایک کے لئے جائز ہے اور یہ بات حضور کے خصائص میں سے نہیں ہے بلکہ ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ اپنی باندی کو آزاد کر کے اس کی آزادی کو اس کا مہر قرار دیں۔

شیخین رحمہا اللہ نے انس ﷛ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد

کیا۔اور اس کی آزادی کو اس کا مہر قرار دیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سنن'' میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کیا۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ ان کا مہر کیا ہے؟ فرمایا ان کی جان ان کا مہر ہے۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا عمل تو کیا ہے لیکن اس پر کوئی دلیل قائم نہیں فرمائی کہ یہ فعل آپ کے ساتھ خاص تھا اور آپ کی امت کے لئے جائز نہیں۔ لہٰذا امت کے لئے بھی ایسا کرنا مباح ہے۔ کیونکہ اس میں آپ کی تخصیص کے وجود پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول میرے نزدیک مختار ہے۔ یہی مذہب امام احمد و اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اجنبی عورتوں کی طرف آپ کا دیکھنا اور تنہائی میں ان کے ساتھ تشریف رکھنا مباح تھا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خالد بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس میرے گھر اس حال میں تشریف لائے اس وقت میری شادی ہو چکی تھی اور آپ میرے بستر پر اس طرح تشریف فرما ہوئے جس طرح ہم تم بیٹھے ہوئے ہیں۔ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس حدیث میں جو مفہوم ہے وہ اس پر محمول ہے کہ یہ واقعہ پردے کی آیت کے نزول سے پہلے کا ہے یا یہ بات ہے کہ کسی ضرورت سے دیکھنا جائز ہو۔ یا یہ کہ فتنہ کا خوف نہ ہو تو دیکھنا جائز ہو۔ واللہ اعلم۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دلائل قویہ سے ہمیں جو بات واضح ہوئی ہے یہ ہے کہ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اور اس کی طرف نظر کرنے کا جواز نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ اور وہ جواب صحیح ہے جو ام حرام رضی اللہ عنہا کے قصے میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ اور ان کے نزدیک خواب استراحت فرمائی اور وہ آپ کے سر مبارک کو آراستہ کرتی تھیں باوجودیکہ آپ دونوں کے درمیان نہ محرمیت تھی اور نہ زوجیت۔

ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ کے ''الخصائص'' میں مذکور ہے اور انہوں نے ام حرام رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی ہے۔ جن علماء نے علم انساب کا احاطہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ دونوں کے درمیان محرمیت نہ تھی۔ اسے حافظ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بات ام حرام رضی اللہ عنہا اور ان کی بہن ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص تھی۔ ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ معصوم ہیں اس بنا پر کہا جائے گا کہ اجنبیہ کے ساتھ خلوت کرنا حضور ﷺ کے

خصائص میں سے تھا۔ اور بعض مشائخ شافعیہ نے بھی اس کا ادعا کیا ہے انتہی۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ عورتوں میں سے جس کو چاہیں جس کے ساتھ چاہیں اس کی رضامندی سے اور ان کے والدین کی رضا حاصل کئے بغیر خود بجبر نکاح کر دیں۔ چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ''وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ۔ (پ۲۲ الاحزاب ۳۶)'' اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''سنن'' میں اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ''اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ'' (پ۲۱ الاحزاب ۶) نقل کر کے اس روایت کو بیان کیا ہے جسے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مومن نہیں ہے جب تک کہ میں اس کے نزدیک دنیا اور آخرت میں احق نہ ہوں۔ اور وہ روایت نقل کی ہے۔

جسے شیخین رحمہما اللہ نے سہل بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس عورت آئی اور اس نے اپنا نفس آپ پر پیش کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے عورتوں کی حاجت نہیں ہے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس عورت کو میرے ساتھ بیاہ دیجئے۔ آپ نے فرمایا جتنا قرآن تیرے پاس ہے اس کے عوض میں نے اس عورت کا عقد تیرے ساتھ کر دیا۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو زید بن حارثہ ﷺ کے ساتھ عقد کا پیام دیا تو زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میں ان کے ساتھ نکاح نہیں کروں گی۔ ابھی حضور ﷺ اور ان کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی کہ اللہ ﷻ نے اپنے رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی کہ ''وَمَا كَانَ مُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ (پ۲۲ الاحزاب ۳۶) حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ میرے لئے اس عقد پر راضی ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اس صورت میں میں اللہ ﷻ کے رسول ﷺ کی نافرمانی نہیں کروں گی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن کعب قرظی ﷺ سے روایت کی کہ عبداللہ ذوالبجادین ﷺ نے ایک عورت کو اپنا پیام نکاح دیا مگر اس عورت نے ان سے نکاح کرنا قبول نہ کیا پھر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے اس عورت سے پوچھا تو اس نے انکار کیا۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا اے عبداللہ! کیا وہ خبر صحیح ہے جو مجھے پہنچی ہے کہ تم فلاں عورت کا ذکر کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا صحیح ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اس عورت کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا پھر وہ عورت ان کے گھر پہنچ گئی۔

مذکورہ صورت میں آپ کو حق حاصل ہے کہ اپنی بیٹیوں کے سوا دیگر چھوٹی لڑکیوں کا نکاح فرمادیں۔ چنانچہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سنن'' میں ابن عباس ﷺ سے روایت کی کہ عمارہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں تھیں جب نبی کریم ﷺ عمرۃ القضاء میں تشریف لے گئے تو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ان کو لے کر آئے اور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا آپ ان سے نکاح فرمالیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح سلمہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نکاح کے باب میں نبی کریم ﷺ کو صغیرہ اور غیر صغیرہ کے نکاح کرنے میں وہ حق حاصل ہے جو آپ کے سوا کسی کو حاصل نہیں اور اسی بنا پر عمارہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کرنے میں آپ ولی ہوئے اور ان کے چچا حضرت عباس ﷺ ولی نہ ہوئے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سنن'' میں سلمہ بن ابو سلمہ ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پیام نکاح دیا اور انہوں نے کہا میرا کوئی ولی موجود نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اپنے بیٹے کو حکم دو کہ وہ تمہارا نکاح کر دے تو ان کے بیٹے نے ان کا نکاح کر دیا۔ حالانکہ وہ اس وقت چھوٹے تھے بالغ نہ ہوئے تھے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نکاح کے باب میں نبی کریم ﷺ کو وہ حق حاصل تھا جو آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی طلاق کا انحصار تین میں نہیں ہے یہ دو قولوں میں سے ایک قول پر ہے۔ جس طرح کہ آپ کی ازواج کی گنتی کا انحصار نہیں اور بروجہ حصر اگر آپ ایک طلاق دیں تو وہ تین واقع ہوں گی تو کیا وہ مطلقہ عورت دوسرے شوہر سے خلوت صحیحہ کرنے کے بعد حلال ہوگی؟ اس میں دو قول ہیں۔ ایک قول میں تو حلال ہو جائے گی اس سبب سے کہ آپ کے غیر پر آپ کی ازواج ہونے میں آپ خاص ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مطلقہ عورت کبھی آپ کے لئے حلال نہ ہوگی۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ نے اپنی باندی ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو حرام کر دیا مگر وہ آپ پر حرام نہ ہوئی اور نہ آپ پر کفارہ لازم ہوا۔ یہ اس صورت میں ہے جو مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے علت یہ ہے کہ آپ مغفور ہیں اور آپ کے سوا آپ کی امت میں سے کوئی جب اپنی باندی کو اپنے پر حرام کر لے تو اس پر کفارہ لازم ہے۔

حضور ﷺ کا اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمانا آپ کے خصائص میں سے ہے

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی اور کسی کے لئے دوسرے کی طرف سے بغیر اس کی اجازت کے قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگوں والا دنبہ عیدگاہ میں ذبح کر کے دعا کی کہ اے خدا! یہ میری طرف سے قربانی ان کے لئے ہے جو میری امت میں سے قربانی نہ کر سکیں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دنبوں کی قربانی دی اور ایک کو ذبح کر کے دعا مانگی کہ اے خدا عزوجل! یہ محمد ﷺ اور اس کی امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے توحید اور میری تبلیغ کی گواہی رکھی۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہر امت کے لئے قربانی دینے کو ہم نے لازم کیا ہے اور انہوں نے قربانی دی ہے اور اس کو ذبح کیا ہے۔

مجھ سے ابورافع رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ جب قربانی دیا کرتے تو آپ دو سفید و سیاہ اور سینگوں والے دنبے خریدا کرتے تھے اور جب آپ خطبہ و نماز سے فارغ ہو جاتے تو ایک کو ذبح کر کے کہتے اے خدا! یہ قربانی میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے تیری توحید اور میری تبلیغ کی گواہی دی۔ اس کے بعد دوسرا دنبہ لایا جاتا اور آپ ﷺ اسے ذبح کر کے دعا کرتے کہ اے خدا! یہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کی قربانی ہے۔ اس کے بعد دونوں کو مساکین کو کھلاتے اور ان دونوں میں سے خود بھی اور آپ کے اہل خانہ بھی کھایا کرتے تھے' پھر ہم برسوں مقیم رہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ہمارے قرض اور مشقت کی کفایت فرمائی۔ اب بنی ہاشم کا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو قربانی نہ دیتا ہو۔

ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ نے طعام الفجارۃ تناول فرمایا باوجویکہ آپ اس سے منع فرماتے تھے مگر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا کہ وہ امت کے لئے مباح ہے اور ممانعت ثابت نہیں ہے۔

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے خصائص میں شمار کیا ہے کہ جو شخص آپ کو برا کہے یا آپ کو گالی دے آپ کو حق ہے کہ اسے قتل کر دیں اور یہ حکم قضاء لنفسہ کی طرف راجع ہے۔

قسم الکرامات[1]

حضور ﷺ کا ترکہ ورثاء پر تقسیم نہیں ہوگا

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہماری میراث کوئی نہ پائے گا۔ جو کچھ ہم چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا۔ بلاشبہ آل محمد ﷺ اس مال میں سے کھائیں گے۔ خدا کی قسم' میں (ابوبکر) رسول اللہ ﷺ کے ترکہ میں سے ذرہ بھر تغیر نہیں کروں گا وہ اسی حال پر برقرار رہیں گے جس حال پر رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں تھے اور میں اس میں وہی عمل کروں گا جو رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ عمل فرماتے تھے۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے ورثاء درہم و دینا کو باہم تقسیم نہ کریں جو کچھ میں چھوڑوں گا میرے بعد وہ میری ازواج کا نفقہ ہے اور عاملوں کی اجرت ہے کیونکہ وہ صدقہ ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تم راضی نہیں کہ تم میری طرف سے بمنزلہ ہارون علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ہو بجز اسکے کہ نہ نبوت' اور نہ وراثت ہے۔

فائدہ: قاضی عیاض رحمہ اللہ نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ خصائص ہیں۔ جن سے ہمارے نبی ﷺ مختص تھے۔ بخلاف تمام انبیاء علیہم السلام کے وہ وارث ہوئے تھے اس لئے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ''وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ۔ (پ۱۹ النمل ۱۶) اور سلیمان داؤد کا جانشین ہوا (ترجمہ کنز الایمان) اور زکریا علیہ السلام نے کہا ''فَهَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ (پ۱۶ مریم ۶)'' تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرے کام اٹھائے وہ میرا جانشین ہو اور اولاد یعقوب کا وارث ہو (ترجمہ کنز الایمان) اس صورت میں آپ کی یہ خصوصیت ان خصائص میں شامل کی جائے گی جن کے سبب آپ تمام انبیاء سے ممتاز ہیں۔ بایں ہمہ صحیح وصواب وہ ہے جس پر تمام علماء ہیں وہ یہ کہ یہ حکم تمام انبیاء کے لئے تھا اس وجہ سے کہ نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ ''اَنَا مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُوْرَثُ'' ہم گروہ انبیاء سے کوئی

۱۔ یہاں کرامات سے مراد نبی کریم ﷺ سے متعلق وہ خصوصی احکام ہیں جن کے سبب سے آپ ﷺ کی فضیلت تمام مخلوق پر ظاہر ہوئی ہے۔

میراث نہیں پاتے اور مذکورہ دونوں آیتوں کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں میں نبوت وعلم کی وراثت مراد ہے نہ کہ مال و جائداد کی۔

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا امت کے علماء انبیاء کے وارث ہیں اس لئے کہ انبیاء کے درہم و دینار کی وراثت کوئی نہیں پاتا۔ وہ صرف علم کے ہی وارث ہوتے ہیں تو جس نے علم حاصل کیا اس نے بھرپور دولت حاصل کرلی اور انہوں نے اس حکمت میں کہ انبیاء کا مال میراث میں تقسیم نہیں کیا جاتا کئی وجوہ بیان کیے ہیں۔

ان وجوہ میں سے یہ ہے کہ انبیاء کے قرابت داران کی موت کی تمنا نہ کریں ورنہ وہ اس تمنا میں ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ انبیاء کے ساتھ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ ان کو دنیا سے رغبت تھی اور وہ اپنے ورثاء کیلئے دنیا جمع کرتے تھے اور ایک وجہ یہ کہ تمام انبیاء زندہ ہیں اور زندہ کی میراث نہیں ہوتی۔ اسی بنا پر امام الحرمین اس طرف گئے ہیں کہ ان کا مال ان کی ملک پر باقی ہے ان کی طرف سے ان کے اہل پر خرچ کیا جائے گا جس طرح کہ حضور اکرم ﷺ اپنی حیات میں خرچ کرتے تھے کیونکہ آپ زندہ ہیں۔ اسی سبب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کی طرف سے آپ کے اہل اور آپ کے خدام پر خرچ کرتے تھے اور اس جگہ پر صرف کرتے تھے جہاں حضور ﷺ اپنی حیات میں صرف فرماتے تھے۔

اور نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اس کو ترجیح دی ہے کہ اس کی ملکیت آپ سے جاتی رہی اور وہ تمام مسلمانوں پر صدقہ ہے۔ اس کے ساتھ ورثاء کی تخصیص نہیں ہے۔ اس بات سے بعض علماء نے ایک اور خصوصیت اخذ کی ہے وہ یہ کہ آپ کے لئے اپنے تمام مال کو اپنی وفات کے بعد صدقہ کردینے کو مباح کیا گیا۔ بخلاف آپ کی امت کے اور ان کو تہائی مال پر پابند کردیا گیا۔

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ کی ازواجِ مطہرات امہات المومنین ہیں اور اس سلسلے کے دیگر امور

ازواجِ مطہرات کا امہات المومنین ہونا' ان سے نکاح کرنے اور ان کے احترام و طاعت کرنے میں ہے نہ کہ ان کی طرف دیکھنے یا کسی اور بات میں ہے۔

اللہ ﷻ نے فرمایا "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (پ۲۱

الاحزاب ٦) اور یہ بھی قرات کی گئی ہے کہ "وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ" حضور ﷺ مسلمانوں کے باپ ہیں اور یہ ازواج، مرد مسلمانوں کی مائیں ہیں نہ کہ عورتوں کی۔ اس لئے کہ مائیں ہونے کا فائدہ مردوں کے حق میں ہے اور وہ فائدہ نکاح ہے جو کہ عورتوں کے حق میں مفقود ہے۔

ابن سعد و بیہقی رحمہا اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک عورت نے ان کو یا امی کہہ کر مخاطب کیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا ہم تم مردوں کی مائیں ہیں اور تم عورتوں کی مائیں نہیں ہیں اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا ہم تم سے سب مردوں اور عورتوں کی مائیں ہیں۔ اسی روایت سے علماء کی ایک جماعت حجت پکڑتی ہے۔ اس لئے کہ احترام و تعظیم کا فائدہ عورتوں میں بھی موجود ہے۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تمام مرد و عورت کے حرمت و تعظیم میں باپ ہیں۔

آپ ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات کو ان کے پردوں میں ان کے جثہ کو دیکھنا اور ان سے بالمشافہ بات کرنا حرام ہے۔

اللہ ﷻ نے فرمایا "وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو (ترجمہ کنز الایمان)

کتاب الروضہ میں رافعی اور بغوی رحمہا اللہ کے اتباع میں علماء نے فرمایا کہ کسی کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ ان سے کچھ پوچھے مگر یہ کہ پردے کے پیچھے سے ہو۔ لیکن ان کے سوا عورتوں کا مسئلہ تو جائز ہے کہ ان سے بالمشافہ کچھ پوچھے۔

قاضی عیاض و نووی رحمہا اللہ نے "شرح مسلم" میں فرمایا کہ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے چھپانے میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات مخصوص کی گئی ہیں۔ ان پر حجاب فرض ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ان کے لئے شہادت یا کسی اور وجہ سے ہاتھوں اور چہروں کا کھولنا جائز نہیں ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ چادر وغیرہ میں اپنے جثوں کو ظاہر کریں اور ان پر فرض ہے کہ وہ پردہ نشین رہیں۔ بجز حوائج ضروریہ مثلاً بول و براز وغیرہ کے لئے باہر نکلنے کے۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ ازواج مطہرات جب لوگوں کے لئے بیٹھتیں تو پردے کے اس طرف بیٹھتی تھیں اور جب وہ باہر نکلتیں تو پردہ کر کے اپنے جثوں کو پوشیدہ کر کے نکلتیں اور جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو ان کی نعش کے اوپر ان کے جثہ کی پردہ پوشی کا گہوارہ بنایا گیا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حجاب کے فرض ہونے کے بعد اپنی کسی حاجت سے باہر نکلیں چونکہ وہ عظیم الجثہ عورت تھیں کسی پر

وہ مخفی نہ رہتی تھی ہر ایک ان کو پہچان جاتا تھا۔ چنانچہ جب حضرت عمر ﷛ نے ان کو دیکھا تو انہوں نے کہا اے سودہ آگاہ رہو۔ خدا کی قسم تم ہم پر مخفی نہیں رہ سکتیں۔ تم اپنے حال پر غور کرو کہ تم کیسے باہر نکلتی ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ فوراً واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اس وقت حضور ﷺ کے دست اقدس میں شانہ تھا اور اسے تناول فرما رہے تھے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں اپنی حاجت سے باہر نکلی تو مجھ سے حضرت عمر ﷛ نے یہ یہ کہا۔ اسی لمحہ اللہ ﷻ نے حضور ﷺ پر وحی نازل فرمائی درآں حالیکہ وہ شانہ آپ کے دست میں ہی تھا اور اسے رکھا نہ تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ نے تم کو اپنی حاجت سے باہر جانے کی اجازت دے دی ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن عوف ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا حضرت عمر ﷛ نے اس سن میں جس میں انہوں نے وفات پائی مجھے اور حضرت عثمان ﷛ کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات کے ساتھ بھیجا۔ وہ سب پردہ کیے ہوئے تھیں۔ حضرت عثمان ﷛ ان کے آگے آگے چلتے تھے اور وہ کسی کو ان کے قریب پھٹکنے نہ دیتے تھے مگر یہ کہ وہ دور سے دیکھے اور عبدالرحمٰن ﷛ ان کے پیچھے پیچھے چلتے تھے وہ بھی ایسا ہی کرتے جاتے تھے حالانکہ وہ ازواج ہودج میں تھیں اور وہ دونوں ان کو گھاٹیوں میں لے جاتے اور کسی کو ان کے قریب گزرنے نہ دیتے تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ام معبد بنت خالد بن حنیف رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان ﷛ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷛ کو حضرت عمر ﷛ کی خلافت کے زمانے میں دیکھا ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج کو حج کرایا اور میں نے دیکھا کہ وہ ازواج ہودجوں میں تھیں اور ہودج کے اوپر اطلس کے سبز پردے پڑے ہوئے تھے اور وہ عورتوں کے جھرمٹ میں تھیں۔ ان کے آگے آگے حضرت عثمان اپنی سواری پر چل رہے تھے۔ جب کوئی ان سے قریب ہوتا تو بآواز بلند کہتے ”الیک الیک“ اپنی طرف ہو اپنی طرف ہو۔ ان کے پیچھے پیچھے ابن عوف رضی اللہ عنہا تھے وہ بھی ایسا ہی کرتے جاتے تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے مسور بن مخرمہ ﷛ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان ﷛ کو دیکھا ہے کہ وہ ازواج النبی ﷺ کے آگے تھے جو آدمی ان کے سامنے سے آتا وہ اسے ایک طرف ہٹاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بہت دور تک ہٹ جاتے یہاں تک کہ وہ گزر جاتیں۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ایک قول کے بموجب یہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کی ازواج کو اپنے گھروں میں بیٹھے رہنا واجب اور ان کو باہر نکلنا حرام تھا۔ اگرچہ حج یا عمرہ کے لیے ہو۔ اللہ ﷻ نے فرمایا ”وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ“ (پ۲۲ الاحزاب ۳۳) اپنے گھروں میں ٹھہری رہو (ترجمہ کنز الایمان)

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی ازواج سے فرمایا یہی حج ہے اسکے بعد رکنا ظاہر ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ ﷜ نے فرمایا تمام ازواج حج کرتی تھیں مگر حضرت سودہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہما نہ کرتی تھیں وہ کہتیں رسول اللہ ﷺ کے بعد ہمیں کوئی سواری حرکت نہ دے گی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حج وعمرہ کرلیا ہے اب میں اپنے گھر میں بیٹھی رہوں گی جیسا کہ مجھے اللہ ﷻ نے حکم دیا ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اس قول کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھیں جو حضور ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ صرف یہی حج ہے اس کے بعد رکنا ظاہر ہوگا تو انہوں نے حج نہیں کیا یہاں تک کہ وہ وفات پاگئیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عطا بن یسار ﷜ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا تم میں سے جو بھی اللہ ﷻ کا خوف رکھے گی اور کوئی ظاہر میں ایسا کام نہ کرے گی جو فحش ہو اور اپنے بوریہ پر ہمیشہ بیٹھی رہے گی اور آخرت میں میری زوجہ ہوگی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ربیعہ ابو عبدالرحمٰن' ابو جعفر رحمہم اللہ سے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب ﷜ نے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو حج وعمرہ سے منع کیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو حج وعمرہ سے منع کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ جب آخری سال آیا تو ہمیں اجازت دی گئی اور ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ حج کیا' پھر جب حضرت عثمان ﷜ خلیفہ ہوئے تو ہم نے ان سے اجازت مانگی' تو انہوں نے فرمایا جو تم مناسب سمجھتی ہو وہ کرو۔ تو ہم سب نے حج کیا بجز دو عورتوں کے۔ وہ حضرت زینب اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ وہ نبی کریم ﷺ کے بعد اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ باوجودیکہ ہم خوب پردہ کرتی تھیں۔

ابو سفیان بن عیینہ ﷜ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج معتدات کے معنی میں تھیں چونکہ معتدہ کے لئے گھر میں ہی رہنا ہے تو ان کے لئے گھروں میں ہی رہنا تھا جب تک وہ زندہ رہیں وہ خود اپنی ذاتوں کی مالک نہ تھیں۔

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ کا بول و براز اور خون پاک وطاہر تھا

الغطریف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تصنیف'' میں اور طبرانی وابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت سلمان

فارسی ﷺ سے روایت کی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے حضور حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر ﷺ موجود ہیں ان کے پاس ایک طشت ہے اور کچھ اس میں ہے وہ پی رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تم کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا میں نے محبوب جانا کہ حضور ﷺ کا خون میرے پیٹ میں محفوظ رہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا لوگوں کی جانب سے تمہارے لئے افسوس ہے اور تمہاری جانب سے لوگوں کو افسوس ہے تم کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی مگر اتنا کہ اللہ ﷻ نے قسم یاد کی۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء" میں ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ایک قریشی جوان سے پچھنے لگوائے جب وہ جوان پچھنے لگانے سے فارغ ہوا تو وہ خون اٹھا کر لے گیا اور اسے پی لیا۔ اس کے بعد وہ آیا تو آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا تیرا بھلا ہو تو نے کیا کیا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے اسے زمین میں بہانے سے بہتر جگہ رکھ دیا ہے اور وہ میرے پیٹ میں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جا تو نے اپنے کو جہنم کی آگ سے محفوظ کر لیا۔

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "سنن" میں اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور اپنا خون میرے بیٹے کو دیا اور اس نے اسے پی لیا پھر جبرئیل ﷺ آئے اور آپ کو اس کی خبر دی۔ حضور ﷺ نے میرے بیٹے سے پوچھا تم نے اس خون کا کیا کیا؟ اس نے کہا میں نے مکروہ جانا کہ میں آپ کے خون کو زمین پر ڈالوں اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہیں جہنم کی آگ نہ چھوئے گی اور اس کے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور فرمایا لوگوں کو تم سے بھلا ہو اور تم کو لوگوں سے بھلا ہو۔

بزار وابویعلی وابن خثیمہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے "سنن" میں اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے سفینہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور مجھ سے فرمایا اس خون کو پوشیدہ کر دو تو میں گیا اور اسے پی لیا۔ پھر میں آ گیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا اسے پوشیدہ کر دیا ہے' فرمایا کیا پی لیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں' پھر حضور ﷺ نے تبسم فرمایا۔

بزار وطبرانی اور حاکم وبیہقی رحمہم اللہ نے "سنن" میں بسند حسن' عبداللہ بن زبیر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے خون دیا اور فرمایا اسے پوشیدہ کر دو تو میں نے جا کر اسے پی لیا اس کے بعد میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا اسے پوشیدہ کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا شاید تم نے اسے پی لیا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں میں نے اسے پی لیا ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید خدری ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ

یوم احد مجروح (زخمی) ہوئے تو میرے والد آپ کے قریب پہنچے اور انہوں نے اپنے منہ کے ذریعہ آپ کے چہرے کے خون کو صاف کیا اور اسے پی گئے۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا جو اس بات کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے وہ دیکھے کہ اس کے خون میں میرا خون مخلوط ہے تو اسے چاہئے وہ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کو دیکھے اور ابن سکن و طبرانی رحمہما اللہ نے ''اوسط'' میں اس طرح روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا خون میرے خون کے ساتھ مل گیا ہے اور اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔

ابو یعلی و حاکم اور دار قطنی و طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک رات نبی کریم ﷺ اٹھ کر پیالہ کی طرف گئے اور اس میں پیشاب فرمایا۔ پھر رات کو میں اٹھی تو مجھے پیاس معلوم ہوئی اور میں نے پیالہ میں جو تھا اسے پی لیا' پھر جب صبح ہوئی تو میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے تبسم فرمایا اور کہا آگاہ ہو جاؤ اب کبھی تمہارے پیٹ میں درد نہ ہوگا۔

اور ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح روایت کہ آج کے بعد کبھی بھی تمہارے پیٹ کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔

طبرانی و بیہقی رحمہما اللہ نے بسند صحیح' حکیمہ بنت امیمہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے ان کی والدہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں آپ بول شریف فرمایا کرتے تھے اور وہ آپ کے تخت کے نیچے رکھا رہتا تھا آپ نے اٹھ کر اسے تلاش کیا تو وہ پیالہ آپ کو نہ ملا۔ آپ نے اس کے بارے میں استفسار فرمایا اور کہا کہ وہ پیالہ کہاں ہے؟ صحابہ نے بتایا اسے تو برہ رضی اللہ عنہا نے پی لیا ہے جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں اور وہ ان کے ساتھ سرزمین حبشہ سے آئی تھیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ آتش جہنم سے چاروں طرف سے محفوظ ہوگئی۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں ابو رافع رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے غسل فرمایا تو میں نے آپ کے غسل کا پانی پی لیا اور میں نے آپ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا جاؤ اللہ عزوجل تمہارے بدن کو جہنم کی آگ سے محفوظ فرما دے گا۔

آپ ﷺ کے موئے مبارک

ہمارے شافعی اصحاب نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے موئے مبارک بالاجماع طاہر ہیں اس میں وہ اختلاف جاری نہیں ہے جو لوگوں کے بالوں میں ہے۔

شیخین رحمہا اللہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن جب بالوں کا حلق فرمایا تو آپ نے حکم دیا کہ موئے ہائے مبارک کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے تو ابوطلحہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کچھ حاصل کر لئے۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر آپ کے موئے ہائے مبارک میں سے ایک بال بھی میرے پاس ہوتا تو وہ دنیا اور مافیہا سے مجھے زیادہ محبوب ہوتا۔

آپ ﷺ کے لئے بیٹھ کر نماز نفل پڑھنا کھڑے ہو کر پڑھنے کے مانند ہے

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے لئے بیٹھ کر نفلی نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے کھڑے ہو کر پڑھنا۔ مسلم و ابوداؤد رحمہا اللہ نے ابن عمر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیٹھ کر آدمی کی نماز آدھی نماز ہے پھر میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس پر میں نے عرض کیا مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بیٹھ کر مرد کی نماز پڑھنا آدھی نماز ہے درآں حالیکہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے ٹھیک سنا لیکن میں تم سے کسی کی مانند نہیں ہوں۔

آپ ﷺ کا عمل آپ کے لئے نافلہ ہے

آپ کی خصوصیت ہے کہ آپ کا عمل آپ کے لئے نافلہ ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ ان سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کیا تم لوگ حضور ﷺ کے عمل کی مانند عمل کرو گے؟ کیونکہ آپ کی شان یہ ہے کہ ''قَدْ غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ''۔ آپ کا عمل آپ کے لئے نافلہ تھا آپ کو عمل کی احتیاج نہ تھی جس طرح کہ ہم کو عمل کی احتیاج ہے۔ آپ کا عمل آپ کے لئے اول تا آخر اجر و ثواب میں زائد ہے۔

امام احمد و طبرانی رحمہا اللہ نے ابوامامہ ﷺ سے ارشاد باری تعالیٰ ''نَافِلَةً لَّکَ'' کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بلاشبہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص زائد تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد ﷺ سے ارشاد باری تعالیٰ ''نَافِلَةً لَّکَ'' کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نافلہ کسی کے لئے نہیں ہے صرف نبی کریم ﷺ کے لئے اللہ ﷻ کی جانب سے خاص نافلہ تھا۔ کیونکہ آپ کی شان ہے کہ لہٰذا جو عمل فرض کے سوا آپ نے کیا وہ اس وجہ سے نافلہ

ہے کہ آپ کفارہ ذنوب میں نافلہ ادا نہیں کرتے تھے۔ آپ کے سوا تمام امت فرائض کے سوا جو نوافل ادا کرتے ہیں وہ کفارہ ذنوب کے لئے کرتے ہیں ان کے لئے نافلہ نہیں ہے۔ نافلہ تو صرف نبی کریم ﷺ کے لئے مخصوص ہے۔

اور مفسرین نے ''نَافِلَةً لَّکَ'' کے تحت فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ فرائض کے ثواب پر آپ کے لئے خاص زیادہ ہے بخلاف آپ کے سوا تہجد پڑھنے والوں کے۔ کیونکہ وہ اس کمی و نقصان کی تلافی کرتے ہیں جو فرائض کی ادائیگی میں پیدا ہو جاتی ہے اور یہ خلل ونقصان حضور اکرم ﷺ کے فرائض میں راہ پاتا ہی نہیں کیونکہ آپ ﷺ معصوم ہیں۔

نماز پڑھنے والا نماز میں آپ کو ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ'' کہہ کر مخاطب کرتا ہے

آپ ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا آپ کو نماز میں ''السلام علیک ایہا النبی'' کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ آپ کے سوا کسی آدمی کو نماز میں مخاطب نہیں کر سکتا اور یہ کہ نماز پڑھنے والے پر واجب ہے کہ آپ کی ندا کو قبول کرے جب کہ آپ اسے بلائیں اور اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید بن المعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو آواز دی اور وہ نماز پڑھ رہے تھے، پھر وہ نماز تمام کر کے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے جواب دینے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ جب کہ میں نے تمہیں آواز دی تھی۔ اس نے کہا نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا اللہ عزوجل نے یہ نہیں فرمایا ''يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْ لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (پ۹ الانفال ۲۴)'' اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول اللہ ﷺ تمہیں بلائیں۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اس کے بعد فرمایا کیا میں نے تمہیں قرآن کی اعظم سورۃ نہیں سکھائی۔ راوی نے کہا گویا کہ میں اسے بھول گیا تھا یا بھلا دیا گیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ کون سی سورت ہے جو آپ نے مجھ سے فرمائی تھی۔ فرمایا وہ الحمد للہ رب العالمین ہے۔ وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کے عہد مبارک میں جس نے آپ کے خطبہ دینے کی حالت میں کلام کیا اس کا جمعہ باطل ہو گیا اور یہ کہ کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ بغیر آپ کی اجازت کے آپ کی مجلس مبارک سے جائے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ

يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْا (پ۱۸ النور ۶۲) ''ایمان والے وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لیے جمع کیے گئے ہوں

(ترجمہ کنزالایمان)

ابن حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کسی شخص کے لئے سزاوار نہ تھا کہ وہ مسجد سے نکلے مگر نبی کریم ﷺ کی طرف سے اجازت حاصل کر کے یہ جمعہ کے دن اس کے بعد جب کہ آپ خطبہ شروع فرمائیں اور جب کوئی باہر جانے کا ارادہ کرتا تو وہ نبی کریم ﷺ کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کرتا اور آپ اسے اجازت عطا فرما دیتے۔ بغیر اس کے کہ وہ شخص کلام کرے۔ اس لئے اگر وہ شخص کلام کرتا تو ان لوگوں میں سے ہو جاتا جن کے لئے ارشاد تھا کہ جس نے نبی کریم ﷺ کے خطبہ دینے کی حالت میں کلام کیا اس کا جمعہ باطل ہو گیا۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ پر جھوٹ بولنا ایسا نہیں ہے جیسا کہ آپ کے غیر پر جھوٹ بولنا ہے اور یہ کہ جس نے آپ پر جھوٹ بولا اس کی توبہ اس کے بعد کبھی قبول نہیں کی جائے گی۔ اگرچہ وہ توبہ کرے۔

اور یہ کہ ابو محمد شیخ جوینی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے بموجب آپ پر جھوٹ بولنے کے سبب کافر ہو جائے گا۔

شیخین رحمہما اللہ نے مغیرہ بن شعبہ ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ مجھ پر جھوٹ بولنا ایسا نہیں ہے جیسا کہ کسی پر جھوٹ بولا جائے تو جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا تو اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے فرمایا آپ پر جھوٹ بولنا کبائر میں سے ہے اور برقول صحیح اس کا فاعل کافر نہ ہوگا۔ یہی جمہور کا قول ہے مگر جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ کافر ہو جائے گا۔ اب اگر وہ اس سے توبہ کرلے تو ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جن میں امام احمد صیرفی رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے علماء کہتے کہ کبھی اس سے روایت قبول نہ کی جائے گی۔ اگرچہ اس کا حال اچھا ہو جائے۔ بخلاف آپ کے سوا پر جھوٹ بولنے والے کی توبہ کے اور وہ ان میں سے ہوگا جو ہر قسم کے فسق سے توبہ کرنے والے ہوتے ہیں' یہ کذب اس قسم سے ہوگا جو مخالف اس کذب کے ہے جو رسول اللہ ﷺ کے غیر پر ہے۔ یہی قول فن حدیث میں معتمد ہے جیسا کہ میں نے ''شرح التقریب'' میں اور ''شرح الفیۃ الحدیث'' میں بیان کیا ہے اگرچہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خلاف کو ترجیح دی ہے۔

حضور ﷺ کی مجلس کے آداب بھی آپ ﷺ ہی کی ذات والا سے مختص ہیں

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کے سامنے تقدیم کرنا اور آپ کی آواز سے اونچی آواز کر کے بولنا اور بلند آواز کے ساتھ آپ سے کلام کرنا اور حجروں کے اس طرف سے آپ کو پکارنا اور دور سے آپ کو چیخ کر بلانا حرام ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ (پ۲۶ الحجرات ۱)

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ (پ۲۶ الحجرات ۲)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ○ (پ۲۶ الحجرات ۳)

بیشک وہ جو آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (پ۲۶ الحجرات ۵)

بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ "لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (پ۱۸ النور ۶۳)" رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم

میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان) کے تحت فرمایا روایت کا مطلب یہ ہے کہ دور سے ''یا اباالقاسم'' کہہ کر نہ پکارو لیکن جیسا کہ اللہ ﷻ نے الحجرات میں فرمایا ''اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ (پ۲۶ الحجرات ۳)'' علماء کی ایک جماعت نے کہا اسی طرح حضور ﷺ کی قبر انور کے پاس رفع صوت مکروہ ہے۔ اس لئے کہ آپ کی حرمت بعد وفات اسی طرح ہے جس طرح آپ کی حرمت آپ کی حیات میں ہے۔

ابن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ ابو جعفر المنصور نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مسجد رسول اللہ ﷺ میں مناظرہ کیا اس وقت ابو جعفر خلیفہ کے ساتھ پانچ سو شمشیر بند موجود تھے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ابو جعفر سے فرمایا اے امیر المومنین اس مسجد میں اپنی آواز اونچی نہ کرو۔ کیونکہ اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو ادب سکھایا ہے اور فرمایا ''لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ'' (پ۲۶ الحجرات ۱) اور ان مسلمانوں کی اللہ ﷻ نے مدح فرمائی جو آواز پست رکھتے ہیں۔ چنانچہ ''اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ'' (پ۲۶ الحجرات ۲) اور بے ادب لوگوں کی مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ فرمایا ''اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ'' (پ۲۶ الحجرات ۳) بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کا احترام بعد وفات بھی ایسا ہی ہے جیسا حیات مبارکہ میں ہے یہ سن کر خلیفہ نے آپ کے آگے فروتنی کی۔

جس نے (معاذ اللہ) آپ کی اہانت کی وہ کافر ہو گیا

آپ ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ جس نے آپ کی اہانت کی وہ کافر ہو گیا اور جس نے آپ کو گالی دی یا برا کہا وہ قتل کیا جائے گا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سنن'' میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دی۔ اس پر میں نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ! کیا میں اس کی گردن مار دوں؟ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ کسی کے لئے نہیں ہے۔

ابن عدی و بیہقی رحمہما اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ کسی کو گالی دینے کی بنا پر قتل نہیں کیا جائے گا بجز نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والے کے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک اندھے کی ام ولد رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تھی وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں کثرت سے بدگوئی کرتی اور آپ کو گالی دیتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ مر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون باطل کر دیا۔

آپ ﷺ کی ' آپ ﷺ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم اور

اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی محبت واجب ہے

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی محبت اور آپ کے اہل بیت اور آپ کے اصحاب کی محبت واجب ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط
(پ۱۰ التوبۃ ۲۴)

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

شیخین رحمہما اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی مومن نہیں جب تک کہ میں اسکے والدین اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے نزدیک محبوب نہ ہوں اور ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الخصائص'' میں یہ ہے کہ آپ کی امت پر واجب ہے کہ آپ کو اعلیٰ درجات محبت سے محبوب رکھے۔

ابن ماجہ و حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم قریش کے کچھ لوگوں سے ملا کرتے تھے اور وہ ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوتے تو اپنی بات کو قطع کر دیتے تھے۔ ہم نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا اور عرض کیا کہ وہ لوگ باتیں کرتے ہوتے ہیں اور جب وہ مجھے دیکھتے ہیں تو خاموش ہو جاتے ہیں اور اپنی بات ختم کر دیتے ہیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ اٹھے اور اللہ عزوجل کی حمد وثنا کی جو آپ کی یا اس کی شان کے لائق تھی اور فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو باتیں کرتے ہوتے ہیں اور جب میرے اہل بیت میں سے کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو اپنی بات ختم کر دیتے ہیں۔

خدا کی قسم! کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا جب تک کہ وہ لوگ میرے اہل بیت سے اللہ عزوجل کی رضا میں اور ان لوگوں سے جو میرے قرابت دار ہیں میری وجہ سے محبت نہ رکھیں۔

شیخین رحمہا اللہ نے انس ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے براء ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے انصار کو محبوب رکھا اس کو اللہ ﷻ نے محبوب رکھا اور جس نے انصار سے بغض رکھا اللہ ﷻ نے اس سے بغض رکھا۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی صاحبزادیوں کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہوگی اور آپ کے غیر کی بیٹیوں کی اولاد اس کی طرف منسوب نہ ہوں گی نہ کفاءت میں اور نہ اس کے سوا کسی اور چیز میں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے جابر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر ماں کے بیٹوں کا عصبہ (ولی) ہوتا ہے مگر فاطمہ ﷺ کے دونوں بیٹوں کا عصبہ میں ہوں۔ میں ہی ان دونوں کا ولی اور عصبہ ہوں۔

ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں آپ کے قول کو لائے ہیں جو امام حسن کے حق میں ہے کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور آپ کا وہ قول لائے ہیں جو آپ نے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اس وقت فرمایا جب کہ امام حسن ﷺ پیدا ہوئے کہ تم نے میرے بیٹے کا نام کیا رکھا ہے؟ اسی طرح اس وقت فرمایا جب کہ امام حسین ﷺ پیدا ہوئے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی صاحبزادیوں کی موجودگی میں ان پر کوئی عورت نکاح میں نہ لائی جائے۔

شیخین رحمہا اللہ نے المسور بن مخرمہ ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا (جب کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے) کہ بنی ہاشم بن مغیرہ کے لوگوں نے مجھ سے اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے بیاہ کردیں تو میں اجازت نہ دوں گا اور میں اجازت نہ دوں گا اور میں اجازت نہ دوں گا مگر یہ کہ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم اس کا ارادہ رکھیں کہ وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ان کی بیٹی سے نکاح کرلیں۔ بلاشبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو بات انہیں ناپسند ہے وہ مجھے ناپسند ہے اور جو چیز انہیں ایذا دیتی ہے وہ مجھے ایذا دیتی ہے۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بات بعید نہیں ہے کہ آپ کی بیٹیوں پر دوسری شادی کرنے کی ممانعت آپ کے خصائص میں سے ہو۔

حارث ابن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن حسین ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ

جب حضرت علی بن ابی طالب ﷺ نے ارادہ کیا کہ وہ ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیام دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی پر عدو اللہ (دشمن خدا) کی بیٹی بیاہ کر لائے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوحنظلہ ﷺ سے روایت کی کہ حضرت علی مرتضٰی ﷺ نے ابوجہل کی بیٹی کو پیام نکاح دیا جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے ان کو ایذا دی' اس نے مجھے ایذا دی۔ یہ حدیث مرسل قوی ہے۔

امام احمد و حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے عبیداللہ بن ابورافع ﷺ سے انہوں نے المسور ﷺ سے روایت کی کہ حسن بن حسن ﷺ نے کسی کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ ان کی بیٹی کے لئے ان کو پیام دیں۔ اس پر المسور ﷺ نے کہا خدا کی قسم! میرے نزدیک کوئی نسب' کوئی سبب اور کوئی دامادی آپ سے زیادہ محبوب نہیں ہے لیکن چونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس بات سے وہ ناخوش ہوتی ہے اس سے میں ناخوش ہوتا ہوں اور جس بات سے وہ خوش ہوتی ہیں وہ بات مجھے خوشی پہنچاتی ہے۔ کیونکہ آپ کے حبالہ عقد میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے اگر میں اپنی بیٹی کو ان پر آپ سے بیاہتا ہوں تو یہ ان کی ناخوشی کی بات ہوگی۔ قاصد ان کا یہ عذر قبول کر کے چلا گیا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق حارث ﷺ' حضرت علی المرتضٰی ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جہنم میں داخل نہ ہوگا جس نے میرے خاندان میں تزوج کیا یا میں نے اس کے خاندان میں تزوج کیا۔

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر ابن ابی اوفی ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے مانگا ہے کہ میں اپنی امت کے جس خاندان میں تزوج کروں یا میں اپنی امت کے جس خاندان سے تزوج کر کے لاؤں وہ جنت میں میرے ساتھ ہو تو اللہ ﷻ نے مجھے یہ عطا فرمایا۔

حارث رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت ابن عمر ﷺ سے حدیث روایت کی ہے۔

ابن راہویہ اور حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن خطاب ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے لئے پیام نکاح دیا اور حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ام کلثوم ﷺ کو ان سے بیاہ دیا پھر حضرت عمر ﷺ مہاجرین کے پاس آئے اور فرمایا کیا تم لوگ مجھ کو ام کلثوم بنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنے پر مبارک باد نہ دو گے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: روز

قیامت ہر سبب و نسب قطع ہو جائے گا بجز اس کے جو میرے سبب اور نسب سے متعلق ہے تو میں نے محبوب جانا کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان سبب اور نسب ہو جائے۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام انساب و اسباب اور دامادی کے رشتے منقطع ہو جائیں گے مگر میری دامادی کا رشتہ منقطع نہ ہوگا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کے چند دیگر خصائص

آپ ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کی مہر کے نقش کو دوسری مہروں پر نقل کرنا حرام اور نادرست ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انگشتری کی مہر کو بنوایا اور اس پر "محمد رسول اللہ" نقش کرایا اور فرمایا میں نے انگشتری بنوائی ہے اور اس میں وہ نقش کندہ کرایا ہے جو کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ یہ نقش کندہ کرائے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انگشتری بنوائی اور اس میں "محمد رسول اللہ" نقش کرایا اور فرمایا کوئی شخص میری انگشتری کے نقش کو اپنی انگشتری میں نقش نہ کرائے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تاریخ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو اور اپنی انگشتریوں میں عربی نقش نہ کراؤ۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں کہا کہ عربی سے مراد "محمد رسول اللہ" ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی انگشتری کی مانند "محمد رسول اللہ" کندہ نہ کراؤ۔

نمازِ خوف آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے

آپ ﷺ کے خصائص میں سے خوف کی نماز ہے۔ ایک جماعت کے مذہب میں ہے جن میں امام یوسف تلمیذ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہما اللہ ہیں کہ چونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا ہے "وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ" (پ۵ النساء ۱۰۲) اے محبوب جب تم ان میں تشریف فرما ہو۔ (کنزالایمان) اس لئے اس جماعت نے قید لگائی ہے کہ مسلمانوں میں رسول اللہ ﷺ کا تشریف فرما ہونا ضروری ہے۔ اس کو مقید کرنے میں حکمت اس معنی کے لحاظ سے ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنا ایسی فضیلت رکھتا ہے کہ کوئی شے اس کی ہمسری نہیں کرسکتی اور اس فضیلت کی وجہ سے نظم صلوٰۃ میں تغیر اس حد تک ہے کہ آپ سے انفرادیت حاصل نہیں ہوتی۔ آپ کے سوا دیگر

آئمہ اس مقام میں نہیں ہیں لہٰذا جماعت میں دوسرے امام کا بدلنا ضروری ہے۔

آپ ﷺ ہر کبیرہ و صغیرہ (ارادی اور غیر ارادی) گناہ سے معصوم ہیں

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ ہر کبیرہ و صغیرہ گناہ سے خواہ قصداً ہو یا سہواً معصوم ہیں۔ اللہ ﷻ نے فرمایا "لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ" (پ۲۶ الفتح ۲) تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں میں (ترجمہ کنزالایمان) اس کی تفسیر میں امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا امت کا اس پر اجماع ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام تبلیغ سے متعلق تمام امور میں معصوم ہیں اور تبلیغ کے سوا کبائر اور ایسے صغائر رزیلہ جو ان کے مرتبہ کو گرانے کے موجب ہوں صغائر پر مداومت سے معصوم ہیں۔ ان چار امور پر سب کا اجماع ہے اور ان صغائر میں جو ان کے رتبے کو گرانے کے موجب نہ ہوں اس میں اختلاف ہے۔ چنانچہ معتزلہ اور بہت سے علماء کا مذہب اس کے جواز میں ہے لیکن مذہب مختار میں ممانعت ہے۔ اس لئے کہ تمام امتیں ان کی اقتداء کے ساتھ ہر اس چیز میں مامور ہیں جو ان سے صادر ہو خواہ وہ قول ہو یا فعل۔ بھلا انبیاء سے غیر مناسب چیز کیسے صادر ہو گی؟ جب کہ اس میں ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس کسی نے ایسے صغائر کو ان کے لئے جائز رکھا ہے اس نے کسی دلیل اور کسی نص سے جائز نہیں رکھا ہے۔ یہ بات اس آیت سے ثابت ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے آیہ کریمہ کے ماقبل اور مابعد کے ساتھ غور کیا ہے اور میں نے اس میں پایا ہے کہ سوائے ایک وجہ کے اس میں اور کوئی احتمال ہی نہیں ہے اور وہ وجہ نبی کریم ﷺ کی عظمت و بزرگی ہے۔ بغیر اس بات کے اس جگہ گناہ کا تصور کیا جائے لیکن اللہ ﷻ نے چاہا ہے کہ اس آیت میں تمام اقسام کی نعمتوں کو گھیر لیا جائے۔ جو کہ اللہ ﷻ کی جانب سے آخرت میں اپنے بندوں پر ہوں گی۔

اور تمام اخروی نعمتیں دو قسم کی ہیں ایک سلبی جو کہ گناہوں کی مغفرت ہے اور دوسری ثبوتی ہیں جس کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے اس کی طرف اللہ ﷻ نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے "وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ" (پ۲۶ الفتح ۲) اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے (ترجمہ کنزالایمان) اور تمام دینوی نعمتیں دو قسم کی ہیں۔ ایک دینی نعمتیں اس طرف اللہ ﷻ نے اپنے فرمان میں یہ اشارہ کیا ہے کہ "وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا" (پ۲۶ الفتح ۲) اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔ (ترجمہ کنزالایمان) اور دوسری دنیاوی نعمتیں وہ اس فرمان میں ہے کہ "وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيزًا" (پ۲۶ الفتح ۲) اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے۔ (ترجمہ کنزالایمان) اس طرح نبی کریم ﷺ کے مرتبہ عالی کی تعظیم ان تمام انواع و اقسام کی نعمتوں کے ساتھ جن کو اللہ ﷻ نے آپ کی طرف انعام فرمایا اور جدا جدا

کر کے آپ کے غیر کو عنایت فرمایا ایک جگہ منظم فرما دیا ہے اسی بنا پر اس امر کو اس فتح مبین کی غایت قرار دیا ہے جس کو اس نے معظم و مفخم قرار دیا ہے اور اسکی اسناد اپنی طرف نون عظمت کے ساتھ کی ہے اور اس کو اپنے "لَکَ" کے قول کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے لئے خاص بنایا ہے۔

امام سبکی نے فرمایا اس حکمت کی طرف ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سبقت لے گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ اس آیت کا مفہوم و مراد اس حکمت کے سوا اور ہے ہی نہیں کہ اس سے حضور کی عظمت و بزرگی مراد ہے اور قطعی و یقینی طور پر گناہ مراد ہے ہی نہیں۔ اس کے بعد ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ برتقدیر جواز ذنب' کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے اس کا اظہار ہوا ہی نہیں ہے اس خلاف کیسے تصور کیا جا سکتا ہے۔ جب کہ آپ کی شان عالی یہ ہے کہ "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى" (پ ۲۷ النجم ۳۴) اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اب رہا آپ کا فعل تو صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے کہ آپ کا اتباع اور آپ کی پیروی ہر اس فعل میں کی جائے جس کو آپ نے کیا ہے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اور چھوٹا ہو یا بڑا۔ صحابہ کرام کا اس میں ذرہ بھر نہ توقف ہے اور نہ بحث حتیٰ کہ وہ اعمال جو آپ سر اور خلوت میں کرتے صحابہ کرام ان کو معلوم کرنے اور ان پر عمل کرنے کے حریص رہتے تھے خواہ ان کو حضور ﷺ سے علم ہوتا یا علم نہ ہوتا۔ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام کے جو احوال ہیں ان میں جو کوئی غور و فکر کرے گا وہ اللہ سے شرم کرے گا کہ اس کے خلاف اس کے دل میں کوئی خطرہ آئے۔ انتہی۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر بطریق عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ مجھے اجازت عطا فرماتے ہیں کہ جو میں آپ سے سنوں اسے لکھ لیا کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں لکھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا' کیا رضا (خوشی) اور غضب کی ہر بات کو فرمایا ہاں؟ کیونکہ یہ مناسب نہیں ہے کہ میں رضا و غضب میں حق کے سوا کوئی بات کہوں۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں حق کے سوا فرماتا ہی نہیں۔ بعض اصحاب نے عرض کیا آپ تو ہم سے ظرافت بھی فرماتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت بھی میں حق کے سوا کچھ نہیں فرماتا۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ فعل مکروہ سے منزہ و پاک ہیں

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ فعل مکروہ سے پاک و منزہ ہیں۔ ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "جمع الجوامع" میں فرمایا کہ عصمت کی وجہ سے آپ کا فعل غیر محرم ہے اور نزاہت کی وجہ

سے آپ کا فعل غیر مکروہ ہے اور وہ فعل جو ہمارے حق میں مکروہ ہے اور اسے آپ نے کیا ہے تو وہ بیان جواز کے لئے کیا ہے۔ لہٰذا وہ فعل تبلیغ رسالت کی وجہ یا تو آپ کے حق میں واجب ہے یا وہ فضیلت ہے اور اس فعل پر آپ کو واجب یا فضیلت کا ثواب دیا جائے گا۔

حضور اکرم ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے خصائص میں سے یہ ہے کہ ان کو عارضہ جنون لاحق نہیں ہوتا البتہ اغماء یعنی بیہوشی ممکن ہے اس لئے کہ جنون نقص وعیب ہے اور اغماء مرض اور شیخ ابوحامد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان پر طویل زمانے تک بیہوشی بھی جائز نہیں ہے اسی کے ساتھ حواشی الروضہ میں ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے جزم کیا ہے اور

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ وہ اغماء جو انبیاء علیہم السلام کے لئے جائز مانا گیا ہے اس میں ایسی بے ہوشی نہیں ہے جیسے عام لوگوں کو ہوتی ہے۔ وہ صرف ظاہری حواس کے لئے درود الم کا غلبہ ہے بس نہ کہ دل پر۔ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان عالی میں وارد ہوا ہے کہ ان کی چشمان مبارک سوتی ہیں اور ان کا دل بیدار رہتا ہے جب کہ ان کے قلوب کی حفاظت کی گئی ہے اور ان کو اس نیند سے بچایا گیا ہے جو اغماء سے بہت خفیف ہے تو اغماء سے بطریق اولیٰ حفاظت کی گئی ہوگی انتہی

یہ نکتہ بہت نفیس وعمدہ ہے اور مشہور یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو احتلام ممتنع ہے۔ جیسا کہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے الروضہ میں فرمایا ہے۔ اس کی دلیل اول کتاب میں بیان ہو چکی ہے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان پر نابینائی بھی جائز نہیں رکھی گئی ہے اس لئے کہ یہ نقص وعیب ہے اور کبھی کوئی نبی نابینا نہ ہوا اور وہ جو حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ نابینا ہو گئے تھے تو یہ ثابت نہیں ہے۔ اب رہا حضرت یعقوب علیہ السلام کی کم بصری (کم دیکھنا) تو وہ ایک پردہ تھا جو زائل ہو گیا۔

خواب میں آپ ﷺ کا دیدار گرامی برحق ہے اور یہ آپ کے خصائص سے ہے

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا خواب وحی ہے اور جو کچھ خواب میں آپ دیکھیں وہ حق ہے۔ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی خواب اور بیداری میں جو دیکھا وہ حق ہے اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ "اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا" (پ۱۲ یوسف ۴) نے گیارہ تارے دیکھے

(ترجمہ کنزالایمان) کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ انبیاء کے خواب وحی ہے۔

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ خواب میں آپ کو دیکھنا حق ہے۔ شیخین رحمہما اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا بلاشبہ اس نے مجھی کو دیکھا' کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کا دیکھنا صحیح ہے اور وہ افکار پریشاں کا نتیجہ نہیں ہے اور علمائے متاخرین نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے حقیقۃً آپ ہی کو دیکھا اور بعض علماء نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ خاص کئے گئے ہیں کہ خواب میں آپ کو دیکھنا صحیح ہے اور شیطان کو اس سے روک دیا گیا ہے کہ وہ آپ کی صورت میں متصور ہو سکے تاکہ وہ خواب میں آپ کی زبان پر کذب نہ کہے۔ جس طرح کہ بیداری میں اس کو روک دیا گیا ہے کہ آپ کے اکرام کی خاطر وہ آپ کی صورت کو اختیار نہ کر سکے۔

نودی رحمۃ اللہ علیہ کی ''شرح مسلم'' میں ہے کہ اگر کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کسی ایسے فعل کا حکم دے رہے ہیں جو آپ کی طرف سے مستحب ہے یا آپ کسی منہی علیہ یعنی ممنوع عمل سے منع فرما رہے ہیں یا کسی ایسے فعل کی طرف اسے ہدایت فرما رہے ہیں جو اصلاح کرنے والا ہے تو اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ جس بات کا آپ نے حکم دیا ہے اس پر عمل کرے۔

اور ''فتاویٰ حناطی'' میں ہے کہ اگر کسی نے نبی کریم ﷺ کو اپنے کسی خواب میں ایسی صفت پر دیکھا جو منقول نہ ہے اور اس نے کسی حکم کے بارے میں حضور ﷺ سے پوچھا اور آپ نے اس کے مذہب کے خلاف فتویٰ دیا اور وہ فتویٰ نہ تو کسی نص کے خلاف ہے اور نہ اجماع کے تو اس بارے میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ وہ شخص اللہ ﷻ کے فرمان کے ساتھ عمل کرے اس میں فرمان الٰہی قیاس پر مقدم ہے اور ایک قول یہ کہ وہ شخص خوابی فتوے پر عمل نہ کرے اس لئے کہ قیاس دلیل و حجت ہے اور خواب پر اعتماد و بھروسہ نہیں ہے تو محض خواب کی وجہ سے دلیل کو نہ چھوڑا جائے گا۔

استاذ ابواسحاق اسفرائن رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الجدل'' میں ہے کہ اگر کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ نے اسے کسی بات کا حکم فرمایا تو کیا جب وہ بیدار ہو جائے تو اس کا بجالانا اس پر واجب ہے؟ تو اس میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ بجالانا منع ہے کیونکہ خواب دیکھنے والے کا ضبط معدوم ہے۔ رویت میں شک نہیں ہے۔ اس لئے کہ خبر نہیں قبول کی جاتی مگر اسی سے جو ضابطہ اور مکلف ہے اور سونے والا اس کے برخلاف ہے اور فتاویٰ قاضی حسین میں اس کی مثل ہے۔ اس فتاویٰ میں یہ ہے کہ اگر وہ تیسویں شعبان کی رات کو دکھایا گیا اور خبر دی گئی

کہ کل رمضان کا دن ہے تو کیا اس پر روزہ فرض ہے اور قاضی شرح الدین رحمۃ اللہ علیہ کی " روضۃ الاحکام" میں ہے کہ اگر کسی نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ فلاں کا فلاں پر اتنا واجب ہے تو کیا سامع کے لئے واجب ہے کہ اس کی شہادت دے تو اس میں بھی دو قول ہیں۔

دورد و سلام کی فضیلت آپ کے ساتھ مختص ہے

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ درود و سلام کی فضیلت آپ کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پ۲۲ الاحزاب ۵۱)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ ﷻ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمرو ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر جس نے ایک مرتبہ درود بھیجا۔ اللہ ﷻ اور اس کے فرشتے اس کے ساتھ ستر درودیں بھیجیں گے تو بندے کو چاہئے کہ اتنا ہی رکھے یا زیادہ سے زیادہ درود کہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر ابو طلحہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا کہ آپ کا رب فرماتا ہے کیا اس سے خوش ہیں کہ آپ کی امت کا جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں گا اور جو ایک مرتبہ آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن خطاب ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ جس نے آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ ﷻ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

بزار و ابو یعلی رحمہما اللہ نے عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ ﷻ اس کے لئے اس کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا۔

قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن عمرو ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جس نے نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا اللہ ﷻ اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس سے دس بدیاں مٹائے گا اور اسکے دس درجے بلند کرے گا۔

الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الترغیب'' میں سعد بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا جس نے مجھ پر صدق دل کے ساتھ ایک مرتبہ درود بھیجا تو اللہ ﷻ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا اور اس کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا۔

امام احمد و ابن ماجہ رحمہما اللہ نے عامر بن ربیعہ ؓ سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا جس نے مجھ پر درود پڑھا تو فرشتے اس پر برابر صلوٰۃ بھیجتے رہیں گے جب تک وہ درود پڑھتا رہے تو بندے کو اختیار ہے چاہے اس سے کم کرے یا زیادہ کرے۔

ترمذی و ابن حبان رحمہما اللہ نے ابن مسعود ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روز قیامت تمام لوگوں سے وہ شخص مجھ سے زیادہ نزدیک ہوگا جو مجھ پر درود پڑھنے میں ان سے زیادہ ہوگا۔

امام احمد و ترمذی رحمہما اللہ نے حسین بن علی ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا اس نے جنت کے راستے میں خطا کی۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس مجلس کے لوگ ایسے بیٹھے ہوں جس میں اللہ ﷻ کا ذکر نہ کیا جائے اور نہ اپنے نبی پر درود بھیجا جائے تو وہ لوگ مخمصہ کی حالت میں ہیں اگر خدا چاہے تو ان پر عذاب کرے اور اگر چاہے تو انہیں بخش دے۔

ترمذی و حاکم رحمہما اللہ نے ابن کعب ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ پر بکثرت درود بھیجتا ہوں تو میں اپنا درود آپ کے لئے کس تعداد میں رکھوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرو گے تو وہ تمہارے لئے اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا آدھا' فرمایا جتنا چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرو گے تو وہ تمہارے لئے اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا دو تہائی' فرمایا جتنا چاہو اگر اس سے زیادہ کرو گے تو تمہارے لئے وہ اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا میں اپنے سارے وقت میں آپ پر درود پڑھوں گا۔ فرمایا اس وقت تمہاری ہمت تمہیں کفایت کرے گی اور اللہ ﷻ تمہارے گناہ بخش دے گا۔

قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے ''فضل الصلوٰۃ'' میں یعقوب بن زید بن طلحہ تیمی ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس میرے رب کی جانب سے آنے والا آیا اور اس نے کہا کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو آپ پر درود بھیجے مگر یہ کہ اللہ ﷻ اس پر ایک کے

بدلے دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔

ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں اپنی دعا کا آدھا وقت آپ کے لئے خاص کرتا ہوں۔ فرمایا اگر تو چاہے تو بڑھا لے۔ اس نے کہا میں دو تہائی وقت آپ کے لئے قرار دیتا ہوں فرمایا اگر اور بڑھا لے تو اچھا ہے۔ اس نے کہا اپنی دعا کا سارا وقت آپ کے لئے خاص کرتا ہوں۔ فرمایا اس وقت تمہیں اللہ ﷻ دنیا و آخرت کے غم میں کفایت کرے گا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الشعب'' میں انس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے روبرو آپ کا ذکر ہوا اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔

قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے حسن ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بخیل ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ لوگ میرا ذکر کریں اور مجھ پر درود نہ بھیجیں نیز انہوں نے جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ان کے والد سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے بلاشبہ اس نے جنت کی راہ میں خطا کی۔

قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ و اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الترغیب'' میں ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لئے تزکیہ ہے۔

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے انس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لئے کفارہ ہے۔

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے خالد بن طہمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اس کی سو حاجتیں پوری ہوں گی۔

قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شعب الایمان'' میں ابو سعید ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی قوم نہیں ہے جو بیٹھیں پھر وہ اٹھ جائیں اور وہ نبی کریم ﷺ پر درود نہ پڑھیں۔ مگر یہ کہ ان پر روز قیامت حسرت و افسوس ہوگا۔ جب کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے تو وہ ثواب کو نہ دیکھیں گے۔

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الترغیب'' میں انس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت اس کے احوال اور اس کے مواطن سے تم میں وہ شخص زیادہ نجات پانے والا ہوگا جو دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوگا اگرچہ اللہ ﷻ اور فرشتے میرے حق میں

کافی تھے لیکن اس نے مسلمانوں کو اس کے ساتھ خاص کیا تا کہ ان کو اس پر ثواب دیا جائے۔

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر صدیق ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا غلام کو آزاد کرنے سے افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا جانوں سے زیادہ افضل ہے یا یہ فرمایا کہ فی سبیل اللہ تلوار چلانے سے افضل ہے۔

بزار و اصبہانی رحمہما اللہ نے جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ مجھ کو شتر سوار کے پیالہ کی مانند نہ بناؤ' کیونکہ شتر سوار اپنے پیالہ میں پانی بھر کر رکھ لیتا ہے جب اسے پینے کی ضرورت ہوتی ہے تو پی لیتا ہے یا وضو کی ضرورت ہوتی ہے تو وضو کر لیتا ہے ورنہ اسے بہا دیتا ہے لیکن تم لوگ مجھے اول دعا' درمیان دعا اور آخر دعا میں رکھو۔

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی دعا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے اور آسمان کے درمیان حجاب ہوتا ہے یہاں تک کہ جب نبی کریم ﷺ اور آل محمد پر درود بھیجتا ہے تو اس وقت وہ حجاب پھٹ جاتا ہے اور دعا داخل ہو جاتی ہے اور اگر اس نے درود نہ پڑھا تو وہ دعا لوٹ آتی ہے۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن الخطاب ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان موقوف رہتی ہے اور اس کا کوئی کلمہ اوپر نہیں جاتا جب تک کہ تم اپنے نبی ﷺ پر درود نہ پڑھو۔

قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن المسیب ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہر وہ دعا جس کے اول میں درود نہ پڑھا جائے وہ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند جید رحمۃ اللہ علیہ ابوالدردا ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کے وقت دس مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھا اور شام کو دس مرتبہ پڑھا تو اسے روز قیامت میری شفاعت میسر آئے گی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "الشعب" میں انس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو تو جس نے اس پر عمل کیا میں اس کے لئے روز قیامت گواہ اور شفیع ہوں گا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ ﷺ سے "حدیث الرویا" میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنی امت کا ایک شخص دیکھا کہ وہ صراط پر اس طرح کانپ رہا تھا جس طرح کھجور کی شاخ کانپتی ہے تو اس کے پاس وہ درود آیا جو اس نے مجھ پر بھیجا تھا اور اس کا کانپنا ختم کر دیا۔

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس ﷜ سے مرفوعاً روایت کی کہ جو مجھ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجے گا وہ عرش کے زیر سایہ ہوگا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند حسن ابوامامہ ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن و رات میں مجھ پر بکثرت درود بھیجو کیونکہ میری امت کا درود ہر جمعہ کے دن میرے حضور پیش کیا جائے گا اور درود گزار منزلت میں مجھ سے بہت نزدیک ہوگا۔

ابوعبداللہ نمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ''فضل الصلوۃ'' میں عبداللہ بن عمرو ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ ﷻ کی جانب سے عرش کی فراخی میں ایک جگہ آدم علیہ السلام کے لئے ہوگی اور وہ دو سبز کپڑے پہنے ہوں گے۔ گویا کہ وہ کھجور کے سبز درخت کی مانند طویل نظر آئیں گے اور وہ اپنی ہر اس اولاد کو دیکھتے ہوں گے۔ جس کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا اور وہ ہر اس اولاد کو دیکھتے ہوں گے جس کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو آدم علیہ السلام جب یہ منظر دیکھتے ہوں گے کہ اچانک وہ دیکھیں گے کہ ایک امت محمدیہ کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے تو

حضرت آدم آواز دیں گے اے احمد! اے احمد ﷺ! حضور ﷺ فرمائیں گے لبیک یا ابوالبشر علیک السلام۔ وہ کہیں گے وہ مرد آپ کی امت کا ہے اسے جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے تو میں اپنی کمر باندھ کر تیزی کے ساتھ فرشتوں کے پیچھے جاؤں گا اور فرماؤں گا اے میرے رب کے قاصدو! ٹھہر جاؤ۔

وہ فرشتے کہیں گے ہم وہ درشت خو اور سختی کرنے والے ہیں کہ ہم اللہ ﷻ کی نافرمانی اس میں نہیں کرتے جو وہ ہمیں حکم فرمائے اور ہم وہی کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم ہوتا ہے تو جب نبی کریم ﷺ فرشتوں سے مایوس ہو جائیں گے تو اپنی ریش مبارک پر اپنا بایاں ہاتھ رکھیں گے اور اپنا چہرہ انور عرش کے روبرو فرمائیں گے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے۔

اے میرے رب! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تو میری امت کے حق میں مجھے رسوا نہ کرے گا تو عرش کے پاس سے ندا آئے گی اے فرشتو! محمد ﷺ کی اطاعت کرو اور اس بندے کو مقام کی طرف واپس لے آؤ' پھر میں اپنی آغوش سے سفید چمکتا ہوا کاغذ کا پرزہ نکالوں گا جو انگلی کے پورے کے برابر ہوگا اور اسے میں ترازو کے پلڑے میں رکھوں گا اور میں کہوں گا ''بسم اللہ'' تو نیکیاں' بدیوں پر وزنی ہو جائیں گی۔

اس وقت یہ ندا ہوگی ''سَعِدَ وَ سَعِدَ جِدُّهٗ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ'' یہ سعید ہو گیا اس کی سعی سعید ہو گئی اور اس کا وزن بھاری ہو گیا۔ اس وقت میں فرماؤں گا اے میرے رب کے قاصدو! ٹھہر جاؤ تاکہ میں اس بندے سے جو اس کے رب کے نزدیک عزت والا ہے استفسار کرلوں: اس پر وہ بندہ

اکرم الانبیاء ﷺ سے عرض کرے گا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔
آپ کا چہرہ کتنا حسین ہے اور آپ کا خلق کتنا اچھا ہے۔ آپ کون ہیں کہ آپ نے میرے گناہوں کے بوجھ کو ہلکا کیا اور میرے آنسوؤں پر آپ نے رحم فرمایا۔ حضور ﷺ فرمائیں گے میں تیرا نبی محمد ﷺ ہوں اور یہ تیرا وہ درود ہے جو تو مجھ پر پڑھتا تھا۔ اس نے تیری اس ضرورت کو پورا کر دیا جس کا تو حاجت مند تھا۔

الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جب تم میں سے کوئی اپنے وضو سے فارغ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' کی شہادت دے پھر وہ مجھ پر درود بھیجے۔ جس وقت اس نے یہ کہا تو اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کتاب میں مجھ پر درود لکھے گا اور جب تک اس کتاب میں میرا نام رہے گا فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے نیز انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ وہ درود اس کے لئے ہمیشہ جاری رہے گا۔

الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ علیک السلام کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ روز قیامت تمہیں تشنگی نہ ہو؟ انہوں نے کہا میں نے ابوعلی الحسن بن عینیہ رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ ان کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر سونے کے رنگ سے کچھ لکھا ہوا ہے۔ میں نے ان کی بابت ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا:

اے میرے فرزند! میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی کتابت کے وقت ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھا کرتا تھا یہ میرے اس لکھنے کے سبب مکتوب ہے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا منصب شریف آپ کے لئے دعا میں رحمت کی دعا مانگنے سے بزرگ تر ہے۔ عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک ہو تو وہ ''رحمۃ اللہ'' کہے۔ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے ''مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ'' (جس نے مجھ پر درود پڑھا) فرمایا ہے اور ''مَنْ تَرَحَّمَ عَلَیَّ'' (جس نے مجھ پر رحمت کی دعا کی) نہیں فرمایا اور نہ آپ نے ''مَنْ دُعَالِیْ'' (جس نے میرے لئے دعا مانگی) فرمایا ہے۔ اگرچہ درود وصلوٰۃ کے معنی رحمت ہیں لیکن اس لفظ صلوٰۃ کو آپ کی تعظیم کے لئے خاص کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس لفظ کے سوا کسی اور لفظ کی طرف عدول نہ کیا جائے گا اور اس کی تائید اللہ عزوجل کا یہ ارشاد بھی کر رہا ہے کہ

''لَاتَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا'' (پ۱۸ النور ۶۳) رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (کنز الایمان)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح بخاری'' میں فرمایا وہ بحث عمدہ ہے اور اسی کی مانند قاضی ابوبکر بن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے مالکیہ سے اور صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شافعیہ سے نقل کیا ہے اور ابوالقاسم انصاری رحمۃ اللہ علیہ شارح الارشاد نے فرمایا کہ لفظ رحمت کو صلوٰۃ کی طرف مضاف کر کے کہنا جائز ہے اور محض لفظ رحمت کہنا جائز نہیں ہے اور الذخیرہ میں جو کہ حنفی کتب میں سے ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ چونکہ لفظ رحمت میں نقص کا وہم ہوتا ہے اس لئے یہ مکروہ ہے کیونکہ رحمت اکثر اسی فعل کے لئے ہوتی ہے جس پر ملامت کی جاتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ حضور ﷺ لفظ صلوٰۃ کے ساتھ جس پر چاہیں صلوٰۃ فرمائیں۔ آپ کے سوا کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ استعمال کرے بجز نبی یا فرشتہ کے اوپر۔

شیخین رحمہما اللہ نے عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں جب کوئی قوم اپنے صدقات لاتی تو آپ ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیۡھِمۡ'' کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ جب میرے والد اپنا صدقہ لائے تو آپ نے فرمایا ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیۡھِمۡ آلِ اَوۡفٰی''

ابن سعد اور قاضی اسماعیل اور بیہقی رحہم اللہ نے ''سنن'' میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے تو میری بیوی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھ پر اور میرے شوہر پر صلوٰۃ فرمائیے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا ''صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡکَ وَعَلٰی زَوۡجِکَ۔''

قاضی اسماعیل اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''سنن'' میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ کسی پر تمہارا صلوٰۃ کہنا درست نہیں ہے صرف رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ بھیجی جائے۔ لیکن مسلمان مرد و عورت کے لئے استغفار کی دعا کی جائے۔ ہمارے اصحاب شوافع نے کہا ہے کہ ابتدا غیر انبیاء پر صلوٰۃ کا استعمال مکروہ ہے اور ایک قول کے بموجب حرام ہے۔

شیخ جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سلام معنی میں الصلوٰۃ کے ہے اس لئے کہ اللہ عزوجل نے ان دونوں لفظوں کو ملایا ہے لہٰذا غیر انبیاء کے غائب پر سلام نہ بھیجا جائے (یعنی علیہ السلام نہ کہا جائے) اور بر سبیل خطاب لفظ سلام کے استعمال میں مضائقہ نہیں ہے خواہ زندہ مسلمان کے لئے ہو خواہ میت مسلمان کے لئے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ احکام میں سے جس کے لئے جو حکم چاہیں خاص فرمائیں۔

ابوداؤد ونسائی رحمہا اللہ نے بطریق عمارہ بن خزیمہ انصاری ؓ ان کے چچا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرد اعرابی سے ایک گھوڑا خریدا اور اسے اپنے پیچھے آنے کے لئے فرمایا تاکہ قیمت ادا کر دی جائے۔ حضور ﷺ تیز رفتاری سے چلے اور وہ اعرابی آہستہ آہستہ چلا۔ لوگ اعرابی کے پاس سامنے سے گزرنے لگے اور اس سے گھوڑے کا سودا کرنے لگے ان لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے خرید لیا ہے یہاں تک کہ کسی نے گھوڑے کی قیمت اس اعرابی سے اس قیمت سے زیادہ زیادہ لگائی جس پر اس نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ جب اس کی قیمت زیادہ لگی تو اس اعرابی نے حضور ﷺ کو آواز دی اور اس نے کہا اگر آپ اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہیں تو اسے خرید لیں ورنہ میں اسے فروخت کئے دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اس اعرابی کی آواز سنی تو کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ وہ اعرابی آپ کے پاس آ گیا۔

آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا میں نے یہ گھوڑا تجھ سے خرید نہیں لیا ہے؟ اعرابی نے کہا خدا کی قسم نہیں۔ میں نے آپ کے ہاتھ فروخت نہیں کیا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ بیشک میں نے اس کو تجھ سے خرید لیا ہے یہ سن کر لوگ جمع ہونے لگے اور وہ رسول اللہ ﷺ اور اعرابی کے گرد اکٹھے ہو گئے اور دونوں اصرار کرنے لگے اور وہ اعرابی کہنے لگا آپ گواہ لائیے جو اس کی گواہی دے کہ میں نے آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور مسلمانوں میں سے جو آتا وہ اس اعرابی سے کہتا تجھ پر افسوس ہے رسول اللہ ﷺ نہیں فرماتے مگر حق۔ یہاں تک کہ حضرت خزیمہ ؓ آئے۔

انہوں نے جب رسول اللہ ﷺ کا مراجعت فرمانا سنا اور اعرابی کا یہ اصرار سنا کہ کوئی گواہ لائیے جو اس کی گواہی دے کہ میں نے آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے تو حضرت خزیمہ ؓ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑے کو فروخت کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت خزیمہ ؓ کے روبرو آئے اور فرمایا تم کس بنا پر گواہی دیتے ہو۔ حضرت خزیمہ ؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کی تصدیق کی بنا پر اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہ ؓ کی ایک شہادت کو دو شخصوں کی شہادتوں کے برابر اور دو کے قائم مقام مقرر فرما دی۔

ابن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں نعمان بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ اعرابی نے فروخت کئے جانے سے انکار کیا تو خزیمہ بن ثابت ؓ آئے اور انہوں نے کہا اے اعرابی! میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑا فروخت کر دیا

ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے خزیمہ ﷜ہم نے تو تم کو گواہ نہیں بنایا تم کیسے گواہی دیتے ہو۔ حضرت خزیمہ ﷜نے کہا کہ میں آپ کی تصدیق آسمانی خبروں پر کرتا ہوں تو میں تصدیق اس اعرابی پر کیوں نہ کروں پھر نبی کریم ﷺ نے ان کی شہادت کو دو مردوں کی شہادت کے برابر قرار دے دیا۔

اسلام میں کسی مرد کے لئے یہ جائز نہ ہوا کہ اس کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت قرار دی گئی ہو بجز خزیمہ ﷜کے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں خزیمہ ﷜سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خزیمہ ﷜جس کے حق میں گواہی دیں یا جس کے خلاف گواہی دیں تو ان کی صرف ایک گواہی درست اور کافی ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے برا بن عاذب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے گا اور ہماری طرح قربانی دے گا تو اس کی قربانی ہو جائے گی۔ اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ بکری کا گوشت ہے یہ سن کر ابو بروہ بن دینار ﷜کھڑے ہوئے اور عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے نماز کی طرف نکلنے سے پہلے قربانی کر لی ہے اور میں جانتا ہوں آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے تو میں نے عجلت کی اور خود بھی کھایا اور اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کو بھی کھلایا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ بکری کا گوشت ہے۔ ابو بروہ ﷜نے عرض کیا میرے پاس دو ماہ کا اونٹ کا بچہ ہے اور وہ دو بکریوں کے گوشت سے اچھا ہے تو کیا وہ میری طرف سے کفایت کرے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں تمہارے لئے کفایت کرے گا اور تمہارے بعد کسی کے لئے دو ماہ کا بچہ کافی نہ ہوگا۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب آیہ کریمہ

"یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ"

اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا شریک نہ ٹھہرائیں گی۔ اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جس اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی۔ (ترجمہ کنزالایمان) وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ (پ۲۸ الممتحنۃ ۱۲) نازل ہوئی تو انہوں نے کہا عام لوگوں کو نوحہ گری کی عادت تھی۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس حکم سے فلاں خاندان کو مستثنیٰ فرما دیجئے کیونکہ وہ جاہلیت میں میری مدد کرتے تھے۔ اب ضروری ہے کہ میں ان کی مدد کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا فلاں خاندان مستثنیٰ ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ استثناء ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے خاص فلاں خاندان کے بارے میں رخصت چاہنے پر مخصوص ہے اور شارع علیہ السلام کو اختیار ہے عموم میں سے جو چاہیں خاص فرمادیں۔

ابن سعد وحاکم رحمہما اللہ نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا سے انہوں نے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سہلہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم رضی اللہ عنہ کی بابت ذکر کیا کہ وہ ان کے گھر میں آتا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا اسے اپنا دودھ پلادو۔ تو انہوں نے اس کو دودھ پلادیا حالانکہ وہ غلام مرد کبیر تھا اور اس کے بعد وہ جنگ بدر میں حاضر ہوا ہے۔

اور شیخین رحمہما اللہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول ﷺ کی تمام ازواج مطہرات نے اس کا انکار کیا کہ کوئی شخص ایسی رضاعت کی بنا پر ان میں سے کسی کے پاس اندر آئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ رخصت رسول اللہ ﷺ کی طرف سے سالم رضی اللہ عنہا کے لئے خاص تھی اور ایک روایت میں ہے کہ سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا کے لئے خاص تھی اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ رخصت صرف سالم رضی اللہ عنہ کے لئے تھی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم تین دن تک سوگ کے کپڑے پہنو اس کے بعد تم جو چاہے کرو۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے حلال ہونے سے پہلے اپنے صدقے کی عجلت (جلدی ادا کرنے) کے واسطے دریافت کیا تو حضور ﷺ نے اس بارے میں ان کو رخصت عطا فرمائی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حکم بن عینیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی جانب سے دو سال کے صدقہ میں عجلت فرمائی۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالنعمان ازدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کا ایک سورۂ قرآنی پر نکاح کردیا اور فرمایا تمہارے بعد کسی کے لئے سورۂ قرآنی مہر نہ ہوگا۔ یہ حدیث مرسل ہے اور اس میں غیر معروف راوی ہے اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے مکحول سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے اور ابن عوانہ رحمۃ اللہ علیہ نے لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مانند روایت کی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آتیں تو وہ ''سَلَامٌ لَا عَلَيْكُم''

کہا کرتی تھیں نبی کریم ﷺ نے ان کو اجازت عطا فرمائی کہ وہ صرف "اَلسَّلَامُ" کہا کریں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زبان میں لکنت تھی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے منذر ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے درمیان تیز کلامی ہوئی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے علی کرم اللہ وجہہ الکریم جیسی جرأت آپ نے رسول اللہ ﷺ پر کی ہے مجھ میں وہ جرأت نہیں ہے کہ آپ نے حضور ﷺ کے نام اور حضور ﷺ کی کنیت کو ایک میں جمع کر دیا ہے حالانکہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بعد اپنی امت کے کسی فرد میں ان دونوں کو جمع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے قریش کی ایک جماعت کو بلایا اور ان قریشیوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب میرے بعد تم میں سے ایک فرزند پیدا ہوگا میں نے اپنا نام اور اپنی کنیت اس بچہ کو عطا کر دی ہے اس کے بعد میری امت میں سے کسی کے لئے ایسا کرنا جائز نہ ہوگا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق منذر ثوری رضی اللہ عنہ روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ انہوں نے فرمایا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے رخصت تھی۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر آپ کے بعد میرا کوئی فرزند پیدا ہوا تو میں اس کا نام آپ کے نام پر اور اس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ جس کے درمیان چاہتے مؤاخات فرماتے اور ان کے درمیان وراثت قائم کرتے اور یہ بات آپ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وراثت دلا سکے

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد باری تعالیٰ "وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ (پ۵ النساء ۳۳) اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا" کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے مؤاخات کی گرہ لگائی تھی جب کوئی قریبی رشتہ بیچ میں نہ آتا جو ان کے درمیان حائل ہو جائے تو وہ ان کو ان کا حصہ دیتے تھے۔ انہوں نے کہا یہ بات آج مفقود ہے۔ یہ جماعت ان خاص لوگوں کی تھی جن کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے مؤاخات قائم کی تھی اور وہ بات منقطع ہوگئی اور یہ امر کسی کے لئے جائز نہ ہوگا صرف نبی کریم ﷺ کے لئے ہی اختیار تھا آپ نے انصار و مہاجرین کے درمیان مؤاخات فرمائی تھی اور آج کسی کے درمیان مؤاخات نہیں ہے۔

مسجد نبوی ﷺ کی محراب نمازی کیلئے محراب کعبہ کی طرح ہے

ہمارے اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ میں نماز پڑھے تو اس کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی محراب کعبہ کی مانند ہے۔ اس سے عدول و انحراف کسی حال میں اجتہاد کے ذریعہ جائز نہیں ہے اور یہی حکم ان تمام مقامات کا ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی ہے اور اس باب میں تیامن و تیاسر یعنی دائیں اور بائیں میں اجتہاد جائز نہیں ہے بخلاف تمام شہروں کے کہ ان میں تیامن د تیاسر میں اجتہاد جائز ہوگا۔ یہ قول اصح وجوہ پر ہے۔

حضور ﷺ کی نسبت سے آپ کی اولاد

ازواج اور آپ کے اہل بیت کا شرف

وہ شرافت و بزرگی جس کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی وجہ سے آپ کی اولاد' آپ کی ازواج' آپ کی اہل بیت' آپ کے اصحاب اور آپ کے قبیلہ کو مشرف فرمایا گیا۔ اللہ ﷻ نے فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا○
(پ۲۲ الاحزاب ۳۳)

اور اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمائے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور فرمایا:

وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ○
(پ۲۲ الاحزاب ۳۱)

اور جو تم میں فرماں بردار ہے اللہ اور اس کے رسول کا اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں سے دونا اجر دیں گے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میرے گھر میں " اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ " نازل ہوئی حضور نے علی ؓ' فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے دونوں فرزندوں کو بلوا کر فرمایا کہ یہ لوگ میرے اہل بیت (نسب) ہیں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حذیفہ ؓ سے مرفوعاً روایت کی انہوں نے کہا کہ آسمان کے ایک فرشتے نے خالقِ عالم اللہ رب العالمین سے اجازت چاہی کہ مجھے آ کر سلام کرے تو اس نے آ کر مجھے بشارت دی کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا "سیدۃ النساء اہل جنت" ہیں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو حجابات کے اس طرف سے منادی ندا کرے گا کہ اے اہل محشر اپنی نگاہوں کو نیچے کر لو تا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گزر جائیں۔ اور وہ اس حال میں گزریں گی کہ ان کے جسم پر دو سبز چادریں ہوں گی۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی مرتضٰی ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اللہ ﷻ تمہارے غضب کرنے سے غضب فرماتا ہے اور تمہارے خوش ہونے سے خوش ہوتا ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر ابو سعید خدری ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدۃ نساء اہل جنت ہیں بجز مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کیا تم خوش نہیں کہ تم سیدۃ نساء عالم اور سیدۃ نساء مومنین اور اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت براء ﷺ سے روایت کی کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے فرزند حضرت ابراہیم ﷺ کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا ان کے لیے دودھ پلانے والی ہے جو جنت میں ان کا دودھ پورا کریگی۔ اور ابراہیم ﷺ صدیق ہیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے براء ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیم ﷺ کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی ہے جو ان کی بقیہ رضاعت کو تمام کریگی اور فرمایا کہ ابراہیم ﷺ صدیق و شہید ہیں۔

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا جب نبی کریم ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم ﷺ نے وفات پائی تو حضور ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور فرمایا ان کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی ایک دایہ ہے۔ اور اگر ابراہیم ﷺ زندہ رہتے تو وہ یقیناً صدیق و نبی ہوتے اور ان کے ماموں قبطی لوگ آزاد ہو جاتے اور کوئی قبطی غلام نہ رہتا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں سوائے دو خالہ کے بیٹوں کے۔ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل ابن مسعود ﷺ سے روایت کی۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حذیفہ ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے کشتی لڑی تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے حسن رضی اللہ عنہ جلدی کرو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ حسن رضی اللہ عنہ کی مدد فرماتے ہیں۔ گویا وہ آپ کو حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ السلام حسین رضی اللہ عنہ کی مدد کر رہے ہیں اور میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں حسن رضی اللہ عنہ کی مدد کروں۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہ کے بازوؤں میں دو تعویز تھے۔ ان میں جبریل علیہ السلام کے بازوؤں کے پروں میں سے چھوٹے پر تھے۔

امام احمد و حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنتی عورتوں میں افضل حضرت خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہن ہیں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول ﷺ نے فرمایا تم کو جہان کی عورتوں میں سے چار عورتیں کافی ہیں۔ مریم' آسیہ (فرعون کی بیوی)' خدیجہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہن۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبدالمطلب کی اولاد! میں نے اللہ عزوجل سے سوال کیا ہے کہ تم میں جو قائل ہے وہ ثابت قدم رہے۔ اور جو گمراہ ہے اسے ہدایت دے اور جو جاہل ہے اسے علم دے اور یہ دعا کی ہے کہ تم کو سخی' بہادر' رحم دل بنائے۔ اگر کسی شخص نے رکن اور مقام کے درمیان صف بستہ ہو کر نماز پڑھی اور روزے رکھے پھر وہ اللہ عزوجل سے اس حال میں ملے کہ وہ اہل بیت محمد ﷺ سے بغض و عداوت رکھے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم اہل بیت سے کوئی شخص بغض نہ رکھے گا مگر اللہ عزوجل اسے جہنم میں داخل کرے گا۔

ابو یعلیٰ و بزار اور حاکم رحمہم اللہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا آگاہ رہو بلاشبہ میرے اہل بیت کی مثال تم میں سفینہ نوح کی مانند ہے۔ تو جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو پیچھے رہ گیا غرق ہو گیا۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بتا کر اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح بتا کر زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے

روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تم میں دو وزنی چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ کتاب اللہ ﷻ اور میری اہلبیت۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین والوں کے لیے ستارے غرق سے امان ہے اور میری اہل بیت' میری امت کے لیے اختلاف سے امان ہے۔ اور جب کوئی قبیلہ ان کی مخالفت کرے گا تو ان میں اختلاف رونما ہو جائے گا۔ اور وہ شیطانی گروہ بن جائے گا۔

اور ابویعلی و ابن شیبہ رحمہا اللہ نے سلمہ بن اکوع ﷺ سے اسے روایت کیا ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے میری اہل بیت کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا ہے جو ان میں سے توحید اور میری تبلیغ کے ساتھ ثابت قدم رہے گا اللہ ﷻ ان کو عذاب نہ دے گا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے جابر ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت حمزہ ﷺ سید الشہداء ہیں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ابوسفیان بن الحارث ﷺ ہیں۔ حارث عبدالمطلب کے فرزند ہیں اور ابوسفیان نبی کریم ﷺ کے چچا کے فرزند ہیں۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے بھائی کے لیے اپنی جگہ سے اٹھتا ہے مگر بنی ہاشم کسی کے لیے نہیں کھڑے ہوں گے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ کھڑا ہو مگر امام حسن یا امام حسین رضی اللہ عنہما یا ان دونوں کی اولاد کے لیے۔

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی کوہ احد کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو ان کے کسی ایک کی فضیلت کو نہ پائے گا اور نہ ان کی نصف فضیلت کو۔

طیالسی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور وہ اسے راہ خدا میں خرچ کرے اور بیواؤں' مسکینوں اور یتیموں میں خرچ کرے تاکہ میرے صحابی کے کسی شخص کے دن کی ایک گھڑی کی فضیلت کو حاصل کر سکے تو وہ کبھی اسے حاصل نہ کر سکے گا۔

ابن ابی عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مسند'' میں بروایت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کی آپ نے فرمایا میری امت میں میرے صحابہ کی مثال ستاروں جیسی ہے جس سے لوگ رستہ کی رہنمائی حاصل کرتے ہیں جب ستارے غائب ہوتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں۔

عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مسند'' میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ کی مثال ستاروں کی مانند ہے۔ جس سے لوگ رستہ کی رہنمائی حاصل کرتے ہیں تو جس کسی صحابی کے قول کے ساتھ تم لوگ عمل کرو گے تم ہدایت پا جاؤ گے۔

ابو یعلی و بزار رحمہما اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ کی مثال کھانے میں نمک کی مانند ہے کیونکہ کھانا بغیر نمک کے درست نہیں ہوتا۔

ابن منیع اور طبرانی رحمہما اللہ نے ''اوسط'' میں بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا میرے بعد میرے صحابہ سے ضرور لغزش ہو گی۔ اللہ عزوجل ان کی لغزش کو ان کے سابقہ اعمال کے سبب جو میرے ساتھ کیے ہیں بخش دے گا۔ اور میرے بعد کے لوگ اس لغزش پر عمل کرینگے تو اللہ عزوجل ان کو جہنم میں منہ کے بل اوندھا ڈالے گا۔

ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے قرابت داروں اور میرے صحابہ کو کچھ نہ کہو کیونکہ جس نے ان کے حق میں میری حفاظت کی تو اس کے ساتھ اللہ عزوجل کی جانب سے ایک محافظ ہوگا اور جس نے ان کے حق میں میری حفاظت نہ کی اللہ عزوجل اس سے جدا ہو جائے گا۔ اور جس سے اللہ عزوجل جدا ہو جائے قریب ہے کہ وہ اسے گرفت میں لے لے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی نبی نہیں مگر میری امت میں اس کا نظیر ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ میری نظیر ہیں۔ اور جو اس سے خوش ہوتا ہے کہ وہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ میں سے جو کوئی جس شہر میں فوت ہوگا تو وہ اس شہر کے مسلمانوں کا قائد اور ان کا امام اور روز قیامت ان کا نور ہوگا۔

نیز انہوں نے حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے مرفوعاً روایت کی کہ میرا کوئی ایک صحابی جس شہر میں فوت ہوگا وہ ان کیلئے نور ہوگا اور اللہ عزوجل روز قیامت اس صحابی کو اس شان سے

اٹھائے گا کہ وہ اس شہر والوں کا سردار ہوگا۔

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "سنن" میں علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی کہ وہ اہل بدر پر چھ تکبیریں اور اصحاب نبی پر پانچ تکبیریں اور دیگر تمام لوگوں پر (نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کہتے تھے۔

الحسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابوالزاہریہ رحمۃ اللہ علیہ، حلیس ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریش کو وہ چیز عطا کی گئی ہے جو لوگوں میں سے کسی کو عطا نہ ہوئی۔

حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ

آپ کے تمام اصحاب کرام ﷺ عادل ہیں

حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے تمام صحابہ عادل ہیں۔ اس پر ان علماء کا اجماع ہے جو معتبر ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کی عدالت پر بحث نہیں کی جائے گی۔ جس طرح کہ راویوں کی عدالت سے بحث کی جاتی ہے اور اس بحث کے نہ کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے استدلال کیا جاتا ہے کہ فرمایا "خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِی"۔

اور آپ کے خصائص میں سے ہے کہ جس نے ایک لحظہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی اس کے لیے صحابیت ثابت ہے۔ بخلاف صحابی کے ساتھ تابعی کے۔ تابعی کے لیے اسم تابعی اس وقت تک ثابت نہ ہوگا جب تک کہ اس نے صحابی کے ساتھ طویل زمانے تک صحبت نہ رکھی ہو۔ یہ تعریف اہل اصول کے نزدیک اصح قول پر ہے۔ یہ فرق و امتیاز' منصب نبوت کی عظمت اور اس کے نور کا ہے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ کی یہ شان اعجاز تھی کہ احمق و نادان اعرابی پر آپ کی محض ایک نظر مبارک پڑتی تو وہ حکمت اور دانائی کی باتیں کرنے لگتا تھا۔

اور آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی حدیث مبارک کے عاملین کے چہرے میں تروتازگی رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے رہتی ہے کہ "نَضَّرَ اللّٰہُ اِمْرَأً اَسْمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَعَاھَا فَاَدَّاھَا اِلٰی مَنْ لَّمْ یَسْمَعْھَا"۔ اللہ ﷻ اس شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھے جس نے میری حدیث سنی اور اسے محفوظ رکھا اور اس شخص کو پہنچایا جس نے اسے سنا نہ تھا۔ اور یہ علماء حدیث حفاظ اور امراء المومنین کے ساتھ ملقب ہوکر مخصوص ہوتے ہیں۔ خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حافظ ایسا لقب ہے جس کے ساتھ علماء حدیث تمام علماء کے درمیان مختص ہوئے ہیں۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خدا! میرے خلفاء پر رحمت نازل فرما کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئینگے جو میری حدیث اور میری سنت کو روایت

کریں گے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے۔

وہ معجزات جو حضور ﷺ کی حیات (ظاہری) کے بعد ظہور میں آئے

وہ معجزہ کہ حضور ﷺ نے وفات شریف کی خود خبر دی

امام احمد و ابو یعلی اور طبرانی رحمہم اللہ نے بسند صحیح واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم کو یہ زعم ہے کہ میں تم سب کے بعد وفات پاؤں گا آگاہ رہو میں تم سب سے پہلے وفات پاؤں گا اور تم میرے بعد وفات پاؤ گے۔ اور خبردار کیا کہ تم ایک دوسرے کو ہلاک کرو گے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہر ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے مگر جب وہ سال آیا جس میں آپ نے رحلت فرمائی تو بیس دن اعتکاف فرمایا اور جبریل علیہ السلام ہر رمضان میں آپ کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرتے تھے مگر جب وہ سال آیا جس میں آپ نے رحلت فرمائی تو دو مرتبہ انہوں نے دور کرایا۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے راز میں باتیں فرمائیں اور فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے ساتھ ہر سال ایک مرتبہ قرآن کا دور کرتے تھے مگر انہوں نے اس سال دو مرتبہ میرے ساتھ دور کیا۔ اور میرا خیال ہے کہ اس کی وجہ ہے کہ میری رحلت کا وقت آ گیا ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی اس تکلیف میں بلایا جس میں آپ نے رحلت فرمائی اور ان سے راز میں کچھ باتیں کیں تو وہ رونے لگیں۔ اس کے بعد ان کو پھر بلایا اور راز میں باتیں کیں اور وہ ہنسنے لگیں میں نے ان سے اس کی بابت پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ سے مجھے خبر دی کہ میں اپنی اس تکلیف میں رحلت کر جاؤں گا یہ سن کر میں رونے لگی۔ پھر حضور ﷺ نے مجھے یہ خبر دی کہ میں ان کی اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ سے آ کر ملوں گی تو یہ سن کر میں ہنسنے لگی۔

طبرانی و بیہقی رحمہما اللہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے مرض میں بلایا اور ان سے رازو کی کچھ دیر باتیں فرمائیں اور وہ رونے لگیں اس کے بعد ان سے کچھ دیر اور راز میں باتیں فرمائیں اور وہ ہنسنے لگیں پھر میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا مجھے پہلی مرتبہ تو یہ خبر دی کہ جبریل علیہ السلام ہر سال ہر رمضان میں ایک مرتبہ قرآن کا دور کراتے تھے اور اس سال انہوں نے دو مرتبہ قرآن کا دور کرایا ہے اور مجھے خبر دی کہ کوئی نبی نہیں

ہوا مگر اس کے بعد نبی آیا اور اس نے نصف عمر اس کے ساتھ گزاری اور نصف عمر اس کے بعد گزاری اور فرمایا:

اے بیٹی! مسلمان عورتوں میں سے کوئی عورت مصیبت میں تم سے اعظم نہیں ہے تو تم صبر میں ادنیٰ عورت نہ ہونا۔ اور دوسری مرتبہ جو مجھ سے راز میں گفتگو کی تو اس میں مجھے خبر دی کہ میں آپ کی اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ کے ساتھ ملوں گی اور فرمایا تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو بجز اس کے جو مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا سے تعلق رکھتی ہو اس بنا پر میں ہنسنے لگی۔

امام احمد، دارمی، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب "اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ" نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا میں تم کو اپنی رحلت کی خبر دے رہا ہوں، یہ سن کر وہ رونے لگیں۔ آپ نے فرمایا صبر کرو اور تم ہی میری اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی ہو۔ اور وہ ہنسنے لگیں۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے "اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کی رحلت کی خبر ہے اس پر حضرت عمر نے فرمایا خدا کی قسم! میں اس سے زیادہ نہیں جانتا جتنا کہ تم نے بتایا۔

شیخین رحمہما اللہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا ایک بندہ ہے جس کو اللہ عزوجل نے دنیا اور جو اللہ عزوجل کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار کرنے کو فرمایا تو اس بندے نے اس کو اختیار کیا جو اللہ عزوجل کے پاس ہے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔

ہم سب نے ان کے رونے کو حیرت و تعجب سے دیکھا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ تو ایک بندے کی خبر دے رہے ہیں کہ اس نے جو اختیار کیا ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ اختیار کرنے والے بندے رسول اللہ ﷺ تھے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس خبر کے جاننے میں ہم سب سے اعلم تھے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ تم روؤ نہیں، تمام لوگوں میں سے جس نے اپنی صحبت اور اپنے مال سے مجھے امن سے رکھا ہے وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ان کو بناتا لیکن میرے اور ان کے درمیان اسلامی اخوت ہے۔ مسجد میں کھلنے والے کسی دروازے کو باقی نہ رکھا جائے۔ اور اسے بند کر دیا جائے مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کو باقی رکھا جائے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ایک مرد کو اس کے رب نے اختیار دیا کہ چاہے تو وہ جتنی چاہے دنیا میں زندگی گزارے اور دنیا میں عیش کرے اور چاہے تو اللہ عزوجل سے ملاقی ہو جائے تو اس مرد نے اپنے رب کی لقا کو اختیار

کیا یہ سن کر حضرت ابوبکر ﷺ رونے لگے اور کہنے لگے بلکہ ہم آپ پر اپنے اموال اور اپنی اولاد کو قربان کر دیں گے۔

واقدی و بیہقی رحمہا اللہ نے بطریق عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا' ام درہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس حال میں باہر تشریف لے گئے کہ آپ کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی پھر آپ نے منبر شریف پر چڑھ کر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یقیناً میں اس لمحہ حوض کوثر پر کھڑا ہوں اللہ ﷻ نے ایک بندے کو دنیا اور جو اللہ ﷻ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دیدیا اس بندے نے اسے اختیار کیا جو اللہ کے پاس ہے۔ یہ سن کر ابوبکر ﷺ رونے لگے اور عرض کرنے لگے بلکہ ہم آپ پر اپنے ماں باپ اور اپنی جان و مال قربان کر دیں گے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''المصنف'' میں ابو سعید خدری ﷺ سے اس روایت کو ان لفظوں تک روایت کیا کہ میں اس گھڑی حوض کوثر پر بالیقین کھڑا ہوں۔

امام احمد و ابن سعد' دارمی و حاکم اور بیہقی و طبرانی رحہم اللہ نے ابو مویہبہ ﷺ سے روایت کی جو رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے۔ ابو مویہبہ ﷺ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ایک رات مجھے جگا کر فرمایا: اے ابو مویہبہ ﷺ! مجھے حکم دیا گیا کہ ان بقیع والوں کے لیے اللہ ﷻ سے استغفار کروں' تو میں حضور کے ساتھ چلا یہاں تک کہ آپ بقیع میں تشریف لائے اور دست اقدس اٹھا کر ان کے لیے استغفار فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا تمہیں مبارک ہو جس امن کی حالت میں تم نے صبح کی ہے اور جس امن کی حالت میں لوگوں نے صبح کی۔ اب وہ وقت آ گیا کہ اندھیری رات کے ٹکڑوں کی مانند فتنے برپا ہوں گے ان فتنوں کے آخر اول فتنوں کے تعاقب میں آ رہے ہیں۔ آخری فتنہ پہلے فتنوں سے بہت بڑا ہے۔

اے ابو مویہبہ ﷺ مجھے دنیا کے خزانوں اور اس میں ہمیشہ رہنے کی کنجیاں دی گئیں اس کے بعد جنت کی۔ اور اس کے بعد لقاء رب کے درمیان مجھے اختیار دیا گیا تو میں نے اپنے رب کی لقا کو اختیار کیا ہے اس کے بعد حضور واپس تشریف لے آئے۔ جب صبح ہوئی تو آپ کو اس تکلیف کی ابتدا ہوئی جس میں اللہ ﷻ نے آپ کو ہم سے جدا فرمایا اور ابن سعد ﷺ نے اس کی مانند ابو رافع ﷺ' نبی کریم ﷺ کے غلام سے حدیث روایت کی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے طاؤس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔ اور مجھے خزانے عطا کیے گئے اور مجھے اختیار دیا گیا کہ میں زندہ رہ کر وہ سب کچھ دیکھوں جو میری امت پر فتوحات ہوں گی یا میں تعجیل کو اختیار کروں تو میں نے

تعجیل کو اختیار کیا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے سالم بن ابو الجعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خواب کی حالت میں مجھے دنیا کی کنجیاں دی گئیں۔ اس کے بعد تمہارے نبی کو اچھے راستہ کی طرف بھیجا گیا۔ اور تم کو دنیا میں چھوڑ دیا گیا ہے کہ تم سرخ و زرد اور سفید حلوے کھاؤ۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لے گئے اور شہداء احد پر آپ نے میت کی نماز کی مانند نماز پڑھی اس کے بعد واپس منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانے کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ خدا کی قسم میں تم سے اس بات کا خوف نہیں رکھتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے تم سے اس کا خوف ہے کہ تم (دُنیا کے بارے میں) ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے۔

ابن سعد رحمہما اللہ اور ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے یحیٰی بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! کوئی نبی مبعوث نہ ہوا مگر یہ کہ اس نبی نے جو اس کے بعد ہوا اس نے اس کی نصف عمر گزاری اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس سال گزارے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''المطالب العالیہ'' میں فرمایا اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نبوت کے چالیس سال گزارے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی نے آدھی عمر اس نبی کے ساتھ گزاری جو اس سے پہلے تھا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں چالیس سال گزارے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر اس نبی نے اپنی زندگی کی آدھی عمر اس نبی کے ساتھ گزاری جو ان سے پہلے نبی تھا۔

امام احمد و ابن سعد و ابو یعلی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ جب بھی آپ میرے حجرے کے سامنے سے گزرتے تو میری طرف کوئی کلمہ ایسا فرماتے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور ایک دن حضور گزرے تو کوئی کلمہ ارشاد نہ فرمایا۔ پھر میں نے اپنے سر پر پٹی باندھ لی اور اپنے بستر پر سو گئی۔ اس کے بعد حضور تشریف لائے تو فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا حال ہے؟

میں نے عرض کیا کہ میرے سر میں درد ہے۔ فرمایا میرے سر میں بھی درد ہے۔ یہ اس دن

کا واقعہ ہے جس دن جبریل علیہ السلام نے آپ کو خبر دی کہ آپ رحلت فرمانے والے ہیں۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین مضبوط رسیوں کے ساتھ آسمان کی طرف کھنچ رہی ہے۔ میں نے اپنا یہ خواب نبی کریم ﷺ سے بیان کیا تو فرمایا یہ تمہارے بھتیجے کی وفات کی خبر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے وفات کے دن اور مقام کی خبر دیدی تھی

وہ خبر جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے دن اور اپنی جگہ کے بارے میں فرمائی۔ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ پیر کے دن کا روزہ کبھی ترک نہ کرنا کیونکہ میں پیر کے دن پیدا ہوا۔ اور پیر کے دن ہی مجھ پر وحی نازل ہوئی اور پیر کے دن میں نے ہجرت کی اور پیر کے دن ہی میرا وصال ہو۔

امام احمد و بیہقی رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے۔ پیر کے دن نبوت کا اعلان کیا۔ پیر کے دن مکہ سے ہجرت کر کے باہر آئے' پیر کے دن مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ پیر کے دن مکہ فتح ہوا اور پیر کے دن وفات پائی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ مقام ہجرت ہے۔ اور اس کی زمین میری آرام گاہ ہے۔

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے ''اخبار مدینہ'' میں الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ میری ہجرت کا مقام ہے اور یہیں میری وفات ہے اور اسی جگہ سے میرا حشر ہوگا۔ نیز انہوں نے عطا بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مثل مرسلاً روایت کی۔

حضور اکرم ﷺ کو نبوت کیساتھ شہادت کی فضیلت بھی عطا کی گئی

حضور اکرم ﷺ کو نبوت کے اعزاز و تکریم کے ساتھ شہادت کی فضیلت بھی عطا کی گئی۔

بخاری و بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے رحلت فرمائی فرماتے تھے کہ میں اس لقمہ کی تکلیف ہمیشہ پاتا رہا ہوں جسے میں نے خیبر میں کھایا تھا۔ اور اب اس زہر کی وجہ سے رگِ جاں کٹ رہی ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر امِ بشر رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اپنے نفس شریف پر آپ کس چیز کی نسبت فرماتے ہیں بلاشبہ میں اپنے بیٹے کے لیے اس کھانے کی نسبت کرتی ہوں جو اس نے آپ کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں بھی اس کے سوا کسی اور چیز کی

طرف نسبت نہیں کرتا اس وقت رگِ جاں منقطع ہو رہی ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ بشر بن البراء ﷺ کی والدۂ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس مرض میں آئیں اس وقت آپ کو بخار تھا انہوں نے چھو کر عرض کیا میں نے جتنا بخار آپ میں پایا ہے اتنا میں نے کسی میں نہیں پایا۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہمارے لیے اتنا ہی اجر زیادہ ہوتا ہے جس قدر کہ ہم پر تکالیف زیادہ ہوتی ہیں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا لوگ کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا لوگ آپ کو ذات الجنب یعنی نمونیہ کا مرض گمان کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ کی شان کے خلاف ہے کہ وہ ذات الجنب کو میرے اوپر مسلط کرے۔ اس لیے کہ وہ تو شیطان کا کچوکہ ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ جو لقمہ میں نے کھایا تھا اور جسے تمہارے بیٹے نے بھی یوم خیبر کھایا تھا میں ہمیشہ اس کی تکلیف پاتا رہا ہوں۔ یہاں تک کہ اس وقت اس سے رگِ جاں قطع ہو رہی ہے۔ اس بناء پر رسول اللہ ﷺ کی وفات' شہادت کی وفات ہے۔

امام احمد و ابن سعد اور ابویعلی وطبرانی اور حاکم و بیہقی رحمہم اللہ نے ابن مسعود ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اگر میں نو مرتبہ یہ قسم اٹھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات شہادت کی ہے تو اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک مرتبہ یہ قسم اٹھاؤں کہ آپ شہید نہیں کیے گئے۔ اور حقیقت الامر یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے آپ کو منصب نبوت پر سرفراز فرمایا اور آپ کو شہید بھی بنایا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ ہم آپ پر ذات الجنب کا خوف رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ کی شان کے خلاف ہے کہ وہ ذات الجنب کو مجھ پر مسلط کرے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے اس کی مثل روایت کی۔

ابن اسحاق' ابن سعد' اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ کسی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا ہمیں اندیشہ ہے کہ آپ کو ذات الجنب ہے۔ فرمایا یہ بیماری شیطان کے اثر سے پیدا ہوتی ہے اور اللہ ﷻ کی یہ شان نہیں کہ وہ مجھ پر اسے مسلط کرے۔

وہ واقعات جو آپ ﷺ کے مرض شریف میں رونما ہوئے

ابن سعد و ابویعلی وطبرانی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے فضل بن عباس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے سر کو باندھ دو تاکہ میں مسجد میں جاؤں تو میں نے آپ

کے سر مبارک پر پٹی باندھی اس کے بعد آپ مسجد کی طرف تشریف لے چلے اس طرح کہ آپ کے دونوں قدم مبارک زمین پر نشان چھوڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے منبر پر جلوس فرمایا اس کے بعد فرمایا۔

اما بعد یعنی بعد حمد و ثنا اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ تمہارے درمیان سے میرے تشریف لے جانے کا وقت قریب آ گیا ہے تو جس کسی شخص کی کمر پر میں نے کوڑا مارا ہے تو وہ مجھ سے بدلہ لے لے۔ اور جس کسی سے میں نے مال لیا ہے تو یہ میرا مال موجود ہے اسے چاہیے کہ اس میں سے لے لے اور جس کسی کو میں نے آبرو کی گالی دی ہے تو یہ میری آبرو موجود ہے اسے چاہیے کہ بدلہ لے لے۔ اور کوئی کہنے والا ہرگز یہ نہ کہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی جانب سے کوئی اندیشہ ہے۔ کیونکہ کینہ و دشمنی نہ تو میری شان سے ہے اور نہ میرے اخلاق سے۔

اس کے بعد فرمایا سنو! جو اپنے آپ میں کچھ محسوس کرتا ہے تو وہ کھڑا ہو جائے تاکہ میں اللہ ﷻ سے دعا کروں اس پر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں یقیناً منافق ہوں اور میں یقیناً بخیل ہوں اور میں یقیناً بزدل ہوں اور میں یقیناً بہت سونے والا ہوں اور میں یقیناً جھوٹ بولنے والا ہوں اس پر حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی کہ اے خدا ﷻ اسے ایمان و صدق نصیب فرما اور اس سے نیند کی کثرت اور اس کے دل کا بخل دور کر دے اور اس کی بزدلی کو شجاعت سے بدل دے۔

حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے بعد میں نے اس شخص کو کئی معرکوں میں دیکھا ہے اور ہم میں سے کوئی شخص اس سے زیادہ دل کا سخی نہ تھا اور نہ اس سے زیادہ بے خوف تھا۔ اور نہ نیند میں اس سے برتر تھا۔

پھر ایک عورت کھڑی ہوئی اور اس نے اپنی انگلی سے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا تم عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں جا کر انتظار کرو یہاں تک کہ میں وہاں پہنچوں۔ اس کے بعد حضور ﷺ اس عورت کے پاس تشریف لائے اور ایک ٹہنی اس کے سر پر رکھی اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس عورت کے لیے حضور نے جو دعا فرمائی ہے میں اس دعا کے اثر کو پہچانتی ہوں وہ عورت مجھ سے کہا کرتی کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اپنی نماز اچھی طرح پڑھو۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس پر رسول اللہ ﷺ کی تکلیف سے بڑھ کر تکلیف ہو۔

شیخین رحمہما اللہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو شدید بخار تھا۔ میں نے آپ کے جسم اقدس کو چھو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کو بخار تو بہت شدید ہے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے مجھے اتنا بخار ہے جتنا کہ تم میں سے دو مردوں کو ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا پھر تو آپ کے لئے اجر بھی دونا ہوگا؟ فرمایا ہاں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید خدری ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ پر بخار کی اتنی شدید حرارت ہے کہ ہم میں سے کسی کو نہ تھا کہ بخار کی گرمی کی بنا پر آپ کے جسم اقدس پر زیادہ دیر ہاتھ رکھ سکیں۔ یہ حال دیکھ کر ہم سبحان اللہ کہنے لگے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا انبیا علیہم السلام سے بلا میں اشد کوئی شخص نہ ہوتا۔ جس قسم کی بلا میں شدت ہم انبیاء پر ہوتی اتنا ہی ہمارے لئے اجر میں زیادتی ہوتی ہے۔ اللہ ﷻ کے نبیوں میں سے کسی نبی کی یہ شان تھی کہ اگر چیچڑی چپٹ جاتی تو وہ نہ چھوٹتی یہاں تک کہ وہ ان کو قتل کر دیتی اور کسی نبی کی یہ حالت تھی کہ وہ برہنہ رہتے اور اتنا کپڑا موجود نہ ہوتا کہ وہ ستر کر سکتے بجز عبا کے جس کو وہ پہنتے تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''الزھد'' میں حضرت عمر بن الخطاب ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بخار تھا میں نے اپنا ہاتھ آپ کی چادر شریف کے اوپر رکھا تو بخار کی گرمی چادر کے اوپر سے میں نے پائی۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اسے آپ سے شدید تر بخار ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے اجر بھی اتنا ہی زیادہ ہے۔

شیخین رحمہا اللہ نے ابوموسیٰ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ علیل ہوئے اور آپ پر مرض نے شدت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر ﷺ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا وہ رقیق القلب آدمی ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو اتنی استطاعت نہ رہے گی کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا سکیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ابوبکر ﷺ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی عرض کیا۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا کہ ابوبکر ﷺ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تم تو وہی عورتیں ہو جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ مکر کیا تھا۔ بالآخر حضور ﷺ کا قاصد آیا اور حضرت ابوبکر ﷺ نے نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ میں نے نماز پڑھانے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے تبدیلی حکم کے بارے میں بار بار عرض کیا

اس بار بار کے عرض کرنے پر مجھے کسی بات نے برانگیختہ نہیں کیا بجز اس کے کہ میرے دل میں یہ واقع نہیں ہوا کہ آپ کے بعد لوگ اس شخص کو ہمیشہ محبوب رکھیں گے جو آپ کے مصلے پر کھڑا ہوگا اور نہ میں یہ گمان رکھتی تھی کہ جو شخص بھی آپ کے مصلے پر کھڑا ہوا لوگ اسے برا کہیں گے اور میں نے یوں ہی چاہا کہ رسول اللہ ﷺ اس حکم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی اور کی طرف پھیر دیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی علالت کے زمانے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر رسول اللہ ﷺ نے شدت میں کمی پائی تو آپ باہر تشریف لے گئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے انہیں پتہ نہ چلا کہ حضور تشریف لا رہے ہیں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے شانوں پر رکھا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے ہٹے اور نبی کریم ﷺ ان کی داہنی جانب بیٹھ گئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کبھی کوئی نبی اس وقت تک قبض نہیں کیا گیا جب تک کہ اس کی امامت اس کی امت کے کسی شخص نے نہ کی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے وفات پائی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ آخری نماز جس کو نبی کریم ﷺ نے جماعت کے ساتھ ایک چادر میں لپٹ کر پڑھی تھی۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی تھی۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ نماز دوشنبہ کی فجر کی تھی اور یہی وہ دن ہے جس میں آپ نے رحلت فرمائی۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے اس وقت آپ نزع کے عالم میں تھے۔ آپ نے فرمایا اے شداد کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا مجھ پر دنیا تنگ ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا تمہیں کوئی اندیشہ نہیں۔ آگاہ رہو عنقریب شام فتح ہوگا اور بیت المقدس فتح ہوگا اور تم اور تمہارے بعد تمہاری اولاد انشاء اللہ عزوجل ان میں امام ہوگی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر مرض کی جس دن ابتدا ہوئی وہ بدھ کا دن (چہارشنبہ) تھا اور اس مرض کی طوالت آپ کی رحلت تک تیرہ دن رہی۔

وہ معجزات اور خصائص جو رحلت شریف کے وقت رونما ہوئے

شیخین رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی صحت کی حالت میں فرمایا کرتے تھے کہ کوئی نبی اس وقت تک قبض نہ کیا گیا جب تک کہ جنت میں اس نبی کے مقام کو اسے نہ دکھا دیا گیا۔ اس کے بعد اسے اختیار دیا جاتا کہ وہ اور چاہے تو رہے۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر مرض کا نزول ہوا تو آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا اور آپ پر غشی طاری تھی جب افاقہ ہوا تو آپ نے اپنی نگاہ مبارک حجرے کی چھت کی طرف جمائی اور فرمایا ''اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى'' اس وقت میں نے پہچان لیا کہ یہ وہی بات ہے جسے آپ نے ہم سے صحت کی حالت میں فرمایا تھا۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت تک رحلت نہ فرمائیں گے جب تک کہ آپ کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دیا جائے چنانچہ آپ اس مرض میں علیل ہوئے جس مرض میں آپ نے رحلت فرمائی تو آپ کو پست آوازی کا عارضہ لاحق ہوا اس وقت میں نے سنا آپ فرما رہے تھے۔ ''مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا.'' (پ۵ النساء ۶۹) جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں (ترجمہ کنز الایمان) تو میں نے گمان کیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر غشی طاری ہوئی تو اس وقت آپ کا سر مبارک میری آغوش میں تھا اور میں آپ کے سر مبارک پر اپنا ہاتھ پھیر کر آپ کے لئے شفا کی دعا کر رہی تھی۔ اس وقت آپ نے فرمایا میں شفا نہیں چاہتا بلکہ اللہ ﷻ سے ''اَلرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى الْاَسْعَدُ مَعَ جِبْرِئِيْلِ وَ مِيْكَائِيْلِ وَ اِسْرَافِيْلَ'' کا سوال کرتا ہوں۔

امام احمد و ابن سعد و ابو نعیم رحمہم اللہ نے بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی روح قبض کر کے اس کے ثواب کو دکھایا جاتا ہے پھر اس کی روح کو واپس اس کی طرف کر کے اسے اختیار دیا جاتا ہے تو میں نے آپ کی یہ بات سن کر یاد رکھی جس وقت کہ آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے

ہوئے تھے اور میں دیکھ رہی تھی۔ یہاں تک کہ آپ کی گردن مبارک ایک طرف جھک گئی اور میں نے گمان کیا کہ آپ نے وصال فرمایا اور میں نے اس کیفیت کو پہچانا اور میں آپ کی طرف دیکھتی رہی۔ یہاں تک کہ آپ نے سر مبارک اٹھا کر نظر فرمائی۔ اس وقت میں نے دل میں کہا خدا کی قسم آپ ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ''مَعَ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى فِي الْجَنَّةِ''

اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں اس کو اس طرح روایت کی کہ آپ میرے پھیپھڑے اور میری گردن کے درمیان قبض کئے گئے اور گمان رکھتی تھی کہ اللہ ﷻ جلد ہی آپ کی روح کو واپس کردے گا۔ وہ کہتی ہیں کہ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوتا رہا پھر حضور ﷺ نے حرکت فرمائی اس وقت میں نے دل میں کہا اگر آج آپ کو اختیار دیا گیا تو آپ ہرگز ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی مرض لاحق ہوتا تو آپ عافیت کا سوال ضرور فرماتے

ابن سعد و بیہقی رحمہما اللہ نے بطریق واقدی رحمۃ اللہ علیہ روایت کی کہ مجھ سے حکم بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالحریث رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی کوئی شکایت (مرض) لاحق ہوتی تو آپ اللہ ﷻ سے عافیت کا سوال ضرور کرتے تھے یہاں تک کہ وہ مرض جس میں آپ نے وفات پائی لاحق ہوا تو آپ نے شفا کی بالکل دعا نہ مانگی اور آپ خود کو فرماتے اے نفس! تیرا کیا حال ہے تو ہر پناہ کی جگہ میں پناہ ڈھونڈتا ہے۔

راوی نے بیان کیا کہ آپ کے اس مرض میں آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ آپ کا رب آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے اور اپنی رحمت بھیجتا ہے اور فرماتا ہے اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو شفا دیدوں اور آپ کی کفایت کروں اور آپ چاہیں تو میں آپ کو وصال دیدوں۔ اور آپ کے سبب مغفرت کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ اختیار میرے رب ہی کو ہے وہ جو چاہے میرے ساتھ کرے۔

ابن سعد و بیہقی رحمہما اللہ نے جعفر بن علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کو ابھی تین دن باقی تھے کہ جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اللہ ﷻ نے مجھے آپ کے اکرام و تفضیل اور خاص آپ کے لئے بھیجا ہے اور آپ سے وہ بات دریافت فرماتا ہے جس کو زیادہ جانتا ہے۔

فرماتا ہے کہ آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام میں خود

کو مغموم پاتا ہوں اور خود کو مکروب پاتا ہوں پھر جب دوسرا دن آیا تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس نازل ہوئے اور آپ سے وہی کہا جو پہلے دن آپ سے کہا تھا۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور اے جبرئیل علیہ السلام میں خود کو مکروب پاتا ہوں۔

پھر جب تیسرا دن آیا تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس نازل ہوئے ملک الموت ساتھ تھے اور ان دونوں کے علاوہ وہ فرشتہ تھا جو ہوا میں رہتا ہے۔ وہ فرشتہ نہ کبھی آسمان کی طرف چڑھا اور نہ کبھی زمین پر اترا۔ اس کا نام اسماعیل ہے وہ ستر ہزار فرشتوں پر مقرر ہے اور ان میں سے ہر فرشتہ ستر ہزار فرشتوں پر حاکم ہے تو ان سب سے آگے جبرئیل علیہ السلام ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اللہ عزوجل نے مجھے آپ کی طرف آپ کے اکرام اور آپ کی تفضیل اور خاص آپ کے لئے بھیجا ہے اور آپ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جس کو وہ زیادہ جانتا ہے فرماتا ہے آپ خود کو کیسا پاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور اے جبرئیل علیہ السلام میں خود کو مکروب پاتا ہوں۔ اس کے بعد ملک الموت نے دروازے پر اجازت چاہی۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ ملک الموت ہیں حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے کسی آدمی کے پاس آنے کی انہوں نے اجازت نہ چاہی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی کے پاس آنے کی اجازت چاہیں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ان کو اجازت دے دو تو وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اللہ عزوجل نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ جو مجھے حکم فرمائیں اس میں آپ کی اطاعت کروں۔ اگر آپ مجھے اپنی روح قبض کرنے کا حکم فرمائیں تو میں اسے قبض کروں اور اگر آپ مجھے اپنی روح کے چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو میں اسے چھوڑ دوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے ملک الموت کیا تم یہ کرو گے؟ ملک الموت نے کہا ہاں مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اللہ عزوجل آپ کی لقا کا مشتاق ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ملک الموت! جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کروں۔

اس پر جبرئیل علیہ السلام نے کہا ''السلام علیک یا رسول اللہ! یہ میرا زمین پر اترنا آخری ہے اور رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔ اس وقت آنے والا لوگوں کے پاس آیا اس کی آہٹ تو لوگوں نے سنی مگر اس کا جسم کسی کو نظر نہ آیا۔ اس نے کہا السلام علیک یا اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بلاشبہ ہر جانے والے کا بارگاہ الٰہی میں متبادل انتظام موجود ہے اور ہر مصیبت کے لئے صبر ہے اور ہر فوت ہونے والے کا ایک درجہ رفعت ہے لہٰذا تم سب اللہ عزوجل پر بھروسہ کرو اور اسی سے امید وابستہ رکھو کیونکہ مصیبت زدہ وہی شخص ہے جو ثواب سے محروم ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام کا یہ کہنا کہ اللہ ﷻ آپ کی لقا کا مشتاق ہے تو آپ کی لقا سے انہوں نے یہ مراد لی ہے کہ اللہ ﷻ آپ کو آپ کی دنیا سے آپ کے معاد کی طرف مزید اپنی قرابت و کرامت میں لے جانا چاہتا ہے اور اس روایت کو ابن سعد و شافعی رحمہما اللہ نے اپنی ''سنن'' میں اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ ان کے والد سے' انہوں نے ان کے دادا سے' انہوں نے ان کے دادا سے' انہوں نے واحد علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے اپنے والد سے' انہوں نے علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے متصلا روایت کی۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس آپ کے مرض میں ملک الموت آئے اور آپ کا سر مبارک حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی آغوش میں تھا اور انہوں نے اجازت چاہی اور عرض کیا السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا لوٹ جاؤ ہم تم سے بے پروا ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوالحسن کرم اللہ وجہہ الکریم! تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ ملک الموت ہیں اور یہ ادب کے ساتھ داخل ہونا چاہتے ہیں پھر جب وہ اندر آئے تو عرض کیا آپ کا رب آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ ملک الموت نے حضور ﷺ کے کسی اہل بیت پر سلام نہیں کیا اور نہ آپ کے بعد سلام کریں گے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ اپنا دست مبارک دراز فرماتے اور کہتے اے جبرئیل علیہ السلام تم کہاں ہو پھر آپ دست مبارک کھینچتے اور دراز فرماتے۔ تو اس وقت میں نے سنا جسے کسی دوسرے کان نے نہیں سنا کہ جبرئیل علیہ السلام عرض کرتے لبیک لبیک۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کعب احبار رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آئے اور انہوں نے کہا اے امیر المومنین وہ آخری کلمہ کیا تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بات تم حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے دریافت کرو۔ تو انہوں نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا انہوں نے فرمایا الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا انبیاء علیہم السلام کا آخر لفظ یہی ہوتا ہے۔

شیخین رحمہما اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت جس وقت کہ آپ رحلت فرما رہے تھے۔ ''الصلوٰۃ الصلوٰۃ'' تھی اور یہ وصیت فرمائی کہ باندی اور غلام کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اس وقت آپ کے سینے میں غرغر ہو رہا تھا مگر آپ کی زبان مبارک ان کلمات کا افاضہ کر رہے تھے۔

وہ واقعات جو حضور ﷺ کے جسد ظاہری سے
روح پاک کے خروج کے وقت رونما ہوئے:

بزار و بیہقی رحمہما اللہ نے بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ میرے سینے اور میری گردن کے درمیان قبض کئے گئے۔ جب آپ کی روح مقدس باہر آئی تو اس سے زیادہ طیب خوشبو کبھی نہ پائی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ ﷺ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے نبی کریم ﷺ کے بعد وفات بوسہ لیا اور فرمایا آپ کی حیات بھی کتنی پاکیزہ ہے اور آپ کی وفات بھی کتنی طیب ہے اور ابن سعد و بیہقی رحمہما اللہ نے سعید بن المسیب ﷺ سے اس کی مثل روایت کی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے سینہ اقدس پر وفات کے دن رکھا تو کئی جمعہ مجھ پر گزر گئے میں کھانا کھاتی ہوں اور وضو کرتی ہوں مگر میرے ہاتھ سے مشک کی خوشبو نہ گئی۔

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے بطریق واقدی رحمۃ اللہ علیہ ان کے راویوں سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی وفات میں شک کیا۔ بعض کہنے لگے آپ کی وفات ہوگئی اور بعض کہنے لگے آپ نے وفات نہ پائی تو اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا پھر کہا کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ کیونکہ آپ کے شانوں کے درمیان مہر نبوت اٹھالی گئی ہے تو یہ وہ بات تھی جس سے لوگوں نے پہچانا کہ آپ کی وفات ہوگئی ہے اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہا کہ مجھ سے قاسم بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ سے انہوں نے ان کے والد قاسم بن محمد بن ابی بکر ﷺ سے انہوں نے ام معاویہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی جب کہ شک واقع ہوگیا پھر مذکورہ روایت بیان کی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ کی روح اقدس قبض کی گئی تو ملک الموت روتے ہوئے آسمان پر چڑھے۔ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے آسمان سے ایسی آواز سنی کہ کوئی پکارتا تھا ''وامحمداہ''

حضور ﷺ کے وصال مبارک کی خبر اہل کتاب نے دی

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جریر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں یمن میں تھا مجھے یمن کے رہنے والے دو آدمی ملے وہ دونوں بڑے اور عمر والے تھے اور میں ان سے رسول اللہ

ﷺ کے بارے میں باتیں کر رہا تھا ان دونوں نے کہا اگر وہ بات جو آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں حق ہے تو تمہارے آقا تین دن گزرے وفات پا چکے ہیں پھر وہ دونوں میرے ساتھ چلے یہاں تک کہ ہم راستہ میں ہی تھے تو ہمیں کچھ شتر سوار مدینہ منورہ کی جانب سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ رحلت فرما چکے ہیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند کے ساتھ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ یمن میں مجھے ایک نصرانی عالم ملا اور اس نے کہا تمہارے آقا نبی ﷺ کی پیر کے دن وفات ہو چکی ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کعب بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں حیرہ والوں کے وفد میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور ﷺ نے دعوت اسلام دی اور ہم سب مسلمان ہو گئے۔ اسکے بعد ہم سب حیرہ واپس آ گئے زیادہ دن نہ گزرے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر آئی او میرے تمام ساتھی مرتد ہو گئے اور وہ کہنے لگے کہ وہ نبی ہوتے تو فوت نہ ہوتے اس پر میں نے کہا آپ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام فوت ہوئے ہیں اور میں اسلام پر قائم رہا۔ اس کے بعد میں نے مدینہ طیبہ پہنچنے کا ارادہ کیا اور میرا گزر ایک راہب پر ہوا۔ میں نے اس سے یہ بات معلوم کی۔

تو راہب نے بستر سے ایک کتاب نکالی میں نے اس میں نبی کریم ﷺ کی ایسی صفت لکھی پائی جیسا کہ میں نے آپ کو دیکھا تھا اور میں نے دیکھا کہ آپ کی وفات کا وہی وقت لکھا جس وقت آپ نے وفات پائی۔ یہ دیکھ کر میری ایمانی بصیرت میں اور اضافہ ہو گیا اور میں نے مدینہ شریف آ کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ سب حال بتایا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق واقدی رحمۃ اللہ علیہ ان کے راویوں سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ عمان پر عامل تھے تو ان کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ سے میں کچھ دریافت کروں اس صورت میں آپ کی جانب سے مجھے خطرہ تو نہیں؟ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ یہودی نے کہا میں آپ کو اللہ عزوجل کی قسم دیتا ہوں کہ آپ کو کسی نے ہماری جانب بھیجا ہے؟ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا خدا شاہد ہے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے۔ یہودی نے کہا آپ کو اللہ عزوجل کی قسم ہے کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ رسول اللہ ہیں؟

حضرت عمرو نے کہا خدا شاہد ہے یقیناً اللہ عزوجل کے رسول ﷺ ہیں۔ یہودی نے کہا اگر وہ بات جو آپ فرماتے ہیں حق ہے تو آج ان کی رحلت ہو گئی ہے اس کے بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی رحلت کی خبر پہنچی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حارث بن عبداللہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ

رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا کاش کہ میں جانتا کہ آپ رحلت فرما جائیں گے تو میں آپ سے جدا نہ ہوتا۔ پھر میرے پاس ایک نصرانی عالم آیا اور اس نے کہا کہ محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کب؟ اس نے کہا آج۔ اس وقت اگر میرے پاس ہتھیار ہوتا تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا پھر زیادہ دن نہ گزرے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایسا مکتوب گرامی آ گیا اور میں نے اس عالم کو بلا کر پوچھا کہ تم نے وہ بات کس طرح جانی تھی؟ اس نے کہا بلاشبہ وہ نبی تھے اور ہم نے ان کی صفت کتاب میں پائی تھی کہ وہ فلاں دن فوت ہوں گے۔ میں نے پوچھا آپ کے بعد کس طرح زمانہ گزرے گا؟ اس نے کہا تمہاری چکی پینتیس سال تک چلتی رہے گی۔ چنانچہ اس میں ایک دن زیادہ نہ ہوا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اسلام کے ارادے سے حاضر ہوا اور میں نے صاحب ''قربات الحمیری'' سے ملاقات کی اس نے مجھ سے پوچھا کہاں کا قصد ہے؟ میں نے اسے بتایا اس نے مجھ سے کہا اگر وہ نبی ہیں تو یقیناً اس وقت وہ مٹی کے نیچے ہوں گے پھر میں چلا اچانک ایک شتر سوار دکھائی دیا اور اس نے بتایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ رحلت فرما چکے ہیں۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابوذویب ہذلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی علالت کی خبر پہنچی تو قبیلہ والوں کو خوف و ہراس نے گھیر لیا اور وہ رات ہم نے بہت غمی سے گزاری یہاں تک کہ جب سحر کا وقت قریب آیا تو غیبی آواز نے پکارا کہ۔

خَطبَ اَجَلٌّ اَنَاخَ بِالْاِسْلَامِ   بَیْنَ النَّخِیْلِ وَمَعْقِدِ الْآطَامِ

قُبِضَ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ فَعُیُوْنُنَا   تَذْرِی الدُّمُوْعَ عَلَیْهِ بِالتَّسْجَامِ

نخلستان اور اونچے اونچے مکانوں کے بیٹھنے کی جگہ میں جو مصیبت آ کے ٹھہری ہے وہ سلام میں بہت عظیم ہے۔ وہ یہ کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح کو قبض کیا گیا ہے اور ہماری آنکھیں مسلسل آنسو بہا رہی ہیں۔

تو میں خوفزدہ ہو کر نیند سے چونک پڑا اور میں نے آسمان کی جانب نظر اٹھائی اور میں نے سعد الذابح ستارے کے سوا کچھ نہ دیکھا اور میں نے جان لیا کہ رسول اللہ ﷺ وفات فرما چکے ہیں یا وفات پانے والے ہیں' پھر میں مدینہ طیبہ آیا اور میں نے اہل مدینہ کو اس طرح روتا ہوا پایا جس طرح حجاج احرام کی حالت میں لا الہ الا اللہ کہہ کر آہ و زاری کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا بات کیا ہے؟ کسی نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں۔

وہ معجزات جو رسول اللہ ﷺ کے غسل کے وقت واقع ہوئے

ابن سعد' ابوداؤد' حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے صحیح بتا کر اور ابونعیم ﷜ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا جب صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو وہ کہنے لگے خدا کی قسم ہم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے اتاریں جس طرح کہ ہم اپنے مردوں کے کپڑے اتارتے ہیں یا ہم آپ کو انہی کپڑوں میں غسل دیں جو آپ کے جسم اقدس پر ہیں جب ان میں اختلاف بڑھ گیا تو اللہ ﷻ نے ان سب پر غنودگی طاری فرمائی حتیٰ کہ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے اپنی ٹھوڑی اپنے سینہ پر نہ ڈال لی ہو۔ اس کے بعد حجرے کے ایک گوشے سے کسی بولنے والے نے کلام کیا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے؟ اس نے کہا نبی کریم ﷺ کو انہی کپڑوں میں غسل دو جو آپ کے جسم اقدس پر موجود ہیں۔

ابن ماجہ و ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے بریدہ ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے لگے تو منادی نے ان کو اندر سے پکارا کہ رسول اللہ ﷺ کی قمیض جسم اقدس سے نہ اتارو۔

ابن سعد وطبرانی رحمہما اللہ نے ابن عباس ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو آپ کے غسل دینے والوں میں اختلاف رونما ہوا تو انہوں نے کسی کہنے والے کی آواز سنی درآں حالیکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ کون ہے۔

تم اپنے نبی کو غسل دو اور آپ کے جسم پر آپ کی قمیض باقی رہے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل شعبی' غلیلان' ابن جریر' حکم بن عتیبہ اور منصور رحمہم اللہ وغیرہم سے مرسلاً روایت کی۔

ابن سعد و بیہقی رحمہما اللہ نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے نبی کریم ﷺ کو غسل دیا اور وہ پانی بہاتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ اپنی حیات اور آپ اپنی وفات دونوں حالتوں میں طیب رہے۔

ابوداؤد و حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابن سعد رحمہما اللہ نے بطریق سعید بن المسیب ﷜' حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا تو میں نے اس بات کو نہ دیکھا جو میت سے برآمد ہوتی ہے اور نہ میں نے اور کچھ دیکھا۔ تو آپ کی حیات بھی طیب رہی اور وفات بھی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے غسل دیا تو انہوں نے وہ چیز نہ دیکھی جو میت سے دیکھی جاتی ہے اس پر

انہوں نے فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کی حیات اور وفات کتنی پاکیزہ ہے۔

ابن سعد و بزار اور بیہقی رحمہم اللہ نے بطریق یزید بن بلال ﷺ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے سوا کوئی آپ کو غسل نہ دے اور کوئی میرے ستر کو نہ دیکھے ورنہ اس کی بصارت جاتی رہے گی۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا میں نے آپ کے کسی عضو کو نہ تھاما مگر یہ کہ میرے ساتھ تیس آدمی پھر رہے تھے۔ حتیٰ کہ میں آپ کے غسل سے فارغ ہوا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق معشر محمد بن قیس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ ہم غسل دینے کے لئے جس عضو اٹھانا چاہتے تھے تو وہ عضو ہمارے لئے اٹھا دیا جاتا۔ حتیٰ کہ جب ہم نے آپ کے ستر کو غسل دینا چاہا تو میں نے حجرے کے ایک گوشے سے آواز سنی کہ اپنے نبی کے ستر کو نہ کھولو۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے علباء بن احمر ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی ﷺ اور حضرت فضل ﷺ دونوں غسل دے رہے تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ندا کی گئی کہ تم اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھالو۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن حارث ﷺ سے روایت کی کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے نبی کریم ﷺ کو غسل دیا تو آپ فرماتے تھے میرے ماں باپ آپ پر قربان' آپ کی حیات بھی کتنی طیب ہے اور آپ کی وفات بھی کتنی پاکیزہ ہے۔ راوی نے کہا ایسی خوشبودار مہک پھیلی کہ اس جیسی مہک کبھی نہ پائی گئی۔

اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے اس کی مثال روایت کی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالواحد بن طون ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو تم مجھے غسل دینا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے تو کبھی میت کو غسل نہیں دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم جان لو گے یا تمہارے لئے آسان ہو جائے گا۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا چنانچہ میں نے آپ کو غسل دیا اور جس عضو کو لینا چاہا وہ میرا ساتھ دیتا تھا اور فضل ﷺ آفتابہ تھامے ہوئے تھے اور وہ کہتے تھے کہ اے علی کرم اللہ وجہہ الکریم جلدی کرو میرے دل کی رگیں کٹ رہی ہیں۔

دعائے جنازہ و نماز کے وقت جن معجزات کا ظہور ہوا

ابن اسحاق و بیہقی رحمہما اللہ نے ابن عباس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

ﷺ جب فوت ہوئے تو پہلے مردوں کو داخل کیا گیا اور انہوں نے بغیر امام کے ٹولیاں بن کر آپ پر صلوٰۃ پیش کی اس کے بعد بچوں کو داخل کیا گیا اور انہوں نے آپ پر صلوٰۃ پیش کی' تو یہ سب ٹولیاں بن کر جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ پیش کرنے میں ان کا کوئی امام نہ تھا۔

ابن سعد و بیہقی رحمہا اللہ نے سہل بن سعد ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو آپ کے کفن میں لپیٹ دیا گیا تو آپ کو آپ کے تخت پر لٹا دیا گیا۔ اس کے بعد آپ کی قبر انور کے کنارے پر اس تخت کو رکھ دیا گیا۔ پھر لوگ آپ کے حضور میں آہستہ آہستہ حاضر ہوتے رہے۔

ابن سعد و ابن منیع' حاکم و بیہقی اور طبرانی رحمہم اللہ نے ''اوسط'' میں ابن مسعود ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی علالت نے شدت اختیار کی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کو کون غسل دے؟ فرمایا کہ میری اہل بیت کے قریب ترین مرد غسل دیں۔ ان کے ساتھ بکثرت وہ فرشتے غسل دیں گے جو تم کو دیکھتے ہوں گے مگر تم ان کو نہ دیکھتے ہوگے۔ ہم نے دریافت کیا آپ پر کون صلوٰۃ پیش کرے۔

حضور ﷺ نے فرمایا جب تم مجھے غسل دے کر فارغ ہو جاؤ اور خوشبو لگا کر کفن پہنا دو مجھے میرے اس تخت پر لٹا دینا اور اسے میری قبر کے کنارے رکھ دینا۔ پھر تم سب کچھ دیر کے لئے باہر چلے جانا کیونکہ سب سے پہلے مجھ پر جبرئیل علیہ السلام صلوٰۃ عرض کریں گے پھر میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام پھر ملک الموت فرشتوں کے لشکر کے ساتھ صلوٰۃ عرض کریں گے پھر میری اہل بیت کو چاہئے کہ وہ صلوٰۃ پیش کریں اس کے بعد تم سب مجھ پر ٹولیاں بن کر اور تنہا تنہا صلوٰۃ پیش کرنا۔

ہم نے دریافت کیا کون آپ کو آپ کی قبر انور میں داخل کرے؟

فرمایا میری اہل بیت فرشتوں کی کثیر جماعت کے ساتھ جو کہ تم کو دیکھتے ہوں گے اور تم ان کو نہیں دیکھتے ہوگے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کے ساتھ طویل سلام منقول ہے جو کہ عبدالملک بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''المطالب العالیہ'' میں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب اس طرح کیا ہے کہ ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق مسلمہ بن صالح رحمۃ اللہ علیہ' عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے لہٰذا یہ سند سلام طویل کی متابعت ہے اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود ﷺ سے دوسری سند کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو جب تخت پر لٹا دیا تو انہوں نے فرمایا کوئی شخص آپ کی امامت نماز میں نہ کرے کیونکہ آپ ہی حیات و وفات میں تم سب کے امام ہیں۔ چنانچہ لوگ جماعت در جماعت بن کر داخل ہوتے اور آپ پر

صف در صف ہو کر صلوٰۃ وسلام کرتے تھے۔ ان کا کوئی امام تکبیر کہنے والا نہ تھا۔ تمام لوگ اس طرح صلوٰۃ وسلام عرض کرتے تھے۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَشْھَدُ اَنْ قَدْبَلَغَ مَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ وَنَصَحَ لِاُمَّۃٍ وَجَاھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ حَتّٰی اَعَزَّ اللہُ دِیْنَہٗ وَنَصَحَ لِاُمَّۃٍ وَجَاھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَتَمَّتْ کَلِمَۃٌ اَللّٰھُمَّ فَاجْعَلْنَا مِمَّنْ یَّتَّبِعُ مَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ وَثَبِّتْنَا بَعْدَہٗ وَاجْمَعْ بَیْنَنَا وَبَیْنَہٗ"

ترجمہ: اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ ﷻ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ اے خدا ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ ﷺ کی طرف نازل کیا گیا آپ نے اسے پہنچایا اور اپنی امت کو نصیحت فرمائی اور اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ اللہ ﷻ نے اپنے دین کو عزت دی اور آپ نے امت کو نصیحت دی اور اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کی توفیق دی اور اس نے اپنا کلمہ تمام فرمایا۔ اے خدا ہمیں ان لوگوں میں کر دے جنہوں نے اس کا اتباع کیا جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور آپ کے بعد ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں اور آپ کو ایک جگہ جمع فرما۔

اس دعا وسلام پر سب لوگ آمین کہتے تھے۔ یہاں تک کہ تمام مردوں نے صلوٰۃ وسلام عرض کیا اس کے بعد عورتوں نے اس کے بعد بچوں نے اور ابن سعد وبیہقی رحمہما اللہ نے محمد بن ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مثل روایت کی۔

ابن سعد نے ابو عازم مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ جب نبی کریم ﷺ کی اللہ ﷻ نے روح قبض فرمائی تو مہاجرین فوج در فوج داخل ہوتے اور آپ پر صلوٰۃ وسلام عرض کر کے باہر آجاتے تھے اس کے بعد انصاری اسی طرح جاتے اور باہر آتے رہے۔ پھر تمام اہل مدینہ گئے۔ یہاں تک کہ تمام مرد فارغ ہو گئے تو عورتیں داخل ہوئیں تو ان کی طرف سے فریاد وفغاں اور بے صبری کی ایسی آوازیں سنی گئیں جیسے کہ عورتیں کرتی ہیں۔ اسی اثنا میں حجرے کے اندر دھماکے کی مانند آواز سنی گئی اور وہ سب عورتیں متفرق ہو گئیں۔ جب خاموشی ہو گئی تو کسی کہنے والے کو کہتے سنا کہ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں ہر مرنے والے کی طرف سے تعزیت اور صبر وشکر ہے اور ہر مصیبت کا بدلہ اور صلہ ہے اور ہر مافات کا خلف ہے۔ مجبور وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے اور مصیبت زدہ وہ شخص ہے جسے ثواب سے محروم رکھا گیا۔

وہ معجزات جو آپ ﷺ کے دفن شریف کے وقت ظہور میں آئے

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پیر کے دن رحلت فرمائی اور جمعہ کی رات میں دفن کئے گئے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پیر کے دن رحلت فرمائی اور بقیہ اس دن اور اس کی رات اور دوسرے دن رکھے رہے یہاں تک کہ رات میں دفن کئے گئے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عکرمہ رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو پیر کے دن طلوع آفتاب سے تیسرے دن کے غروب آفتاب تک آپ کے تخت پر ہی رکھا گیا لوگ آپ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہے اور وہ تخت قبر انور کے کنارے پر تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پیر کے دن وفات پائی اور آپ کو پیر کے دن اور منگل کے دن تک ٹھہرایا گیا یہاں تک کہ بدھ کے دن دفن کئے گئے اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان بن محمد اخنس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت معتمر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ان کے والد سے اس کی مثل روایت کی۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ان سے پوچھا گیا کہ نبی کریم ﷺ کو زمین پر کتنے دن ٹھہرایا گیا۔ انہوں نے کہا تین دن۔

لوگ آپ ﷺ کے حضور میں تین دن تک جماعت در جماعت پیش ہوتے رہے

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب وفات پائی تو تین دن تک ٹھہرایا گیا' دفن نہیں کئے گئے۔ لوگ آپ پر جماعت در جماعت داخل ہوتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے تھے۔ نہ صفیں بندھیں اور نہ ان کے درمیان پڑھنے والے نے نماز جنازہ پڑھائی۔

ابن سعد و بیہقی رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

ﷺ کے دفن کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف ہوا۔ کسی نے کہا آپ کو آپ کی مسجد میں دفن کیا جائے اور کسی نے کہا بقیع شریف میں۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا ''مَامَاتَ نَبِیٌّ اِلَّادُفِنَ حَیْثُ یُقْبَضُ'' کسی نبی نے وفات نہیں پائی مگر وہ اسی جگہ دفن کیئے گئے جہاں ان کی روح قبض کی گئی' پھر آپ کا وہ بستر اٹھایا گیا جس پر آپ نے وفات پائی اس کے بعد آپ کے لئے اس کے نیچے قبر انور کھودی گئی۔ اس روایت کی متصل و مرسل بکثرت سندیں ہیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوملکیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل نے کبھی کسی کو انبیاء علیہم السلام میں سے وفات نہیں دی مگر یہ کہ انہیں اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں ان کی روح قبض کی گئی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سالم بن عبید رضی اللہ عنہ سے جو کہ اصحاب صفہ میں سے تھے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے پاس آئے جب وہ باہر آئے تو ان سے پوچھا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی ہے؟

آپ نے فرمایا ہاں۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا جیسا کہ آپ نے کہا۔ دریافت کیا گیا کہ آپ پر کس طرح صلوٰۃ پیش کریں۔ آپ نے فرمایا جماعت در جماعت ہو کر جاؤ۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا جیسا کہ فرمایا۔ پھر لوگوں نے پوچھا کیا دفن کیئے جائیں گے فرمایا ہاں۔ لوگوں نے پوچھا کس جگہ؟ فرمایا جس جگہ اللہ عزوجل نے آپ کی روح قبض فرمائی کیونکہ آپ کی روح قبض نہیں کی گئی مگر اس مکان میں جو طیب ہے تب لوگوں نے جانا جیسا کہ فرمایا۔

ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے دفن کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہوا اس وقت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ عزوجل کے نزدیک بہترین جگہ وہ ہے جس جگہ اللہ عزوجل اپنے نبی کی روح قبض فرماتا ہے۔

امام احمد و ابن سعد رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب لوگوں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کیسی کھودی جائے تو مدینہ طیبہ میں دو شخص تھے ایک ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تو شق والی قبر کھودتے تھے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ لحد کی قبر کھودتے تھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دونوں کو بلوایا ایک شخص ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف گیا اور دوسرا شخص ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے خدا! اپنے رسول ﷺ کے لئے ان میں سے جس کو اختیار کرے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ پائے گئے اور انہوں نے آکر آپ کے لئے لحد کھودی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عبداللہ بن ابوطلحہ ﷺ ابوطلحہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے لئے شق اور لحد کے بارے میں اختلاف ہوا۔ اس وقت لوگوں نے دعا کی کہ اے خدا اپنے نبی کے لئے جو بہتر ہو پسند کرلے تو لوگوں نے ابوعبیدہ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہما دونوں کی طرف آدمی بھیجے تا کہ دوسرے سے جو پہلے آجائے اپنا کام شروع کردے تو ابوطلحہ ﷺ آئے اور ابوطلحہ ﷺ نے کہا خدا کی قسم میں اللہ ﷻ سے امید کرتا ہوں کہ اللہ ﷻ نے اپنے نبی کے لئے لحد کو اختیار کیا ہے' کیونکہ حضور ﷺ اس کو ملاحظہ فرما کر اسے پسند کیا کرتے تھے۔

ابن سعد و حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ تین چاند میرے حجرے میں اترے ہیں۔ میں نے اس خواب کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق ﷺ سے دریافت کیا تو فرمایا کہ تمہارے حجرے میں ایسے تین شخص دفن ہوں گے جو روئے زمین میں افضل ہوں گے چنانچہ جب حضور ﷺ نے وفات پائی اور دفن کئے گئے تو جناب صدیق ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ تمہارا افضل ترین چاند ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور میں سرخ قطیفہ بچھایا گیا۔ وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ نبی کریم ﷺ کے لئے خاص تھا اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر وکیع رحمۃ اللہ علیہ کے یقول کے اسے روایت کیا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری لحد میں میری چادر کو بچھا دینا اس لئے کہ انبیاء کے جسموں پر زمین غلبہ نہیں کرتی۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے سند صحیح ابن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو زمین میں چھپائے ہوئے زیادہ دیر نہ گزری کہ ہمارے دل بدل گئے۔

ابن سعد و حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے انس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب وہ دن آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رحلت فرمائی تو مدینہ کی ہر شے تاریک ہوگئی اور ابھی ہم نے آپ کے دفن سے ہاتھوں کی مٹی نہیں جھاڑی تھی کہ ہمارے دل بدل گئے۔

حاکم و بیہقی رحمہما اللہ نے انس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں اس دن موجود تھا جس دن رسول اللہ ﷺ نے رحلت فرمائی تو میں نے کوئی دن نہ دیکھا جو اس سے قبیح تر ہو۔

وہ نشانیاں جو حضور ﷺ کی تعزیت میں رونما ہوئیں

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے جابر ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے

کہا جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو فرشتوں نے اہل بیت سے تعزیت کی۔ ان کی آہٹ تو سنی جاتی تھی مگر ان کے جسم نظر نہ آتے تھے۔ فرشتوں نے کہا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ'' ہر مصیبت کی غم خواری اللہ ﷻ کے دربار میں ہے اور ہر مصیبت کا بدلہ ہے۔ لہٰذا تم اللہ ﷻ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے امید رکھو۔ محروم وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم ہے ''وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ''

حاکم و بیہقی اور ابن ابی الدنیا رحمہم اللہ نے انس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی جب رحلت ہوئی تو آپ کو صحابہ نے گھیر لیا اور آپ کے گرد روتے ہوئے جمع ہو گئے تو ایک شخص داخل ہوا جس کی داڑھی سفید و سرخ تھی وہ جسیم و صبیح تھا وہ صحابہ کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا حضور ﷺ کے قریب پہنچا اور خوب رویا اس کے بعد صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا اللہ ﷻ کے یہاں ہر مصیبت کے بدلے غم خواری ہے اور ہر مصیبت کا عوض ہے اور ہر جانے والے کا بدلہ ہے تو اللہ ﷻ ہی کی طرف رجوع کرو اور اسی کی طرف شوق رکھو۔ بلاشبہ مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا پھر وہ شخص پلٹ کر چلا گیا۔ صحابہ میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا تم اس شخص کو پہچانتے ہو۔ حضرت ابوبکر اور علی مرتضٰی رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں ہم جانتے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کے بھائی خضر علیہ السلام تھے جو آپ پر ہماری تعزیت کے لئے آئے تھے۔

ابن ابی حاتم اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا جب نبی کریم ﷺ کی رحلت ہوئی اور وہ وقت تعزیت کا تھا تو ایک آنے والا آیا جس کی آہٹ تو سنی گئی مگر اس کا جسم نہ دیکھا گیا۔ اس نے کہا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ'' اللہ ﷻ کے یہاں ہر مصیبت کے بدلے غم خواری ہے اور جانے والے کا بدلہ ہے اور ہر مافات کا درجہ ہے تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اور اسی سے امید باندھو۔ بلاشبہ محروم وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے۔ حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ خضر علیہ السلام ہیں۔

سیف بن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الردہ میں ابن عمر ﷺ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ جب رسول ﷺ کی وفات ہوئی تو اہل بیت اطہار بہت زیادہ شکستہ خاطر ہوئے اور ان کی آوازیں مسجد میں حاضرین نے سنیں۔ جب یہ فریاد و فغاں کا شور تھا تو انہوں نے دروازے پر ایک مرد کو سلام کرتے سنا اس نے کہا،

''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ'' ہر جانے والے کو موت کا مزہ چکھنا ہے بلاشبہ تمہارے اجر روز قیامت پورے پورے ملیں گے۔ آگاہ رہو کہ اللہ ﷻ کے یہاں ہر ایک کا بدلہ ہے اور ہر اندیشے سے نجات ہے تو اللہ ﷻ سے ہی امید رکھو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ بلاشبہ مصیبت

زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے۔ اہل بیت نے اس کی بات سنی اور رونا موقوف کیا۔ اس کے بعد اس آواز دینے والے کو تلاش کیا مگر کسی نے اسے نہ دیکھا اور وہ واپس آ کر رونے لگے۔

اس وقت کسی دوسرے پکارنے والے نے ندا کی کہ اے اہل بیت! اللہ ﷻ کے یہاں ہر مصیبت کی غم خواری ہے اور ہر موت کا بدلہ ہے تو اللہ ﷻ پر بھروسہ رکھو اور اسی پر کفایت کرو۔ بلاشبہ مصیبت زدہ وہی ہے جو ثواب سے محروم ہے اور وہی ناکام۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا یہ خضر اور الیاس علیہم السلام ہیں۔ یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی وفات میں آئے ہیں۔

ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور ابویعلی وطبرانی رحمہم اللہ نے بسند حسن سہل بن سعد ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب میرے بعد میری تعزیت کے سلسلے میں لوگ ایک دوسرے کی تعزیت کریں گے۔ اس وقت لوگوں نے کہا یہ کیا بات حضور ﷺ نے ارشاد فرمائی مگر جب رسول اللہ ﷺ کی رحلت ہوئی تو لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے اور رسول اللہ ﷺ کی تعزیت ایک دوسرے سے کرتے تھے۔

شیخین رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے آپ کے اس زمانہ علالت میں سنا جس سے آپ نہ اٹھے۔ فرمایا اللہ ﷻ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ہے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر حضور ﷺ کا یہ ارشاد نہ ہوتا تو آپ کی قبر انور ضرور ظاہر ہوتی بجز اس کے کچھ نہیں کہ یہ اندیشہ کیا گیا کہ لوگ سجدہ گاہ نہ بنالیں۔

انبیاء علیہم السلام کے اجساد مطہر کو زمین پر حرام کردیا گیا ہے

ابن ماجہ و ابونعیم رحمہما اللہ نے اوس بن اوس ثقفی ؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے افضل دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے لہٰذا تم اس دن مجھ پر درود سلام بھیجنے میں کثرت کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا،

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے درود آپ پر کس طرح پیش کیے جائیں گے درآں حالیکہ آپ زمین میں ہوں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجساد کو کھائے۔

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے ''اخبار مدینہ'' میں الحسن ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص سے روح القدس نے کلام کیا ہے اس کے لئے زمین کو اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اس کا گوشت کھائے۔

زبیر وبیہقی رحمہا اللہ نے ابوالعالیہ ﷺ سے روایت کی فرمایا بلاشبہ انبیاء علیہم السلام کے گوشت کو زمین نہیں گلاتی اور نہ کوئی درندہ گزند پہنچاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ مزار مبارک میں زندہ ہیں

رسول اللہ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور آپ کی قبر انور پر فرشتہ مقرر ہے جو آپ کی خدمت میں سلام پہنچاتا ہے اور جو آپ پر سلام عرض کرتا ہے۔ آپ اس کو جواب عنایت فرماتے ہیں۔

الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الترغیب'' میں ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری قبر انور کے پاس مجھے درود وسلام عرض کیا میں اسے خود سنتا ہوں اور جس نے دور سے مجھ پر صلوٰۃ وسلام عرض کیا تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' میں اور الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے عمار ﷺ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا اللہ ﷻ کا ایک فرشتہ ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی قوت عطا فرمائی ہے۔ وہ میری قبر پر کھڑا ہے تو جو کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ اسے میرے حضور پہنچا دیتا ہے۔

امام احمد ونسائی اور حاکم رحمہم اللہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الشعب'' میں اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود ﷺ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ کے فرشتے زمین میں گشت کرتے ہیں وہ میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ سے اس کی مثل حدیث روایت کی۔

قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے ''فضل الصلوٰۃ'' میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر صلوٰۃ وسلام بھیجو جس طرح تم چاہو تو مجھے تمہارا سلام اور تمہارا درود پہنچ جائے گا۔

نیز ایوب ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جو درود بھیجتا ہے ہر ایک کے ساتھ فرشتہ مقرر ہے یہاں تک کہ وہ فرشتہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں درود پہنچا دیتا ہے۔

الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے انس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن اور رات میں سو مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا اللہ ﷻ اس کی سو حاجتیں پوری

فرمائے گا۔ ستر حاجتیں آخرت کی حاجتوں میں سے اور تیس دنیا کی حاجتوں میں سے ہیں اور اللہ ﷻ اس کے ساتھ فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اسے لے کر میری قبر انور میں اس طرح آتا ہے جس طرح تمہارے پاس ہدیے اور تحفے آتے ہیں۔ میرا علم میری وفات کے بعد بھی ایسا ہی ہے جیسے میرا علم میری حیات میں۔

ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ﷜ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ عیسیٰ ابن مریم ؑ ضرور نازل ہوں گے اور وہ قبر پر کھڑے ہو کر عرض کریں گے یا محمد صلی اللہ علیک وسلم! تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔

ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ امت محمدیہ ﷺ میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو آپ پر درود بھیجتا ہے یا آپ پر سلام عرض کرتا ہے مگر اللہ ﷻ اسے آپ کے دربار میں اس طرح پہنچاتا ہے کہ فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے اور فلاں نے آپ پر سلام عرض کیا ہے۔

ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ﷜ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو مجھ پر سلام عرض کرتا ہے مگر اللہ ﷻ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن المسیب ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے واقعہ حرہ[1] کی راتوں میں دیکھا ہے۔ درآں حالیکہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں میرے سوا کوئی نہ ہوتا اور کوئی نماز کا وقت نہ آتا مگر یہ کہ میں قبر انور سے اذان کی آواز سنتا تھا۔

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے "اخبار مدینہ" میں سعید بن المسیب ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی قبر انور سے واقعہ حرہ کے دنوں میں اذان و اقامت کی آوازیں سنتا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ واپس آئے۔

ابویعلی و بیہقی رحمہما اللہ نے انس ﷜ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

الحارث رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند" میں اور ابن سعد و قاضی اسماعیل رحمہما اللہ نے بکر بن عبداللہ قرنی ﷜ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔

---

[1] یہ واقعہ یزید لعین کی حکومت میں ہوا تھا۔ یزیدی فوج نے تین دن مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے اور نجاستوں سے مسجد نبوی شریف کا صحن بھر گیا نیز تین دن تک ان لوگوں نے مسجد میں نماز و اذان نہ ہونے دی۔ (ادارہ)

میرے حضور میں تمہارے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو جس کے عمل اچھے ہوتے ہیں اس پر میں اللہ ﷻ کی حمد کرتا ہوں اور جس کے عمل برے ہوتے ہیں تو میں تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔ بزار رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح ابن مسعود ﷜ سے اس کی مثل روایت کی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے شبلی بن العلاء ﷜ سے انہوں نے ان کے والد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو تم ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ'' کہنا۔ اس لئے کہ ہر انسان کے لئے اس کلمہ کے عوض ہر مصیبت کا بدلہ دیا جاتا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عطاء بن ابی رباح ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے چاہئے کہ اپنی مصیبت کو میری مصیبت کے ساتھ یاد کرے کیونکہ میری مصیبت ''اعظم المصائب'' ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دروازہ کا پردہ اٹھا کر لوگوں کو دیکھا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق ﷜ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر آپ خوش ہوئے اور فرمایا الحمدللہ۔ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہ ہوا جب تک کہ اس کی امت کے کسی آدمی نے اس کی امت کی امامت نہ کی ہو۔ اس کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے لوگو!

میرے بعد تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے چاہئے کہ اس مصیبت کے ساتھ جو مجھے پہنچی ہے اپنی اس مصیبت کا موازنہ کر کے صبر کرے اس لئے کہ میرے بعد میری امت کے کسی آدمی کو ایسی مصیبت ہرگز نہ پہنچے گی جیسی مجھے مصیبتیں پہنچی ہیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے نبی کریم ﷺ کی وفات کو یاد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مصیبت عجیب ہے کہ اس کے بعد ہمیں کوئی مصیبت نہ پہنچی مگر جب ہم نے اس مصیبت کا اس مصیبت سے موازنہ کیا جو نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو اپنی مصیبت حقیر معلوم ہوئی۔

خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ''رواۃ مالک'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا جب میرے والد ماجد بیمار ہوئے تو انہوں نے وصیت کی کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پاس لے جایا جائے اور آپ سے اجازت مانگی جائے اور کہا جائے کہ یہ ابوبکر ﷜ ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا انہیں آپ کے پہلو میں دفن کیا جائے؟ اب اگر تمہیں اجازت مل جائے تو مجھے دفن کر دینا اور اگر تمہیں اجازت نہ ملے تو مجھے بقیع لے جانا۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے جنازہ کو آپ کے دروازے تک لایا گیا اور یہ عرض کیا گیا۔ یہ ابوبکر ﷺ حاضر ہیں ان کی خواہش تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے اور ہمیں اس کی وصیت کی ہے۔ اب اگر ہمارے لئے اجازت ہو تو ہم اندر داخل ہوں اور اگر ہمیں اجازت نہ ہو تو ہم پلٹ جائیں تو ہمیں ندا کی گئی کہ انہیں عزت و کرامت کے ساتھ اندر لے آؤ۔ ہم نے کلام تو سنا لیکن کسی کو ہم نے دیکھا نہیں۔ خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ روایت بہت غریب ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ جب ابوبکر صدیق ﷺ کی رحلت کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے اپنے سرہانے بٹھا کر مجھ سے فرمایا اے علی کرم اللہ وجہہ الکریم! جب میں سو جاؤں تو مجھے ان ہاتھوں سے غسل دینا جس سے تم نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا اور مجھے خوشبو میں بسا کر اس حجرے تک لے جانا جس میں رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہیں اور اجازت چاہنا اب اگر تم دیکھو کہ دروازہ کھل گیا ہے تو مجھے اندر لے جانا ورنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان لے جانا یہاں تک کہ اللہ عزوجل اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا چنانچہ آپ کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا اور سب سے پہلے میں نے دروازے تک پہنچنے میں عجلت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ ابوبکر ﷺ حاضر ہیں اور اجازت چاہتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ دروازہ کھل گیا اور کسی کہنے والے نے کہا حبیب کو اس کے حبیب کے پاس لے آؤ۔ کیونکہ حبیب حبیب کا مشتاق ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ حدیث منکر ہے چونکہ اس کی اسناد میں ابوالطاہر موسیٰ بن محمد بن عطاء مقدسی کذاب ہے اس نے عبدالجلیل مری سے روایت کی اور وہ مجہول ہے۔

حضور ﷺ کی وفات شریف کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غزوات میں جو واقعات پیش آئے

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ العلاء بن حضرمی ﷺ کے ساتھ گیا میں نے ان کی عجیب باتیں دیکھیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کون سی بات زیادہ عجیب ہے۔ ہم دریا کے کنارے تک پہنچے تو انہوں نے کہا بسم اللہ پڑھ کر دریا میں گھس جاؤ۔ تو ہم بسم اللہ پڑھ کر دریا میں گھس پڑے اور ہم نے عبور کر لیا اور پانی نے تر نہیں کیا مگر ہمارے اونٹوں کے تلووں کو۔ جب ہم واپس ہوئے تو ہم ان کے ساتھ جنگل میں تھے اور ہمارے ساتھ پانی نہ تھا

اور ہم نے ان سے اس کی شکایت کی تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دعا مانگی پھر ہم نے دیکھا کہ ابر موجود اور اس سے مشکیزے کے دہانے کی مانند پانی برسنے لگا تو ہم سب نے پیا اور جانوروں کو پلایا اور وہ فوت ہو گئے۔ پھر ہم نے ان کو اسی ریت میں دفن کر دیا۔ ابھی ہم نے زیادہ دور سفر نہ کیا تھا تو ہمیں خیال آیا کوئی درندہ آ کر انہیں کھا جائے گا۔ تو ہم واپس آئے دیکھا تو وہ قبر میں موجود نہ تھے

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اس طرح نقل کیا کہ میں نے العلاء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر دریا کو عبور کر رہے ہیں اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ العلاء رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل سے دعا مانگی اور مسلمانوں کے لئے ریت کے نیچے سے پانی ابل پڑا اور سب سیراب ہوئے اور سفر شروع کر دیا۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی اپنا سامان اس جگہ بھول گیا تو وہ واپس آیا اور اس نے اپنا سامان لے لیا مگر پانی موجود نہ تھا۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ وہ فوت ہوئے تو ہم سب پانی کے علاقہ میں نہ تھے اور اللہ عزوجل نے ہمارے لئے ابر بھیجا وہ ہم پر برسا اور ہم نے ان کو غسل دیکر دفن کر دیا۔ جب ہم واپس آئے تو ان کی قبر کی جگہ ہم نے نہ پائی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن الدقیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب سعد رضی اللہ عنہ نہر شیر پر پہنچے تو کشتیوں کو تلاش کیا تا کہ لوگوں کو عبور کرائیں مگر وہ کوئی کشتی نہ پا سکے۔ انہوں نے وہاں کے لوگوں کو اس حال میں پایا کہ انہوں نے کشتیاں اکٹھی کر رکھی تھیں تو وہ سب چند دن کنارے پر مقیم رہے۔ یہاں تک کہ پانی چڑھنے لگا اس وقت انہوں نے خواب میں دیکھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے دریا میں کود پڑے ہیں اور انہوں نے دریا عبور کرنے کا عزم کر لیا اور انہوں نے مسلمانوں کو جمع کر کے فرمایا میں نے اس دریا کو عبور کر کے دشمن پر تاخت کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ بات تمام لوگوں نے مان لی اور انہوں نے لوگوں کو دریا میں اترنے کا حکم دیا اور کہا یہ پڑھتے جاؤ ''نَسْتَعِينُ بِاللهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم'' اس کے بعد سب مسلمان دجلہ میں اتر گئے اور پانی پر سوار ہو گئے اور پانی کا یہ عالم تھا کہ وہ جھاگ دے رہا تھا اور اس کا رنگ سیاہ تھا۔ اور مسلمان تیرنے کے عالم میں اس طرح باتیں کرتے جاتے تھے اور اس طرح ایک دوسرے کے قریب ہو گئے تھے گویا کہ وہ خشک زمین پر سفر کر رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے۔

اہل فارس نے یہ حال دیکھ کر تعجب کیا یہ بات تو ان کے گمان میں بھی نہ تھی اور اہل فارس نے بڑے بڑے مالوں کو جمع کرنے میں عجلت دکھائی اور مسلمان ماہ صفر ۱۶ھ میں وہاں داخل ہو گئے

اور وہ کسریٰ کے محلوں میں جتنا خزانہ باقی تھا اس کے مالک ہو گئے۔ شیریں نے اور اس کے بعد والوں نے جتنا خزانہ جمع کیا تھا سب پر ان کا قبضہ ہو گیا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا لوگوں میں ٹھہرنے اور ان کو دریا کے عبور کی طرف بلانے کے سلسلے میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے گھوڑوں اور سواریوں نے دجلہ کو ڈھانپ لیا یہاں تک کہ کوئی دونوں کناروں کے پانی کو نہیں دیکھتا تھا اور ہمارے گھوڑوں نے ہمیں ان کی طرف پار کر دیا۔ گھوڑوں کے ایالوں سے پانی ٹپک رہا تھا اور وہ ہنہنا رہے تھے۔ جب اہل فارس نے یہ حال دیکھا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ کسی چیز کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔ راوی نے کہا ان کی طرف جاتے وقت پانی میں کوئی چیز ان کی طرف نہ گئی بجز ایک پیالہ کے جو پرانی رسی سے بندھا ہوا تھا اور رسی کٹ گئی تھی اور پانی پیالہ کو بہا کر لے گیا تھا۔ اچانک لوگوں نے دیکھا کہ ہوائیں اور موجیں پیالہ کو مار رہی تھیں یہاں تک کہ وہ پیالہ کنارہ تک آ گیا اور اس کے مالک نے اسے لے لیا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن حفص بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا وہ شخص جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو پانی میں لے جا رہا تھا وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے۔ گھوڑوں نے مسلمانوں کو تیرایا اور سعد رضی اللہ عنہ یہ پڑھ رہے تھے "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَاللّٰهِ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ وَلِيَّهٗ وَلَيُظْهِرَنَّ دِيْنَهٗ وَلَيَهْزِمَنَّ عَدُوَّهٗ" اگر لشکر میں نافرمانی اور گناہ نہ ہو تو نیکیاں غالب آ جائیں گی۔ اس وقت حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا بلاشبہ اس کا سزاوار ہے کہ ہر چیز اس کے آگے پست ہو جائے۔

خدا کی قسم مسلمانوں کے لئے دریا ایسا مسخر ہوا جیسا کہ ان کے لئے خشکی مسخر ہے اور وہ پانی پر اس طرح چھا گئے کہ کناروں سے پانی دکھائی نہ دیا اور وہ پانی میں خشکی سے زیادہ ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے چنانچہ وہ سب پار ہو گئے اور ان کی کوئی چیز نہ گم ہوئی اور نہ ان میں سے کوئی غرق ہوا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عمیرہ صائدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا مسلمان دجلہ میں کود پڑے اور وہ ایک دوسرے سے قریب ہو گئے۔ حضرت سلمان، حضرت سعد رضی اللہ عنہما کی ایک جانب قریب تھے وہ ان کو پانی میں لے جا رہے تھے اور سعد رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے "ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ" اور پانی ان کو آہستہ آہستہ لے جا رہا تھا۔

راوی نے کہا کہ میرا گھوڑا ہموار قائم رہا۔ جب وہ تھک جاتا تو ایک ٹیلہ نمودار ہو جاتا اور

وہ اس پر آرام کر لیتا گویا کہ زمین پر ہے۔ مدائن کے جہاد میں اس سے زیادہ عجیب واقعہ کوئی نہیں ہے اور اسی بنا پر اس دن کو ''یوم الجراثیم'' کہتے ہیں۔ جب بھی کوئی تھک جاتا تو اس کے لئے جرثمہ یعنی ٹیلہ وغیرہ ابھر آتا اور وہ اس پر آرام کر لیتا تھا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے قیس بن ابی حازم ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم جب دجلہ میں اترے تو وہ بڑھ رہا تھا جب کہ ہم دجلہ کے کثیر پانی میں تھے تو گھوڑ سوار ٹھہر جاتا اور پانی گھوڑے کی تنگ تک نہیں پہنچتا تھا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حبیب بن صہبان ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا جب مسلمانوں نے مدائن کے دن دجلہ کو عبور کیا تو اہل فارس نے کہا یہ لوگ جن ہیں انسان نہیں ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''الزھد'' میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر سلیمان بن مغیرہ ﷜ سے انہوں نے حمید ﷜ سے روایت کی کہ ''ابومسلم خولانی ﷜ دجلہ کی طرف اس حال میں آئے کہ دریا لکڑی کو اپنی تیزی اور بڑھاؤ سے پھینکتا تھا تو وہ پانی پر چلے۔'' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح روایت کی کہ وہ پانی پر کھڑے ہو گئے اور اس پر انہوں نے اللہ ﷻ کی حمد وثنا کی اور انہوں نے بنی اسرائیل کا دریا میں چلنے کا ذکر کیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے گھوڑے کو جھڑکا اور وہ ان کو لے کر چل دیا اور مسلمان ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ اسے عبور کر لیا پھر انہوں نے اپنے رفقاء کی طرف متوجہ ہو کر کہا کیا کوئی چیز تمہارے سامان میں سے گم تو نہیں ہوئی تاکہ میں اللہ ﷻ سے اس کی واپسی کی دعا کروں اور وہ واپس کر دے۔

ابویعلی و بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے ابوالسفر ﷜ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید ﷜ گئے تو لوگوں نے ان سے کہا آپ زہر سے ڈرتے رہیں کہ عجمی لوگ آپ کو نہ پلا دیں۔ انہوں نے کہا کہ تم زہر کو میرے پاس لاؤ پھر انہوں نے زہر کو ہاتھ میں لیا اور اسے بسم اللہ پڑھ کر پی گئے اور زہر نے انہیں کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو کئی اور سندوں سے نقل کیا ہے اور کہا کہ یہ زہر ایک لحہ میں ہلاک کرنے والا تھا۔

نیز انہوں نے کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا حضرت خالد بن ولید ﷜ حضرت ابوبکر صدیق ﷜ کے زمانہ خلافت میں جب حیرہ پہنچے تو لوگوں نے ان کے پاس عبدالمسیح کو بھیجا اس کے ساتھ ایک لحہ میں ہلاک کرنے والا زہر تھا تو حضرت خالد ﷜ نے اس سے کہا لاؤ کہاں ہے وہ زہر؟ پھر انہوں نے زہر کو ہتھیلی پر رکھا اور پڑھا ''بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ'' پھر اسے پی لیا اس کے بعد عبدالمسیح اپنی قوم

کی طرف گیا اور ان سے کہا اے لوگو! انہوں نے وہ زہر ہلاہل پی لیا ہے اور اس نے ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا لہٰذا ان سے صلح کر لو۔ یہ کام اس کے لئے کیا گیا۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح خثیمہ ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید ﷺ کے پاس ایک آدمی شراب کا مشکیزہ لے کر آیا تو انہوں نے دعا کی اے خدا! اسے شہد بنا دے تو وہ شہد ہو گیا۔ ایک روایت میں دوسری سند سے یہ ہے کہ حضرت خالد ﷺ کے پاس ایک آدمی شراب کا مشکیزہ لے کر آیا۔ حضرت خالد ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا سرکہ ہے انہوں نے کہا اللہ ﷻ اسے سرکہ بنا دے گا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو وہ سرکہ تھا حالانکہ وہ شخص شراب لایا تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محارب بن وثار ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ کسی نے حضرت خالد ﷺ سے کہا کہ آپ کے لشکر میں کچھ لوگ شراب پیتے ہیں تو انہوں نے لشکر میں گشت کیا اور ایک شخص کے پاس شراب کی چھاگل دیکھی۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا سرکہ ہے حضرت خالد ﷺ نے دعا کی کہ اے خدا اسے سرکہ بنا دے۔ جب اس شخص نے کھولا تو وہ سرکہ تھا اس پر اس نے کہا یہ حضرت خالد ﷺ کی دعا کا اثر ہے۔

بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے بسند ضعیف ابن عمر ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عمر ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ کو عراق کی طرف بھیجا اور وہ اس طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب حلوان پہنچے تو نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ حضرت سعد ﷺ نے اپنے موذن کو اذان کا حکم دیا اور انہوں نے اذان شروع کی جب انہوں نے ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہا تو کسی نے پہاڑ پر سے جواب دیا ''کَبَّرْتَ یَا نَضْلَۃُ کَبِیْرًا'' پھر انہوں نے کہا ''اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' تو پہاڑ سے جواب آیا ''کَلِمَۃُ الْاِخْلَاصِ'' پھر انہوں نے کہا ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' پہاڑ سے جواب آیا ''بُعِثَ النَّبِیُّ'' پھر انہوں نے کہا ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ'' پہاڑ سے جواب آیا ''کَلِمَۃٌ مَقْبُوْلَۃٌ'' پھر کہا ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ'' پہاڑ سے جواب آیا ''اَلْبَقَاءُ لِاُمَّۃِ اَحْمَدَ'' پھر کہا ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' جواب آیا ''کَبَّرْتَ کَبِیْرًا'' پھر کہا ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' پہاڑ سے جواب دیا ''کَلِمَۃُ حَقٍّ حَرَّمْتُ عَلَی النَّارِ''

اس وقت نضلہ ﷺ نے اسے آواز دی اے شخص میں نے تیرا کلام سنا اب ہمیں اپنا چہرہ دکھا تو پہاڑ شق ہوا اور مرد سفید سر اور سفید ریش نکلا۔ اس کا سر چکی کی مانند تھا۔ نے اس سے پوچھا اے شخص تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ذو یب ہوں اور عبد صالح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نصیحت یافتہ۔ انہوں نے میری درازی عمر کی دعا کی اور مجھے اس پہاڑ میں ان کے آسمان سے نازل ہونے تک

ٹھہرنے کا حکم دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کہاں ہیں؟ ہم نے کہا وہ تو رحلت فرما چکے ہیں۔ یہ سن کر وہ بہت دیر تک رویا پھر اس نے پوچھا تم میں سے ان کی جگہ کون قائم ہوا ہے۔ ہم نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

اس نے پوچھا وہ کہاں ہیں۔ وہ بھی رحلت کر چکے ہیں اس نے پوچھا تم میں ان کے بعد کون قائم ہوا ہے ہم نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ اس نے کہا تم ان سے کہنا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ! استقامت اور قربت رکھیں کیونکہ امر قریب آ پہنچا ہے۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیجا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو خط لکھا تم نے سچ لکھا ہے بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا اس پہاڑ میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا وصی ہے۔ اس حدیث کی متعدد سندیں ہیں جن کو میں نے ''النکت علی الموضوعات'' میں بیان کیا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حارث بن عبداللہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جب یرموک میں اترے تو ان کے پاس رومی لشکر کے سردار نے اپنے بڑوں سے ایک شخص کو بھیجا جس کا نام جرجیر تھا اس نے کہا کہ میں آپ کی طرف ماہان کا قاصد ہوں وہ شاہ روم کا شام پر حاکم ہے۔ اس نے آپ سے کہلوایا ہے کہ میری طرف کسی مرد عاقل کو بھیجئے تاکہ ہم اس سے پوچھیں کہ آپ کا ارادہ کیا ہے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اس کی طرف جاؤ وہ وقت غروب آفتاب کا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کل صبح میں اس کی طرف جاؤں گا۔ اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا اور مسلمان نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ وہ رومی سردار مسلمانوں کو نماز پڑھتا اور دعا مانگتا دیکھتا رہا اور اپنے سردار کی طرف لوٹ کر نہ گیا۔ اس کے بعد اس نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

آپ حضرات اس دنیا میں کب داخل ہوئے ہیں اور کب آپ کو اس کی دعوت دی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا تقریباً بیس سال گزرے ہیں ہم میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد اسلام لائے ہیں اور کچھ وہ لوگ ہیں جو آپ کے بعد اسلام لائے ہیں۔ رومی شخص نے پوچھا کیا تمہارے رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ ان کے بعد کوئی رسول اللہ ﷺ آئے گا؟ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ ہمیں اس کی خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ نے خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے اپنی قوم کو آپ کی تشریف آوری کی بشارت دی ہے۔ اس رومی شخص نے کہا میں اس بشارت کے گواہوں میں سے ہوں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں بشارت دی ہے کہ ایک نبی ناقہ سوار ہوگا اور میرا گمان یہی ہے کہ وہ نبی

تمہارے آقا ہی ہیں۔ پھر اس رومی نے کہا کہ مجھے خبر دیجئے کہ تمہارے آقا نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا خبریں دی ہیں۔ اس بارے میں تم لوگوں کا کیا نظریہ ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ عزوجل کا ارشاد ہے "اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی عِندَاللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِن تُرَابٍ" (پ۳ آل عمران ۵) عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا (ترجمہ کنزالایمان) اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "یَا اَھلَ الکِتَابِ لَا تَغلُوا فِی دِینِکُم" (پ۶ النساء ۱۷۱) اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو (ترجمہ کنزالایمان) ترجمان نے ان آیات الٰہی کی تفسیر رومی زبان میں بیان کی۔ یہ سن کر اس رومی شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی یہی صفت ہے وہ روح اللہ ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے نبی صادق ہیں اور وہ نبی وہی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں دی ہے پھر وہ مسلمان ہو گیا۔

ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ ہوا۔ اور میں ان کا امیر تھا یہاں تک کہ ہم اسکندریہ اترے۔ عظمائے اسکندریہ میں سے ایک شخص نے کہا میرے پاس کسی کو بھیجو تا کہ میں اس سے گفتگو کروں۔ تو میں اس کے پاس پہنچا اور میں نے کہا ہم عرب ہیں اور ہم بیت اللہ کے رہنے والے ہیں۔ ہم لوگوں میں بہت تنگ حال تھے۔ ہماری زندگیاں بڑی عسرت میں تھیں اور ہم مردار اور خون کھاتے تھے اور ہم ایک دوسرے کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم میں سے ایک شخص کا ظہور ہوا جو حال میں ہم سے بہتر نہ تھے۔ اس نے کہا میں تمہاری طرف اللہ عزوجل کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور اس نے ہمیں ایسی چیزوں کا حکم دیا جسے ہم جانتے تک نہ تھے اور ہمیں ان چیزوں سے منع فرمایا جن پر ہم تھے اور ہمارے ماں باپ تھے۔ اس پر ہم نے ان کو برا کہا اور ہم نے ان کو جھٹلایا اور ان کی بات ان پر رد کردی۔ یہاں تک کہ ان کے پاس ہمارے سوا ایک اور قوم آئی اور انہوں نے کہا ہم آپ کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کا اتباع قبول کرتے ہیں اور ہم اس سے لڑیں گے جو آپ سے لڑے گا پھر اس نے ان کی طرف خروج کیا اور ہم نے ان سے جنگ کی اور وہ ہم پر غالب آئے اور ہم مغلوب ہو گئے۔

اس پر عظیم اسکندریہ نے کہا بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا بلاشبہ ہمارے رسول علیہ السلام ہمارے پاس اس کی مثل لے کر آئے جس کو تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لائے اور ہم اس پر عمل کرتے تھے یہاں تک کہ ہمارے درمیان دو گروہ پیدا ہو گئے اور وہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے اور انہوں نے انبیاء کے حکموں کو چھوڑ دیا۔ بلاشبہ تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کو تھام لیا ہے۔ تم سے جو

کوئی جنگ کرے گا تم اس پر ضرور غالب آؤ گے اور تم پر جو بھی حملہ کرے گا تم اس پر ضرور غالب رہو گے اور جب تم نے وہ عمل کیے جو خواہشوں کی پیروی کرنے والوں نے عمل کیے تو تم لوگ نہ ہم سے گنتی میں زیادہ ہو گے اور نہ قوت میں ہم سے شدید ہو گے۔

بخاری و بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب قحط سالی ہوئی تو وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کہتے تھے ''اَللّٰھُمَّ نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ الْیَوْمَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا'' تو بارش ہو جاتی تھی۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ عام الرمادہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگی اور کہا ''اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَمُّ نَبِیِّکَ نَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِهٖ فَاسْقِنَا'' زیادہ دیر نہ گزری کہ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو سیراب کر دیا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! رسول اللہ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس مرتبہ میں دیکھتے تھے جس طرح بیٹا اپنے باپ کو دیکھتا ہے۔ حضور ﷺ ان کی تعظیم و توقیر فرماتے اور تقسیم میں حسن سلوک فرماتے تھے لہٰذا تم لوگ رسول اللہ ﷺ کی آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیروی کرو اور ان کو بارگاہ الٰہی میں اس چیز میں جو حادثہ تمہیں پیش آئے وسیلہ بناؤ۔

ابن سعد و بیہقی رحمہما اللہ نے ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے وہ ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کی زمین کے نگران تھے۔ انہوں نے کہا تمہاری زمین پیاسی ہے یہ سن کر ثابت بنانی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور دعا کی اسی وقت ابر اُمڈ کر آیا اور اس کی زمین کو ڈھانپ لیا اور اتنی بارش ہوئی کہ تمام گڑھے اور نالے بھر گئے۔ یہ گرمی کا موسم تھا پھر انہوں نے گھر کے کسی آدمی کو زمین دیکھنے کے لئے بھیجا کہ دیکھیں بارش کہاں تک ہوئی ہے تو اس نے دیکھا کہ اس بارش نے ان کی زمین سے تجاوز نہیں کیا ہے۔

نیز اسے ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ثمامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی روایت کی ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے نافع مولائے ابن عمر اور زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے کھڑے فرمایا ''یَا سَارِیَةُ بْنُ زَنِیْمٍ الْجَبَلَ ظَلَمَ مَنِ اسْتَرْعَی الذِّئْبَ الْغَنَمَ'' اے ساریہ بن زنیم پہاڑ کی پناہ لو۔ وہ شخص ظالم ہے جس نے بکریوں کو بھیڑیئے سے چرواہا۔ اس کے بعد خطبہ دیتے رہے۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے نہیں جانا کہ انہوں نے کیا کہا ہے۔ یہاں تک کہ جب ساریہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا اے امیر المومنین! ہم دشمنوں کے نرغے میں تھے، چونکہ ہم زمین

کے نشیب میں تھے اور وہ لوگ بلند قلعے میں تھے۔ میں نے جمعہ کے دن خطبہ کے وقت ایک پکار ایسی ایسی سنی اور یہ وہی وقت تھا جس وقت کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پکارا تھا کہ اے ساریہ پہاڑ کی پناہ لو۔ یہ پکار سن کر میں نے اپنے رفقاء کے ساتھ پہاڑ کی پناہ لے لی تو زیادہ دیر نہ گزری کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرما دی۔ کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا یہ کیسی بات تھی! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ساریہ کو کوئی القاء نہیں کیا مگر وہ بات میری زبان پر جاری ہو گئی۔

باوردی اور ابن سکن رحمہما اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے جہجاہ غفاری ان کے پاس آیا اور ان سے عصا لے کر اسے توڑ ڈالا تو جہجاہ پر سال نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ میں آکلہ بھیج دیا اور وہ اس سے مر گیا۔

ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق فلیح بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ ان کے چچا سے انہوں نے ان کے باپ سے اور ان کے چچا سے روایت کی۔ دونوں نے کہا کہ ہم دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف جہجاہ غفاری آیا اور اس نے ان کے ہاتھ سے عصا لے کر اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا لوگ اس پر چلائے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے گھٹنے میں مرض کیا اور پھر ایک سال بھی نہیں گزرا کہ وہ غفاری مر گیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے نافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے اچانک جہجاہ غفاری اٹھ کر ان کی طرف آیا اور ان کے ہاتھ سے عصا لے کر اسے اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا تو اس کے گھٹنے میں آکلہ پیدا ہو گیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ ایک لشکر پر امیر تھے جب وہ دشمن کے مقابل ہوئے تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا جب کوئی مجتمع ہو کر دعا مانگی جاتی ہے اور لوگ آمین آمین کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو ضرور قبول فرماتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور یہ دعا مانگی ''اَللّٰهُمَّ احْقَنْ وَمَآءَنَا وَاجْعَلْ اُجُوْرَنَا اُجُوْرَ الشُّهَدَاءِ'' اسی اثنا میں کہ وہ مقابلے میں تھے اچانک دشمن کا سردار اترا اور وہ حبیب رحمۃ اللہ علیہ کے خیمے میں داخل ہو گیا۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حبیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انہوں نے ایک دن قلعہ پر حملہ کیا اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کا نعرہ لگایا اور مسلمانوں نے بھی یہی نعرہ لگایا تو قلعہ پھٹ گیا۔

حضرت ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ایک جہاد میں

گئے اور کشتی میں سوار ہوئے وہ دریا میں ہی فوت ہو گئے اور مسلمانوں کو کوئی ایسا جزیرہ نہ ملا جہاں انہیں دفن کرتے مگر سات دن کے بعد جزیرہ ملا۔ اس عرصہ میں ان کا جسد کچھ بھی متغیر نہ ہوا اور ان کو اس جگہ دفن کر دیا گیا۔

ابن الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے بطریق لیث رحمۃ اللہ علیہ' ابن عجلان ﷺ سے روایت کی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ نے بنی عذرہ کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ ایک دن وہ اس کے پاس آئے تو بستر پر سانپ کو دیکھا۔ اس عورت نے کہا اسے آپ دیکھ رہے ہیں جب سے کہ میں اپنے گھر تھی یہ میرا پیچھا کر رہا ہے۔ حضرت سعد ﷺ نے اس سانپ سے کہا خبردار ہو کر سن لے یہ میری بیوی ہے میں نے اس سے مالی مہر کے عوض نکاح کیا ہے اور اللہ ﷻ نے اسے میرے لئے حلال کیا ہے اور تیرے لئے اس میں سے کچھ حلال نہیں کیا ہے لہٰذا تو چلا جا اب اگر تو پھر آیا تو میں تجھے مار ڈالوں گا تو وہ سانپ رینگنے لگا یہاں تک کہ گھر کے دروازے کے باہر نکل گیا اس کے بعد وہ پھر نہ آیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عائشہ بنت انس بن مالک رضی اللہ عنہا ان کی والدہ نے ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں دوپہر کا قیلولہ کر رہی تھی اور میں نے اوپر لحاف ڈال رکھا تھا۔ اچانک ایک اسود (سانپ) میرے پاس آیا اور وہ مجھ سے لپٹنے لگا اسی اثنا میں کہ وہ مجھ سے لپٹ رہا تھا زرد ورقوں کا ایک صحیفہ میرے روبرو آسمان سے اترا یہاں تک کہ وہ میرے قریب آ گرا۔ میں نے اسے کھول کر پڑھا تو اس میں لکھا دیکھا "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ رَّبِّ لُكَيْنٍ اِلٰى لُكَيْنٍ اَمَّا بَعْدُ فَدَعْ اُمَّتِيْ بِنْتَ عَبْدِيْ الصَّالِحِ فَاِنِّيْ لَمْ اَجْعَلْ لَكَ عَلَيْهِمَا سَبِيْلًا" انہوں نے کہا پھر اس اسود (سانپ) نے میری چٹکی لی اور کہا تم اسی کے لائق ہو تو اس چٹکی کا نشان ان کے جسم میں برابر رہا۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے دوسری سند کے ساتھ انس بن مالک ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ عفرا کی بیٹی اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی انہیں شعور نہ ہوا کہ ایک زنجی کود کر ان کے سینہ پر جا بیٹھا اور اپنا ہاتھ ان کی گردن پر رکھ دیا۔ اچانک زرد رنگ کا صحیفہ زمین و آسمان کے درمیان سے اتراء بنت عفراء رضی اللہ عنہا نے کہا یہاں تک کہ وہ صحیفہ میرے سینہ پر آ گرا اور اسے زنجی نے لے لیا' پھر اس نے پڑھا تو لکھا تھا "مِنْ رَّبِّ لُكَيْنٍ اِلٰى لُكَيْنٍ اِجْتَنِبْ اِبْنَةَ الْعَبْدِ الصَّالِحِ فَاِنَّهُ لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهِمَا" اور وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ میرے حلق سے کھینچ لیا اور میرے گھٹنے پر اپنا ہاتھ مارا اور جگہ سیاہ ہو گئی حتیٰ کہ وہ بکری کے سر کی مانند ہو گیا۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے یحیٰی بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا جب عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت آیا تو ان کے پاس تابعین میں سے بکثرت لوگ جمع ہو گئے جن میں عروہ اور قاسم رحمہما اللہ بھی تھے اچانک انہوں نے چھت سے ایک آواز سنی دیکھا تو وہ کالا اژدھا تھا اور وہ گرا گویا کہ کھجور کا بڑا تنہ ہے وہ اٹھ کر ان کی طرف آیا اچانک ایک سفید ورق گرا جس میں لکھا تھا "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. رَبِّ کَعْبٍ اِلٰی کَعْبٍ لَیْسَ لَکَ عَلٰی بَنَاتِ الصَّالِحِیْنَ سَبِیْلٌ" جب اس نے اس صحیفہ کی طرف نظر کی تو وہ بلند ہوا یہاں تک کہ وہ جہاں سے اترا تھا وہیں چلا گیا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے طلق رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور وہ زمزم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک سانپ سامنے آیا اور اس نے کعبہ کے گرد سات چکر لگائے پھر وہ مقام ابراہیم علیہ السلام پر آیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف کہلوایا کہ اللہ عزوجل نے تیری عبادت کو پورا کر دیا اور ہمیں بھی یہی سزاوار ہے کہ عبادت کریں۔ ہوشیار رہو۔ ہمیں تمہارے اوپر لوگوں کی طرف سے خطرہ ہے کہ کہیں وہ تمہیں گزند نہ پہنچائیں پھر وہ کوہان کی مانند آسمان کی طرف اٹھ گیا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عمرو رضی اللہ عنہ مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک کوڑیالہ سانپ نمودار ہوا۔ اس نے آ کر خانہ کعبہ کے سات چکر لگائے پھر وہ مقام ابراہیم علیہ السلام پر آیا گویا کہ اس نے نماز پڑھی' پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو رضی اللہ عنہ آئے اور اس کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا اے شخص! شاید کہ تم نے اپنی عبادت ختم کر لی ہے اور میں اپنے شہر کے کم عقلوں کی طرف سے تجھ پر بے خوف نہیں ہوں پھر وہ لپٹا اور آسمان میں چلا گیا۔

وہ دائمی نشانیاں جو عہد نبوی ﷺ سے تادمِ تحریر موجود ہیں

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی کا حج مقبول ہوتا ہے اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں۔

ابونعیم و بیہقی رحمہما اللہ نے "سنن" میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے رمی جمار کی کنکریوں کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا جو کنکریاں اس سے مقبول ہوتی ہیں وہ اٹھالی جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم وہاں پہاڑ کی مانند یقیناً کنکریاں پڑی دیکھتے۔

ابونعیم اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''سنن'' میں ابن عباس ﷺ سے روایت کی ان سے کسی نے رمی جمار کی کنکریوں کی بابت دریافت کیا کہ وہ ویسی ہیں جیسے کہ آپ نے دیکھا ہے؟ اس پر انہوں نے فرمایا جو کنکری مقبول ہوتی ہے اسے اُٹھا لیا جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یقیناً کوہ شبیر کی مانند ہو جاتیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سنن'' ابن عباس ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے ہر کنکری کے ساتھ فرشتہ مقرر کیا ہے جو کنکری مقبول ہوتی ہے وہ اٹھالی جاتی ہے اور جو کنکری نامقبول ہوتی ہے وہ پڑی رہ جاتی ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ نشانی ظاہر و بین ہے جو ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کی گواہی دیتی ہے کہ آپ کی شریعت نے حج بیت اللہ کو واجب فرمایا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ فِيْ كُلِّ طَرْفَةِ عَيْنٍ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى.

تمام شد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّةُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ'' ترجمہ کتاب مستطاب ''الخصائص الکبریٰ'' جلد دوم المسمی بہ ''النعمۃ العظمی'' آج مورخہ ۱۷ صفر المظفر ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۶ مئی ۱۹۶۸ء بروز پنجشنبہ تمام ہوا۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ.

غلام معین الدین نعیمی
۱۷ صفر المظفر ۱۳۸۸ھ
بمطابق
۱۶ مئی ۱۹۶۸ء